إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله

درة الدرانی

علی

ردة القادیانی

یعنی

مرزا غلام احمد مسیح قادیانی کے اُن اعتقادات فاسدہ اور الہامات کاسدہ پر محاکمہ اور اُنکی اصلاح
جو اُنھون نے عیسیٰ نبی اللہ کے متعلق اپنی کتابون مین لکھے

مصنفہ

عالم نبیل مولوی محمد حیدر اللہ خان صاحب درّانی المجددی النقشبندی

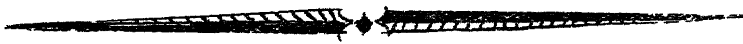
سنہ ۱۳۱۸ھ

[illegible] في المطبع الهاشمي الواقع [illegible] کا چھپا

فہرست مضامین کتاب درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی

مقدمہ پنجم

مقدمہ ششم



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

یہہ فطرتی قانون ہے کہ ہر شخص کو اوس کی فطرتی طینت اور جبلّی استعداد کے مقتضا[1] کی مطابق جذبات وارادات مین مدد پہونچانیسے تائید ایزدی کبھی بخل نہین کرتی۔ شیطان نی مہلت مانگی اور اوسکو عطا کی گئی اور اسی فطرتی طینت اور جذبات کی بدولت ہی کہ مسیلمہ کذّاب نے ہماری نبی الانبیاء محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمواجہ اور بالمقابلہ [نبو]ت کا دعوی کیا اور لاکھون اوس کے اُمتی ہوگئے۔ اور ۲۷۸ھ مین حمدان بن قرمط[2] نے اپنے کو کلمۃ اللہ الموعود ومہدی اور امام منتظر ہونا بتایا اور دعوی کیا کہ اسی کی نسبت حضرت رسالت نے بشارت فرمائی ہے اور اوسی مین کلمہ حضرت مسیح انتقال بروزی کر آیا ہے۔ چنانچہ ہزارون بلکہ لاکھون اوس کے مطیع بن گئے۔ حتّے کہ وہ اپنے تابعین کے ساتھ مصر اور شام پر قابض ہوکر ایک سلطنت کا مالک بنگیا اور بالآخر اوسنے کعبۃ اللہ کو تاراج کیا اور خلیفہ جوہر قائد کے ہاتھون مارا گیا اور مہدی سوڈان ایک وسیع سلطنت کا مالک اسی فطرتی جذبہ کی بدولت ہوگیا جس کے مقابلہ حال مین مصری فوج کو کسقدر تکالیف کا سامنا ہوا اور اسی کے لگ بھگ

---

[1] پس خیر اور شر کا افاضہ ہر شخص کی خود اپنی ہی فطرت اور استعداد کا مقتضا ہے۔ جیسے آفتاب کی ضیا تو یکسان کپڑے اور دہوبی پر پڑتی ہے لیکن یہہ ان کی اپنی ہی استعداد کا مقتضا ہے کہ اس ضیا کی افاضہ سے جو سراسر خیر ہے کپڑا تو سفیدی حاصل کرتا ہی اور کپڑا دھونے والا دھوبی سیاہی بدن کا استفاضہ کرتا ہے۔ ۱۲

[2] دیکھو زرقانی جلد (۵) صفحہ ۲۹۱ کہ اس شخص نے ۲۷۸ھ مین کوفہ کے اطراف مین خروج کیا اور ۳۱۷ھ مین المقتدر کی خلافت کے زمانہ مین بروز ترویہ اسنے کعبۃ اللہ پر حملہ کیا اور کعبہ کے دروازہ کو اُکھاڑ کر لیگیا۔ آخر خلیفہ جوہر القاید کی ہاتھہ سی مارا گیا۔ چھیاسٹھ برس تک اس شخص کا فتنہ قایم رہا اور اونہون نے قرآن کی تحریف اور تاویلات بعیدہ کرنی شروع کردین۔ آہ۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی کا فطرتی جذبہ تھا کہ وہی ایک مجدد دین ماحی کفر اور مرسل من اللہ ہے کہ جسکے اتباع

لہ مورخ ملطبرون جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد معربہ رفاعہ بگ ناظر مدرسۃ الالسن مین لکھتا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب کے متعلق تمام عرب مین اور علی الخصوص یمن مین یہہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چرواہا تھا اوسنے خواب مین دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اوس کے بدن سے جدا ہوکر زمین مین پہیل گیا ہے اور جو اوس کے سامنے آتا ہے اوسکو جلا دیتا ہے۔ یہہ خواب اوسنے معبرین کے سامنے بیان کیا جو ایسے خوابون کی تعبیر جانتے تھے۔ اونہون نے اس خواب کی یہہ تعبیر دی کہ اوس کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پاویگا۔ آخرکار اس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن عبد الوہاب کے وجود سے ہوگیا جو ۱۱۱۱ھ مین متولد ہوا اور بعد از ہزار خرابی ۱۲۰۶ھ مین فوت ہوگیا یعنی اوسنے چھیانوے[۹۶] سال کی عمر پائی اور ابتدا اوسنے شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا۔ لیکن یہہ ہر دو بزرگ اپنے نور فراست سے کہا کرتے تھے کہ یہہ (محمد بن عبد الوہاب) ملحد ہوگا اور بظاہر اس کا شغل بہی اسی قسم کا تہا کہ اکثر مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا جنہون نے اسکے قبل نبوت کا دعوی کیا۔ اور خدا کی قدرت ہے کہ اوس کو پورے طور سے کبہی علم و فن مین دستگاہ نہوئی اور اسیواسطے علماء وقت کی رد و قدح نے اوسکو جواب دینے کی قدرت ندی۔ جبکہ ۱۱۴۳ھ مین اوسنے علماء مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا ملطبرون لکھتا ہے کہ یہہ شخص بوجہ اپنے دادا کے خواب کے لوگون کی نظر مین محترم رہا اور اپنے عقاید کے ظاہر کرنے سے اول اسنے اپنے کو قریش اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ گو مین نبی نہین ہون تاہم بہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی مثل محمد ہے گویا آنحضرت کے ہمنام ہونیکا شرف رکہتا ہی۔ پہلے اسنے چند اصول مرتب کئے کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہی نہ اون فروعات کی جو اوس سے مستنبط ہین اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہے لیکن اون کی مدح اور تعظیم کرنا لائق نہین کیونکہ مدح و تعظیم صرف خدای قدیم کے لئے شایان ہے لہذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہی اور چونکہ لوگون کا ایسا شرک کرنا اللہ تعالی کو پسند نہ آیا لہذا اوسنے مجہے اپنی طرف سے بہیجا ہے تاکہ مین انکو سیدہے راستے کی طرف راہ نمائی کرون۔ پس جو کوئی مجہے قبول کریگا وہ دوستون مین سے ہے اور جو کوئی میرا حکم نہ مانیگا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اوس کا قتل بلا شبہہ واجب ہے۔

پہر مورخ ملطبرون لکھتا ہے کہ یہہ عقیدہ محمد بن عبد الوہاب نے پہلے پہل پوشیدہ پوشیدہ ظاہر کیا اور چند لوگ اوس کے معتقد ہوگئے اور پہر ملک شام کی طرف چلا گیا لیکن وہان اوس کی کچہہ نہ بن آئی اور آخرکار تین برس کے بعد بلاد عرب کی طرف واپس آیا اور مدینہ منورہ مین ۱۱۴۳ھ مین گیا لیکن وہان کے علماء نے اوس وقت اُس کی خوب خبر لی۔ بالآخر ۱۱۵۰ھ مین نجد کے اطراف بدوی لوگون مین اس کا فسون اثر کرگیا اور اسی اثنا مین ایک شخص ابن سعود نے باسم محمد جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور پرزادہ تہا اور جسکے عرب کی کئی قبایل اوسکے خاندانی مرید اور مطیع تہے اوسنے اپنی ایک مخفی آرزو کے لالچ سے کہ اوس کی حکومت علانیہ بصورت ریاست کسی طرح سے بڑہے اور اوسنے اوس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان کا جادو چل جائیگا اور اوس کے مذہب کی تائید سے اسکا دلی ارادہ پورا ہو نکلیگا اوسنے محمد بن عبد الوہاب کا مذہب قبول کرلیا (دیکہو حاشیہ صفحہ آیندہ)

کے سوا جملہ مشرک ہین اور اوسنے اپنے مُریدین کے ساتھ نشو و نما پاکر ایک فوج کثیر کے ساتھ خاص خانہ

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۲) اور اوس کے سارے قریبا باپ بہی اوس کے ساتھ ہو لئے اور اوسنے مذہب وہابیہ کو اعتقاد تقویت دی
کہ اطراف واکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اوس کے مُطیع ہو گئے حتے کہ ایک ریاست کی صورت نمایان ہو گئی اور محمد ابن عبد الوہاب
اون کا امام قرار پایا اور ابن سعود اوس کے لشکر کا سپہ سالار مُقرر ہوا اور مدینہ درعیہ اونہون نے اپنا دار السلطنت مُعین کیا اور
رفتہ رفتہ ایک لاکہہ بیس ہزار کی فوج باقاعدہ مُرتب کر کے اپنے ملک و دولت کی توسیع مین ساعی ہوا۔ مگر حیات نے وفا نکی اور وہ
اپنے ارادون مین کامیاب بحال نہوا حتے کہ ابن سعود کا بیٹا عبد العزیز اوس کا جانشین ہوا جو کہ شجاعت اور ہمت مین اپنے باپ سے
بڑہکر نکلا اور محمد ابن عبد الوہاب کے اعتقاد اور قواعد کے مُطابق دعوت دین وہابیہ بزور شمشیر شروع کر دی۔ پس جب کہ عرب کے کسی قبیلہ
کو اپنا مُطیع بنانا چاہتا تو اولاً کسی ایک کو اوس کی تفہیم کے لئے بہیجتا تا کہ وہ اوسکے اعتقاد کے مُطابق تفسیر تاویل قرآن کو
مانے۔ پس اگر وہ اوس کا اعتقاد قبول کر لیتا تو اوسکو امن دیدیتا ورنہ اوس کی بیخ و بُنیاد اوکہیڑ کر اوس کے تمام اموال و مویشی
غارت کر لیتا لیکن بچون اور عورتون کا تعرض نہین کرتا تہا اور بعض قبیلون سے ہر قسم کے اموال اور نقود مین سے عشر لیتا۔ چنانچہ
رفتہ رفتہ وہابیہ کی طاقت بحر احمر اور بحر فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اطراف واکناف تک پہیل گئی حتے کہ عبد العزیز
ابن سعود کے مرنیکے بعد بتاریخ ۸ محرم ۱۲۱۸ھ سعود ابن عبد العزیز ایک لشکر کثیر کے ساتھ کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبہ
مین خونریزی کی جسکی شان بقول قرآن ہے کہ من دخلہ کان امنا۔ لیکن اسنے امن کو غیر امن بنا دیا اور حدود
حرم جس میں جنگلی جیبڑیا بہی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب بحرد داخل ہونیکے چہوڑ دیتا ہے اس وہابی بہیڑیئے کے
پنجہ سے حرم حل ہو گیا اور چارون مُصلے جلا دئے گئے اور قُبے گرا دئے گئے اور اون مین بول و براز کر کے تحقیر کی گئی اور اسی
مُحرم کے پہلے ہفتہ مین اوس نے ایک رسالہ ابن عبد الوہاب کا اہل مکہ کیطرف بطور حجت و دعوت بہیجا جس کی اصل عبارت کا ایک جملہ
نقل کیا جاتا ہے تا کہ اوس کے دیکہنے سے مشتے نمونہ خروارے عبرت کا باعث ہو۔ چنانچہ لکہا کہ " فمن اعتقد انہ اذا ذکر اسم
نبی فیطلع ھو علیہ صار مشرکا وھذا الاعتقاد شرک سواء کان مع نبی او ولی او ملک او جنی او صنم او وثن او سواء
کان یعتقد حصولہ بذاتہ او باعلام اللہ تعالی بای طریق کان یصیر مشرکا۔ کمن اعتقد النبی وغیرہ ولیہ وشفیعہ فھو وابو جہل
فی الشرک سواء۔ اما السابقون فاللات والسواع والعزی اما اللاحقون فمحمد وعلی وعبد القادر۔ ومن یقل فی
حاجتہ یا اللہ وقال یا محمد او ان اعتقد عند غیر متصرف فی الکل صار مشرکا وکفا فی ذلک شیخنا تقی الدین ابن تیمیہ
فقد ثبت ان السفر الی قبر محمد ومشاھدہ ومساجد وآثارہ وقبر ای نبی او ولی وسائرہا کان شرکا اکبر یعنی جو
کوئی یہہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اوسپر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یہہ اعتقاد کسی نبی کے ساتھ ہو
ولی یا فرشتہ یا جن بہوت یا صنم یا بت کے ساتھ ہو پھر خواہ یہہ اعتقاد کرے کہ اسکا علم اوس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ تعالی
کے اعلام سے۔ الغرض جس طریق سے یہہ اعتقاد ہو اوس سے مشرک ہو جاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد
کرتا ہے تو وہ اور ابو جہل دونون شرک مین برابر ہین پہلے بُت لات اور سواع ا[illegible] لیکن پچہلے بُت (دیکہو حاشیہ صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۳) محمد اور علی اور عبدالقادر ہیں۔ جو شخص اپنی حاجت کیوقت یا اللہ نہیں کہتا اور یا محمد کہتا ہی اور اگرچہ اوس کو ایک بندۂ عاجز سب باتون میں اعتقاد کرتا ہے تو بھی مشرک ہو جاتا ہے اور تجب اس باب میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے فرشتون کی طرف سفر کرکے جانا شرک اکبر ہے۔

پس مکہ کو غارت کرکے اوسنے سنہ ۱۲۲۰ء میں مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارک کو توڑ کر خزائن بیشمار لیگیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹون پر لاد کر لیگیا۔ چنانچہ عبداللہ بن سعود بن عبدالعزیز نے جبکہ وہ محمد علی پاپشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کرکے لایا گیا تو اوس کے پاس سے ایک صندوق ملا جس میں سے تین سو لولوی آبدار کلان اور کئی دانے زمرد کلان کے نکلے اور اقرار کیا کہ یہہ صندوق بھی حجرہ نبویہ میں سے اوس کے والد سعود نے نکالا تھا۔ پس سعود نے فقط اسی غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ قبۂ مولد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر الصدیق اور علی ابن ابی طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہم کے قبّے بھی گرادئے۔ اس خیال سے کہ یہہ بھی اصنام ہیں اور روضۂ رسول کریم صلعم کے گنبد پر چڑہا جب گرانی لگا تو عجیب قدرت حق ظاہر ہوئی کہ سارے وہابی سرنگون گر کر مرے اور اوسی اثنا میں آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جسنے بہتون کو جلایا اور اسی طرح ایک اژدہا حضرت موسیٰؑ کے اژدہا کی طرح نکلا جسنے قوم فرعون کی طرح افواج وہابیہ کا تعاقب کیا اور اتنے میں بحکم سلطان معظم محمد علی پاپشا خدیو مصر مقرر ہوا۔ اور اوس کا بیٹا طوسون جس کے ساتھ سید احمد طحطاوی محشی دُرِّ مختار بھی مصر میں آئے تھے بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کی دروازہ پر وہابیہ کی بیخکنی کے لئے آپہونچا اوس وقت عثمان مضایفی سپہ سالار وہابیہ نے مدینہ کے دروازے بند کر لئے۔ لیکن طوسون نے زمین کے نیچے سے سرنگ لگائی اور اتفاق سے ایک حصہ دیوار کا گر گیا اور طوسون نے اندر گھسکر نجدیون پر قیامت برپا کردی اور مقید وہابیون کے کان کتر دئے گئے اور مدینہ منورہ سنہ ۱۲۲۷ میں وہابیون کے وجود سے پاک ہو گیا اور سنہ ۱۲۲۸ میں عثمان مضایفی بھی گرفتار ہو کر قسطنطنیہ میں قتل کیا گیا۔ لیکن ۱۲۲۹ میں سعود کے فوت ہونیکے ساتھ ہی اوس کا بیٹا عبداللہ بن سعود اوس کا جانشین ہوا اور آخرکار وہ بھی حروب کثیرہ کے بعد محمد علی پاپشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاپشا کی ہاتھون ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۳ میں مدینہ درعیہ پایۂ تخت وہابیان فتح ہو کر گرفتار ہوگیا اور بتاریخ ۱۹ محرم سنہ ۱۲۳۴ قسطنطنیہ میں باب ہمایون پر قتل کیا گیا اور وہابیون کی قوت اور دولت کا خاتمہ ہوا اور اس فرقہ کے لوگون کو پوری پوری سزائیں بطور تعزیر دی گئیں یعنی مقید کئے گئے اور ان کے کان کترے گئے اور امن و امان قایم ہوا اور پہر از سر نو مکہ اور مدینہ میں چارون مذہبون کے مصلّے قایم ہوئے اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہو گیا۔ وہابی نامہ میں ہے کہ عرب میں اس فرقہ کی اتنے طول میعاد ہونیکا باعث یہی ہے کہ ابتدا میں غفلت رہی اور مکہ اور مصر کے پاپشا جلد جلد فوت ہوتے رہے اور اون کی تغیر و تبدل سے انتظام ٹھیک نہوا اور یہہ فرقہ زور پکڑ گیا۔

مگر خدای تعالی کی عجیب قدرت ہے کہ اس [illegible] کا داعیہ ہند و پنجاب میں منتقل ہو گیا۔ گویا خدا کی غضب نے اس (دیکھو حاشیہ صفحہ آیندہ)

ٹھیر اکر منہدم کرنے لگا- لیکن خدا نے اوس فرقہ کو زیادہ مہلت ندی اور سوا سو برس کے اندر اوس کا خاتمہ خدیو مصر محمد علی پاشا کے ہاتھوں ہوگیا اور اون کا سب سے پچھلا امام یعنی عبد اللہ بن سعود ابراہیم پاشا کے ہاتھ سے درعیہ پایہ تخت نجد یان مین گرفتار ہوکر قسطنطنیہ مین قتل کیا گیا - پس یہی تجدید دین کی آڑ ہے جسکی اوٹ مین ایسے اشخاص اپنی کامرانی کو موقوف سمجھے - لیکن تعجب اس مین ہے کہ ہمارے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو درحقیقت اسی فرقہ نجدیہ کے ممتاز کہلاتے ہین کیون اونہون نے اپنے اسلاف کا وہ طریقہ دعوت اختیار کیا جو تاریخی شہادت کے ملاحظہ سے قابل نفرت اور مطعون اور مشتبہ دیکھا جاتا ہے - لیکن افسوس کہ وہ بھی بتقاضاء فطرت مجبور رہے اور بقول حضرت روم ؒ نے کہ ہر دم نغمہ آرائی کند * فی الحقیقت از دم نائی کند - اپنے نائی جناب حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی جو ایک مشہور غیر مقلد ہین اور جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تائید سے امت محمدیہ کے حنفاء اور دیگر امم کو اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے دعوت دی - گویا یہی دو ملایک تھے جن کے پرون پر ہاتھ رکھکر وہ بصورت مسیح موعود آسمانون سے اوترے اور انبیاء علیہم السلام کیطرح اپنے کو ملہم اور مورد وحی ربانی قرار دیکر باواز بلند پکار اوٹھے کہ "وہ خدا کی طرف سے نور اوترا ہے سوتم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو" براہین احمدیہ صفحہ ۵۶۲ - اور لکھا کہ "میرے پاس خدا کی گواہی ہے یعنی خداوند تعالی کا اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبرین بتلانا اور مختلف زبانون میں الہام

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۴) ملک مین ظہور کیا - چنانچہ پنجاب مین اس مذہب کی اشاعت مولوی عبد اللہ غزنوی کے وجود سے ہوئی - جو اسی مذہب کی بدولت غزنی سے بہت رسوائی کے ساتھ نکالا گیا اور اولاً بصورت درویشان حضرت کوٹھہ والے ایک بزرگ نقشبندی کی صحبت مین رہا مگر آخر کار وہان سے بھی اوس کو نکلنا پڑا اور حضرت اخوند صاحب کے فتوون اور مریدون سے ڈر کر امرتسر مین جا گزین ہوا اور وہابیت کا بیج بو دیا - غالباً اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو قادیانی صاحب نے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۱۸ مین اپنی الہامی تفسیر کے اثبات مین نقل کیا کہ عبد اللہ غزنوی کو ایک دفعہ الہام ہوا کہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق اور اس سے مراد اسکے اصلی معنی نہ تھے بلکہ یہ مراد تھی کہ مولوی صاحب کوہستان ریاست کابل سے پنجاب کے ملک مین زیر سلطنت برطانیہ آئین گے اور یہی مولوی غزنوی ہین جن کا ایک کشفی قول قادیانی صاحب نے اپنے دعوی کی صداقت کے لئے ازالۃ الاوہام کی جلد ثانی مین نقل کیا ہے پس پنجاب مین اس وقت تک جسقدر وہابی مولوی ہین وہ سب اسی غزنوی مولوی کے متبع اور مقلد ہین اور ہمکو اون کے فروعی اعتقادات اس موقع پر نقل کرنیکی ضرورت نہین کیونکہ وہ اسقدر مشہور و معروف ہین کہ عورت اور بچے بھی اوس سے ناواقف نہین اور خدا ہمکو اور ہمارے دوستونکو اون کے شر سے بچاوے اور صلح اور خیر کے حنفی راستے پر قایم رکھے - آمین یا رب العالمین - مولف -

دیتا اور معارف اور حقایق آلہیہ سے اطلاع بخشتا جسکو قبول کرنا ایمانداروں کا فرض ہے" (براہین صفحہ ۵۵۶) اور خدا نے مجھے کہا ہے کہ "تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید اور تفرید کے مرتبہ مین ہے" براہین صفحہ ۴۸۹۔ یعنی اوس کا منکر خدا کی توحید کا منکر ہے (فیض الحسن شفاء الصدور)۔ اور آیہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مین محمد و احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے وہ آپ (غلام احمد قادیانی) سے متعلق ہے۔ اور آیہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق درحقیقت اسی مسیح ابن مریم (قادیانی) کے زمانہ سے متعلق ہے (ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۷۴-۶۸۱۔) اور جیسے کہ مسیح ابن مریم یہودیون کی اصلاح کے لئے چودہ سو برس کو حضرت موسیٰ کے بعد آئے اوسی طرح یہہ (قادیانی) محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کہ مثیل موسیٰ ہین۔ چودہوین صدی کے سر پر مثیل عیسی ابن مریم ہو کر اس امت کی مفسد طبع لوگون کی اصلاح کے لیے آئے جن کو حق تعالی نے یہودی ٹھہرا کر ان کا نام مسیح ابن مریم رکھدیا۔ اور انجام آتھم کے صفحہ ۲۱ مین نہایت جلی قلم سے امت محمدیہ کے علماء کو بایں الفاظ ندا کی کہ "اے بدذات فرقہ مولویان! تم کبتک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا"۔ اور مخاطبین علماء اور شیوخ کی ایک فہرست بھی اوس کے اخیر مین دی جن کو مباہلہ اور مباحثہ کی دعوت بھی دی جو ہندوپنجاب مین متفرق ہین اور ازالۃ الاوہام کی جلد اول مین ایک قصیدہ مین لکھا

چون کافراز ستم بپرستد مسیح را	غیوری خدا بر سرش کرد ہم سرم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم	عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم
واللہ ہمچو کشتئ نوحم ز کردگار	بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

اور ایسا ہی عیسی ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات احیاء اموات اور اخبار مغیبات کی تضحیک کے علاوہ دیگر انبیاء کرام کی توہین بھی کی حتے کہ آنحضرت خاتم النبوت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ سلم کو تو حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ کا مثیل کہا اور اپنے کو کل انبیاء اولوالعزم علیہم السلام کا مثیل ہونا بیان کیا۔ دیکھو ازالہ صفحہ ۲۵۳۔

پس انہین وجوہ سے ان کی مویدِ اول جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور اُن کی اتباع و اشاعۃ نی

قادیانی صاحب سے علیحدگی اختیار کرلی اور بجائے مقتضائے فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ کلمۂ ما نکروا کفروا بہ کے مستحق ہوگئے اور اُنہون نے نہ فقط اسی انکار پر کفایت کی بلکہ یہان تک نوبت پہونچی کہ گورنمنٹ کے مجسٹریٹ نے ازروی دفعہ (۱۰۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری بتاریخ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء دونون سے مچلکہ لے لیا۔

ان بزرگون کے رسائل جوابی کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چونکہ اصول غیر مقلدی مین ازیکدیگر جُدا نہ تھے اور اون کے رسائل بھی نیک نیتی پر نہ لکھے گئے لہذا اون کے ردوقدح اور تحریرات جوابی نے اطفاء فساد اور تائید اسلام مین کوئی مفید نتیجہ نہ بخشا۔ ہان سچ تو ہے کہ ؎ گور بگرفت مگر آنکہ دوید۔
لیکن ؎ نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت۔

پس مین نے حسبتہً للہ محض اس فتنہ وفساد کے مٹانیکے لیے جسکی ہش شمال وجنوب کی اُمم کو باد سموم کی طرح اپنے زہریلے اثر سے مسموم کررہی ہے بخوف حدیث الجام ہمہ تن حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر قادیانی صاحب کے جملہ دعاوی کار دایسے طریق احسن پر لکھا کہ جس سے ساری اصول غیر مقلدی تارِ عنکبوت کی طرح درہم و برہم ہوگئے اور جن کے توڑنے سے مجھپر اپنے خدا اور رسول اکرم حضرت محمد مصطفےٰ روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور رضا منکشف ہوگئی اور بمقتضائے ؎ و من دق باب الکریم الفتح۔
میری کوشش نے فتوحات ربّانی کے دروازے کھولدیئے۔ اور میرے دوڑنے گورخر کو نہ چھوڑا۔ اور مین اگرچہ بذات خود بالکل عدیم الفرصت اور کم استطاعت تھا لیکن روح القدس کی تائید ساتھ ساتھ رہی ؎

خاص کند بندہ مصلحت عام را	حکمت محض است گر لطف جہان آفرین

اور چونکہ مین حامی اسلام شہنشاہ یعنی حضرت احمد شاہ دُرّانی طاب ثراہ کی خاندان سے ہون اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب کا نام دِرّۃ اللہ الرَّبّانی علیٰ دَجّۃ القادیانی رکھا جائے اور اس کو چند مقدمات اور دو دعوون پر منقسم کیا جاوے جو کہ قادیانی صاحب کے طیران کے لئے بمنزلہ دو جناح اور رگ وریشہ کے ہین۔

مقدمۂ اوّل

(براہین احمدیہ کی وجہ تالیف اور قادیانی صاحب کے فطرتی جذبے)

پہلا کام جو قادیانی صاحب کے وجود موجود سے نمایان ہوا وہ اون کا ایک فطرتی جذبہ ہے جو ہنود کے فرقہ آریا یعنی دیانند سرسوتی کے بالکون اور قلیل البضاعت کرسٹانون کے مقابلہ ۱۸۸۰ء م ۱۲۹۷ھ مین ظاہر ہوا یعنی اون کے رد مین اونہون نے ایک کتاب بنام براہین احمدیہ لکہی - اور اگرچہ اس کتاب کی دو جلدون مین نفس الہام اور کتاب اللہ کے الہامی ہونیکے ثبوت مین اونہون نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - لیکن بمقتضاے (ع) ہرچہ گیرد علتے علت شود - اونہون نے بالآخر آریہ اور نصاریٰ کو کریہہ اور غیر مہذب طور سے مخاطب کرنیمین سبقت کی اور اون مخالفین کی زبان و قلم سے جو جو اسلام کے بانی مبانی یعنی خدا اور خدا کے کلام اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین ہوئی وہ اس سے بڑہکر کیا ہو سکتی ہے کہ دیانند سرسوتی کے بالکے لیکہرام پشاوری نے خبط احمدیہ ایک کتاب اوس کے جواب مین لکہی جس مین وید اور قرآن کا مقابلہ اور دیانند اور نبی الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلعم کا مفاضلہ نہایت ہی زبون صورت مین دکہلایا گیا اور اوس نے ہر ناگفتنی بات جن کو کوئی رذیل سے رذیل بہی زبان پر نہین لا سکتا اُمہات المومنین علیہا السلام کی نسبت برملا افترا کین جن کے پڑہنے اور سُننے سے مردۂ صد سالہ بھی جوش غیرت سے چونک اوٹھے اور جسکا نور ایمان اگرچہ ہزارہا تاریکیون اور پردون مین چھپا ہو وہ بھی تو ایک بار متوجہ مین آجائے - مگر بمصداق (ع) ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست - اونکو کیا کہنا چاہیے اسکا وبال بجز قادیانی صاحب کی گردن کے کسپر آ سکتا ہے؟ - لیکن جائے افسوس تو یہ ہے کہ قادیانی صاحب نے ایسی تصنیف اور ایسی دعوت کے وقت قرآن کریم کی تعلیم کو ملحوظ نہ رکہا جو ارشاد فرما رہا ہے کہ اے ایمان والو

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم قرآن کریم -	جو پر ایمان لائے ہو تم اُن لوگون کو گالی مت دو جو غیر اللہ کو پکارتے ہین تا کہ وہ نادانی سے خود اللہ کو گالی نہ دین -
قد ثبت فی الصحیح ان رسول اللہ صلی اللہ	اور خود رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ شخص

ملعون ہے جو دوسرون کے مان باپ کو گالی دینے سے اپنے مان باپ کو گالی دلائے	علیہ وسلم قال ملعون من سب والدیہ قالوا یا رسول اللہ کیف یسب الرجل والدیہ قال یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ فتح البیان

مقدمۂ دوم

(حقیقت الہام اور ائمہ کشف ومذہب کے بیان مین)

مگر قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کی تصنیف کیوقت قرآن کریم کے الہامی ہونیکے اثبات پر ہی کفایت نہ کی بلکہ الہام کو مرادف وحی قرار دیکر اپنے کو الہام کی اون متعدد صورتون کے ساتھ مورد وحی ہونا قرار دیا جن کے ساتھ جبریل علیہ السلام کا نزول نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا رہا (براہین صفحہ ۲۲۳) بلکہ توضیح مرام کے متعدد صفحات مین اس سے بھی ترقی کر کے لکھدیا کہ "جبریل کبھی اپنے ہیڈ کوارٹر اور روشن نیّر سے جدا نہین ہوا" حالانکہ جبریل کا متعدد صورتون مین زمین پر اوترنا[1] قرآن وحدیث دونون سے منصوص و مضبوط ہے - اور اس سے بھی ترقی کر کے جبریل کی حقیقت بیان کی کہ "خدا اور بندہ کی محبت کے نر و مادہ سے جو تیسری چیز پیدا ہوتی ہے اوسی کا نام روح القدس ہے اور وہی روح امین ہے اور اوسی کا نام شدید القویٰ ہے اور اوسی کا نام ذو الافق الاعلیٰ ہے اور اسی کا نام رائے مارائے ہے - اور جبریل نور آفتاب کی طرح ہر ایک انسان پر اوس کے حسب استعداد اپنا اثر ڈالتا ہے اور کوئی نفس بشر دنیا مین ایسا نہین کہ بالکل تاریک ہو حتیٰ کہ مجانین پر بھی جبریل کا اثر فی الواقع ہے اور جس سے کوئی فاسق اور پرلے درجے کا بدکار بھی باہر نہین حتے کہ کنچنیان بھی - پس ادنے سے ادنے مرتبہ کی ولی پر بھی جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے دل پر بھی وہی ڈالتا رہا ہے اور فرق صرف آرسی کے شیشے اور بڑی آئینہ کا ہی (توضیح المرام مختصراً) اور براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۹ مین لکھا کہ " الہام جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے اوسکو مجیب علم

[1] دیکھو بخاری کی پہلی حدیث جس مین ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا فغطنی فبلغ منی الجہد یعنی جبریل نے رسول اللہ کو سینہ سے لگا کر ایسا چوڑا کہ رسول اللہ پسینہ پسینہ ہوگئے اور طاقت پوری صرف ہوگئی اور خود حدیث حنظلہ مین صاف الفاظ ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ والذی نفسی بیدہ لو تدومون على ما تكونون عندي وفي الذكر لصافحتكم الملائكة على فرشكم وفي طرقكم ولكن يا حنظلة ساعة وساعة ثلاث مرات فاشار الى ان احوال الا تدوم یعنی تمہاری [illegible] اگر ویسی ہی ہمیشہ رہے جیسی کہ میرے حضور [illegible] ہی تو ملائکہ تمھارے بچھونون اور تمہارے راستون مین تم سے

قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے بلکہ تجربہ صحیحہ اور آیات فرقانی اس کے ابطال پر دلایل قایم کرتی ہین" اور اسی براہین کے صفحہ ۲۳۴ مین لکھا کہ یہہ وہم کہ اگر الہام اولیا شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو تو پھر کیا کرین یہہ ایسا ہی قول ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف ہو تو کیا کرین؟ اور ممکن نہین کہ ایسا کامل النور الہام شریعت محمدیہ سے مخالف ہو" اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۱۵۱-۱۵۲ مین اسی کی تایید کے لئے اپنے موید اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا قول نقل کیا جو اونہون نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ مین قادیانی صاحب کی تائید مین بحوالہ امام شعرانی اون کی کتاب میزان کبریٰ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا انہون نے ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہین جو کلام اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی۔ کیونکہ کشف کی خود شریعت موئید ہے۔ انتہیٰ۔

پس قبل اس کے کہ ہم قادیانی صاحب کے ان جملہ ہفوات کا جواب دین جو اونہون نے الہام اور جبریل کی حقیقت کے متعلق لکھا ہے ہمارے نزدیک مناسب ہے کہ اولاً عارف شعرانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی میزان کبریٰ سے جو اسوقت ہمارے سامنے ہے کشف اور الہام کی صداقت اور اوس کے منجانب اللہ یا منجانب شیاطین ہونیکا ایک معیار پیش کرین۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق کہ ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم یعنی شیطان بالضرور اپنے دوستون کو القا اور پیغام کرتے ہین۔ لازم ہوا کہ الہام شیطانی اور وحی ربانی کی تفریق کے لئے کوئی میزان معین ہو پس اسی میزان کے متعلق عارف شعرانی میزان کبریٰ کے صفحہ ۱۰ مین لکھتے ہین کہ غیر معصوم کا کشف کبھی قطعی نہین ہوتا کیونکہ صاحب کشف کو کشف مین تلبیس ابلیس کا دخل بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ابلیس کو یہہ قوت دی ہے۔ جیسے امام غزالی وغیرہ نے کہا ہے کہ ابلیس کبھی صاحب کشف پر اون مقامات کی صورت کھڑی کر دیتا ہے جن سے کہ وہ علوم اخذ کرتا ہے آسمان ہو یا عرش یا کرسی یا قلم یا لوح۔ پس کبھی کشف

> الہام شیطانی اور الہام رحمانی کا معیار

> وانما نعدم القطع بصحۃ ای ذلک الکشف فمن حیث عدم عصمۃ الآخذ لذلک العلم فقد یکون دخل کشفہ التلبیس من ابلیس فان اللہ تعالیٰ قد اقدر ابلیس کما قال الغزالی وغیرہ علی ان یقیم للمکاشف صورۃ المحل الذی یاخذ علمہ منہ من سماء او عرش او کرسی او قلم او لوح فربما ظن المکاشف ان ذلک العلم عن اللہ فاخذ بہ فضل واضل فمن ہنا اوجبنا علی

والون کو اس سے گمان ہو جاتا ہے کہ وہ علم اللہ کی طرف سے ہے اور اسیوجہ سے اوسکو اخذ کر لیتا ہے اور خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسرون کو بھی گمراہ کرتا ہے چنانچہ اسیوجہ سے اہل کشف پر واجب کیا گیا ہے کہ وہ اپنے کشفی علم کو اوسپر عمل کرنے کے قبل کتاب اور سنت کی سامنے لاوے - پس اگر وہ کشفی علم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق ہو تو وہ عمل کے قابل ہے ورنہ اوسپر عمل کرنا حرام ہے - پس اس سے معلوم ہوگیا کہ جو شخص اپنا علم عین الشریعت سے اخذ کرتا ہے - بغیر اس کی کہ اوس کے طریق کشف مین تلبیس ابلیس کا دخل ہو پس اوس سے کبھی رجوع ہونا صحیح نہین کیونکہ وہ اوس شریعت نبویہ کے موافق ہوتا ہے جو بطریق نقل ہمارے سامنے ہے بوجہ اس کے کہ یہہ ضروری امر ہے کہ کشف صحیح کبھی شریعت منقولہ سے باہر نہین ہوتا اور وہ ہمیشہ شریعت منقولہ کی موافق ہوتا ہے جیسے کہ علماء امت کی نزدیک معہود ہے -

المکاشف انہ لیعرض ما اخذہ من العلم من طریق کشفہ علی الکتاب والسنۃ قبل العمل بہ فان وافق فذاک والا حرم علیہ العمل بہ فعلم ان من اخذ علمہ من عین الشریعۃ من غیر تلبیس فی طریق کشفہ فلا یصح منہ الرجوع عنہ ابداً لما عاش لموافقۃ الشریعۃ التی بین اظہرنا من طریق النقل ضرورۃ ان الکشف الصحیح لا یاتی دائماً الا موافقاً للشریعۃ کما ھو مقرر بین العلماء واللہ اعلم - میزان صفحہ ۸

حضرت صدیق کے کشف کے سوا کسی کا کشف قطعی نہین

اور اسی کی ہموزن مابلکہ کسیقدر پر لطف قول حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو جلد اول کے مکتوب ۲۶۶ مین فرماتی ہین کہ "نظر علماء از صوفیہ بلند آمدہ وموافقت معارف باطن با علوم شرعیہ ظاہر بتمام وکمال بحدیکہ در حقیر وقفیر مجال مخالفت نماند در مقام صدیقیت است کہ بالاتر مقام ولایت است - فوق مقام صدیقیت مقام نبوت است - علومیکہ نبی را علیہ الصلوٰۃ والسلام بطریق وحی آمدہ است صدیق را بطریق الہام منکشف گشتہ است درمیان این دو علم غیر از فرق وحی والہام نیست - پس مخالفت را چہ مجال باشد - ودر مادون مقام صدیقیت ہر مقامے کہ باشد بنحوے از سکر متحقق است صحو تام در مقام صدیقیت ست وبس - وفرق دیگر درمیان این دو علوم آنست کہ در وحی قطع است ودر الہام ظن زیرا کہ وحی بتوسط ملک است وملائکہ معصوم اند احتمال خطا در ایشان نیست - والہام اگرچہ محل عالی دارد کہ آن قلب است کہ آن از عالم امر ست اما قلب را با

عقل و نفس بخوبی از تعلق متحقق است و نفس ہر چند بہ تزکیہ مطمئنہ گشتہ است اما ہرچند کہ مطمئنہ گردد * ہرگز از صفات خود نگردد - پس خطا را دران موطن مجال پیداست "۔

پس امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے ظاہر ہے کہ غیر معصوم کا کشف اور الہام کبھی قطع اور یقین کا افادہ نہین دے سکتا اور نہ کامل روشنی حاصل کر سکتا ہے جبتک کہ شریعت منقولہ کے معیار سے اوس کا کھرا کھوٹا نہ معلوم ہوئے اور میزان کتاب و سُنت کی کسی پلّہ پر نہ رکھا جائے - کیونکہ یہہ ضروری امر ہے کہ صحیح کشف اور صحیح الہام کبھی ظاہری شریعت کی مخالف نہین ہو سکتا - اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے صریح ہے کہ (۱) علماء شریعت کا پلّہ صوفیہ کے پلّہ سے ہمیشہ غالب رہا اور اون کی نظر صوفیہ کی نظر سے ہمیشہ بلند رہی ہے کیونکہ علوم الہامی کا علوم ظاہرہ شریعت سے اس طرح پر موافق رہنا کہ کسی چھوٹے اور ادنےٰ امر مین بھی مُخالفت نہ ہو - یہ فقط اونہین افراد کے علوم مین ہے جو کہ بعد از نبی لسان صلے اللہ علیہ وسلم سے مقام صدّیقیت سے مُبشّر ہوئی اور صدّیقیت کی مقام سے ہر مقام تحتانی مین ایک قسم کا سُکر متحقق ہے جس مین خطا کا آنا بالکل بجا ہے - اور جبتک کہ شریعت منقولہ کی مطابق نہ ہو غیر صدّیق کا الہام کبھی مقطوع الافادہ نہین ہو سکتا اور اسی وجہ سے چارون مذہبون کے امامون نے

چارون مذہبون کے امام صاحب کشف تھے

باوجودیکہ وہ مقام کشف مین درجہ اعلیٰ رکھتے تھے لیکن بقول عارف شعرانی اونہون نے اپنا اپنے مذاہب کی تائید قواعد شریعت اور قواعد حقیقت ہر دو پر چلنے سے کی اور باوجودیکہ اون کو قدرت تھی کہ ہر ایک امام اپنے مذہب کے ادلّہ کے علاوہ دوسرے ائمہ مذاہب کے ادلّہ بھی امر حق کے وزن کرنے کے لئے مرتب کرتے تاکہ بعد از ان کوئی بھی کسی دوسرے امام کی قول کا محتاج نہ رہے لیکن چونکہ وہ اہل انصاف اور اہل کشف ہونیکے سبب سے جانتے تھے کہ یہہ امر اللہ تعالیٰ کے علم

ومن نازع في ذلك فهو جاهل بمقام الائمة فوالله لقد كانوا علماء بالحقيقة والشريعة معًا وان في قدرة كل واحد منهم ان ينشر الادلة الشرعية على مذهبه ومذهب غيره بحكم مرتبتي هذه الميزان فلا يحتاج احد بعده الى النظر في اقوال من اهل مذهب اٰخر لكنهم رضي الله عنهم كانوا اهل انصاف وكشف فكانوا يعرفون ان الامر يستقر في علم الله تعالى على عدة مذاهب مخصوصة لا على مذهب واحد فابقى كل واحد منهم بعده غلبة مسائل عرفها من طريق كشفه انها تكون من جملة مذاهب غيره فتركها لاخذ

ہین چند مخصوص مذاہب مین جداگانہ طور سے مرتب ہونا
قرار پاچکا ہے۔ پس ہر ایک نے اپنے اپنے کشف کی مقتضا
پر اپنے مذاہب کے مسائل بھی مرتب کئے اور یہی مراد اللہ کی
تھی۔ پس اونہون نے (جیسے کہ مین نے اپنے سید اور پیشوا
علی خواص سے کہتے سنا ہے) اپنے اپنے مذاہب کی تائید
قواعد حقیقت کیساتھ قواعد شریعت پر چلنے سے اسلئے کی
تاکہ اون کے مقلدین کو معلوم ہو کہ اون کے ائمہ دونون
طریقون کے علماء تھے اور علی الخواص فرمایا کرتے تھے کہ
ان ائمہ مجتہدین کا قول تمام اہل کشف کے نزدیک کبھی
شریعت سے باہر ہونا صحیح نہین اور کیونکر شریعت سے باہر ہو سکتا
ہے جبکہ وہ اپنے اقوال کے مواد سے جو کتاب و سنت اور
اقوال صحابہ سے واقف ہونیکے باوجود اون کو روحانی معیت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے ساتھ ہوتی ہے اور
وہ ہر امر متوقف علیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
بالمشافہ اور بیداری کی حالت مین پوچھتے رہے کہ یا رسول اللہ
کیا یہ آپکا قول ہے یا نہین؟۔ اور یہی ائمہ درحقیقت علم

> ائمہ مذہب ہی دراصل علوم وحی و غیر وحی مین رسول اللہ کے وارث ہین

احوال و علم اقوال ہر دو مین رسول اللہ کے وارث
تھے اور بعض بناوٹی صوفیون نے جو کہا ہے کہ
مجتہدین فقط علم قال کے وارث ہین سو یہ قول
اوسی صوفی کا ہے جو کہ ان ائمہ مذاہب کے احوال سے جاہل ہے
جو کہ زمین کے اوتاد اور دین کی قواعد اور بنیاد ہین اور

بھا من باب الانصاف والاتباع لما اطلعهم اللہ تعالی علیہ من
طریق کشفهم انه مراد له تعالی - وسمعت سیدی علیا الخواص
یقول انما ایدَ ائمة المذاهب مذاهبهم بالمشی علی قواعد
الحقیقة مع الشریعة اعلاما لاتباعهم بانهم کانوا علماء بالطریقین
وکان یقول لا یصح خروج قول من اقوال الائمة المجتهدین
عن الشریعة ابدا عند اهل الکشف قاطبة وکیف یصح خروجهم
عن الشریعة مع اطلاعهم علی مواد اقوالهم من الکتاب والسنة
واقوال الصحابة ومع الکشف الصحیح ومع اجتماع روح
احدهم بروح رسول اللہ وسؤالهم عن کل شئ توقفوا فیه
من الادلة هل هذا من قولک یا رسول اللہ ام لا یقظة
ومشافهة بالشروط المعروفة بین اهل الکشف - و
کان ائمة المذاهب رضی اللہ عنهم وارثین لرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی علم الاحوال وعلم الاقوال معا خلاف
ما یتوهمه بعض المتصوفة حیث قال ان المجتهدین لم
یرثوا من رسول اللہ الا علم المقال فقط وهذا کلام جاهل
باحوال الائمة الذین هم اوتاد الارض وقواعد الدین
وکل من نور اللہ تعالی قلبه یعرف ان مذاهب المجتهدین و
اتباعهم کلها تتصل برسول اللہ من طریق السند الظاهر
بالعنعنة ومن طریق امداد قلبه صلی اللہ علیہ وسلم لجمیع قلوب
علماء امته - میزان ص ۳۷-۳۸

ان [illegible] تعالی لما من علی بالاطلاع علی عین الشریعة رأیت

دل اللہ تعالیٰ نے روشن کیا ہو وہ پالیتا ہے کہ مجتہدین اور اون کے تابعین کے مذاہب سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بسند ظاہر اور متصل بھی پہونچتے ہیں اور بطریق سلسلہ روحانی اور قلبی بھی پہونچتے ہیں۔ اور اسی میزان کے صفحہ ۲۵ میں امام شعرانی خود اپنا مکاشفہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے عین الشریعت پر آگاہی کا اکرام فرمایا تو میں نے دیکھا کہ کل مذہب ان ائمہ کے اوسی عین الشریعت کے ساتھ پیوستہ ہیں اور میں نے چاروں مذہبوں کی نہریں جاری دیکھیں اور یہہ بھی دیکھا کہ وہ تمام مذہب جو پرانے اور بوسیدہ ہوگئے ہیں وہ پتھر بن گئے ہیں اور سب سے لمبی نہر امام ابوحنیفہ کے مذہب کی دیکھی۔ اور اس سے چھوٹی نہر امام مالک کی اور اوس سے چھوٹی امام شافعی کی اور اوس سے چھوٹی امام احمد بن حنبل کی اور سب سے چھوٹی نہر امام داؤد کے مذہب کی جو پانچویں قرن میں ختم ہوگیا۔ پس اس کی تاویل میں نے یہہ کی کہ طول نہر سے مراد اون کے مذاہب پر عمل کی طوالت ہے جو زمانہ طویل تک ہوگا اور قصر سے مراد قصر عمل ہے جو ایک زمانہ قلیل تک رہیگا۔

المذاهب كلها متصلة بها ورأيت مذاهب الائمة الاربعة تجرى جداولها كلها ورأيت جميع المذاهب التى اندرست قد استحالت حجارة ورأيت اطول الائمة جدولا الامام ابوحنيفة يليه الامام مالك ويليه الامام الشافعى ويليه الامام احمد بن حنبل واقصرهم جدولا مذهب الامام داؤد وقد انقرض فى القرن الخامس فاولت ذلك بطول زمن العمل بمذاهبهم وقصره فكما كان مذهب الامام ابى حنيفة اول المذاهب المدونة تدوينا فكذلك يكون آخرها انقراضا وبذلك قال اهل الكشف۔ میزان صفحہ ۲۵

امام ابوحنیفہ کا مذہب قیامت تک رہے گا اور عیسیٰ نبی اللہ کے احکام اسی مذہب کے موید ہونگے

پس جس طرح کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب باعتبار تدوین کے سب سے اول ہے اسی طرح باعتبار انقراض کے سب سے آخر ہے اور یہی قول جملہ اہل کشف کا ہے۔ انتہیٰ۔

اور امام شعرانی کے اس قول کی تصدیق کہ آخر مذہب امام ابی حنیفہ کا ہوگا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ہوتی ہے جو مکتوب ۲۸۲ جلد اول میں تحریر فرمائی ہیں کہ "نیز معلوم شد کہ کمالات ولایت را موافقت بہ فقہ شافعی ست و کمالات نبوت را مناسبت بفقہ حنفی۔ اگر فرضاً درین امت پیغمبرے مبعوث میشد موافق فقہ حنفی عمل میکرد و درینوقت حقیقت سخن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ معلوم شد کہ در فصول ستہ نقل کردہ اند کہ حضرت عیسیٰ بعد از نزول بمذہب امام ابوحنیفہ عمل خواہد کرد

اور جلد ثانی کے مکتوب (۵۵) میں اوس کی تشریح اس طرح فرماتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہد نمود واتباع سنت آن سرور علیہ السلام خواہد کرد نسخ این شریعت مجوز نیست۔ نزدیک ست کہ علماء ظواہر مجتہدات او را از کمال وقت وغموض ماخذ انکار نمایند ومخالف کتاب وسنت دانند۔ مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی ست کہ ببرکت ورع وتقویٰ بدولت متابعت سنت درجۂ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آن عاجزند ومجتہدات او را بواسطۂ وقت معانی مخالف کتاب وسنت دانند واو واصحاب او را اصحاب رائے پندارند وکل ذلک لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علی فہمہ وفراستہ۔ امام شافعی بکرشمۂ از دقت فقاہت او دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفۃ۔ وائے از جرأت نارسای قاصر نظران کہ قصور خود را بدیگری نسبت نمایند بواسطۂ ہمین مناسبت کہ بروح اللہ دارد تواند کہ خواجہ محمد پارسا در فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابی حنیفہؒ عمل خواہد کرد۔ یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید این مذہب خواہد کرد کہ شان او از ان بلند تر ست کہ تقلید علماء امت فرماید۔ بے شائبہ تکلف وتعصب گفتہ میشود کہ نورانیت این مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائے عظیم مینماید وسائر مذاہب در رنگ حیاض وجداول بنظر می درآیند وبظاہر ہم کہ ملاحظہ نمودہ مے آید سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان۔ واین مذہب باوجود کثرت متابعان در اصول وفروع از سائر مذاہب متمیز است ودر استنباط طریق علیحدہ دارد۔ واین معنی منبی از حقیقت است عجب معاملہ است امام ابو حنیفہ در تقلید سنت از ہمہ پیشقدم است واحادیث مرسل را در رنگ احادیث مسند شایان متابعت میداند وبر رائے خود مقدم میدارد وہمچنین قول صحابہ را بواسطہ شرف صحبت خیر البشر ودیگران نہ چنین اند۔ معہذا الک مخالفان او را صاحب رای میدانند والفاظے کہ منبی از سوء ادب اند باو منتسب میسازند۔ جماعۃ کہ این اکابر دین را اصحاب رائے میدانند اگر این اعتقاد دارند کہ ایشان برای خود حکم میکردند ومتابعت کتاب وسنت نمی نمودند پس سواد اعظم بزعم فاسد ایشان ضال ومبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اسلام بیرون بوند۔ این اعتقاد نہ کند مگر جاہلے کہ از جہل خود بیخبر است یا زندیقے کہ مقصودش

ابطالِ دین ست - ناقصے چند احادیث چند را یاد گرفته اند و احکام شریعت را منحصر دران ساخته ماورائے معلوم خود را نفی مے نمایند و آنچه نزدِ ایشان ثابت نشده منتفی میسازند ٥

"چو آن کرمے که در سنگے نہان است	زمین و آسمانِ او ہمان است"

پس امام شعرانی اور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہما کے اقوال کشفیہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ ائمہ مجتہدین علی الخصوص امام ابو حنیفہ رضوان اللہ علیہم کے اقوال عین شریعت اور حقیقت سے ہین اور ان کے اقوال کا انکار خود شریعتِ نبوی کا انکار ہے - چنانچہ اسی امر کے متعلق امام شعرانی

بقول ابن حزم ائمہ مذہب کو مسایل اجتہادیہ مین خطا کی نسبت کرنا گمراہی ہے

میزان کبریٰ کے صلہ مین لکھتے ہین کہ ابن حزم کہا کرتا تھا کہ مجتہدین نے جو کچھ استنباط کیا ہے وہ سب شریعت مین ہی محسوب ہے - اگرچہ عوام پر اوس کی دلیل مخفی ہو اور جو کوئی کہ ان کا منکر ہے اوسنے درحقیقت ائمہ کی طرف خطا کی نسبت کی اور اون کو اعتقاد کرلیا کہ وہ اللہ کے غیر ماذون امر کو شریعت بناتے ہین - حالانکہ قائل کا یہ کہنا راہ حق سے گمراہی ہے اور امر حق یہی ہے کہ ہر ایک کو یہی اعتقاد کرنا واجب ہے کہ اگر وہ اس امر مین کسی دلیل کو نہ دیکھتے تو ہرگز اوس کو مشروع نہ رکھتے -

وکان ابن حزم یقول جمیع ما استنبط المجتہدون معدود من الشریعۃ وان خفی دلیلہ علی العوام ومن انکر ذلک فقد نسب الائمۃ الی الخطاء وانہم یشرعون مالم یاذن بہ اللہ وذلک ضلال من قائلہ عن الطریق والحق انہ یجب اعتقادانہم لولا راؤا فی ذلک دلیلا ما شرعوہ - میزان کبری صلہ

ائمہ مذاہب نے حرمت اور حلت اشیاء کی احکام قراین ادلہ اور کشف صحیح سے ادراک کیے

پھر امام شعرانی میزان کبریٰ کے صنہ مین لکھتے ہین اگر کوئی کہے کہ مجتہدین نے ایسی اشیاء مین احکام کی تصریح کردی ہے جن کی تحریم اور تحلیل کے متعلق شارع نے کوئی تصریح نہین کی اور ان ائمہ نے کسی کو حرام بتادیا اور کسی کو واجب کہدیا - پس اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ ادلہ کے قراین سے اون کی حرمت اور وجوب معلوم کر لیتے تو ہرگز نہ کہتے اور قراین نہایت سچے دلایل ہین اور باوجود اسکے کبھی وہ حرمت اور وجوب کشف سے

فان قیل ان المجتہدین قد صرحوا باحکام فی اشیاء لم تصرح الشریعۃ بتحریمہا ولا بوجوبہا فحرموہا واوجبوہا فالجواب انہم لو لا علموا من قرائن الادلۃ تحریمہا او وجوبہا ما قالوا بہ والقرائن اصدق الادلۃ وقد یعلمون ذلک بالکشف ایضا فتتایدہ القرائن

(میزان کبریٰ صنہ)

بھی معلوم کر لیتے ہین اور اس سے قرائن کو زیادہ تر تائید	و معلوم ان المجتہدین علی مدرجۃ الصحابۃ
ہو جاتی ہے - پھر امام شعرانی نے میزان کے صفحہ ۲۶ مین	سلکوا فلا تجد مجتہداً الا و سلسلتہ متصلۃ
لکھا کہ یہہ امر معلوم ہے کہ مجتہد لوگ صحابہ کے طریق پر ہی چلے	بصحابی قال بقولہ او بجماعۃ منہم - میزان صفحہ ۲۶

ہر مجتہد کا سلسلہ رسول اللہ تک پہونچتا ہے

پس کوئی مجتہد ایسا نہین کہ اوس کا سلسلہ کسی صحابی یا جماعت صحابہ سے نہ ملتا ہو

اور اسی میزان کے صفحہ ۲۷ مین لکھا ہے

کہ اہل کشف کا اس پر اجماع ہے کہ مجتہد ہی درحقیقت	اجمع اہل الکشف ان المجتہدین ہم الذین ورثوا
	الانبیاء حقیقۃ فی علوم الوحی و کما ان النبی
علوم وحی مین انبیاء علیہم السلام کے وارث ہین -	معصوم لکن لک وارثہ محفوظ من الخطا فی نفس الامر
پس جیسے کہ نبی معصوم ہے اسی طرح اوس کا وارث	فقام اجتہادہم مقام نصوص الشارع فی وجوب
نفس الامر مین خطا سے محفوظ ہے اور اوس کا اجتہاد	العمل بہ فانہ صلی اللہ علیہ وسلم اباح لہم الاجتہاد
نص شارع کے قایم مقام ہوتا ہے کیونکہ شارع ہی نے	فی الاحکام تبعا بقولہ تعالی لعلمہ الذین یستنبطونہ
اوس کو اجتہاد کی ہدایت کی ہے جیسے کہ آیہ استنباط	منہم و معلوم ان الاستنباط من مقامات المجتہدین رض
سے ظاہر ہے اور معلوم ہے کہ امر استنباط مجتہدین کے	فہو تشریع عن امر الشارع فکل مجتہد مصیب
مقامات مین سے ہے - پس وہ تشریع حقیقت مین	من حیث تشریعہ بالاجتہاد الذی اقرہ الشارع
شارع کے امر سے ہے - پس ہر مجتہد اپنے اجتہاد مین	علیہ کما ان کل نبی معصوم فیحشر علماء ہذہ
صواب پر ہے - جیسے کہ ہر نبی ابلاغ مین	الامۃ حفاظ ادلۃ الشریعۃ المطہرۃ العارفون
معصوم ہے - اسلئے کہ مجتہد کی تشریع	بمعانیہا فی صفوف الانبیاء والرسل لا فی
اپنے اجتہاد سے اسی وجہ سے ہے کہ شارع نے اوس کو	صفوف الامم فما من نبی او رسول الا و بجانبہ
اوسپر کھڑا کیا ہے پس اس امت کے علماء جو شرائع کے	عالم من علماء ہذہ الامۃ او اثنان او ثلثۃ او
ادلہ کے حفاظ ہین اور جو اون کے معانی کے عارف	اکثر اھ ملخصاً - میزان صفحہ ۲۷

ہر مجتہد نفس الامر مین صواب پر ہے

ہین اون کا حشر قیامت کے دن انبیا اور رسولون کی صفون مین ہوگا نہ کہ امتون کی صفون مین
لہذا کوئی اب نبی اور رسول نہین کہ اوس کی جانب اس امت کا ایک عالم ضرور ہی یا اس سے زیادہ

اور عارف شعرانی نے اسی امر کی تائید مین کہ مجتہد صواب پر رہتا ہے میزان کے صفحہ ۲۶ مین لکہا ہے

کہ جو شخص کہ ابہی حالت سلوک مین ہوتا ہے وہ چشمہ اولی پر واقف نہونیکے باعث اس معنی کے تعقل کے لئے قدرت نہین رکہتا کہ ہر مجتہد اپنے اجتہاد مین صواب پر ہوتا ہے برخلاف اوس شخص کے جسکا سلوک ختم ہوگیا ہو کیونکہ وہ یقیناً مشاہدہ کرتا ہے کہ ہر مجتہد اپنے اجتہاد مین صواب پر ہوتا ہے اور جب وہ اس معنی کو اون عامی مقلدون پر ظاہر کرتا ہے جو ابہی اجتہاد کے درجہ مین شل اوس کی نہین ہین تو وہ اوسپر انکار کرنے لگتے ہین۔ پس وہ ایک وجہ سے اگرچہ معذور ہین لیکن اس وجہ سے کہ اونہون نے اوس کی علم کو اللہ کی طرف نہین سونپا وہ معذور نہین ہین۔ کیونکہ ایسی

ان کل من کان فی حال السلوک فھو لم یقف علی العین الاولی فلا یقدر علی ان یتعقل ان کل مجتہد مصیب بخلاف من انتہی سلوکہ فانہ یشہد یقیناً ان کل مجتہد مصیب حینئذ یکثر الانکار علیہ من عامۃ المقلدین حتی صح لہم بما یعتقدہ لحجابہم عن شہود المقام الذی وصل الیہ فہم معذورون من وجہ غیر معذورین من وجہ اٰخر حیث لم یردوا صحۃ علم ذلک الی اللہ تعالیٰ فانہ ما ثم لنا دلیل واضح یرد کلام اہل الکشف ابداً لا عقلاً ولا نقلاً ولا شرعاً لان الکشف لا یاتی الا مؤیداً بالشریعۃ دائماً اذ ھو اخبار بالامر علی ما ھو علیہ فی نفسہ و ھذا ھو عین الشریعۃ - میزان کبری صفحہ ۲۶

صورت مین ہمارے پاس ہمیشہ کے لئے کوئی دلیل واضح نہین ہوسکتی جو اس قسم کے اہل کشف کے کلام کو رد کرتی ہو نہ عقلاً اور نہ نقلاً اور نہ شرعاً۔ کیونکہ ایسا کشف کبہی شریعت کی ساتھ مؤید ہوئی بغیر نہین آسکتا۔ کیونکہ کشف کے بجز اس کے اور کوئی معنی نہین کہ وہ ایک امر کی واقعی حالت کا اخبار ہے اور یہی معنی عین شریعت ہے۔ انتہیٰ۔

حقیقت کشف کے نقل کرنے مین قادیانی صاحب کی تحریف

پس ناظرین پر واضح ہوگا کہ قادیانی صاحب کا بحوالہ میزان امام شعرانی علی الاطلاق کشف کی نسبت یہ لکہنا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہین جو کلام اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی۔ کیونکہ کشف کی خود شریعت مؤید ہے" کسقدر بے سروپا اور بیہودانہ تحریف سی بہرا ہوا ہے۔ کیونکہ عارف شعرانی کا یہہ قول اوس اہل کشف کے کشف کے متعلق ہے جو حالت وصول مین ہر مجتہد کو صواب اور حق پر دیکہتا ہے اور اسی کی نسبت لکہتے ہین کہ ایسا کشف ہمیشہ شریعت کے ساتھ مؤید ہوتا ہے بلکہ وہ عین

شریعت ہی نہ کہ ہر کشف خواہ شریعت اوس کی موید نہ بھی ہو جیسے کہ قادیانی صاحب کا منشاء اس بے سروپا اور محرّف نقل سے پایا جاتا ہے - حالانکہ عارف شعرانی اس کتاب کے ص۱۰۱ مین قاعدہ کلیہ تصریح فرما چکے ہین کہ غیر معصوم کا کشف صحیح کبھی نہین ہو سکتا جبتک کہ شریعت کے ساتھ موافق نہو لے اور اوس وقت تک جایز العمل نہین ہو سکتا جب تک کہ شریعت اوس کی صحت پر فتویٰ نہ دے ۔ اور یہہ امر معلوم ہے کہ طریق الہام یعنی طریق القاء اور ایماء مین انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی شخص بھی تلبیس ابلیس سے مامون اور محفوظ نہین - کیونکہ شیاطین بھی اپنے دوستون کو القاء اور ایماء کرتے ہین - پس قادیانی صاحب کا یہہ قول بھی بالکل لغو ہے جو براہین کے ص۲۳۳ و ۲۲۹ مین لکھتے ہین کہ ”جیسے ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف نہین ہوتا اوسی طرح الہام اولیاء شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف نہین ہو سکتا اور اوس کو موجب علم قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے“ کیونکہ قادیانی صاحب کے اس قول سے وہ تفریق بھی اوٹھ جاتی ہے جو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اور اون کے القاء اور ایماء مین حق تعالیٰ نے ودیعت فرمائی ہے - اور قطع نظر اس کہ ہمارے پاس سینکڑون ثبوت موجود ہین کہ اولیاء اللہ کے القاء مین تلبیس ابلیس کا دخل ہوا - ہمارے سامنے خود قادیانی صاحب کے اپنے الہامات مین تناقض اور تلبیس ابلیس موجود ہے - مثلاً براہین احمدیہ کے ص۴۹۸ اور ص۵۰۵ مین اوّلاً قادیانی صاحب یہ لکھتے ہین کہ

نبی اور ولی کی الہام مین مساوات غلط ہے

قادیانی صاحب کی الہامات مین تناقض اور وسوسۂ شیطانی خود بقول قادیانی

”آیۂ ارسل رسولہ اور آیۂ عسیٰ ربکم کا ظاہری اور جسمانی طور پر حضرت مسیح مصداق ہے اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر - اور وہ زمانہ بھی آنیوالا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کیساتھ دُنیا پر اوترین گے“ - لیکن اس الہام کو بیس بائیس برس کے بعد ازالۃ الاوہام کے ص۳۷ مین لکھتے ہین کہ ”اب جو امر خدائیتعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہی وہ یہہ ہے کہ وہ مسیح موعود مین ہی ہون“ - اور ازالہ کے ص۱۹۷ مین لکھتے ہین کہ ”ہان براہین مین جو کچہہ مین نے مسیح ابن مریم کے دوبارہ دُنیا مین آنیکا ذکر لکھا ہے وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کی لحاظ سے ہے - اور یہ براہین صرف اوس سرسری پیروی کی وجہہ سے ہی جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کی آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے -“ پس قادیانی صاحب نے خود ہی اپنے الہامات مین تناقض اور لکاذب ثابت کر دیا اور خود ہی اپنے خیر

الہام کو ظاہر آثار مرویہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف بتادیا۔

> توفی کی معنی قادیانی نے خود اپنے الہام مین رفع اور اتمام اور اکمال کے لئے۔

اور اسی طرح قادیانی صاحب نے خود ہی اول براہین احمدیہ کے ص۵۱۹ مین اپنی الہامی عبارت یعنی انی متوفیک کی معنی تجکو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اوٹھاونگا لکہے اور ص۵۵۶ مین توفی کے معنی باین عبارت لکہی کہ اے عیسیٰ مین تجہے کامل اجر بخشونگا اور اپنی طرف اوٹھاونگا۔

> ثم لا یمکن لاحد ان یاتی باثر من الصحابۃ او حدیث من خیر البریہ فی تفسیر لفظ التوفی بغیر معنی الاماتۃ ای لن یاتی ولو ماتی بالحسرۃ (الہدیٰ ص۱۲۲)

لیکن اس کے بیس بائیس برس بعد اپنے الہامی مکتوب عربی کے ص۱۳۲ مین لکہا کہ اگرچہ حسرت کے ساتھ مرجاوین تو بھی توفی کا معنی بغیر امات یعنی موت دینے کے معنے کے نہ ملیگا۔ پس قادیانی صاحب کو اون کے الہام اخیر نے جہوٹا بنادیا اور اون کے سارے الہامات کو اضغاث واحلام اور تلبیس شیطانی ہونا ثابت کردیا۔ کیونکہ

> ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم یلقون السمع واکثرہم کاذبون۔ ای الافاکون یلقون السمع الی الشیاطین فیتلقون منہم ظنونا وامارات لنقصان علمہم کما فی الحدیث الکلمۃ یخطفہا الجنی فیقرھا فی اذن ولیہ فیزید فیہا اکثر من مائۃ کذبۃ۔ بیضاوی سورہ شعراء

کریم اپنے کلام پاک مین اس کی ایک نشانی اس طرح بیان فرماتا ہے کہ مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ کس شخص پر شیطان اوترتے ہین؟ سو بیشک وہ اوسی شخص پر اوترتے ہین جو جہوٹا اور بدکار ہو اور وہ جو شیطانون کی طرف اپنے کان رکہکر اون سے ظنون اور امارات کی تلقی کرکے اور اون کے ساتھ سو جہوٹ ملاکر پیشینگوئیان کرتے ہین اور پہر وہ جہوٹے نکلتے ہین جیسے قادیانی صاحب کی پیشینگوئیون کا کذب اون کے حریف لیکہرام کی کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور جسکا قادیانی صاحب نے

> قادیانی نے اپنے الہام کا تخلف ہونا مان لیا

کوئی رد نہ کیا۔ اور خود آتہم کی موت اون کی پیشینگوئی کی میعادی چہہ مہینے بعد ہوئی۔ اور خود اونہون نے انجام آتہم کے ص۲۸-۲۹-۳۱ مین داماد احمد بیگ کی نسبت اقرار کرلیا کہ داماد احمد بیگ کی نسبت جو پیشگوئی تہی اوس کی میعاد گذر چکی اور اوس کے بیرم ہونیکا اقرار کرتے ہوئے کہہ گئے کہ سنۃ اللہ کے مطابق اس وعید کی میعاد مین تخلف ہوگیا۔ اور اپنا دروغ چہپانے کے لئے نہ فقط

> بقول قادیانی چارسو نبی کو الہام شیطانی نے دہوکا دیا

وعید مین تخلف کرنا سنۃ اللہ قرار دیا بلکہ ازالۃ الاوہام کے ص۶۲۸ مین بحوالہ تورات چارسو نبی کے متعلق ایک قصہ لکہا کہ ایک بادشاہ کیوقت مین اونہون نے اوس کی فتح کے

بارہ مین پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی - اور اس کی توجیہہ یہہ بیان کی کہ درصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا - نوری فرشتہ کی طرف سے نہین تھا - اور ان نبیون نے دھوکا کھاکر ربانی سمجھہ لیا تھا - انتہیٰ - پس اسی ایک قصہ سے صداقت پسند دوستون کو معلوم ہوگا کہ قادیانی صاحب اپنے اُس دعوی مین کسقدر سچے ہو سکتے ہین جو اونہون نے براہین کی صـ ۲۲۹ مین کیا کہ الہام جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے اوس کو موجب علم قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے - اور نیز اس دعوی مین جو اُنہون نے اپنا حرزجان بنا رکھا ہے کہ اونکو الہام الٰہی سے معلوم ہوا کہ وہ ہی عیسیٰ موعود ہے اور یہہ کہ حدیث ثریا

رجل فارس سے مُراد ابوحنیفہ ہین نہ قادیانی

لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس براہین صـ ۴۹۹
ازالۃ الاوہام صـ ۶۵۳

مین رجل فارس سے مُراد یہی قادیانی صاحب ہین اور نبی کریمؐ اپنی حدیث مین اس شخص کے لئے اشارہ فرما چکے ہین - مگر قادیانی صاحب نطفہ پنجاب ہوتے ہوئے عقل باور نہین کرسکتی کہ وہ کیونکر رجل فارس ہوگئے - باوجودیکہ محدثین کبار مین سے بخاری اور مُسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی بھی سب کے سب رجل فارس نہ تھے - اور اسی طرح فقہا مین سے ابوالطیب اور شیخ ابوحامد اور شیخ ابواسحٰق شیرازی اور جوینی اور امام الحرمین اور امام غزالی بھی رجل فارس ہوئے ہین اور اسی طرح اکثر شیوخ طریقت - لیکن ان مین سے کوئی بھی اس حدیث کا مصداق نہ ہوسکا پھر ایک اجہل قادیانی جو بہ کرامت کادیانی پراپنے سوید اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ لڑمرا اور اپنے کو مجرم بنالیا کیونکر مصداق ہوسکتا ہے - حالانکہ اول تو جو الفاظ اس حدیث کے اونہون نے نقل کئے ہین کسی حدیث کی کتاب مین نہین کیونکہ طبرانی کی عبارت مین ایک لفظ ہے اور شیخین کی عبارت مین جُدا الفاظ ہین اور ہر ایک روایت قادیانی صاحب کی الہام کی مغائر ہے - معہذا حافظ سیوطی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شیخین کی روایت ایسی اصل صحیح ہے کہ اس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھی اشارہ ہونا معتمد علیہ ہے اور یہی باعتبار صحت کے متفق علیہ ہے اور حاشیہ شبراملسی مین حافظ سیوطیؒ کا تلمیذ لکھتا ہے کہ ہمارے شیخ نے

لوکان الایمان عند الثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس طبرانی ابن مسعود
لوکان العلم معلقاً سعد بن عبادہ
لا تنالہ العرب لنالہ - قیس طبرانی
والذی نفسی بیدہ لوکان الدین معلقاً بالثریا - لتناولہ رجل من فارس
شیخین ابی ہریرہ

جو امام ابوحنیفہ کا اس حدیث سے مراد ہونا اعتقاد کیا ہے
وہ ایسا ظاہر ہے کہ جس میں کوئی شک نہیں - کیونکہ ابنائے
فارس میں سے کوئی بھی باعتبار علم کے اون کے مرتبہ
کو نہیں پہونچا - اور صاحب درمختار لکھتے ہیں کہ جرجانی
نے سہل بن عبد اللہ تستری سے روایت کی ہے کہ وہ کہا
کرتے تھے کہ اگر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کی امتوں میں ابوحنیفہ رح
کی طرح کوئی فرد امت ہوتا تو وہ ہرگز یہودی اور نصرانی نہ ہوتے
اور یہی سہیل بن تستری ہیں جو کہا کرتے تھے کہ میں اوس
میثاق کو یاد رکھتا ہوں جو اللہ تعالےٰ نے مجھ سے عالم الذر
میں لیا اور میں اوس کی رعایت کرتا ہوں -

امام ابوحنیفہ کو حضرت صدیق اکبر سے تشبیہ اور حقیقت مذہب

الحاصل امام ابوحنیفہ رض ہی ہیں جنہوں نے
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح امر
شوریٰ سے کام لیا - جبکہ صریح کتاب و سنت سے کسی مسئلہ کا حکم
نہ ملتا تھا اور ایسے کسی مسئلہ میں وہ تنہا پیشقدمی نہ فرماتے
جیسے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن میں اور دیگر اقضیہ میں
صحابہ کے شوریٰ سے کام لیا - پس امام رض نے اپنا مذہب شوریٰ
کے ساتھ وضع کیا اور ہر امر کو اونہوں کی مناظرہ اور تصفیہ کے لکھوایا

اصحاب ابی حنیفہ کا کوئی قول امام کے قول سے باہر نہیں

اور اصحاب ابی حنیفہ رض کہا کرتے تھے کہ
ہمارا کوئی مسئلہ نہیں جو امام صاحب
سے اوس میں روایت نہ ہو اور اسی پر اونہوں نے حلفیں دیں
میزان کے صفحہ ۶۵ میں ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے

قال الحافظ السیوطی هذا الحدیث الذی رواه
الشیخان اصل صحیح یعتمد علیه فی الاشارة لابی
حنیفة وهو متفق علی صحته وفی حاشیة الشبراملسی
وعن تلمیذ الحافظ السیوطی قال ما جزم به شیخنا
من ان ابا حنیفة هو المراد من هذا الحدیث
ظاهر لا شك فیه لانه لم یبلغ من ابناء فارس
فی العلم مبلغه احد اه شامی وروی الجرجانی
فی مناقبه بسنده لسهل بن عبد الله التستری
انه قال لو کان فی امتی موسی وعیسی مثل ابی حنیفة
لما تهودوا ولما تنصروا - درمختار قبیل امام ابوحنیفه رض

وهو کالصدیق رضی الله عنه وجه الشبه ان
ابا بکر ابتدع جمع القران بعد وفاته صلی الله علیه
وسلم بمشورة عمر وابا حنیفة ابتدء تدوین الفقه
(شامی) وکان یجمع العلماء فی کل مسئلة لم یجدها
صریحة فی الکتاب والسنة ویعمل بما یتفقون علیه
فیها (کابی بکر رضی الله عنه) وقد وضع مذهبه
شوری ولم یستبد بوضع المسائل ویناظر اصحابه
حتی یستقر احد القولین فیثبته ابو یوسف ونقل
عن اصحاب ابی حنیفة کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن
انهم قالوا ما قلنا فی مسئلة قولا الا وهو
روایتنا عن ابی حنیفة واقسموا علی ذلك ایمانا

امام ابی حنیفہؒ کی طرف لکھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو
قیاس کو حدیث پر مقدم رکھتا ہے۔ تو اس کے جواب
میں ارشاد فرمایا اے امیرالمومنین تجھے غلط خبر ملی ہے
میں اولاً کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتا ہوں پھر سنت
رسول اللہ کے مطابق پھر ابی بکر و عمر و عثمان اور علی
رضی اللہ عنہم کے فیصلجات کے مطابق پھر باقی صحابہ کے
احکام کے مطابق۔ پھر اگر ان میں سے کوئی فیصلہ نہ ملے
تو میں اختلافی امر میں اپنے قیاس سے کام لیتا ہوں
اور اللہ اور اوس کے بندوں میں کوئی قرابت نہیں۔
پھر عارف شعرانی اسی کتاب کے ص۶۳ میں لکھتے ہیں
کہ امام ابوحنیفہ پر کسی کو اعتراض نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہی
سب اماموں کے سردار ہیں اور سب سے اول اونہوں نے
ہی فقہ کی تدوین کی اور اونہیں کی سند رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے قریب ہے
اور وہی سب سے اول اکابر تابعین کے افعال کو دیکھنے
والے ہیں اور تجکو خائضین اور معترضین کی معیت سے
بچنا چاہیے۔ کیونکہ امام رضی اللہ عنہ کتاب اور سنت کے مقید
تھے اور رائے سے برائت کرتے رہے۔ اور ایسے امام اعظم
ایسی باتوں سے پاک ہیں بلکہ یہی امام اعظم ہیں جن کا مذہب
سب مذہبوں کے انقراض اور ختم ہو جانیکے بعد بھی رہیگا
جیسے کہ مجھے بعض صحیح کشف والوں نے اس کی اطلاع دی ہے اور اوس کی تابعین اور مقلدین ہمیشہ ترقی پذیر

مغلطة - میزان ص۵۰ وکان کتب الخلیفة
ابو جعفر المنصور الی الامام ابی حنیفة بلغنی انک
تقدم القیاس علی الحدیث فقال لیس الامر کما
بلغک یا امیرالمومنین انما اعمل اولاً بکتاب الله
ثم بسنة رسول الله صلعم ثم باقضیة ابی بکر و عمر و عثمان
و علی رضی الله عنهم ثم باقضیة بقیة الصحابة
ثم اقیس بعد ذلک اذا اختلفوا ولیس بین الله
و بین خلقه قرابة - میزان ص۵۰
فلا ینبغی لاحد الاعتراض علیه لکونه من
اجل الائمة و اقدمهم تدوینا للمذهب و اقربهم
سنداً الی رسول الله صلی الله علیه وسلم و
مشاهداً لفعل اکابر التابعین و ایاک ان
تخوض مع الخائضین کان الامام رضی الله عنه
کان متقیداً بالکتاب والسنة متبریا من الرای
کما قدمناه لک وحاشی ذلک الامام الاعظم
من مثل ذلک حاشاه بل هو امام اعظم متبع الی
انقراض المذاهب کلها کما اخبرنی به بعض
اهل الکشف الصحیح واتباعه لن یزالوا فی ازدیاد
کلما تقارب الزمان فی حرب الاعتقاد فی قوله
و اقوال اتباعه - میزان ملخص ص۶۳

رہین گے - اور جون جون قُرب ساعت ہوتا جائیگا اوس کے اقوال اور اوس کے تابعین کے اقوال
مین اعتقاد بھی اُمت کا زیادہ ہوتا جاویگا - انتہیٰ ملخصاً - پس وہ بالکل سچ ہے جو عبد اللہ ابن مُبارک
سے دُرمختار مین منقول ہے کہ اوس شخص پر خُدا کی لعنت ہو جسنے
امام ابو حنیفہ کے قول کو رد کیا - جب کہ امام شافعی رض جیسے مُستند
امام اون کی مدح مین لکھہ رہے ہین کہ اُمّت کے سب ائمّہ علم
فقہ مین ابو حنیفہ رض کے عیال ہین - پس ہم امام ابو حنیفہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے اس کثرت مناقب سے سُراغ لیجا سکتے ہین
کہ رجل فارس سے بجز ان کے اور کوئی مُراد نہین ہو سکتا -
اور اب اسیقدر پر اس مقدمہ مین کفایت کرتے ہین - کیونکہ جبرئیل

وقد قال ابن ادریس مقالا
صحیح النقل فی حکم لطیفه
بان الناس فی فقه عیال
علی فقه الامام ابی حنیفه
فلعنة ربنا اعداد رمل
علی من رد قول ابی حنیفه
عبد اللہ ابن مبارک تابعی - درمختار

اور ملائکہ کرام کی حقیقت کے متعلق اور اون کے القاء اور انبیاء کے متعلق جو کچھہ کہ قادیانی صاحب نے

وجود جبرئیل اور ملائکہ مین خود قادیانی کے اقوال مین تخالف

توضیح المرام کے متعدد صفحات مین لکھا ہے وہ اسقدر جلی الکفر ہے کہ جمیع انبیاء
علیہم السلام کی اُمّتون کے افراد کے مذاق کے مخالف ہے اور قرآن و سنّت
اور اصل امر نبوت ہی اس کی تکذیب پر باواز بلند فتویٰ دے رہا ہے - بھلا کوئی نادان سے نادان مُسلمان
بھی یہہ لفظ زبان سے نکال سکتا ہے کہ ملائکہ کرام کا وجود حقیقی بجز اسکے کوئی نہین کہ وہ ایک قسم کی محبت
ہے جو بندہ اور خدا کی محبت کے نر و مادہ کے ملنے سے پیدا ہو جاتی ہے - مگر خدا کی قُدرت ہے کہ (ع)
چراغ کذب را نبود فروغے - توضیح المرام کے بعد اونہون نے اپنے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۵۱ و ۶۵۲ مین اسکی
برخلاف خود ہی اپنی تکذیب باین الفاظ کردی کہ " اس زمانہ مین ایک گروہ مُسلمانون کا ایسا فلاسفہ
ضالہ کا مُقلد ہو گیا کہ وہ ہر ایک امر کا عقل سے ہی فیصلہ کرنا چاہتے ہین اون کا بیان ہے کہ اعلیٰ درجہ
کا حکم جو تصفیہ تنازعات کے لئے انسان کو ملا ہے وہ عقل ہی ہے - ایسے ہی لوگ جب دیکھتے ہین
کہ وجود جبرائیل و عزرائیل اور دیگر ملائکہ کرام جیسا کہ شریعت کی کتابون مین لکھا ہے اور وجود جنت و جہنّم جیسا
کہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے - اور یہہ تمام صداقتین عقلی طور پر پایہ ثبوت نہین پہنچتین تو فی الفور اون سے

منکر ہوجاتے ہین اور تاویلات رکیکہ شروع کردیتے ہین کہ ملایک سے صرف قوتین مُراد ہین اور وحی رسالت صرف ایک ملکہ ہے اور جنت وجہنم صرف ایک روحانی راحت یا رنج کا نام ہے - انتہیٰ ؎ پس ہم اس مُقدمہ کو اسی پرختم کرتے ہین اور ملائکہ کے وجود کے مُتعلق مزید بحث اس کتاب مین نہین کرنا چاہتے کیونکہ وہ ایک غامض مسئلہ ہے اور بوجہ اتم اوس کو حضرت ولی اللہ نے حجۃ البالغہ مین لکھدیا ھے -

مُقدمہ سوم

(قادیانی صاحب کے الہامات وآیات محرفہ کے بیان مین)

اس کے بعد قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کے مُتعدد صفحات مین ایک فہرست آیات قرآنی کی دی جو بعینہا یا بصورتِ تحریف اون پر وقتاً فوقتاً بطریق ایحاء نازل ہوتی رہین جیسے کہ ہماری اس کتاب کے اخیر مین وہ سب درج ہون گی اور بجاے اس کہ ان آیات کی منزل علیہ حضرت محمد مُصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مین قادیانی صاحب نے ظلی طور پر اُن آیات کا مخاطب اپنے کو تصور کیا اور خود ہی اپنے مطلب کے موافق اُن آیات کی تفسیر کردی - چنانچہ ہم بطور مُشتے نمونہ خروار چند الہامی آیات یہان پر نقل کرتے ہین تاکہ قبل از شروع مقاصد کتاب اس کی مُقدمات پر ہمارے صداقت پسند دوست حاوی ہوجائین اور اون کو قادیانی صاحب کے مُتعلق اون کی کلمات الہامیہ کے بخوبی سمجھنے سے صحیح نتیجہ لگا لینے کے لیے عُمدہ موقع ملے - مثلاً قادیانی صاحب کا براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۵ مین یہ الہام کہ کیا ہمنے تیرا سینہ نہین کھولا؟ کیا ہمنے ہر ایک بات مین تیرے لئے آسانی نہین کی کہ تجکو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا اور خود ہی قادیانی صاحب نے ان ہویت کی یہہ تعبیر کی کہ بیت الفکر سے مُراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس مین یہہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مُراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو مین بنائی گئی ہے اور ومن دخلہ کان امنا اس مسجد کی صفت بیان فرمائی گئی ہے یعنی جو کوئی اس مسجد مین داخل ہوگا وہ امن کی حالت مین ہوجائیگا - حالانکہ قادیانی صاحب کے اس الہام

الم نشرح لک صدرک الم نجعل لک سہولۃ فی کل امر بیت الفکر وبیت الذکر ومن دخلہ کان امنا - براہین احمدیہ ۵۵۵

قادیانی کی مسجد اور چوبارہ بیت الحرم ہے

کا پہلا فقرہ قرآن شریف کی آیت ہے جس مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب ہے اور اس کا اخیر فقرہ بھی قرآن شریف کی آیت مبارک ہے جو حق تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کی شان مین بیان فرمائی۔ لیکن قادیانی صاحب نے اپنی قادیانی مسجد کو کعبۃ اللہ کے ساتھ برابر کردیا۔

قادیانی کو ابراہیم اور سلیمان نبی ہونیکا دعویٰ ہے

ففہمنٰہا سلیمان فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ براھین ص۵۶۰

اور اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ براہین کے ص۵۶۰ مین اپنے حق مین یہ الہام اوتارا کہ وہ نشانی سلیمان کو سمجھائی یعنی اس عاجز (قادیانی) کو۔ سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو۔ یعنی رسول کریم کا طریقہ حقہ کہ جو حال کے زمانہ مین اکثر لوگون پر مشتبہ ہوگیا ہے اور بعض یہودیون کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکون کی طرح مخلوق پرستی تک پہونچ گئے ہین۔ یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجز بندہ سے دریافت کرلین اور اوسپر چلین۔ پس قادیانی صاحب نے یہ دونون آیتین جو قرآن کریم مین جدا جدا ترتیب پر بیان فرمائی گئی ہین اون کو ایک جگہ جمع کرکے ایک مین سلیمان سے اپنے کو تعبیر کیا اور دوسری آیت مین ابراہیم سے اپنے کو معبر کیا اور جو منشا کہ حق تعالیٰ کا اس آیت کے نازل فرمانیکا تھا کہ امت محمدیہ مقام ابراہیم کو اپنا جاے نماز بنائین یعنی کعبۃ اللہ کی طرف آئین اوس کے برخلاف قادیانی صاحب نے یہ الہام اپنے حق مین اوتار کر لکھا کہ مقام ابراہیم مصلیٰ مین مجکو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم بنایا ہے اور ساری خلقت کو میری اتباع کی واسطے فرمایا ہے۔

قادیانی صاحب پر وحی اوترتی ہے

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد۔ ص۵۱۱

پھر براہین کے ص۵۱۱ مین اپنے حق مین اس آیت مبارک کو اوتارا کہ کہدے مین حضرت تمھارے جیسا ایک آدمی ہون مجکو یہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی تمہارا معبود نہین وہی اکیلا معبود ہے جسکے ساتھ کسیکو شریک کرنا نہین چاہئے۔ انتہی بلفظہ۔ پس اس آیت مبارک مین قرآن مجید نے یہہ تمام اعزاز حضرت نبی کریم کو جو بخشا اور جو نبی کو غیر نبی سے جدا کرتا ہے قادیانی صاحب نے اس مین اپنے کو سہیم و شریک بنادیا اور منجانب اللہ انپر بھی وحی اوترنے لگی۔

قادیانی کی وحی قرآن کی طرح وحی متلو ہے

واتل علیہم ما اوحی الیک من ربک۔ براھین ص۲۴۲

پھر براہین کے صفحہ ۲۴۲ مین اپنی وحی کے متلو ہونے کے متعلق یہہ آیت اوتاری کہ پڑھ اونپر جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف

تیرے رب سے - پس قادیانی صاحب کے اس الہام نے جو قرآن شریف کی آیت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ و سلم پر اتری اس نئی قرآن کی طرح قادیانی صاحب کے الہامات کو بھی وحی متلو بنا دیا - مگر اس خوفناک اور ڈراؤنے معنی سے قادیانی صاحب کے چیلے بھی چونک اوٹھین گے کہ قرآن کے مقابل قرآن کیطرح یہ کہان کی وحی متلو آگئی ؟ اور قرآن قادیانی یہہ جدید قران کہان سے آگیا ؟ -

قادیانی اور زوجہ قادیانی کو جنت کی بشارت

اور براہین کے صفحہ ۴۹۶ مین یہہ فقرات اپنے حق مین اوتار کر ان کے معنی خود ہی اس طرح لکھے کہ اے آدم تو اپنی زوجہ سمیت بہشت

یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق - (براہین ص۴۹۶)

مین رہ - اے احمد تو اپنی زوجہ کے ساتھ بہشت مین مکان پکڑ اور آدم اور مریم اور احمد سے اپنے کو مراد رکھا اور زوج سے مراد اپنے رفیق اور جنت سے مراد جنت کے وسایل یعنی ای آدم - اے مریم اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت مین یعنی نجات حقیقی کے وسایل مین داخل ہو جاؤ - انتہی بلفظہ -

قادیانی کے مریدین عذاب اور بلا سے محفوظ ہین

پھر براہین کے صفحہ ۵۱۱ مین اس آیت مبارک کو جو خواص رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و ما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم و ما کان اللہ لیعذبہم و ہم یستغفرون - (براہین ص۵۱۱)

وسلم مین سے ہے لفظی اور معنوی تحریف کیساتھ اس طرح اوتارا کہ جس قوم مین تو (قادیانی) آیا ہے اون کو اللہ تعالے ہرگز عذاب نہ دیگا اور ضرور اللہ تعالی اون کو عذاب نہ دیگا درحالیکہ وہ اللہ سے بخشش مانگتے ہین - حالانکہ قرآن شریف مین دوسرے لفظ لیعذبہم کی جگہ لفظ معذبہم آیا ہے -

قادیانی رحمۃ للعالمین ہے

اور براہین کے صفحہ ۵۰۶ مین یہہ

و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - (براہین ص۵۰۶)

الہام اوتارا کہ ہمنے تجھے نہین بھیجا مگر اسلئے کہ کل جہانون کے حق مین رحمت ہو - حالانکہ رحمۃ للعالمین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے -

قادیانی کو کسی کام پر مواخذہ نہین اور جو چاہے کرے

اور براہین کے صفحہ ۵۶۰ مین یہہ الہام اوتارا کہ

اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک (براہین ص۵۶۰)

(اے قادیانی) تو جو چاہے سو کر بیشک ہمنے تجھے بخشدیا ہے - مگر قادیانی صاحب کے کسی الہام سے یہہ نہ معلوم ہوسکا کہ اون کو اسقدر آزادی اور بیباکی خدا تعالی نے کیون دی ؟ جو کسی

نبی کریم کو بھی حاصل نہ ہوئی۔ اور جبکہ بمقتضائے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی دین محمدی کامل ہو چکا اور نعمت خداداد مین کوئی کمی نرہی تو ان آیات اور نعمات ربانی کا محرف ہو کر قادیانی صاحب پر اوتر نا اس سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے بجز اسکے کہ دین محمدی کو ناقص سمجھا جائے اور نعمت خداداد کو غیر مکمل خیال کیا جائے۔ حالانکہ سفیر رب العالمین یعنی حضرت جبریل جو ایسی آیات کے ساتھ اللہ کی طرف سے آنے کے لئے معہود ہین اوسے قادیانی صاحب ازالۃ الاوہام کے ص۵۸۳ مین باین الفاظ آنے سے روک دئے ہین کہ "یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیینؐ کے بعد پھر جبریل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے"۔ انتہی۔

پس ہمکو قادیانی صاحب کے ایسے صریح کفریات اور مزخرف الہامات مین مزید کلام کرنیکی ضرورت نہین ہان ہمکو بحث ہے تو فقط اس مین ہے جو قادیانی صاحب کے موید اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

جو آیات قرآنی کر قادیانی پر اتری ہین انکا نام قرآن نہین

اپنے رسالہ اشاعت السنہ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۱ھ کے ص۲۶۳ وغیرہ مین ان آیات کی تاویل اور تائید کے لئے اور نیز ان سے تحریف کا الزام اوٹھا دینے کی غرض سے لکھتے ہین کہ "آیات قرآنی جب آنحضرتؐ یا دوسرے انبیاء علیہم السلام کر خطاب مین نازل ہوئی ہین تو اون کا نام قرآن تھا اور جب انھین آیات سے اللہ تعالیٰ نے غیر انبیا مثل صاحب براہین قادیانی کو مخاطب فرمایا تو ان کا نام قرآن نہین رکھا جا سکتا" بلکہ ص۲۶۴ وغیرہ مین صاف صاف لکھدیا کہ "ایک ہی کلام کو ایک ہی وقت مین مخاطب یا متکلم کے لحاظ سے قرآن اور غیر قرآن کہنا اہل علم کے نزدیک مستبعد اور محل اعتراض نہین۔ چنانچہ کبھی ایک کلام جبکہ اوس کا متکلم مثلاً خدا تعالیٰ ٹھیرایا جائے کلام رحمانی کہلاتا ہے کبھی وہی کلام جب اوس کا متکلم شیطان یا فرعون ٹھیرایا جائے تو شیطانی یا فرعونی کلام کہلاتا ہے۔

بقول قادیانی صاحب وہ خدا کا کلام نہین جسکا متکلم قرآن مین شیطان یا فرعون وغیرہ کہا گیا ہے

پس وہ کلام جیسے انا خیر منہ خلقتنی من نار جو ابلیس نے کہا یا جیسے انا ربکم الاعلیٰ جو فرعون نے کہا تو یہ کلام شیطانی اور فرعونی کہلاتے ہین۔ اور اسی صفحہ کے حاشیہ مین لکھا پھر وہ خواہ کسی زبان مین ہو قرآن نہین کہلاتا"۔ انتہی بلفظہ۔ پس اگر قادیانی صاحب کے ان موید اول کی تاویلات فاسدہ کو تسلیم کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ اس سے ہزارہا آیات

فرقانی قرآن ہونے سے خارج ہوجائین۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی تمام آیات
کے ساتھ مخاطب نہین ہین اور قطع نظر اسکے خود ائمہ اسلام نے تصریح کردی ہے جیسے کہ فقہ اکبر مین ہے
تمام قرآن کلام خدا ہے کہ جو کچھ کہ اللہ تعالے نے قرآن منزل مین حضرت موسی وغیرہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات

وما ذکرہ اللہ تعالی فی القرآن عن موسی وغیرہ من الانبیاء علیہم السلام وعن فرعون و ابلیس فان ذلک کلہ کلام اللہ تعالی اخبار عنہم
فقہ اکبر

اور ایسا ہی فرعون اور ابلیس وغیرہ کے مقالات بیان فرمائے ہین یہہ سب اللہ کا کلام ہے جو حسب
ارشاد خداوندی لوح الٰہی مین محفوظ ہے اورکسی کے بدلانے | بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ سیپارہ بروج |
سے نہین بدل سکتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اگر کسی شخص کو مثلاً امرء القیس کا یہہ شعر ؎ قفا نبک من
ذکری حبیب و منزل ۞ الہام ہو تو یہہ شعر امرء القیس کا نہ کہلائیگا۔ پس خدا کا کلام اوس کے علم کی طرح
ازل سے ابد تک اوس کی ایک صفت قدیم اور بسیط ہے۔ اور جیسے اوس نے ایک ہی آن بسیط مین جمیع معلومات
ازل وابد کو اون کے احوال متناسبہ اور صفات متضادہ کیساتھ جان لیا۔ مثلاً زید کو اوسی آن مین
موجود بھی جان لیا اور معدوم بھی اور جوان بھی اور بوڑھا بھی اور ہنستا بھی اور روتا بھی اور جنتی بھی اور
دوزخی بھی۔ یا کہ مثلاً زید ہزار برس کے بعد پیدا ہوگا اور بکر اتنے ہزار برس کے بعد مریگا۔ اسی طرح حق تعالی نے
ایک ہی آن بسیط مین جمیع کتب سماویہ کی ساتھ بے کیف تکلم فرمایا۔ چنانچہ اسی معنی کے متعلق امام ربانی
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ جلد اول کے مکتوب (۲۶۶) مین ارشاد فرماتے ہین کہ "ہمچنین
کلام او تعالی یک کلام بسیط است کہ از ازل تا ابد بہمان یک کلام گویا ست۔ اگر امر است از ہمانجا ناشی
است واگر نہی است ہم ازانجا۔ اگر اعلام است ہم ازانجا ماخوذ است واگر استعلام است ہم ازانجا۔ اگر تمنی
است ہم ازانجا مستفاد است واگر ترجی است ہم ازانجا۔ جمیع کتب منزلہ وصحف مرسلہ ورقیست ازان
کلام بسیط اگر توریت است ازانجا انتساخ یافتہ است واگر انجیل است ہم ازانجا صورت لفظی گرفتہ است۔
اگر زبور است ہم ازانجا مسطور گشتہ۔ واگر فرقان است ہم ازانجا تنزل فرمودہ ؎ واللہ کلام حق کہ
علی الحق یک است وبس ۞ پس در نزول مختلف آثار آمدہ"۔ پس اس صورت مین ہم بقول امام اعظم رضی اللہ
تعالی عنہ نہایت وثوق کیساتھ کہہ سکتے ہین کہ قرآن کریم مین حضرت موسی اور عیسی کی حکایات یا فرعون

ابلیس کے منازعات کو جس طرح کہ حق تعالیٰ نے اپنے علم بسیط کے ساتھ ایک ہی آن مین بصورت متضادہ جانا اوسی طرح وہ اپنے کلام بسیط مین ان کے مقالات کیساتھ گویا ہوا۔ پس وہ اوسی کا کلام ہے جو ابلیس نے کہا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ یا فرعون نے کہا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۔ ہرچند کہ قادیانی صاحب خواہ انہین دو کلمات کے ساتھ ملہم کیون نہون کبھی ان کلمات کا کلام ربانی ہونے سے انکار نہ ہوسکیگا۔ علی الخصوص جبکہ خود قادیانی صاحب ان کلمات فرقانی کو خدا کی طرف سے الہام ہونیکے قایل ہین۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ محفوظ کلام جملات قرآنی ہون یا ان کے معانی نظم موجودہ کے ساتھ کبھی کسی دوسرے کا کلام نہین بن سکتا نہ متکلم کے تبدل کے لحاظ سے اور نہ مخاطب کے تغیر کے اعتبار سے ۔ دُور شفت آنکہ گفت ؎ گرچہ قرآن از لب پیغمبر است ٭ ہر کہ گوید حق نہ گفت او کافر است ۔

مقدمہ چہارم

(قادیانی صاحب کی رسالت اور اونکی فطرت حضرت مسیح کی فطرت سے متشابہ بلکہ متحد ہونیکے بیان مین)

پھر قادیانی صاحب نے اس آیت مبارک کو جس مین اللہ تعالے نے

> هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۔ سورۂ توبہ

اپنے نبی کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین غلبہ دین کا وعدہ دیکر ارشاد فرمایا ہے کہ وہی خدا ہے جسنے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اوس کو سب دینون پر غالب کردے ۔ براہین احمدیہ کے ص۴۹۸ مین اپنے الہامات کی فہرست مین داخل کرکے لکھا ہے کہ جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور چونکہ یہہ خاکسار مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہہ واقع ہوئی ہے ۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہین اور بحدے اتحاد ہے کہ نظر کشفی مین نہایت ہی باریک امتیاز ہے ۔ اسلئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی مین ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح کی پیشگوئی متذکرہ بالا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے ۔ یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ

سب دینون پر غلبہ حضرت مسیح کے وقت مین ہوگا جب وہ جسمانی طور سے دنیا پر دوبارہ آئینگے

جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اسکی زندگی مین یا بعد وفات ہو۔ انتہیٰ بلفظہٖ مختصراً۔

پس ہمکو اس چوتھے مقدمہ مین انصاف پسند دوستون کو یہہ دکھانا منظور ہے کہ اول آیت کریمہ کا مصداق تاریخی واقعات نے کسکو بنا دیا؟ - دوم یہہ کہ مسیح قادیانی حضرت عیسیٰ ابن مریم صلوات اللہ علیہ کے ساتھ تشابہ فطرت کے دعوے مین کہان تک سچے ہین؟ -

پس امر اول یعنی اس آیۂ کریمہ کا مصداق کہ کس زمانہ مین دین حق کا غلبہ حسب وعدۂ ربانی ہوا ہوگا سوا اسکے متعلق فقط ایک ہی مفسر ضحاک کا قول ہے قال الضحاک ذالک عند نزول عیسیٰ علیہ السلام (ازالۂ اوہام صفحہ) کہ یہہ غلبہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے وقت مین ہوگا - لیکن علامہ ذہبی نے میزان مین اور سیوطی نے لآلی مصنوعہ مین تصریح کردی ہے کہ ضحاک ایک نہایت ضعیف الروایت مفسر ہے جسکے مرویات قابل غور ہین - مگر قطع نظر اسکے ضعف کے جب ہم تاریخی واقعات پر نظر کرتے ہین تو وہ ہمکو یقین دلاتی ہین کہ اس غلبہ کا ظہور اور وعدہ الٰہی کا وفا بوجہ اتم خلفاء ثلٰثہ رضوان اللہ علیہم کے زمانہ مین ہوچکا کیونکہ غلبۂ تام کا معنی بجز اسکے اور کوئی نہین کہ دین کفر کا بیضہ اور اوس کا مرکز ٹوٹ جاوے اور اوسکے حامی پھوٹ جاوین یہان تک کہ اوس کا کوئی داعی باقی نرہے اور اوس کا شرف مطلقًا نرہے مگر یہہ معنے خلفاء ثلٰثہ کے وقت حاصل ہوا - کیونکہ اوس وقت تمام روے زمین فقط دو ہی ذی شوکت بادشاہون یعنی کسریٰ اور قیصر کے قبضہ مین تھی اور انہین ہر دو بادشاہون کا دین باقی ادیان پر غالب تھا - چنانچہ روس اور روم اور فرنگ و جرمن اور افریقیہ اور شام اور مصر اور بعض بلاد مغرب اور حبش کے ملکون مین قیصر کی متابعت اور موافقت سے دین نصرانیت تھا اور خراسان اور توران اور ترکستان اور زابلستان اور باختر وغیرہ ملکون مین کسریٰ کی متابعت سے دین مجوس بڑھا ہوا تھا اور باقی ادیان جیسے دین یہودیت اور دین مشرکین اور دین ہنود اور دین صابئین ان ہر دو بادشاہون کی شوکت سے پامال ہوکر ضعیف ہوگئے تھے اور ان ادیان کے متدین نہایت ہی زبون حالت کے ساتھ پراگندہ ہوچکے تھے - پس داعیۂ الٰہی ان راہ ہدایت سے بھٹکے ہوؤن کو پنجۂ خلق سے چھڑا لے

کے لئے جوش مین آگیا اور اوس نے دولت کسریٰ اور قیصر کو فتوحات اسلام کا آشیانہ بنا دیا اور ان
دونون بادشاہون کے ادیان درہم وبرہم ہونے سے اسلام کی شوکت نے باقی ادیان کو بھی پامال
کرلیا۔ پس اگر ہرمزان وزیر کسریٰ کے قول پر نظر کی جاوے جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے
اوس وقت کی آبادی زمین کا نقشہ یون بیان کیا کہ تمام زمین اس وقت بمنزلہ ایک مرغ کے ہے
کہ جسکا سر تو عراق ہے اور اوس کے دو بازو فارس اور روم اور دو پاؤن ہند اور فرنگ ہین تو تاریخ
شہادت دیدیگی کہ عملاً اس مرغ کا سر کسنے چنھاڑا اور اوسکے دو بازو کسنے توڑے؟ اور فتح فارس
اور روم کی بنیاد کسنے رکھی اور اوس کا وقوع کسکے ہاتھ سے ہوا اور اوس کی ایک ٹانگ فرنگ کسنے
توڑی؟ - یعنی بجز خلفاے ثلاثہ کے کوئی اس دولت سے بہرہ ور نہ ہوسکا - یہی ایک ٹانگ یعنی ملک
ہند باقی تھا جو عملاً اوس وقت مفتوح نہوا - لیکن جب بشارت نبوی مرغ کی دوسری ٹانگ بھی سلطان

محمود غزنوی اور عیسیٰ ابن مریم کے حق مین بشارت

محمود غزنوی کے ہاتھ سے توڑا دی گئی اور عرب وعجم کے شہرون مین اسلام کا رواج ہوگیا

قال رسول اللہ خیر امتی عصابتان عصابۃ تغزوا الھند وعصابۃ تکون مع عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام

اور مسجدین بنا ہوگئین اور اللہ اکبر کی آواز گھر گھر مین اور اوس کی صدا بن کوہ ودشت مین گونج اوٹھین
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی راست آئی جو فرمایا کہ روے زمین پر کوئی گھر مدر اور وبر کا باقی نہ رہیگا کہ اوس مین اسلام کا کلمہ اللہ تعالیٰ داخل کریگا خواہ کسی عزیز کی

واخرج احمد عن المقداد انہ سمع رسول اللہ یقول لا یبقی علی ظہر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز او ذل ذلیل اما یعزہم فیجعلہم من اہلہا او یذلہم فیدینون لہا قلت فیکون الدین کلہ للہ - انالۃ الخفا -

عزت کے ساتھ یا کسی ذلیل کی ذلت کے ساتھ جنکو خدا عزت دیگا وہ اوس کلمہ کے اہل ہون گے
اور جنکو ذلت دیگا وہ اوس کے مطیع ہون گے اور سب جگہ دین اللہ کا ہوگا -
پس کوئی وجہ نہین کہ اس آیہ کریمہ کا مصداق بقول قادیانی صاحب کا موجودہ زمانہ
ہو جس مین چارون طرف سے کفر کا غلبہ ہونے سے دار الاسلام دار الکفر بلکہ دار الحرب بنا جارہا ہے
آجتک ۱۳۰۰ برس کے عرصہ مین کوئی بھی نصرانی یا یہودی یا مجوسی اون کے ذریعہ سے مسلمان نہوسکا

اور نہ اون کی تصنیفات اور تالیفات اور ترہات الہامات اور مزخرفات دعویات نی بجز کاست دین کے
کوئی فائدہ بخشا بلکہ اوسنے اولٹا اُمت محمدیہ کو یہودیت کی نسبت دیدی اور اپنے لئے اون کی زبانی ملحد کا
خطاب حاصل کرلیا اور بجاے اس کے کہ وہ قوم شرک وکفر مین برہمی پھیلاتے برعکس اس کے خود امت
محمدیہ مین سے گروہ نیچریہ کیطرح ایک گروہ غیر مقلد قادیانی کھڑا کر دیا۔

این قصہ عجب شنو کز بخت واژ گون	مارا بکشت یار بانفاس عیسوی

قادیانی کا دعوی تشابہ فطرت بامسیح

امر دوم یعنی قادیانی صاحب کا یہہ دعویٰ کہ اون کو حضرت مسیح علیہ السلام کیسا تہہ بجدی اتحاد
اور اون کی فطرت اور حضرت مسیح علیہ السلام کی فطرت ایسی متشابہہ واقع ہوئی ہے کہ گویا
ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک درخت کی دو پھل ہین۔ پس قبل اس کے کہ ہم اس کی نسبت اپنی رای سے کوئی فتویٰ
دین ضرور ہے کہ ہم اولاً حضرت مسیح ابن مریم صلوات اللہ علیہ کی صفات ذاتیہ جو اون کی نفس فطرت مین ودیعت
کی گئین اور جو اون کو ازجہت نبوت عطا کی گئین اور جن کا ثبوت قرآن وسنت سی پایا گیا ہی انصاف پسند
دوستون کے پیش نظر کرین تا کہ مشبہ اور مشبہ بہ مین فرق کرنیکا پورا موقع ملے۔ پس پہلا وصف ذاتی جو

عیسے نبی اللہ کی فطرت

قرآن کریم عیسے صلوات اللہ علیہ مین ثابت کرتا ہے وہ یہہ ہے
کہ وہ باعتبار فطرت اور نفس خلقت کے برخلاف جمیع انبیائے
کرام اللہ تعالے کے کمال قدرت کی ایک آیت اور رحمت ہین جو بغیر کسی
بشر کے چھونے کے مریم ناکتخدا کے بطن سے فقط حضرت جبریل علیہ السلام
کے نفخ سے ایک ہی ساعت مین متکون ہو کر متولد ہو گئے۔ جیسے کہ یہی معنی
خازن اور مدارک مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے لیکن
افسوس کہ اون کے مثیل یعنی میرزاے قادیانی یہ وصف اپنے مین
نہ دیکھکر حضرت مسیح کے اس وصف سے جسکو نفس فطرت سی تعلق ہے
اور جس مین میرزاے قادیانی اپنے کو حضرت مسیح سے متشابہ الفطرت
ہونیکا دعوی کرتے ہین منکر ہو گئے اور باتباع [illegible] فرقہ نیچریہ

واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت
من اھلھا مکانا شرقیا فاتخذت من
دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل
لھا بشرا سویا۔ قالت انی اعوذ بالرحمن
منک ان کنت تقیا۔ قال انما انا رسول
ربک لاھب لک غلاما زکیا۔ قالت انی
یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک
بغیا۔ قال کذلک قال ربک ھو علی
ھین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ
منا وکان امرا مقضیا۔ فحملتہ [illegible]

کی طرح ایسے تولد کو خلاف قانون قدرت سمجھکر اپنے ازالۃ الاوہام
کے صفحہ ۳۰۳ مین لکھدیا کہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف
کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے
ہین یعنی وہ بن باپ نہین پیدا ہوئے تھے بلکہ وہ یوسف نجار کے
بیٹے تھے۔ حالانکہ یہہ امر شرعاً و عقلاً ثابت ہے کہ

قانون قدرت

جس طرح حق تعالی کی ذات غیر محاط اور ہمارے تعقل سے خارج اور وراء الوریٰ
ہے اوسی طرح اوس کے افعال بھی غیر محاط اور ہمارے احاطۂ عقل سے
باہر اور وراء الوراء ہین۔ پس یہہ کیسے ہوسکتا ہی کہ ایسی ذات کے
افعال غیر محاط کو محاط بنانیکے لئے ایک ایسا قانون قدرت اختراع
کیا جائے جس سے اوس ذات وراء الوراء کی قدرت غیر محاط اور غیر
محدود محدود کیجا سکے۔ اور جبکہ وہ خود از روے رحمت بی نہایت
اپنے نبی کریم اور کلام عظیم کے ذریعہ اپنے کمال قدرت کی ایک آیت
بیان فرمارہا ہے اوس کی تکذیب کی جائے۔ ہان سچ ہے کہ سنۃ اللہ
مین (یا بقول سید نیچری اللہ تعالی کے قانون قدرت مین) کوئی بھی
تغیر و تبدل نہین کرسکتا۔ لیکن ساتھہ ہی اس کے یہہ بھی راست ہی کہ کوئی ناقص العقل اور کوئی چشم احول
اوس ذات کی قانون قدرت پر اپنے استقراء سے احاطہ نہین کرسکتا ہے اور نہ اس صورت مین کوئی بھی
اون اعجاز مغیبہ کی جو ایک اللہ کے معجز نما بندہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور اوس سے زیادہ تر معجز نما بندہ خدا
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی خدا اون کی خبر دی ہو اپنے محدود شواہد پر قیاس کرکے تکذیب
کرسکتا ہی پس سر اس فرقہ کے امام سید کا سورۂ انعام کی تفسیر کے اخیر یعنی جلد سوم صفحہ ۳۹ مین اولاً اقرار کرنا
کہ ہان یہہ بات سچ ہے کہ تمام قوانین قدرت ہمکو معلوم نہین ہین اور جو معلوم ہین وہ نہایت قلیل ہین اور اونکا
علم بھی پورا نہین ہے بلکہ ناقص ہے۔ اور ثانیاً ایسے عجیب واقعہ کے متعلق کہ جسکے وقوع کا کافی ثبوت موجود

به مکانا قصیا۔ فاجاءها المخاض الی
جذع النخلة قالت یلیتنی مت قبل هذا
وکنت نسیا منسیا۔ فنادها من تحتها الا
تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا۔ وهزی
الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطبا
جنیا۔ فکلی واشربی وقری عینا فاما
ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت
للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا۔ فاتت
به قومها تحمله قالوا یا مریم لقد جئت
شیئا فریا۔ یا اخت هارون ما کان ابوک
امرء سوء وما کانت امک بغیا فاشارت
الیه قالوا کیف نکلم من کان فی المهد
صبیا۔ قال انی عبد الله اتنی الکتاب
وجعلنی نبیا۔ الآیه۔ سورہ مریم

ہو اور گو اون کے اختراعی اور معلومہ قانون قدرت کے مطابق نہ ہو - یہ لکھنا کہ ایسی صورت مین بلاشبہہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ اوس کے وقوع کے لئے کوئی قانونِ قدرت ہی مگر اوس کا علم ہمکو نہین اور پھر اوس کے برخلاف یون لکھنا کہ جب وہ کسی قانون قدرت کے مطابق واقع ہوے تو وہ معجزہ نہین - کیونکہ ہر شخص جسکو وہ قانون معلوم ہوگیا ہوگا اوس کو کر سکیگا - یہ انصاف پسند دوستون کے نزدیک ایک دیوانہ کی بڑ سے بھی زیادہ تر وقعت نہین رکھتا - کیونکہ ہمارے نزدیک معجزہ خدا تعالیٰ کے اوس فعل کا نام ہے جو بندون کی قدرت سے بالاتر ہو پھر خواہ خدا کے ایسے فعل کا ظہور بلا واسطہ ہو اور یا اوس کے کسی خاص بندہ کے واسطے سے ہو جس کی کرامت اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو پھر اوس قانون کے معلوم کر لینے مین دوسرا کوئی کیونکر سہیم ہو سکیگا اور وہ فعل معجزہ کی حد سے کیون باہر ہوگا - پس سید کا اس سے یہہ نتیجہ نکالنا بالکل دور از ایمان ہے جو اونہون نے اس جلد کے صفحہ ۳۹ مین لکھا کہ ہماری سمجھہ مین کسی شخص مین معجزے یا کرامت کے ہونیکا یقین کرنا ذات باری کی توحید فی الصفات پر ایمان کو ناقص اور ناکامل کر دیتا ہے اور اوس کا ثبوت پیر پرست و گور پرست لوگون کے حالات سے ظاہر ہے جو اسوقت بھی موجود ہین اور صرف معجزہ و کرامات کے خیال نے اون کو اسکی رغبت دلائی ہے اور خدای قادر مطلق کے سوا دوسرے کی طرف اون کو رجوع کیا ہے - اسی وجہ سے ہمارے سچے ہادی محمد رسول اللہ نے اور ہمارے سچے خدا وحدہ لاشریک نے صاف صاف معجزات کی نفی کر دی انتہی مگر ہمارا یہہ تمام کلام یاد رکھنے کے قابل ہے جو اوپر قانون قدرت کے متعلق لکھا گیا ہے - کیونکہ اس سے عنقریب کام لینا ہوگا -

عیسیٰ کے معجزات

اسی طرح وصف دوم جو قرآن نے عیسیٰ ابن مریم صلوات اللہ علیہ کے لئے ثابت کیا وہ یہہ ہے جو سورہ آل عمران مین خود عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کی زبانی اقرار ہے کہ اونہون نے ان علامات کے ساتھ بنی اسرائیل کی طرف اپنی رسالت کا دعویٰ کیا کہ مجھکو میرے رب نے یہہ نشانی دی ہے کہ مین مٹی کے پتلے بنا کر اون مین پھونک مارتا ہون اور وہ اللہ کے

انی جئتکم بآیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین
کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ
و ابرئ الاکمہ و الابرص و احی الموتی باذن اللہ
و انبئکم بما تاکلون و ما تدخرون فی بیوتکم
ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مومنین آل عمران
یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا

حکم سے پرندے ہوجاتے ہین۔ اور اللہ کے اذن سے مادرزاد اندہے اور کوڑھی کو اچہا کرتا ہون اور مُردون کو زندہ کرتا ہون اور جو گھرون مین کھاپی کر اور نیز ذخیرہ رکھکر آتے ہو اوس کو جانتا ہون اور تمکو بتا سکتا ہون – چنانچہ اسی کے مُطابق حق تعالی نے سورۂ مائدہ مین اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی اطلاع دی کہ قیامت کے دن جبکہ وہ سب رسولون کو جمع کریگا اور ہر ایک کی اُمت کی سرگذشت اون سے پوچھیگا اور وہ اوس کا علم خدا کی طرف تفویض کرین گے تو اوس وقت خدا تعالی اپنی نعمات کی یاد دہانی جو حضرت عیسیٰ اور اون کی والدہ پر کی ہے اس طرح پر کریگا کہ اے عیسیٰ ابن مریم میرے احسان کو یاد کر جو تجہپر اور تیری ماں پر ہوا جبکہ مین نے تجکو روح القدس کے ساتھ تائید دی اور تو لوگون سے حالت مہد یعنی ماں کی گود مین اور بڑی عمر مین یکسان باتین کرتا تھا اور جبکہ مین نے تجھے کتاب اور حکمت اور توریت و انجیل سکھلائی اور جبکہ تو میرے اذن کیساتھ جانور کی تمثال بنا کر اوس مین پھونک مارتا تہا اور وہ میرے ہی اذن سے پھر پرند بن جاتے تھے اور تو میرے ہی اذن سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچہا کرتا تھا اور جبکہ تو میرے ہی اذن سے مُردون کو قبرون سے زندہ نکالتا تہا اور جب کہ مین نے بنی اسرائیل کو تیرے قتل سے ہٹا رکھا جبکہ تو اون کی طرف مُعجزات کیساتھ گیا لیکن وہ لوگ جو اون مین سے کافر ہوگئے وہ بول اوٹھے کہ یہہ سب بجز صریح جادو کے اور کچھہ نہین۔

لا علم لنا انک انت علام الغیوب اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک و علی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد و کھلا و اذ علمتک الکتاب و الحکمة والتوراة و الانجیل و اذ تخلق من الطین کھیئة الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی و تبرئ الاکمه و الابرص باذنی و اذ تخرج الموتی باذنی و اذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینات فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین – (مائدہ)

قادیانی صاحب کا عیسے کے معجزات سے انکار

لیکن ہاے افسوس کہ اون کے مثیل میرزای قادیانی نے جبکہ اپنے کو حضرت مسیح علیہ السلام کے اس وصف سے بھی بے بہرہ پایا تو اُن کفار کی طرح براہین احمدیہ کی تمہید پنجم مین ان معجزات کو باین علت محجوب الحقیقت کہا کہ وہ بطاہر صورت مکرون سے مشتابہ ہین اور پہر صاف صاف لکھدیا کہ عند العقل یہہ بات نہایت صحیح اور قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے اندہون لنگڑون کو شفا حاصل ہوئی

ہے تو بالیقین یہہ نسخہ حضرت مسیح نے اوسی حوض سے اوڑایا ہوگا جو عبرانی مین بیت حسدا کہلاتا تہا اور جس کا
پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اوس مین اوترتا کیسی ہی بیماری مین کیون نہو اوس سے چنگا ہوجاتا تہا
اور جسپر کہ حضرت مسیح اکثر جایا ہی کرتے تھے - اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۲۲ مین لکھا کہ یہہ اعتقاد بالکل غلط
اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اور اون مین پہونک مارکر اونہین سچ مچ کے
جانور بنا دیتا تھا - نہین بلکہ صرف عمل الترب تہا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہوگیا تہا - یہہ بھی ممکن ہے
کہ اسی کام کیلیئے اوس تالاب کی مٹی لاتا تہا جس مین روح القدس کی تاثیر رکہی گئی تہی - بہرحال یہہ معجزہ
صرف ایک کھیل کی قسم مین سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ -
اگر یہہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اُمید قوی رکہتا
تھا کہ ان اعجوبہ نمائیون مین حضرت ابن مریم سے کم نرہتا - اور حضرت عیسیٰ کی پیشگوئیون کو براہین احمدیہ کی
تمہید ششم مین باین علت محجوب الحقیقت کہا کہ وہ نجومیون اور رمالون اور کاہنون اور مورخون کے طریقہ
بیان سے مشابہہ ہین اور کہا کہ سچی وہ ہین جن کے ساتھ ان لوگون کا شریک ہونا ممتنع اور محال ہو انتہی
اور نیز ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۱۱ و صفحہ ۳۱۲ مین لکھا کہ حضرت مسیح کی عمل الترب سے وہ مُردے جو زندہ ہوجاتے تھے
وہ بلا توقف چند منٹ مین مرجاتے تھے - اور یہہ جو مین نے مسمریزمی طریق کا نام عمل الترب رکہا ہے یہ الہامی نام
ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھپر ظاہر کیا - انتہی -

پس اگر قادیانی صاحب کے ان اقوال کو صحیح مان لیا جاوے اور سامری کے گوسالہ کی طرح ان معجزات کو محجوب الحقیقت
اور ایک کھیل تصور کیا جاوے تو پھر حق تعالیٰ کا یہ احسان جتلانا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور وہ اللہ کی آیات اور
نعمات کیونکر ہوسکتے ہین؟ اور ان کو سحر کہنے والے کفر کی طرف کیون منسوب کئے جاتے؟ اور اگر موتیٰ سے مُراد
حقیقی موت اور اون کی احیا سے حقیقی حیات مقصود نہوتی تو بار بار (لفظ اذنی) یعنی خدا کی اذن کی اوسمین
کیا ضرورت تہی اور نیز لفظ اخراج جو قبرون سے مُردون کے نکالنے پر دلالت کرتا ہے اذن اللہ کے ساتھ کیون مستعمل
کیا گیا؟ اور اگر عیسیٰ نبی اللہ نجوم یا رمل وغیرہ کے ذریعہ سے پیشینگوئیان کرتے تھے یا کسی نسخہ یا عمل الترب کی ذریعہ
سے بیمارون کو اچہا کرتے تھے تو نبی اور ساحر مین فرق کیا رہا؟ - الحاصل قادیانی صاحب کے یہہ سارے ہذیانات

نہ فقط قرآن کریم کے مخالف ہین بلکہ خدا و رسول اور ائمہ مقبول کی تکذیب بھی کرتے ہین اور اون کفار کے قول سے بھی بدتر ہین جنھون نے اون کو سحر کہا۔

عیسیٰ کی عمر

وصف سوم جو حضرت مسیح صلوات اللہ علیہ کی نسبت قرآن کریم نے بیان فرمایا وہ یہہ ہے کہ اونکی عمر اس دنیا مین زمانہ کہولت سے تجاوز نہ کریگی اور نہ وہ کہولت کے قبل مرینگے جیسے کہ مظہری مین ہے اور بالتفصیل آئندہ اس کا بیان آئیگا۔ مگر افسوس کہ اون کے مثیل نے اپنی عمر کی نسبت ازالۃ الاوہام کے ص ۶۳۵ مین الہامی پیشگوئی کردی ہے کہ اون کی عمر اسّی برس یا اسکے قریب قریب یعنی سن شیخوخت تک پہونچیگی۔

عیسیٰ کا قیامت کے قبل انا اور اوس پر اہل کتاب کا ایمان لانا

وصف چہارم جو حضرت مسیح کی متعلق قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے وہ یہہ ہے کہ آیندہ کسی زمانہ مین ہر ایک اہل کتاب عیسیٰ پر ایمان لائیگا۔ قبل اس کے کہ مرے اور قیامت کے دن عیسیٰ اون کے ایمان کی شہادت دیگا۔

وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا۔ (سورہ نساء)

مگر افسوس کہ حضرت مسیح کے مثیل میرزا قادیانی حضرت مسیح کو ایسا منصب حاصل نہین کرنے دیتے اور ازالۃ الاوہام کے متعدد صفحات ایک طویل لیکچر مین تحریر فرمارہے ہین کہ کوئی اہل کتاب ایسا نہین جو اپنے مرنیکے قبل مسیح علیہ السلام کی طبعی موت کیساتھ مرنے پر یقین نہ رکھتا ہو اور اس آیت مین ایک بھی ایسا لفظ نہین جو اسکو کسی خاص محدود زمانہ سے متعلق اور وابستہ کرتا ہو۔

لیکن قادیانی صاحب کو آیت کریمہ مین لَیُؤمِنَنَّ بِہٖ کا صیغہ استقبال نظر نہ آیا جو مؤکد بنون تاکید ثقیلہ اور لام جواب قسم کے ساتھ حرف نفی یعنی حرف اِن کے بعد واقع ہوا۔ اور کتب اصول نحو مین مذکور ہے کہ حرف اِنْ لام قسم اور نون تاکید اور بقول سیبویہ ما نافیہ کی طرح صیغہ مضارع کو خالص استقبال کے لئے مخصوص کردیتا ہے۔ پس یہہ صیغہ صریح النص ہے کہ اس آیت مبارک کی نزول کی قبل کے اہل کتاب یا وقت نزول کے اہل کتاب کی متعلق خبر نہین دی گئی کہ وہ ایمان لاچکے ہین یا لائے ہین بلکہ یہہ اون اہل کتاب کے ایمان کی متعلق پیشگوئی ہے جو نزول عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے وقت موجود

ہون گے اور اون کے ایمان پر قیامت کے دن حضرت عیسیٰ شہادت دین گے جیسے کہ یہی مذہب مفسرین کی ایک جماعت کا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے - دیکھو جمل صفحہ - اور نیز شہید کے اصل معنی بھی یہی ہین یعنی حاضر نہ کہ غائب - کیونکہ غائب کو شہید نہین بولا جاتا - اسی واسطے اون لوگون سے جنھون نے عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد اون کی غیبت کے زمانہ مین اون کو اور اون کی والدہ کو خدا کہا حضرت عیسیٰ اون کی نسبت قیامت کے دن اس طرح تبرّے کا اظہار فرماوینگے کہ اے خدا جبتک کہ مین اون کے درمیان تہا تو مین اون کا شہید اور رقیب تھا لیکن جب تو نے مجھے اُن کے درمیان سے اوٹھا لیا تو پھر تو ہی ان کا رقیب تہا اور تو ہی ہر شے کا شہید ہے -

وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علیٰ کل شئی شھید (مائدہ)

پس سورہ مائدہ مین اُن کا فردن کے متعلق حضرت عیسیٰ کا شہید اور رقیب ہونے سے انکار کرنے اور سورہ نسا مین حق تعالیٰ کا اون کو شہید بیان فرمانے کے معنی بجز اس کے نہین کہ ان ایمان لانیوالون کے درمیان حضرت عیسیٰ اوسی طرح شہید ہون گے جس طرح کہ رفع کے قبل اپنی قوم مین شہید ہونیکا اقرار سورہ مائدہ مین فرما رہے ہین اور یہی معنی ہین کہ احادیث صحیحہ جسکی مؤید اور مثبت ہین جیسے کہ بالتفصیل اس کا بیان آئیگا - اور یہہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قادیانی صاحب بیس بائیس برس تک قبل اس کے قرآنی آیات سے حضرت مسیح کی حیات اور جسمانی نزول کے قایل ہو چکے ہین -

ماسوائے ان چہار اوصاف مخصوصہ کے بہت سے اوصاف احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہین جیسے اون کا بعد نزول دجال کو قتل کرنا اور بظاہر سلطنت و حکومت خلیفہ رسول اللہ ہونا اور بجز دین محمدی کے کسی دین کا باقی نہ رکھنا اور سب کا ایک ہی ملت پر ہو جانا اور خنازیر کو قتل کرنا اور صلیب کو توڑنا یعنی دین نصاریٰ کو نیست و نابود کرنا اور اسکے بعد زمین مین ایسا امن ہو جانا کہ بھیڑیا اور بھیڑ ملکر چرین گے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک مین صاحبین اور رسول اللہ کی قبر شریف کے درمیان اون کی قبر ہونا -

قادیانی صاحب دعوائے تشابہ فطرت مین بھی جہوٹے ہین

مگر افسوس ہے کہ ہم قادیانی صاحب کو باوجود دعوائے تشابہ فطرت ان سب اوصاف حضرت

مسیح سے خالی بلکہ اون کا منکر دیکھتے ہین اور جو شخص کہ اون کو اون کے ہزلیات کا جواب دیتا ہے اوسکی مقابل ملاعنہ اور مباہلہ کے ساتھ وہ کھڑے ہو جاتی ہین اور بدمعاشون کی طرح گالی گلوچ پر آمادہ ہو جاتے ہین۔ چنانچہ اون کا عربی مکتوب ابتدا سے انتہا تک لعنت اور پھٹکار سے بھرا ہوا ہے۔ حالانکہ ایک خاص وصف عیسیٰ علیہ السلام کا جیسے کہ انجیل مین ہے یہ بھی تھا کہ فرمایا اونہون نے مین توریت کی ابطال کے لئے نہین آیا بلکہ اوس کی تکمیل کے لئے آیا ہون۔ صاحب توریت نے کہا کہ نفس کی مقابل نفس اور آنکھ کے مقابل آنکھ اور ناک کے مقابل ناک اور کان کی مقابل کان اور جروح کے لئے قصاص ہے لیکن مین کہتا ہون کہ جب تیرا بھائی تیرے سیدھے گلہ پر تھپڑ مارے تو تو بایان گلہ بھی اوس کے سامنے رکھ۔ یعنی تواضع اور انکسار اور عفو اور ایثار عیسیٰ علیہ السلام کا ایک خاص وصف تھا جو اون کی امت کیلئے بمنزلہ شریعت ہو گیا۔

حدیث علماء امت کانبیاء بنی اسرائیل کی شرح

اور نیز بتقدیر صحت حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جس سے قادیانی صاحب اپنے متعدد رسایل مین اپنی صحت مثیل ہونے پر استدلال کرتے ہین۔ اس کی معنی یہی بجز اسکے اور کچھ نہین کہ علماء امت کی بعض افراد کو علے سبیل التفاوت انبیاء بنی اسرائیل مین سے کسی ایک نبی کے ساتھ تشبہ اور مناسبت بعض خصوصیات ذاتیہ مین ہو جاتی ہے جیسے کہ یہی مفاد کاف تشبیہ کا ہے اور اوس نبی کی وہ خصوصیات اوس عالم امت مین علی سبیل الظل ظاہر ہونے لگتی ہین اور اوس وقت وہ نبی اوس عالم امت کا مربی کہا جاتا ہے اور اوس عالم کو کہا جاتا ہے کہ وہ زیر قدم فلان نبی ہے اور وہ عیسوی المشرب ہے یا موسوی المشرب اور وہ آدمی المشرب ہے یا ابراہیمی المشرب۔ پس اوس عالم مین اوس وقت اوس نبی کی صفات خاصہ حسًا متحقق ہونے لگتی ہین جیسے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ عیسوی المشرب تھے

ابو یزید نے عیسوی المشرب ہونیسے ایک چیونٹی کو قتل کرکے زندہ کیا

اونہون نے اس معنی کو جان لیا جبکہ اونہون نے ایک چیونٹی کو قتل کرکے اور پھر اوس مین پھونک مارنے سے دوبارہ اوس مین جان ڈال دی۔ اور جیسے حضرت شاہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ جو مؤلف کی دادا پیر ہین اونکی

وهذه مسئلة لا يمكن ان تصرف الا ذوقا كما لابي يزيد حين نفخ في النملة التي قتلها فحييت فعلم عند ذلك انه كان عيسوى المشهد - (فصوص الحكم ص ۱۵۲)

نسبت ہمارے پیر حضرت شاہ غلام نبی احمدی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ وہ موسوی المشرب تھے ایک مرتبہ کسی مخالف سے ایک مسئلہ مین کچھہ بحث تھی اور طرف ثانی مسئلہ تسلیم نہ کرتے تھے - حضرت کے سامنے فقہ شریف کی کتاب رکھی تھی - جلالیت مین آکر وہ کتاب بزور اوٹھاکر زمین پر دے ماری اور یہہ فعل اُن سے بعینہٖ ایسا ہی سرزد ہوا جیسے کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ سے وقوع مین آیا کہ اونہون نے توریت کو اوٹھاکر دے مارا - لیکن اس کے یہ معنی نہین کہ وہ عالم اُمت ترقی کرکے نبی بن جائے جیسے کہ قادیانی صاحب نے کہدیا کہ مین نبی بھی ہون اور اُمتی بھی - ہان یہہ عالم اُمت کبھی انبیا کی طرح ایک مشرب سے دوسرے بالاتر مشرب کی طرف ترقی کرجاتا ہے - جیسے کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے نزول کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اوّل کے مکتوب ۲۶۱ مین ارشاد فرماتے ہین کہ "چون حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول خواہد فرمود و متابعت شریعت خاتم الرسل صلعم خواہد نمود از مقام خود عروج فرمودہ بہ تبعیت بمقام حقیقت محمدی خواہد رسید و تقویت دین او علیہما الصلوات والتحیات خواہد نمود"

علماء ورثۃ الانبیا کی حقیقت

اور کبھی یہہ عالم ایک مشرب کے علاوہ دیگر مشارب سے بھی شرب فیض کرتا ہے - چنانچہ یہی معنی ہین اوس حدیث کی جو فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ علماء ہی انبیاء علیہم السلام کے وارث ہین - اور یہی معنی ہین اوس حدیث کے جو فرمایا آنحضرت صلعم نے اے علی رضی تجھہ مین عیسیٰ کی مثال ہے کہ یہود نے اوس کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ اوس کی مان پر بہتان لگائے اور نصاریٰ نے اوس کیساتھ ایسی محبت کی کہ اوس کو ایسا مرتبہ دیدیا جو اوس کا نہین - چنانچہ خارج مین آنحضرت صلعم کی یہہ پیشگوئی پوری ہوگئی اور خارجیون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی عداوت کی کہ بدگوئی تک پہنچگئے - اور شیعہ نے اون کی دوستی مین یہان تک غلو کیا کہ اون کے بعض نے اون کو ابن اللہ بنادیا اور نیز جیسے کہ عیسےٰ علیہ السلام کی بدولت یہودیون کے اکہتر فرقے ہوگئے اور نصاریٰ کے بہتر اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بدولت خوارج کے اکہتر فرقے ہوگئے اور شیعہ کے بہتر جن کے اکثر کو عبد الکریم شہرستانی نے بالتفصیل اپنی کتاب الملل مین لکھدی ہین اور اسی معنی کی طرف اشارہ ہے اوس

ابوذر صحابی سے زیادہ کسی کو زہد و عکوت مین عیسےٰ بن مریم سے تشابہ نہین

حدیث مشکوٰۃ مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین سایہ کیا

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لہجۃ اصدق ولا اوفی من ابی ذر شبہ عیسیٰ ابن مریم یعنی فی الزہد (رواہ الترمذی)

آسمان نے اور نہیں اوٹھایا زمین نے کسی ذی زبان کو جو آبیؓ ذرؓ سے اصدق اور اوفیٰ باعتبار مشابہت عیسےٰؑ ابن مریم کے ہو۔ لمعات میں ہے کہ خارج میں ایسا ہی ہوا کہ وہ کبھی اداے حق میں پیچھے نہ رہے اور زہد و عکوف میں ایسے ہوئے جیسے کہ عیسےٰ علیہ السلام تھے اور اس حدیث نی یہہ ہی بتادیا ہی کہ آبی ذر سے بڑھکر صدق اور وفا اور زہد و تجرد میں عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی شخص دُنیا میں مشابہہ نہوگا۔ اور اسی معنی کے متعلق ہے جو حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اوّل کے مکتوب ۲۵۱ میں اشارہ فرماتی ہین کہ "حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ با وجود حصول کمالات محمدی و وصول بدرجات ولایت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام درمیان انبیاء ماتقدم در طرف ولایت مناسبت بحضرت ابراہیمؑ دارند و در طرف دعوت کہ مناسب بمقام نبوّت است مناسبت بحضرت موسیٰؑ دارند۔ وحضرت ذی النورینؓ در ہر دو طرف مناسبت بحضرت نوحؑ دارند و حضرت امیرؓ در ہر دو طرف مناسبت بحضرت عیسیٰؑ دارند۔ و چون حضرت عیسیٰ روح اللہ است و کلمہ ولا جرم طرف ولایت در ایشان غالب است از جانب نبوّت و در حضرت امیرؓ نیز بواسطہ آن مناسبت طرف ولایت غالب است"۔ انتہیٰ۔ اور یہہ معنی علم سیر کے جاننے والون سی مخفی نہین۔

پس جبکہ ہم ایسی ہی امثال کو پیش نظر رکھکر قادیانی صاحب کے دعوی تشابہ فطرت اور اتحاد طینت اور اون کے حالات پر غور کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ وہ اپنے اصیل یعنی حضرت مسیح صلوات اللہ علیہ کے کسی وصف خاصہ کے ساتھ متصف نہین ہین بلکہ ان سب اوصاف کا ابطال و انکار کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ وہ معاملات جو دو متحد الطینت اشخاص مین باہم ہونے چاہئیں وہ اون سی بالکل معرا ہین تو اس وقت ہم نہین یقین کر سکتے کہ وہ اپنے اس دعوی مین کسی طرح بھی سچے ہو سکتے ہین کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ نے اون مین بروز کیا۔ سچ ہے (ع) در کلبۂ گدایان سُلطان چہ کار دارد۔

اتحاد طینت کی حقیقت

اور دعوی اتحاد طینت کے متعلق صحیح نتیجہ نکالنے کے لئے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے معاملات انصاف پسند دوستون کو بس ہین جن کی طینت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طینت کا بقیہ ہونا ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے حلف کے ساتھ بیان فرماتے ہین اور

قال ابن سیرین لو حلفت حلفت صادقا بارا غیر شاک ولا مستثن ان اللہ ما خلق نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابا بکر ولا عمر الا

خطیب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی مولود ایسا نہین جس کی ناف مین اوس مٹّی کا کوئی حصہ نہو جس سے کہ وہ پیدا کیا جاتا ہے پس جبکہ وہ ارزل عمر کو پہونچتا ہے تو اوسی مٹّی کی طرف لوٹایا جاتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا ہے اور اوسی مین دفن کیا جاتا ہے - اور مین اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ایک ہی مٹّی سے پیدا کئے گئے ہین اور اوسی مین دفن کئے جائین گے -

من طينة واحدة ثم ردهم الى تلك الطينة

عینی شرح بخاری

عن ابن مسعود قال قال رسول الله ما من مولود الا وفى سرته من تربته التى يولد منها فاذا رد الى ارذل عمره رد الى تربته التى خلق منها يدفن فيها وانى وابابكر وعمر خلقنا من تربة واحدة وفيها ندفن - (خطیب بہ ہدیہ مجددیہ)

اور کوئی کمال نبوت ایسا نہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ضمن مین شیخین رضی اللہ عنہما نے اوس سے حظ وافر حاصل نہ کیا ہو - اور غالباً یہی سر ہے جو عیسیٰ صلوات اللہ علیہ نزول کے بعد بقول حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے مقام عیسوی سے حقیقت محمدی کی طرف عروج فرماوینگے اور یہی بھید ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم میرے ساتھ میرے مقبرہ مین دفن ہوگا اور مین اور عیسیٰ ابن مریم ایک ہی قبر سے ابی بکر اور عمر کے درمیان اوٹھینگے -

پس اتحاد طینت اور تشابہہ فطرت کے ایسے ہی خواص ہوتے ہین جو باہمی متشابہہ فطرت مین بروز کراتے ہین حتّٰی کہ انواع نباتات مین بھی جیسے کہ حدیث اکرام نخلہ سے ثابت ہے اور اس مقدمہ کو ہم اسی پر ختم کرتے ہین -

مقدمہ پنجم

(خدا کے وعید مین تخلّف ہوجانے کے بیان مین)

بقول قادیانی عذاب کے وعدے مین تخلف سنۃ اللہ ہے

قادیانی صاحب نے اپنی پیشین گوئیون کا جھوٹ چھپا دینے کے لئے خدا کو اور خدا کے رسولون کو بھی اپنے ساتھ اس جھوٹ مین شریک بنانا چاہا اور انجام آتھم کے صفحات ۲۸-۲۹-۳۱ مین وعید مین تخلف سنۃ اللہ ہونا لکھدیا اور اس کی شہادت مین حضرت یونس علیہ السلام

کا قصہ بحوالہ تفسیر دُرِّ منثور ابن عباس سے نقل کیا کہ خدا نے یونسؑ نبی پر یہہ وحی نازل کی کہ فلان تاریخ اُنکی قوم پر عذاب نازل کرون گا - سو اون لوگون نے خدا کی طرف تضرّع کی اور رجوع کیا سو خدا نے اون کو معاف کر دیا اور کسی دوسرے وقت پر عذاب ڈالدیا - تب یونسؑ کہنے لگا کہ اب مین کذّاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہ جاؤن گا اور دوسری راہ لی - حالانکہ اس عذاب کے وعید مین کوئی شرط نہتی انتہی

مگر قادیانی صاحب کو خدا کا یہہ کلام یاد نہ رہا جو فرمایا ہے کہ وعید پہلے ہی سے مقرر ہو چکی ہے اور اوس کے کسی قول مین تبدیل نہین ہو سکتی

> وقد قدمت الیکم بالوعید وما یبدل القول لدیّ قرآن کریم سورۃ ق

اور وہ اپنے وعدون مین جو اپنے رسولون سے کرتا ہے ہرگز تخلف نہین کرتا - امام ربانی فرماتے ہین کہ وعدِ رسل وعد اور وعید ہر دو کو

> ولا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ - قرآن کریم سورۃ ...

شامل ہے اور یہہ کسقدر شناعت کی بات ہے کہ خدا اپنے رسولون سے وعدا اور وعید کے عہد مین تخلف کرے جو عقلاً اور شرعاً ہر طرح سے شنیع اور قبیح ہے اور جیسے کہ شامی کی جلد اوّل مین علامہ تفتازانی وغیرہ نے اور نیز علّامہ نسفی نے تصریح کر دی ہے کہ "وعید مین تخلف محققین نے ہرگز جایز نہین رکھا اور لقانی نے اُبّیؔ اور امام نووی سے نقل کر دیا ہے کہ علاوہ کفّار کے ایمان والے گنہگارون پر بھی وعید کا نفوذ ہوگا اور اسی پر اجماع کا انعقاد ہے" -

اور قطع نظر اسکے قوم یونس کے مُقدمہ کا فیصلہ تو خود خدا نے کر دیا - اور صریح ارشاد فرما دیا کہ کیون نہ وہ ویران شدہ بستیان معائنہ عذاب کے قبل سچّا ایمان لے آئین تاکہ اون کا ایمان اون کے رفع عذاب کا نفع دیتا اور حلول عذاب کے انتظار مین نہ رہتین جیسے کہ فرعون نے کیا - مگر برخلاف ان کے فقط ایک قوم یونس ہی تہی جو نزولِ عذاب کے قبل سچّا ایمان لے آئی اور ہمنے دُنیا کی زندگانی مین بہی اون سے ذِلّت کا عذاب اوٹھا دیا - پس کلام اللہ کی یہی آیت بتلا رہی ہے کہ حلول عذاب کے وعید مین عدم ایمان ہی ہمیشہ کیلیے سنّۃ اللہ مین شرط رہا - اور قطع نظر اسکے یہہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایک اولوالعزم نبی اللہ اپنے اللہ کی نسبت البساطن کر کے بھاگ نکلے -

> فلولا کانت قریۃ اٰمنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس لما اٰمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوۃ (سورہ یونس)

حالانکہ تفسیر خازن مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہہ قصہ اس طرح پر بھی منقول ہے کہ حضرت جبرئیل یونس نبی کے پاس آئے۔ اور کہا کہ نینوا مین جاکر اہل نینوا کو ڈرا۔ اسپر یونس نے کہا کہ مجھے ایک سواری چاہئے۔ جبرئیل نے کہا یہ کام جلدی کا ہے۔ اسپر یونسؑ غصہ ہوکر کشتی کی طرف چلے گئے۔

اور ایک روایت مین ابن عباس سے یہہ بھی ہے کہ یونس اپنی قوم کی معیت مین فلسطین مین رہا کرتا تہا کہ اتفاقاً کسی بادشاہ نے اون پر فوجکشی کرکے اون کے بارہ سبطون مین سے ساڑھے نو سبط قید کر لئے اور باقی صرف اڑھائی سبط رہ گئے اسپر خدا نے شعیاء نبی کو وحی کی کہ حزقیل بادشاہ کو جاکر کہہ کہ وہ کسی قوی نبی کو اوس ظالم بادشاہ کے مقابلہ کے لئے روانہ کرے اور مین بنی اسرائیل کے دلون مین اوس کے ساتھ جانے کے لئے القا کردون گا۔ حزقیل نے شعیاء نبی سے پوچھا کہ تیرے خیال مین کسکو بھیجون۔ کیونکہ اوس وقت وہان پانچ نبی موجود تھے تو شعیاء نے رای دی کہ یونس ہی قوی اور امین ہے۔ پھر حزقیل نے یونس کو بلاکر فرمایش کی اسپر یونسؑ نے پوچھا کہ کیا خدا نے میرے جانیکا تجھے حکم کیا ہے؟ حزقیل بولا نہین۔ پھر یونسؑ نے کہا کہ کیا خدا نے میرا نام لیا ہے؟ حزقیل بولا نہین۔ پھر یونس بولا کہ یہان میرے سوا دوسرے قوی انبیاء موجود ہین۔ لیکن سب نے یونس ہی کو مجبور کرنا چاہا۔ مگر وہ شعیاء نبی اور حزقیل اور قوم سے رنجیدہ ہوکر بحیرہ روم کی طرف چلا گیا اور کشتی پر جا سوار ہوا۔ انتہی۔

عن ابن عباس اتی جبرئیل یونس فقال انطلق الی اھل نینوی فانذرھم فقال التمس دابۃ قال الامر اعجل من ذلک فغضب وانطلق الی السفینۃ۔

قال ابن عباس فی روایۃ عنہ کان یونس وقومہ یسکنون فلسطین فغزاھم ملک فسبی منھم تسعۃ اسباط ونصفا وبقی منھم سبطان ونصف فاوحی اللہ الی شعیاء النبی ان اسر الی حزقیل الملک وقل لہ یوجہ نبیا قویا فانی القی فی قلوب اولئک حتی یرسلوا معہ بنی اسرائیل۔ فقال لہ الملک فمن تری کان فی مملکتہ خمسۃ من الانبیاء قال یونس انہ قوی امین فدعا الملک یونس وامرہ ان یخرج فقال یونس ھل اللہ امرک باخراجی قال لا قال فھل سمانی اللہ لک قال لا قال فھھنا غیری انبیاء اقویاء فالحوا علیہ فخرج مغاضبا للنبی وللملک وقومہ واتی بحر الروم فرکب۔ (خازن)

بقول قادیانی چار سو نبی کو شیطان نے دہوکا دیا اور وحی مین دخل دیا

مگر قادیانی صاحب نے اسی پر اکتفا نہ کیا اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۲۹ مین لکھا کہ کبہی شیطانی دخل انبیاء اور رسولون کی وحی مین بہی ہو جاتا ہے اور اوس کی سند مین وہی توریت کا قصہ لکہا کہ ایک بادشاہ کے وقت مین چار سو نبی نے اوس کی فتح کے بارہ مین پیشینگوئی کی اور وہ جہوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ اوسی میدان مین مرگیا اور اوس کی توجیہہ یہہ بیان کی کہ درصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تہا - نوری فرشتہ کی طرف سے نہین تہا - اور ان نبیون نے دہوکا کھا کر ربانی سمجہہ لیا تہا -

انبیا کی خطرات کو شیطانی وسوسہ بلا توقف اوٹہا دیا جاتا ہے

حالانکہ قرآن کریم قادیانی صاحب کے اس منقولہ قصہ کی تکذیب کر کے گذشتہ نبیون اور رسولون کا اس بہتان سے ابراء فرمارہا ہے - دیکھو سورہ حج مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا ہے کہ اے محمد ہمنے تیرے قبل ایسا کوئی نبی اور رسول نہین بہیجا کہ اوس کو یہ حالت پیش نہ آئی کہ جب اوسنے (اپنی طبعی خواہش سے) کوئی خیال اپنے نفس مین گذرانا

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله اياته - (سورہ حج)

تو شیطان نے اوس مین وسوسہ ڈال دیا اور معاً بلا توقف اور بلا مہلت اوسی دم اللہ تعالیٰ نے شیطانی وسوسہ کا ازالہ فرمادیا اور اپنی نشانیون کو محکم کردیا اور یہہ معنی نہین کہ شیطانی وسوسہ دیر تک قایم رہا ہو اور اللہ تعالیٰ کی نشانیون کی استواری مین کوئی عرصہ لگا ہو یا اخیر دم تک اوس کا ازالہ نہ ہوا ہو اسلئے کہ حرف (فاء) قاعدہ نحو کے مطابق کلام عرب مین ترتیب بلا مہلت کا افادہ دیتا ہے اور حرف (ثم) تراخی باعتبار زمانہ کے علاوہ اکثر تراخی باعتبار رتبہ کے لئے بہی آتا ہے خواہ ارتفاعاً ہو یا انحطاطاً پس آیت مذکورہ مین حرف (ثم) تراخی زمانہ کے لئے نہین کیونکہ القاء شیطانی کے ازالہ اور آیات رحمانی کے استحکام مین لطاہر نظر فقط رتبۃً فرق ہے - اسلئے کہ ازالہ وسوسہ شیطانی کو استحکام آیات رحمانی لازم ہے

الفاء للترتيب بلا مهلة وثم للتراخي زماناً او رتبة ارتفاعا او انحطاطاً نحو جاء الجيش ثم الامير اذا جاء معاً او جاء الامير سابقاً لكن الاخير لافادة الترتيب بحسب المرتبة (متن متين ومنهل)

اور یہہ وہ آیت ہے کہ جسکی تفسیر مین کور فہمون نے جہوٹی کہانیان اختراع کرلین - چنانچہ کسی نے یہہ کہا

کہ آنحضرتؐ جب سورۂ نجم کی آیت افرأیتم اللات والعزیٰ پڑھ رہے تھے تو شیطان نے بے اختیار آپ کی زبان مبارک سے یہہ فقرات نکلوا دیئے ؎ تلک الغرانیق العلیٰ + وان شفاعتھن لترتجیٰ -

بیضاوی مین ہے کہ یہہ قصہ محققین کے نزدیک قبول نہین -

خازن مین ہے کہ اس قصہ کو کسی ثقہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت نہین کیا - بلکہ اس کو اون سورخون اور مفسرون نے بیان کیا ہے جو کہ صحت وسقم مین تمیز نہین کر سکتے - اور کسی نے یہہ کہا کہ (تمنّیٰ) کے معنی قرأت اور تلاوت ہے - بیضاوی مین ہے کہ یہہ معنی وثوق قرآن کے مخل ہین کہ شیطان رجیم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صوت کا محاکی ہو پس صحیح معنی وہی ہین جو بیضاوی اور خازن مین ہین - یعنی اپنی طبعی خواہش کے مطابق کوئی خیال دل مین لاوے - پس یہی آیت دلیل اتم ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعد بعثت الی الخلق کبھی شیطان کے دام مین نہین آ سکتے اور ہمیشہ اون کی حرکات وارادات اور اقوال وافعال ارادہ آلٰہی کے تابع رہتے ہین اور وہ کوئی کام اپنی خواہش کے مطابق نہین کر سکتے - بلکہ اون کی مثال ایسی ہے جیسے نے کی آواز نفخ نائی کی تابع یا کہ حرکت حجر تحریک رامی کا ثمرہ ہے -

> هو مردود عند المحققين بيضاوي
>
> لا اسند ها ثقة بسند صحيح او سليم متصل عاما رواه المفسرون والمورخون المولعون بكل غريب الملفقون من الصحف كل صحيح وسقيم - (خازن)

> (تمنی) زوّر في نفسه ما يهواه بيضاوي
>
> (تمنی) خطر باله وتمنى بقلبه خازن

> بقول قادیانی محدث کا الہام قطعی ہوتا ہے اور شیطانی القا بلا توقف اوس سے اوٹھایا جاتا ہے

زیادہ تر تعجب خیز یہہ امر ہے کہ قادیانی صاحب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۴۸ مین اپنا الہام لکھ چکے ہین کہ وہ محدث بفتح دال ہین اور اس کی سند مین لائے ہین کہ ابن عباس کی قرأت مین جس کو بخاری نے بھی لکھا ہے اس آیت مین کلمہ ولا محدث بھی ہے اور جو اسکے لکھتے ہین کہ محدث کا الہام قطعی اور یقینی ثابت ہوتا ہے جس مین دخل شیطان قایم نہین رہ سکتا اور وہ بلا توقف نکالا جاتا ہے -

ہم قادیانی صاحب سے معارضہ کر کے کہتے ہین کہ جب محدث کی یہہ شان ہے تو پھر انبیاء کے الہامات مین کیون غلطی ہونے لگی - قطع نظر اس کی ہم کہتے ہین کہ اون کے حوالہ کے مطابق بخاری مین یہہ کلمہ

بروایت ابن عباس نہین ہے - ہان تفسیر دُرِ منثور مین اس کلمہ کے نسخ ہونے پر تخریج ابن ابی حاتم شہادت موجود ہے - جیسے کہ کہا اخرج ابن ابی حاتم عن سعد بن ابراھیم بن عبد اللہ بن عوف قال ان فیما انزل اللہ و ما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث فنسخت - والمحدثون صاحب یس ولقمان و مؤمن آل فرعون و صاحب موسیٰ - درمنثور صفحہ ۳۶۹

مقدمہ ششم

(محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اجتہاد مین خطا اور وحی کو غلط فہمی سمجھتے ہین اور غیر محدود علوم رسول اللہ مین)

اس کے بعد قادیانی صاحب نے اپنا جھوٹ چھپانے کے لئے خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی آریا اور کرسٹانون کی طرح گستاخانہ کلمات کی پروانہ کی اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۸۷ سے ۶۹۲ تک متعدد مقامات مین لکھا کہ " ایسے امور مین جو عملی طور پر سکھلائے نہین جاتے اور نہ اونکی جزئیات خفیہ سمجھائی جاتی ہین انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکانِ سہو و خطا ہے - مثلاً وہ خواب[1] جس کا ذکر قرآن مین بھی ہے اور جو بعض مومنون کے حق مین موجب ابتلا ہوئی اور جس کی بنا پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو کتنے دن تکلیف اوٹھا کر گئے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا اور اوس وقت اوس رویاء کی تعبیر ظہور مین نہ آئی - حالانکہ بلاشبہ رسول اللہ کا خواب وحی مین داخل ہے - لیکن اس وحی کے اصل معنی سمجھنے مین غلطی ہوئی - اور[2] ایسا ہی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویون نے آپکے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کئے تھے تو آپ کو اس غلطی پر تنبیہ نہین کیا گیا یہان تک کہ آپ فوت ہوگئے - اور[3] اسی طرح ابن صیاد کی نسبت صاف طور پر وحی نہین کھلی اور آنحضرت صلعم کا اول یہی خیال تھا کہ ابن صیاد وہی دجال ہے - مگر آخر مین یہہ رائے بدل گئی - اور[4] ایسا ہی سورۂ روم کی پیشگوئی کے متعلق جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شرط لگائی تھی آنحضرت نے صاف فرمایا کہ بضع کا لفظ لغت عرب مین نو برس تک اطلاق پاتا ہے اور مین بخوبی مطلع نہین کیا گیا کہ نو برس کی حد کے اندر کس سال تک یہہ پیشگوئی پوری ہوگی - اور[5] ایسا ہی وہ حدیث جسکے الفاظ مین

بقول قادیانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اجتہاد مین خطا کی اور وحی کے معنے غلط سمجھے -

فذاهب وھلی الی انہ الیمامۃ او الھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب - بس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو کچھ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے پیشگوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا اور حضرت مسیح کی پیشگوئیون کا سب سے عجیب تر حال ہے - بار ہا اونھون نے کسی پیشگوئی کے کچھہ معنی سمجھے اور آخر کچھہ اور ہی ظہور مین آیا - بہرحال ان باتون سے یقینی طور پر یہہ اصول قایم ہوتا ہے کہ ایسی پیشگوئیون کی تعبیر اور تاویل مین انبیاء علیہم السلام کبھی غلطی بھی کھاتے ہین جسکو اللہ تعالیٰ خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسایل دینیہ سے ان کا کچھہ علاقہ نہین ہوتا - یہہ ایک نہایت دقیق راز ہے جسکے یاد رکھنے سے معرفت صحیحہ مرتبہ نبوت کی حاصل ہوتی ہے اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر آنحضرت پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج و ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ کے طرز بیان مین اجمالی طور سے سمجھایا گیا ہو تو کچھہ تعجب کی بات نہین اور اگر وقت ظہور کچھہ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہوجائین تو شان نبوت پر کچھہ جاے حرف نہین -"

حقیقت نبوت اور غیر محدود علوم رسول اللہ کا بیان

پس قبل اس کے کہ ہم قادیانی صاحب کے ان ہزلیات کا جواب دین ہم بارگاہ نبوت مین نہایت ادب کے ساتھ التجا کر کے اس امر کے اظہار کیلئے مجبور ہین کہ ہر شخص جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت غلامی رکھتا ہے اوس کا ایمان اوسکو ہرگز منظور نہین دیکتا کہ وہ قادیانی صاحب کے ان غلط افتراؤن کو ایک لحظہ کے لئے بھی صحیح مان لے جو اونھون نے حضرات انبیاء خصوصاً خاتم الانبیاء محمد مصطفے صلے اللہ علیہ کی شان مین لکھی ہین اور جن کا صحیح مان لینا نہ فقط اون کی عصمت اور وثوق اور اصطفا اور اجتبا کا منافی ہے جو اللہ کے ایک مرسل بندہ کیلئے ضروری ہے بلکہ شان نبوت کے بھی مخالف ہے جسکے ساتھ وہ خدا کی بندون کو تاریکی سے روشنی کی طرف نکالنے اور ناپاک دلون کے تزکیہ اور طہارت اور اون کو لوث بشریت سے پاک و صاف کرنے کے لئے مبعوث ہوتے ہین - ورنہ (ع)

آن کس کہ خود گم است کرا رہبری کند

نبی کی صورت بشریہ اور ملکیہ بشر اور ملک سے بالا تر ہوتی ہے

مانا ہم نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صورت بشریہ مین ہمارے مماثل تھے لیکن طرف معنی اور روحی مین وہ ہماری مثل نتھے۔ پس ایک طرف سے اون کو نوع انسان کے ساتھ مشابہت رہی اور دوسری طرف سے اون کو نوع ملائکہ کے ساتھ مماثلت حاصل ہے اور ان دونون مماثلتون کے اجتماع سے بشریت اون کے مزاج واستعداد مین نوع بشر سے فایق رہی اور ملکیت اون کی وحی و رسالت کے قبول وادا مین ملکیت نوع ملائکہ سے زاید رہی۔ لہذا ممکن نہین کہ طرف بشریت مین بنی نوع کی مثل اون کو ضلالت اور غوائیت ہو یا طرف ملکیت مین اون کو کسی قسم کی زیغ وطغاوت ہو۔ چنانچہ یہی جامعیت ہے کہ جس کی رعایت سے کبھی تو وحی کا نزول صورت بشریہ مین ہوتا رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام سے حسًا اور عینًا مکالمہ اور مشاہدہ فرماتے اور کبھی صلصلۃ الجرس کی طرح وحی ربانی کی مسلسل آواز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سمع مبارک مین پہونچتی اور کبھی از روے ہتف اور کشف اور کبھی بطریق فراست یا رویا یا معانی خفیہ کا القا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلیئے شرح صدر کا باعث ہوتا اور اگر احیانًا حسّی طور پر وحی کا انقطاع ہوا لیکن تائید اور عصمت الٰہی کبھی منقطع نہوئی جس سے آنحضرت کے افکار اور اقوال اور افعال مین استواری اور استحکام کا افاضہ ہوتا رہا۔

انا بشر مثلکم اکل مما تاکلون و اشرب مما تشربون

مانا ہمنے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت اس امر کے اقرار کیلیئے مامور کیئے گئے کہ مین بھی تمہاری مثل ایک آدمی ہون جو تم کھانے پیتے ہو مین بھی وہی کھاتا پیتا ہون۔ لیکن دوسرے وقت وہ اس امر کی اطلاع کے لئے بھی مجبور ہوئے جبکہ صحابہ نے کھانا پینا ترک کرنا چاہا کہ مین تمہاری مثل نہین ہون۔ مین اللہ کے ہان مہمان رہتا ہون وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے

انی لست کھیئتکم انی ابیت عند ربی ھو یطعمنی ویسقینی ازالہ
قال النبی لا تواصلوا قالوا انک تواصل قال انی لست مثلکم انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی۔ بخاری عن ابی ہریرہ

مانا ہمنے کہ جب کفار نے آنحضرت سے چشمہ کے جاری کرنے اور کھجور اور انگور کا ایک ایسا باغ مہیا کرنے کے لئے جس مین نہرین جاری ہون اور آسمان سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے گرانے اور اللہ اور فرشتون کو سامنے لانے اور سنہرے گھر کے مہیا ہوجانے اور آسمان پر چڑھکر ایک کتاب

وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا

لانے پر ایمان لانا مشروط کیا - تو اوس وقت اون کے سوالات کے جواب مین آنحضرت صلعم کو یہہ کہنے کا ارشاد ہوا کہ اے محمد صلعم کہدے اون کو کہ میرا رب ہر عجز و نقص سے پاک ہے اور مین اوس کا بندہ رسول ہون لیکن ساتہہ ہی اس کے ارشاد ہوا کہ ہمکو کسی شے نے ایسی آیات کے بھیجنے سے نہین روکا بجز اسکے کہ اگلے کفار نے تکذیب کی اور وہ ایمان نہ لائے - آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اوس ذات کی قسم جسکے ہاتھ مین میرا وجود ہے جو تمنے مجھہ سے مانگا ہے وہ مجھے اللہ نے دیدیا ہے اور اگر مین چاہون تو وہ ہو جاوے اور مجھے اللہ نے خبر دی ہے کہ اگر مین تمکو دیدون اور پھر تم انکار کرو تو وہ تمکو سب سے سزا الاعذاب دیگا -

> کسفا او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السما ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ - قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا - ای لاجل رقیک فاللام للتعلیل
> فتح البیان - بنی اسرائیل

> وما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بھا الاولون - سورہ بنی اسرائیل

> والذی نفسی بیدہ لقد اعطانی ما سألتم ولو شئت لکان واخبرنی انہ ان اعطاکم ذلک ثم کفرتم انہ یعذبکم عذابا لا یعذبہ احدا من العالمین - امر عطا تفسیر حافظ ابن کثیر - سورہ بنی اسرائیل

آنحضرت صلعم کا نسیان مانا ہے کہ ایک وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین بھی تمہاری مثل بھول جاتا ہون اور تمہاری مانند غصہ کرتا ہون لیکن دوسرے وقت یہہ اضافہ فرمایا کہ جو کوئی تم مین سے اپنا کپڑا بچھائے رکھے یہانتک کہ مین اوس کلام کو ختم کرلون اور وہ اوس کپڑے کو اپنے سینہ سے لگالے تو وہ کبھی میری احادیث کو نہ بھولیگا - چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچہائی اور وہ کبھی آنحضرت کی حدیث مبارک کو نہ بھولے - یہی وجہ ہے کہ اکثر احادیث ابی ہریرہ رض سے ہی مروی ہین - اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سہو و غفلت کا انتساب نبی صلعم کی اوس حالت صحو و ہوشیاری کے مباین ہے جسپر کہ امر نبوت کا کل دارومدار ہے -

> انی انسی کما تنسون واغضب کما تغضبون
> مواہب اللدنیہ

> لم یبسط احد منکم ثوبہ حتی اقضی مقالتی ھذہ ثم یجمعہ الی صدرہ فینسی من مقالتی شیئا ابدا فبسط - ابی ھریرہ فما انسی منہا شیئا - مشکوۃ بخاری

آنحضرت صلعم کا دل بیدار اسیوجہ سے آنحضرت کا ارشاد ہے کہ اگرچہ میری آنکھ سوجاتی ہے لیکن میرا دل نہین سوتا - اسیوجہ سے جبکہ آنحضرت صلعم سوئے ہوئے تھے ملائکہ نے ضرب المثل کے وقت کہا

> تنام عینی ولا ینام قلبی - مشکوۃ

> جاءت ملائکۃ الی النبی وھو نائم فقالوا ان لصاحبکم ھذا مثلا فاضربوا لہ مثلا قال بعضہم انہ نائم وقال بعضہم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا مثلہ کمثل رجل الخ - مشکوۃ

کہ آنحضرت صلعم کی آنکھ اگرچہ نیند میں ہے لیکن دل بیدار ہے اور آنکھہ کا نیند مین ہونا فہم وتفہیم سے مانع نہ ہوگا

آنحضرت کا دل نور اور حکمت سے مملو کیا گیا

اور یہہ بالکل ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک چیر کر ایمان اور حکمت کے ساتھ پر کردیا گیا حتے کہ سیبون کی نشانیان قلب مبارک پر نمایان رہین پس کیونکر ممکن ہے کہ ایسے نبی پر غفلت اور ذہول طبعی کا غلبہ ہو

ظہرت الملائکۃ فشقت عن قلبہ فملأتہ ایمانا وحکمۃ وذلک بین عالم المثال والشہادۃ فلذلک بقی الشق علی القلب اھلاکان قد بقی منہ اثر الخیط ولکن کلما اختلط فیہ عالم المثال والشہادۃ حجۃ اللہ البالغہ

اور اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت مقام ہیبت اور عبودیت سے اطلاع دی کہ اللہ کی قسم مین اللہ کا رسول ہونے ہوئے بھی نہین جانتا کہ میرے اور تمھارے ساتھ کیا برتاؤ ہوگا - اور نیز وہ اس کہنے مین خاص طور سے مامور ہوئے لیکن آنحضرت صلعم نے دوسرے وقت ملک وملکوت اور ناسوت

واللہ لا ادری واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم - مشکوٰۃ

قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما یوحی الی وما انا الا نذیر مبین - احقاف یکئۃ

آنحضرت صلعم کا علم تفصیلی ملک وملکوت

وجبروت کے سربستہ اسرار کہول دئے اور اس کے بعد سورۂ مدنی مین خود خدا نے اپنے کلام مین فرمایا کہ اے محمد ہر وہ چیز جو تجھے معلوم نہتی خدا نے تجھے بتلادی اور اوس کے موافق عمل کی توفیق بخشی - اور خود آنحضرت صلعم نے اپنی حالت مخصوصہ سے اطلاع دی جو فرمایا کہ مین وہ دیکھتا سنتا ہون جو تم دیکھتے سنتے نہین - اور مین جانتا ہون کہ سب سے پیچھے کون جنت مین جائیگا اور کون دوزخ سے نکلیگا اور خدا نے میرے دونون کاندھون پر قدرت کا ہاتھ رکھا حتے کہ مین نے اوس کی خنکی اپنے سینے مین پائی اور ہر شے مجھہ پر کھل گئی اور مین نے پہچان لی - اور دوسری روایت مین ہے کہ مین نے زمین اور آسمان کی اشیا جان لین -

وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما - ای العلم التفصیلی التام وعلم احکام التفاصیل وتجلیات الصفات مع العمل بہ -
سورہ نساء مدنی تفسیر محی الدین ابن العربی

انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون مشکوٰۃ

وانی لاعلم اخر اھل الجنۃ دخولا و اخر اھل النار خروجا - مشکوٰۃ

فعلمت ما فی السماوات والارض - و فی روایۃ فوضع کفہ بین کتفی حتی وجدت بردانا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفت

مشکوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ

چنانچہ اسی حدیث کے تحت میں مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں ہے کہ این عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آن وخواند آنحضرت مناسب این حال باقتصہ استشہاد برامکان آن این آیت را وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض و لیکون من الموقنین - اور طیبی میں ہے

حبیب نے سب اشیاء کو پہچان لیا اور خلیل نے اشیاء کی ملکوت کو دیکھ لیا - اور زرقانی اور روفی میں ہے کہ حق تعالیٰ نے شب اسرے میں علم ماکان اور مایکون آپ پر کھول دیا -

قال الطیبی الحبیب علم الاشیاء کلھا والخلیل رأی ملکوت الاشیاء ولا حاجۃ الی ما قال الشیخ القاری یعنی ما اعلمہ اللہ مما فیھما من الملک منتہی الاشجار وغیرھا

اور حدیث معراج میں ہے کہ بالائے عرش سے ایک قطرہ میری زبان پر اوترا جو برف سے خنک تر اور شہد سے ایسا شیرین تر تھا کہ کسی نے ایسا شیرین تر کبھی نہیں چکھا - پس اس قطرہ سے حق تعالیٰ نے مجھپر اولین اور آخرین کا علم کھولدیا -

قال علیہ السلام فی حدیث المعراج نزلت قطرۃ من العرش فوضعت علی لسانی ابرد من الثلج واحلی من العسل فما ذاق الذائقون شیئا قط احلی منہا فانبأنی اللہ بہا علم الاولین والآخرین - زرقانی شرح مواہب اللدنیہ واحمد وترمذی

اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کر دیا اور میں نے اوس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ جسقدر زمین اکٹھی کی گئی ہے میری اُمت کا ملک وہان تک پہونچیگا اور مجھے احمر اور ابیض دو خزانے دئے گئے -

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا ما زوی منھا واعطیت الکنز الاحمر والابیض - (مسلم)

اور فرمایا میں تم پر شاہد ہوں اور خدا کی قسم اس وقت میں اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں - اور مجھے زمین کی یا زمین کے خزانوں کی کنجیان دی گئی ہیں -

انا شہید علیکم وانی واللہ لانظر الی حوضی الآن وانی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض (بخاری) ص۹۲۵

اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا خیال ہے کہ میرے پر کوئی شے مخفی رہ سکتی ہے جو تم کرتے ہو - سو خدا کی قسم میں اپنے پیچھے سے ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ سامنے سے دیکھتا ہوں -

الکم تزعمون انہ یخفی علی شئ مما تصنعون واللہ انی لاری من خلفی کما اری من بین یدی - رواہ احمد - مشکوٰۃ ص۵۲

حضرت حذیفہ جو صاحب سر رسول اللہؐ ہین فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کہڑے ہوکر اون سب اشیاء کا بیان فرمایا جو قیامت تک ہونیوالی ہین اور کوئی بہی فروگذاشت نہ کی جسنے یاد رکہا اوس کو یاد رہین اور جسنے بہلا دیا اوسکو بہول گئین - چنانچہ یہہ امر میرے ان صاحبون کو معلوم ہے اور جب مین کوئی شے اوس مین سے بہول جاتا ہون تو وقوع مین آنے ہی اوسی طرح یاد آجاتی ہے جیسے کوئی آدمی کسی کا منہہ ایک دفعہ دیکہتا ہے اور مدت کے بعد جب اوسکو دیکہتا ہے تو اوسکو پہچان لیتا ہے - اور نیز حذیفہ رضی اللہ عنہ حلف کے ساتھ کہتے ہین کہ قیامت تک کوئی ایسا سرغنہ فتنہ وفساد کا نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کی اطلاع ندی ہو - یہان تک کہ اوس کے اون ہمراہیون کی تعداد سے بہی اطلاع دی جو قلیل درجہ تین سو اور اوس سے زیادہ اوسکے ساتھ رہین گے اور اوسکا اور اوسکے باپ اور اوسکے قبیلہ کا نام بہی بتا دیا

عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلعم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ - قد علمہ اصحابی ھؤلاء وانہ لیکون منہ الشئ قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ - متفق علیہ

قال واللہ ما ادری انسی اصحابی ام تناسوا واللہ ما ترک رسول اللہ من قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من معہ ثلاث مائۃ فصاعدا الا قد سماہ لنا باسمہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ (ابو داؤد)

> آنحضرتؐ کا قیامت تک کے واقعات سے پیشینگوئی کرنا

شاہ ولی اللہ صاحبؒ ازالۃ الخفا مین لکہتے ہین کہ چونکہ سلسلہ تکوین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونا مقدر نہتہا لہذا حکمت الٰہیہ کا اقتضا ہوا کہ اون واقعات کے احکام بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہون جو قیامت تک ہونیوالے ہین اور اون کے متعلق حق تعالی کی رضا یا عدم رضا بہی ظاہر ہو تاکہ نعمت الٰہی تمام و کامل ہو اور حجت قایم - پس وہ سب وقایع منکشف ہوگئے اور آنحضرتؐ نے بعض کی نسبت تو اس طرح خبر دی کہ گویا اپنا چشم دیکہہ رہے ہین اور بعض کی نسبت حسب تقریبات اطلاع دی تاکہ آنحضرتؐ کے بعد امت مرحومہ بالکل تاریکی مین نرہے - پس بموجب آیہ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم - پہلا امر جو آنحضرتؐ کے بعد ہونیوالا تہا وہ امر خلافت اور اوس کے

استحقین کے تعیین کا مسئلہ تھا سواوس کی نسبت آنحضرتؐ نے مختلف طریقوں سے نصاً وایماءً وقولاً وفعلاً تقریر فرمادی! اوراون کے مستقر سے بھی اطلاع دیدی اوراوس کے مراتب خاصّہ سے بہی اس طرح آگاہ کردیا کہ وقت وفات اس اہتمام کی ضرورت نرہی۔

ترمذی اورابوداؤد مین ابی بکرہ اورعرفجہ اورسفینہ مولی ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کی عادت مبارک تہی کہ صبح کی نماز کے بعد صحابہ کیطرف منہہ پھیرکردریافت فرماتے کہ تم مین سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟۔ پس ایک شخص نے عرض کی کہ اے رسول اللہ مین نے دیکھا ہی کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اوتری ہے اورآپ اورابوبکر وزن کئے گئے اورآپکا پلہ غالب ہوا۔ پھرابوبکر اورعمر تولے گئے اورابی بکر کا پلہ غالب ہوا پھر عمر اورعثمان تولے گئے اورعمر کا پلہ غالب ہوا۔ پھروہ ترازو اوٹھائی گئی۔ سفینہ فرماتے ہین کہ اس خواب کے سننے سے آنحضرتؐ کے چہرۂ مبارک مین کسیقدر تغیر آگیا۔ پھر فرمایا کہ یہہ سلسلۂ خلافت نبوت ہی جو تیس برس رہیگا اوراس کے بعد ملک وسلطنت ہوگی۔

عن سفینۃ مولی ام سلمۃؓ قال کان رسول اللہؐ اذا صلے الصبح ثم اقبل علی صحابہ فقال ایکم رای رؤیا فقال رجل انا یارسول اللہؐ کان میزانا نزل من السماء فوضعت فی کفۃ ووضع ابوبکر فی کفۃ اخری فرجحت بابی بکر فرفعت ونزل ابوبکر مکانہ فجئی بعمر بن الخطاب فوضع فی الکفۃ الاخری فرجح ابوبکر ثم رفع ابوبکر ووضع عثمان فرجح عمر ثم رفع عمر ورفع المیزان۔ قال فتغیر وجہ رسول اللہ
[illegible]
ثم قال خلافۃ النبوۃ ثلاثون عاما ثم یکون ملک واستاء لہا رسول اللہؐ یعنی فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یوتی اللہ الملک من یشاء۔
(مشکوٰۃ)

خلافت کے بعد سلطنت

مشکوٰۃ مین حذیفہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نبوّت کے بعد خلافت منہاج نبوت کے مطابق رہیگی۔ اسکے بعد ملک عاض ایک زمانہ تک رہیگا۔ پھراوسکو اوٹھا دیا جاویگا اورایک زمانہ تک ملک جبر رہیگا اوراوسکے اوٹھائے جانیکے بعد پہر خلافت منہاج نبوت پرقایم ہوگی اسکے بعد آنحضرتؐ نے سکوت فرمایا

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون خلافۃ علے منہاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون ملکا عاضا فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون ملکا جبریۃ فتکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ثم سکت (احمد بیہقی)

پھر مشکوٰۃ میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافت کا مستقر مدینہ ہے اور مُلک و سلطنت کا مستقر شام ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام۔ بیہقی فی الدلائل النبوۃ

اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ میں نے نور کا ایک ستون دیکھا ہے جو میرے سر کے نیچے سے نکلکر شام میں جا ٹھیرا۔

عن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رائیت عمودا من تحت راسی ساطعا حتی استقر بالشام۔ بیہقی

پس ان احادیث نے بتلادیا کہ آنحضرتؐ نے اپنی ریاست کے دو حصے فرمائے۔ ایک کا نام خلافت رکھا اور دوسرے کا نام مُلک اور واقعات نے بتلادیا کہ خلفائے ثلاثہ کے سوا کوئی بھی مدینہ میں آنحضرت کے بعد متوطن نہوا اور آنحضرتؐ نے ابن حوالہ کو خطاب کرکے فرمایا کہ اے ابن حوالہ جب تو خلافت کو دیکھیگا کہ بیت المقدس کی زمین میں اوتر آئی ہے تو اوسکے ساتھ زلزلہ اور اندوہ اور امور عظام پیوستہ ہوں گے۔ اور اس معنی کو آنحضرتؐ نے

عن عبد اللہ بن حوالہ قال قال رسول اللہ صلعم یا ابن حوالہ اذا رائیت الخلافۃ قد نزلت الارض المقدسۃ فقد انت الزلازل والبلابل والامور العظام ازالۃ الخفا صفحہ ۱۲۶۔ ابوداؤد حسن حاکم۔ مرقات مشکوٰۃ

متعدد طرق سے بالتصریح بھی فرمایا کہ میرے بعد ابی بکر اور عمرؓ کا اقتدا کر لو اور بالآخر آنحضرتؐ نے اخیر وقت مرض موت میں ابی بکر کو

اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ طبرانی مشکوٰۃ از ابی الدرداء۔ مسند احمد ترمذی ابن ماجہ از حذیفہ

نماز میں اپنا امام بنایا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلا کہ میں لکھدوں مبادا کوئی آرزومند کہے کہ وہ اولیٰ ہے۔ حالانکہ اللہ اور مومنین ابی بکرؓ کے ماسوا کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس میں ایک گونہ خلافت کے فیصلہ سے بھی آگاہ کردیا جو آنحضرتؐ کے بعد ہونے والا تھا،

ادعی لی اباک و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول قائل انا اولی و یابی اللہ والمومنون الا ابی بکر عن عائشہ مشکوٰۃ صحیحین

اور سائلہ عورت سے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پاوے تو ابی بکر کے پاس آنا۔

قال ان لم تجدنی فاتی ابابکر۔ بخاری صفحہ ۱۰۲۲

اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا کہ اللہ نے ابابکرؓ کو میرا خلیفہ اللہ تعالیٰ کے دین اور وحی پر

قال ابن عباس جئت رسول اللہ صلعم فقال ان اللہ جعل ابابکر خلیفتی علی دین اللہ و سبیلہ

ہدایت یافتہ ہے - دیتی ہیں راہ حق ہے ان کی اتباع کرلو -

آنحضرت نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی تو میرے بعد جب ہوگا خلافت کیلیے طلب کیا جاویگا اور تو قتل کیا جائیگا اور سر سے ریش تک رنگا جائیگا - اور دیلمی میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ معاویہ بالضرور سلطنت کا مالک ہوگا - اور ترمذی میں ہے کہ آنحضرت نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا دی کہ اے خدا تو اوس کو قرآن کا علم سکھلا اور اوس کو ملک میں تمکنت دے اور عذاب سے نگاہ رکھ -

و وجدتموه هاديا مهديا فاسمعوا له و اطيعوا تهتدوا - ازالة الخفاء ص ٢٥٥

اخرج الطبرانی عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله لعلی انک مؤمر مستخلف و انک مقتول و ان هذه مخضوبة من هذه یعنی لحیته من راسه - ازالة الخفا ص ٢٤٥

لا تذهب الایام و اللیالی حتی یملک معاویة - ازالة الخفا ص ٢٤٦

اللهم علمه الکتاب و مکن له فی البلاد وقه العذاب - (ترمذی)

پس جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے متصل واقعات سے آگاہ کیا اوسی طرح ہر ایک معظم واقعہ سے بھی جو قریب یا بعید میں ہونے والے تھے اون کا ذکر فرمایا - لیکن ہم بخوف طوالت فقط اون چند مغیبات کی پیشینگوئیوں کا ذکر کرتے ہیں جو آنحضرت نے اپنی آخری امت کے باب میں ارشاد فرمائی ہیں اور جن کا تعلق آخری زمانہ سے ہونیوالا تھا - پس آنحضرت

دجال کا خروج

صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث ابن صیاد میں جو عبد اللہ بن عمر سے مشکوۃ میں مروی ہے آگاہ فرمایا کہ میں تمکو ڈراتا ہوں اور کوئی نبی نہیں گذرا جسنے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو - چنانچہ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اوس سے ڈرایا اور میں تمکو اوس کی ایک خاص علامت بتاتا ہوں جو کسی نبی نے نہیں بتائی کہ وہ کانا ہے اور خدا کانا نہیں اور ابن صیاد اوس کا ایک نمونہ دکھایا گیا ہے کہ بعض صحابہ نے شدت مشابہت کے دیکھنے سے یقین کرلیا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے - یہانتک کہ جابر بن عبد اللہ نے حلف اوٹھایا اور بقول اون کے عمر نے بھی - مگر آنحضرت نے اس سے انکار فرمایا - با این ہمہ ابن صیاد نے بھی خود اون کے اس زعم کی تردید ابی سعید

ثم ذکر الدجال فقال انی انذرکموه و ما من نبی الا و قد انذر قومه لقد انذره نوح قومه و لکنی ساقول لکم فیه قولا لم یقله نبی لقومه تعلمون انه اعور و ان الله لیس باعور - مشکوة متفق علیه - از ابن عمر

ابی سعید خدری کے سامنے کردی اور کہا کہ اے ابی سعید کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال
کی اولاد نہ ہوگی - حالانکہ میری اولاد ہے - کیا نبی نے نہیں
کہا کہ وہ کافر ہے اور میں مسلمان ہوں - کیا نبی نے
نہیں کہا کہ وہ مکہ اور مدینہ کو داخل نہیں ہوگا اور میں مدینہ
سے آرہا ہوں اور مکہ کو جارہا ہوں - اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا عمر رضی اللہ عنہ کو ابن صیاد کے قتل سے منع
کردینا اسکے یہ معنی نہیں جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اوس کی نسبت کچھہ اخفا ہوا ہو
بلکہ جایز ہے کہ کسی مصلحت سے آنحضرت نے اس معنی کو مبہم رکھا
ہو - کیونکہ عبیدہ بن جراح سے مشکوۃ میں مروی ہے کہ آنحضرت نے
یہ بھی ارشاد فرما دیا کہ بعض میرے دیکھنے والے یا فرمایا بعض میرا
کلام سننے والے عنقریب دجال کو پالینگے - چنانچہ
آنحضرت کی اس پیشینگوئی کا ظہور خود آنحضرت کے وقت
میں ہوگیا جیسے کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے ثابت
ہے کہ تمیم الداری نے دجال سے ملاقات کی اور اوسکی
زبانی اطلاع دی کہ وہی مسیح الدجال ہے اور وہ مشرق
سے نکلنے کے لئے مامور ہوگا اور وہ مکہ اور مدینہ کے سوا
تمام زمین پر چالیس راتوں میں گشت کرجائیگا - چنانچہ
خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کر کے اس واقعہ
کو سنایا اور اوس کی تصدیق فرمائی اور اپنے علم کے
مطابق اس خبر کو پایا اور تمیم الداری کے بیان کے مطابق
دابۃ الارض یعنی جساسہ کی تصدیق بھی فرمائی اور فرمایا کہ اصفہان
کے ستر ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے - اور

عن ابی سعید الخدری قال صحبت ابن صیاد الی مکۃ فقال لی مالقیت من الناس یزعمون انی الدجال الست سمعت رسول اللہ یقول انہ لا یولد لہ وقد ولد لی الیس قد قال وھو کافر وانا مسلم اولیس قد قال لا یدخل المدینۃ ولا مکۃ وقد اقبلت من المدینۃ وانا ارید مکۃ ۔ مشکوۃ

عن عبیدۃ ابن الجراح قال سمعت رسول اللہ یقول انہ لم یکن نبی بعد نوح الا انذر الدجال قومہ وانی انذرکموہ فوصفہ لنا قال لعلہ سیدرکہ بعض من رانی او سمع کلامی - (مشکوۃ)

قال رسول اللہ ولکن جمعتکم لان تمیم الداری حدثنی حدیثا وافق الذی کنت احدثکم بہ عن المسیح الدجال - فلقیتھم دابۃ اھلب فقالت انا الجساسۃ ۔ مسلم مشکوۃ
وانی مخبرکم عنی انا المسیح الدجال وانی یوشک ان یؤذن لی فی الخروج فاخرج فاسیر فی الارض فلا ادع قریۃ الا ھبطتہا فی اربعین لیلۃ غیر مکۃ وطیبۃ ھما محرمتان علی کلتاھما کلما اردت ان ادخل واحدۃ منہما استقبلنی ملک بیدہ السیف صلتا یصدنی عنہا وان علی کل نقب منہا ملائکۃ یحرسونہا قال رسول اللہ صلعم وطعن بمخصرتہ فی المنبر ھذہ طیبۃ ھذہ طیبۃ یعنی المدینۃ الا ھل کنت حدثتکم فقال الناس نعم وانہ فی بحر الشام او بحر الیمن لا بل من قبل المشرق ما ھو وامی بیدہ الی المشرق ۔ مشکوۃ

مشکوٰۃ کی کتاب الرقاق کی فصل ثانی مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ انتظار کرے تم مین سے کوئی کسی چیز کا مگر غنا کا جو طغاوت کا باعث ہوگی اور فقر و فاقہ جو خدا سے بھلادیگا یا بڑھاپا جو مکروہنر سکھلائیگا یا موت جو توبہ کی مہلت نہ دیگی یا دجّال جو سب سے زیادہ شر والا غائب اور منتظر ہے یا قیامت جو نہایت تلخی رکھتی ہے۔ پس دجّال اون غایب اشیاء مین سے شریر تر ہے جن کا انتظار بقول نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ معہذا خود

> عن ابی هريرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ماينتظر احدكم الا غنیً مطغيا او فقرا منسيا او مرضا مفسدا او هرما مفندا او موتا مجهزا او الدجال فالدجال شر غائب ينتظر او الساعة والساعة ادهی و امر - مشکوٰۃ ترمذی

خلیفۂ اوّل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلیگا اور اوس کے تابع ایک قوم ہوگی جن کے منہہ تہہ بتہہ سپرون کی طرح ہون گے۔

> عن ابی بکر الصدیق قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدجال یخرج فی ارض بالمشرق یقال لها خراسان یتبعه اقوام کان وجوههم المجان - (ازالۃ الخفا صفحہ ۲۲۹)

اور معاذ ابن جبل سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی ایک بڑے ملحمہ اور فتنہ کے ظہور کی علامت ہے۔ اور اس فتنہ کا ظہور قسطنطنیہ کی فتح ہے اور فتح قسطنطنیہ خروج دجّال کی علامت ہے۔ پھر آنحضرت صلعم نے میری ران (یا کاندھے) پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہہ امر اسی طرح حق ہے جیسے تو یہان ہے اور یا جیسے تو بیٹھا ہے۔

> اخرج البغوی من حدیث جبیر عن نفیر عن مالک بن یخامر عن معاذ ابن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمران بیت المقدس خراب یثرب و خراب یثرب خروج الملحمة و خروج الملحمة فتح القسطنطنیه و فتح القسطنطنیه خروج الدجال ثم ضرب علی فخذ الذی حدثه یعنی معاذ ابن جبل او علی منکبه ثم قال ان هذا الحق کما انت ههنا او کما انت قاعد [illegible]

دجال نے کیون ابتک خروج نہ کیا

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الخفا مین اس عقدہ کی شرح اس طرح فرماتے ہین کہ:-

"بیت المقدس اینجا کنایہ از اقلیم شام است زیرا کہ افضل و اقدم بقاع اوست نشست انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام و ملوک ایشان آنجا بود۔ و عمران شام در زمان خلافت حضرت عثمانؓ و

امارت معاویہ ابن ابی سفیان از جانب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شد و خراب شدن قتل حضرت عثمان و بر آمدن حضرت

مرتضی بجانب عراق و خروج طلحہ و زبیر و جنگ جمل و صفین است و فتح قسطنطنیہ در زمان امارت معاویہ بن ابی سفیان

بظہور آمد - و ہیچ جا حضرت [illegible] بعد از [illegible] فتح قسطنطنیہ آمدن [illegible] دجال زیادہ از ہزار سال

از فتح قسطنطنیہ گذشتہ [illegible] و [illegible] الاشتراط [illegible] ہمچنین [illegible] خرابیٔ مذکور شد۔

لا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا امامکم و تجتلدوا باسیافکم زین لفظ مبنی ست ازانکہ واقعہ قتل امام و اجتلاد

باسیاف علامت قیامت است - حالانکہ زیادہ از ہزار سال منقضی شد و ہنوز اثرے از ساعت ظہور

نکردہ ہمچنین بعثت انا و الساعۃ کہاتین و ہمچنین آیہ اقتربت الساعۃ وانشق القمر - الی غیر ذلک و جوابش

آن است کہ خروج دجال و قیام ساعت با ہر فتنہ کہ مذکور شد ربطے دارد - ربطی دارد مانند ربط نشاندن نہال

بہ بار آوردن آن نہال - گویا ابتداے آن حرکت این فتنہ است و غایت آن خروج دجال و قیام ساعت

ولہذا حضرت نوح علیہ السلام انذار قوم خود فرمود بدجال باوجود بُعد حضرت نوح بزمان ظہور دجال - و قتیکہ

کہ شخصے نہالے مینشاند میگوید کہ عقب نشاندن آن نہال بار آوردن است و ہر سعی کہ میکند از سقی و ساختن

شربت نخلہ و غیرہ آن غایتش بار آوردن است - سخن ہر جا منتہی میشود و آخر آن خروج دجال است -

و اینجا سرّ لیست دقیق کہ بدون تمہید مقدمات نتوان بآن زبان کشود و لیس ہذا مقامہ - انتہی "

عیسٰے کے نزول کی بشارت

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عیسٰی بن مریم نبی اللہ کے نزول کی بشارت دی اور فرمایا کہ اوس ذات کی قسم جسکے ہاتھ مین میرا وجود ہے کہ ضرور تم مین ابن مریم کا نزول بصورت حاکم عادل ہوگا اور وہ صلیب کو توڑیگا اور خنازیر کو قتل کریگا اور جزیہ رکھدیگا یعنی اوٹھا دیگا اور مال بہا دیگا - یہانتک کہ کوئی اوسکو قبول نہ کریگا - اوس وقت ایک سجدہ دُنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا - ابوہریرۃؓ نے اس کی تصدیق کے لئے یہ آیت پیش کی کہ کوئی اہل کتاب

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا و ما فیہا ثم یقول ابو ہریرۃ فاقرؤا ان شئتم و ان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ای موت عیسٰی بن مریم ثم یعیدہا ابو ہریرۃ ثلاث مرات - بخاری - مسلم عبد بن حمید ابن ابی شیبہ در منثور شرح السنۃ

ایسا نہین ہو گا جو کہ عیسےٰ پر قبل از موت عیسیٰ کے اوسپر ایمان نہ لاوے اور اسکا تین بار اعادہ فرمایا۔ گویا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنکا زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علوم نبوت سے سیراب فرما دیا تہا وہ تصریح فرماتے ہین کہ عیسیٰ بن مریم سے مراد اس حدیث نبوی مین وہی عیسےٰ بن مریم نبی اللہ ہے جسکا ذکر قرآن مجید کی آیت مبارک مین ہے۔ اور نیز آیت مبارک کی تفسیر سے بہی آگاہ فرماتے ہین کہ موت سے مراد عیسےٰ بن مریم ہے جو آیندہ کسی زمانہ مین ہونیوالی ہے۔ اور اس وقت کے جملہ اہل کتاب اون کے مرنے سے اون پر ایمان لے آئین گے۔

اور نیز اسی جلیل القدر صحابی ابی ہریرہ سے ایک دوسری حدیث مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کل انبیا باپ کی طرف سے بھائی ہین اور مائین اون کی جدا جدا ہین اور دین اون کا ایک ہی ہے اور مین عیسٰی ابن مریم سے قریب تر ہون کیونکہ اوس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہین گذرا (جو اولوالعزم ہو) اور وہ میری اُمت پر میرا خلیفہ ہے اور وہ اوترنے والا ہے پس جب تم اوسکو دیکہو گے تو اوس کو پہچانیو کہ وہ ایک میانہ قد کا آدمی سُرخ اور سفید رنگ کا ہے جسپر دو زرد رنگ کے کپڑے ہون گے اور اون کے سر پر سے قطرات ٹپکتے ہون گے اگرچہ اوسکو نمی نہین پہونچی ہے پس وہ صلیب توڑیگا اور خنزیر قتل کریگا اور لوگون کو اسلام کی طرف بلائیگا اور اللہ تعالیٰ اوسکے زمانہ مین اسلام کے سوا باقی تمام ملّتون کو نیست و نابود کر دیگا اور اوسی کے زمانہ مین مسیح الدجال کو ہلاک کریگا پھر زمین پر ایسا امن ہوگا کہ شیر اور اونٹ ملکر اور چیتے اور گائین ملکر اور بھیڑیے اور بکریان ملکر چرینگے

عن ابی ھریرۃ ان النبیؐ قال الانبیاء کلھم اخوات لعلات امھاتہم شتّی و دینہم واحد وانی اولی الناس بعیسٰی بن مریم لانہ لم یکن بینی و بینہ نبیّ وانہ خلیفتی علی اُمّتی و انہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان ممصّران کان راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیدقّ الصلیب ویقتل الخنزیر ویدعو الناس الی الاسلام ویھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام ویھلک اللہ فی زمانہ المسیح الدجال ثم تقع الامنۃ علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم وتلعب الصبیان بالحیّات لا تضرہم فیمکث اربعین سنۃ ثم یتوفّی ویصلّی علیہ المسلمون ویدفنونہ۔

(ابن ابی شیبہ۔ احمد۔ ابو داؤد۔ ابن جریر۔ ابن حبان)

اور چھوٹے بچے سانپوں کے ساتھ کھیلینگے اور وہ اون کو ضرر نہ دین گے۔ پس چالیس برس تک عیسیٰ زمین پر رہیگا اور پھر فوت ہوگا اور مسلمان اوس پر نماز جنازہ پڑہکر اوسکو دفن کرین گے۔

پس اس حدیث مبارک نے نہ فقط عیسےٰ بن مریم نبی اللہ کے نزول کی بشارت دی بلکہ صاف صاف بتلادیا کہ عیسےٰ نبی اللہ کے وقت مین خدا تعالیٰ کی ایک ایسی رحمت اور رافت کا نزول ہوگا کہ ہر ذی شے مین رافت اور رحمت بھر آئیگی حتیٰ کہ شیر چیتے۔ اور سانپ بھیڑیے مین ۔ جیسے کہ حدود حرم مین ایک خاص رحمت اور رافت ہے کہ ہرن کے حدود حرم مین داخل ہوتے ہی بمصداق من دخل فیہ کان امنا بھیڑیا اوس کا تعاقب چھوڑ دیتا ہے۔ اور بجز اسلام کے کوئی دین باقی نہ رہیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

عیسیٰ کی قبر رسول اللہ کی قبر کے ساتھ ہوگی

پھر اس معنی کی تاکید کہ عیسیٰ بن مریم ابھی نہین مرا اور وہ نزول کے بعد مریگا اس کی نسبت ابن جوزی کتاب الوفا مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف اوترین گے اور نکاح کرین گے اور اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک زندہ رہکر فوت ہون گے اور میرے ساتھ میری قبر مین یعنی میرے مقبرہ مین دفن ہون گے ۔ اور مین اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر مین ابی بکر اور عمر کے درمیان اوٹھین گے

قال رسول اللہ صلعم ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد ویمکث خمساً واربعین سنۃ ثم یموت ویدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر

مشکوٰۃ - ابن جوزی از عبد اللہ بن عمر

یدفن عیسیٰ بن مریم مع النبی وصاحبیہ و یکون قبرہ الرابع - بخاری - طبرانی - در منثور

اور اس کی شرح امام بخاری اپنی تاریخ مین اور طبرانی عبد اللہ بن سلام سے اس طرح کرتے ہین کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صاحبین کے ساتھ دفن ہون گے اور اون کی قبر چوتھی ہوگی۔

چنانچہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابو مودود سے نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک مین ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور سعید بن مسیب لکھتے ہین کہ عیسیٰ ابن مریم وہین دفن ہون گے

محمد بن عبد الوہاب اور فرقہ وہابیہ کا خروج

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گروہ نجدیہ یعنی فرقہ وہابیہ کے خروج اور حدوث کی اطلاع فرمائی اور نجد کے حق مین دعا عن ابی عمر قال قال النبی صلعم اللھم بارک لنا فی شامنا

نہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ نجد مین سے ہی زلزلے اور
فتنے اوٹھین گے - اور وہین سے قرن الشیطان نمودار
ہوگا - اور خارج مین ایسا ہی ہوا کہ ۱۱۵۰ھ مین عبد الوہاب
نجدی پیدا ہوا - جسکی پشت سے اوس کا بیٹا محمد بن
عبد الوہاب آگ کے شعلہ کیطرح نکلا - جسکا دعویٰ تہا کہ وہ
بھی محمد کا ہمنام اللہ کا رسول ہے اور اس لئے بہیجا گیا
ہے تاکہ لوگون کو شرک سے بچائے اور نبی الانبیا حضرت
خاتم النبیین کی نسبت کہا کہ وہ اگرچہ اللہ کا رسول ہے
لیکن اوس کی مدح اور تعظیم کرنا لائق نہین کیونکہ مدح
اور تعظیم صرف خدائے قدیم کے لئے شایان ہے - لہذا
کسی غیر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہے - پس جس کسی نے
میری دعوت کو قبول کرلیا وہ دوستون مین سے ہے اور
جسنے قبول نہ کیا - وہ عذاب کا مستحق ہے اور اوس کو بغیر
کسی شک و شبہہ کے قتل کرنا واجب ہے - دیکہو جغرافیہ عمومیہ
مؤلفہ ملطرون کی جلد (۳) صفحہ ۱۰۲-۱۰۱ - اور اوس نے
اپنے احباب کے سوا سب کو مشرک بتایا - علی الخصوص اہل
مکہ اور اہل مدینہ کی تکفیر ہی کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
روضۂ مبارک کو بت کہا اور اصحاب کبار کے قبون کو
شکستہ کردیا اور تقلید کو اوڑا دیا اور شفاعت کا منکر ہوگیا
چنانچہ اوسنے اپنے ایک رسالہ مین جو محرم ۱۲۱۸ھ مین سعود
کی طرف سے علماء مکہ کی طرف بہیجا گیا لکہا کہ جو کوئی رسم

اللھم بارک لنا فی یمننا - قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا
قال اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی
یمننا قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال
فی الثالثۃ ھناک الزلازل والفتن وبہا یطلع
قرن الشیطان - بخاری - مشکوۃ صفحہ ۵۸۲

فاجزہم محمد بانہ قریشی من نسل النبی و اسمہ کاسمہ و ان
لہم عقائد دینیۃ واصولا کلامیۃ تتضمن عبادۃ الہ
واحد قدیم قادر حق رحمن یثیب المطیع ویعاقب
العاصی وان القران قدیم یجب اتباعہ دون الفروع
المستنبطۃ - وان محمدا رسول اللہ وحبیبہ ولکن
لا ینبغی وصفہ باوصاف المدح والتعظیم اذ لا یلیق
ذلک الا بالقدیم وان ذلک من قبیل الاشراک
وان اللہ تعالی حیث لم یرض بھذا الشرک ارسلہ
لیھدی الناس الی سواء السبیل فمن اجابہ کان من
الاحباب ومن عصی حق علیہ العذاب ووجب قتلہ بلا ارتیاب
جلد ۳ - جغرافیہ عمومیہ ملطرون صفحہ ۱۰۱-۱۰۲ -

فمن اعتقد انہ اذا ذکر اسم نبی فیطلع ہو علیہ
صار مشرکا فھذا الاعتقاد شرک سواء کان
مع نبی او ولی او ملک او جنی او صنم او وثن
وسواء کان یعتقد حصولہ بذاتہ او باعلام
اللہ تعالی ...

اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اوس پر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یہہ اعتقاد کسی نبی کیساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن یا بھوت یا صنم یا بُت کے ساتھ ہو۔ پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اس کا علم اوس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ کے اعلام سے الغرض جس طریق سے یہہ اعتقاد ہو اس سے مشرک ہو جاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی یا شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابوجہل دونوں شرک مین برابر ہین پہلے بت لات اور سواع اور عزیٰ تھے۔ لیکن پچھلے بت محمدؐ اور علیؓ اور عبدالقادرؒ ہین۔ جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہین کہتا اور یا محمد کہتا ہے اگرچہ اوس کو ایک بندہ عاجز سب باتون مین اعتقاد کرلیتا ہے وہی مشرک ہو جاتا ہے۔ اور جتنے اسباب ہین ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمدؐ کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے بتون کی طرف سفر کرکے جانا شرک اکبر ہے۔ انتہیٰ۔

اعتقد النبی وغیرہ ولیہ وشفیعہ فہو وابوجہل فی الشرک سواء۔ اما السابقون فاللات والسواع والعزیٰ و اما اللاحقون فمحمد وعلی وعبدالقادر ومن لم یقل فی حاجتہ یا اللہ وقال یا محمد وان اعتقد عبدا غیر متصرف فی الکل صار مشرکا وکفاک قدوۃ فی ذلک شیخنا تقی الدین ابن تیمیۃ۔ وقد ثبت ان السفر الی قبر محمد ومشاہد ومساجد وآثارہ وقبر ای نبی او ولی وسائر الاوثان شرک اکبر انتہی۔ رسالہ محمد بن عبدالوہاب

اسی طرح اِس فرقہ وہابیہ کی ظاہری طاقت بھی بصورت حاکم جابر بحر احمر اور بحر فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اکناف و اطراف تک پھیل گئی۔ مگر بحمد اللہ ۱۲۳۴ھ مین خدیو مصر کے ہاتھون اِس فرقہ کی طاقت کا قلع وقمع ہو گیا۔ لیکن اس فرقہ کا داعیہ ہند و پنجاب مین بھی سرایت کر گیا جو اب تک ہمارے ملک مین اپنے کو موحد بتلاتے ہین اور مشہور غیر مقلد اور وہابی کے نام سے ہین۔

فرقہ قادیانی اور فرقہ نیچریہ کا خروج

اور انھین وہابیہ کا ایک صنف فرقہ نیچریہ اور فرقہ قادیانی ہے جسکی نسبت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ترجمان غیب تھے اپنے ایک خطبہ مین پیشینگوئی فرمائی کہ اے لوگو اس امت مین عنقریب ایک قوم پیدا ہونے والی ہے جو رجم کی تکذیب

عن ابن عباس قال خطبنا عمرؓ فقال یا ایہا الناس سیکون قوم من ہذہ الامۃ یکذبون بالرجم ویکذبون بالدجال ویکذبون بطلوع الشمس

من منزلہا و یکذبون بعذاب القبر و یکذبون بالشفاعۃ و یکذبون بقوم یخرجون من النار بعد ما امتحشوا۔ (ازالۃ الخفاء ص۱۸۱)	کریگی اور دجال معہود کا انکار کریگی۔ اور مغرب کیطرف سے آفتاب کے طلوع ہونے کو باطل کہیگی اور عذاب قبر کو جھٹلائیگی اور شفاعت کی منکر ہوگی اور اوس قوم کے امر سے انکار کریگی

جو آگ مین جلنے کے بعد دوزخ سے نکالی جاویگی۔ پس اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس پیشنگوئی مین غور کیا جاوے اور اس کو واقعات خارجیہ کے مطابق کرکے دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ اسی فرقہ قادیانی اور نیچری سنے امور خوارق عادات کا انکار کیا ہے اور علی الخصوص دجال معہود کا انکار اسی قادیانی صاحب نے کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے ازالۃ الاوہام کے ص۲۸۶ مین لکھتے ہین "کہ دجال جس کا ذکر فاطمہ بنت قیس کی حدیث مین زندہ موجود ہونیکا ہے وہ فوت ہوچکا ہے اور مراد اوس کا مثیل ہے جو گرجا سے نکلکر مشارق و مغارب مین پھیل گیا۔ یعنی گروہ پادریان"۔

سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ۔ ثوبان۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ۔ لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ ابوھریرۃ۔ متفق علیہ	اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون تیس کذابون کے وجود سے اطلاع دی جو کہ اپنے کو نبی اللہ کہنا زعم کرین گے اور نیز اون تیس دجالون کے حدوث سے آگاہ فرمایا جو اپنے کو رسول اللہ ہونا زعم کرین گے۔ چنانچہ امر اول حدیث ثوبان	دجال معہود کے قبل تیس دجال کا خروج

سے ثابت ہے جو ابوداؤد اور ترمذی سے مشکوٰۃ مین ہے اور امر ثانی ابوہریرہ کی حدیث سے ثابت ہے جو بخاری اور مسلم مین مروی ہے۔ پس اگر اس پیشنگوئی کو بھی خارج مین مطابق کرکے دیکھا جائے تو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی۔ اور حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب کے بعد یہی قادیانی صاحب ہین جنہون نے اپنے کو نبی ہونا کہا۔ اگرچہ بوجہ کہا۔ اور انہون نے ہی اپنے کو ازالۃ الاوہام کے ص۶۷۵ مین آیۂ ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ کا مصداق بتایا اور لکھا کہ یہ آیت درحقیقت اسی مسیح ابن مریم (قادیانی) کے زمانہ سے متعلق ہے۔ اور اسی کی ص۶۷۳ مین آیۂ مُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ کے تحت مین لکھا کہ آپنے اپنا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اسی کے

قادیانی کا دعوی رسالت و نبوت

مثیل کی طرف اشارہ ہے اور احمد اور عیسےٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں اور آخری زمانہ میں
بر طبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے بھیجا گیا اور لکھا کہ کیا حیّ و قیوم ایک
انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں بنا سکتا؟ - اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۳۳ میں
لکھا کہ "میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی" - اور توضیح المرام کے صـ۱۸ میں لکھا کہ "یہہ عاجز خدا تعالےٰ
کی طرف سے اس اُمت کے لئے محدّث ہو کر آیا ہے اور محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے - گو
اوس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم وہ جزوی طور پر ایک نبی ہی ہے" پس ان تمام عبارات
قادیانی صاحب سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے مصداق اور مسیلمہ کذاب
کی طرح ایک فرد قادیانی صاحب بھی ہیں - کیونکہ حضرت عمر
جو راس المحدثین ہیں اور جن کی شان میں آنحضرت نے فرمایا
کہ گذشتہ اُمتوں میں چند لوگ محدّث ہوئے ہیں جو نبی نہ
تھے - پس اگر میری اُمت میں کوئی ایسا محدّث ہو تو وہ عمر
ہے - اور فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو وہ بالضرور عمر بن الخطاب
ہوتا - پس جبکہ راس المحدثین یعنی حضرت عمر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلب نبوت فرمائی تو پھر
دوسرا کون ایسا محدّث پیدا ہو سکتا ہے جسکو جزواً بھی نبی کہا جا سکے؟ -

لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس
محدثون من غیر ان یکون انبیاء فان یکن
فی اُمتی احد فانہ عمر بخاری ازالۃ الخفا صـ۳۲۳
لو کان بعدی نبی لکان عمر - ابن جوزی
احمد - ترمذی - حاکم - طبرانی -

عیسےٰ کعبۃ اللہ کا حج کریگا اور اصحاب کہف اوسکے ساتھ ہونگے

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی
معہود کی علامت سے آگاہ فرمایا - چنانچہ
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں
اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اصحاب
کہف مہدی معہود کے اعوان و انصار ہوں گے اور امام قرطبی
لکھتے ہیں کہ ایک بڑے فرقہ نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم بالضرور حج کریگا اور اصحاب

قال القرطبی وروت فرقۃ ان النبی قال لیحجن
عیسی ابن مریم ومعہ اصحاب الکہف
فانہم لم یحجوا بعد ذکرہ ابن عیینۃ نحوہ
فی التوراۃ والانجیل وقد ذکرنا ھذا الخبر
بکمالہ فی التذکرۃ - فعلی ھذا ہم نیام لم
یموتوا ولا یموتون الی یوم القیامۃ بل یموتون
قبیل الساعۃ - انتہی - فتح صـ۳۹۲

کہف اوس کے ساتھ ہون گے کیونکہ اونہون نے ابھی تک حج نہین کیا۔ اسکو ابن عیینہ نے ذکر کیا اور اسی طرح توریت اور انجیل مین ہے اور ہمنے اس خبر کو پورے طور سے تذکرہ مین لکھا ہے۔ پس اس بنا پر اصحاب کہف ابھی سوئے ہوئے ہین مرے نہین اور قیامت تک نہین مرین گے بلکہ ساعت مقررہ سے پہلے فوت ہون گے

مہدی موعود عیسیٰ کے ساتھ ہوگا

اخرج ابن عساکر فی تاریخہ وابن مردویہ فی تفسیرہ عن ابن عباس مرفوعا اصحاب الکہف اعوان المہدی تشئید المبانی تخریج احادیث مکتوبات امام ربانی

اور حاشیہ ابن ماجہ مین ابن حجر اور شیخ سیوطی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا اونہون نے اس باب مین احادیث متواتر ہین کہ مہدی معہود عیسیٰ کے ساتھ خروج کریگا اور باب لُدّ پر دجال کے قتل کرنیمین عیسیٰ کا معاون ہوگا۔ اور دار قطنی مین محمد بن علی سے مروی ہے کہ مہدی موعود کے ظہور کے لئے دو ایسی علامتین ہین جو ابتداے پیدایش آسمان و زمین سے کبھی نہ واقع ہوئین اور وہ یہہ ہین کہ رمضان کی پہلی رات کو خسوف ماہتاب ہوگا اور نصف رمضان مین کسوف آفتاب ہوگا۔

مہدی کی علامات

تواترت الاخبار واستفاض بکثرتہا ان المہدی یخرج مع عیسیٰ فیساعدہ علی قتل الدجال بباب لُدّ۔ ابن حجر۔ سیوطی حاشیہ ابن ماجہ

ان للمہدی ایتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی نصف منہ۔ (دار قطنی۔ محمد بن علی)

اور ابن جوزی نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مہدی معہود تمام روے زمین کا حاکم ہوگا جیسے کہ ذوالقرنین اور سلیمان علیہ السلام ہوئے۔ اور مسند ابو نعیم مین ابن عمر سے مروی ہے کہ مہدی موعود کے سر پر ایک ٹکڑا ابر کا رہیگا۔ جیسے کہ یہی علامات بوجہ اتم مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین بالتفصیل مذکور ہین۔

اخرجہ ابن الجوزی فی تاریخہ عن ابن عباس مرفوعا۔ تشئید المبانی

امام ربانی مجدد الف ثانی کے وجود کی بشارت نبوی

اور اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالے عنہ کے وجود مسعود سے بشارت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میری امت مین ایک مرد ہوگا

یکون فی امتی یقال لہ صلۃ یدخل الشفاعۃ ۲ کذا فی کتاب جمع الجوامع للسیوطی رضی اللہ عنہ

جسکو صلہ کے نام سے پکارا جاویگا اور جس کی شفاعت سے اتنے اور اتنے جنت میں داخل ہوں گے جسکی
تصدیق حضرت مجدد جلد ثانی کے مکتوب (٦) میں اس طرح فرماتی ہیں کہ "الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین
البحرین ومصلحا بین الفئتین وانچہ مقصود از آفرینش خودمی دانستم معلوم شد کہ بحصول پیوست و
مسئول ہزار سالہ باجابت قرین گشت" چنانچہ خارج میں ایسا ہی ہوا کہ حضرت مجدد بر سنت انبیاء
اولوالعزم ایک ہزار برس کی انتہا اور دوسرے ہزار کی ابتدا میں ایسے وقت پر پیدا ہوئے جبکہ جور وبدعت
میں رواج اور علماء سوء کا غلبہ ہوچکا تھا اور ذات وصفات باری تعالے میں باہمی فرق - علماء وصوفیہ
میں افراط وتفریط پھیل گئی تھی - ایک طرف سے فرقہ وجودیہ علم حال کو فلسفی رنگ آمیزیوں سے قال میں لا رہا
تھا - چنانچہ اون کے متاخرین صوفیہ نے ممکن کو عین واجب کہا اور ممکن کی صفات وافعال کو عین صفات
وافعال خدائے تعالی جان کر باواز بلند کہدیا -

ہمسایہ وہمنشین وہمراہ ہمہ اوست	در دلق گدا واطلس شاہ ہمہ اوست
در انجمن فرق ونہان خانۂ جمع	باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

فرقہ وجودیہ اور علماء ظاہریہ کے مذہب کی اصلاح

اور اس قول کی بنا بظاہر اسپر ہے جو شیخ محی الدین ابن العربی نے فرمایا کہ "اسماء وصفات
واجبی جل وعلا عین ذات واجب اند تعالی وتقدس وہمچنین عین یکدیگر اند مثلاً علم و
قدرت چنانچہ عین ذات اند تعالے عین یکدیگر اند - پس دران موطن ہیچ اسم ورسم تعدد وتکثر نباشد و
تمائز وتباین خودنہ - غایت مافی الباب آن اسماء وصفات باعتبار شیون واعتبارات در حضرت علم
تمائز وتباین پیدا کردہ اند - اجمالاً وتفصیلاً اگر تمیز اجمالی است معبر بتعین اول است واگر تفصیلی است
مسمی بتعین ثانی - تعین اول را وحدت مے نامند وآنرا حقیقت محمدی میدانند وتعین ثانی را واحدیت
میگویند وحقایق سائر ممکنات می انگارند واین حقایق ممکنات را اعیان ثابتہ مے دانند ومے
گویند کہ این اعیان بوے از وجود خارجی نیافتہ اند ودر خارج غیر از احدیت مجردہ ہیچ موجود نیست
واین کثرت کہ در خارج مینماید عکس آن اعیان ثابتہ است کہ در مرآت ظاہر وجود کہ جز او در خارج موجود نیست
منعکس گشتہ است ووجود تخیلی پیدا کردہ واین متخیل ومتوہم چون صنع خداوندی است برفع وہم وتخیل

مرتفع نگردد و ثواب و عذاب ابدی بران مرتب باشد - الی غیر ذالک"۔

اور دوسری طرف سے علماء ظواہر کی تشکیکات نے برہمی پھیلا دی جنہوں نے کہا کہ وجود ممکن اور وجود واجب تعالیٰ ہر دو وجود مطلق کے افراد مین سے ہین - پس اونہون نے وجود واجب تعالیٰ کو اقدم اور اولیٰ کہا

پس حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ان دونون فریق کے اقوال کی شناعت بآواز بلند ظاہر کر دی جیسے کہ جلد ثانی کے مکتوب ثانی مین تحریر فرماتے ہین کہ "ممکن را عین واجب گفتن و صفات و افعال اورا عین صفات و افعال او تعالیٰ ساختن سوء ادب است و الحاد است در اسماء و صفات او تعالیٰ کناس خبیس کہ بنقص و خبث ذاتی متسم است چہ مجال کہ خود را عین سلطان عظیم الشان کہ منشاء خیرات و کمالات است تصور نماید - و صفات و افعال ذمیمہ خود را عین صفات و افعال جمیلہ او توہم کند - و ہمچنین ممکن را وجود ثابت کردن و خیر و کمال راجع باو داشتن فی الحقیقت شریک کردن ہست اورا در ملک و ملک حق جل سلطانہ و این معنی موجب تشریک ممکن است بواجب تعالیٰ در کمالات و فضائل کہ از وجود ناشی گشتہ اند تعالیٰ اللہ عن ذالک علوا کبیرا - در حدیث قدسی آمدہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری - اگر علماء ظواہر ازین دقیقہ آگاہ میگشتند ہرگز ممکن را وجود ثابت نمیکردند"۔

پس حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اُن ہر دو فریق کی اصلاح فرمائی اور اپنے اسی مکتوب مین شیخ عبدالعزیز جونپوری کو لکھا کہ "مخدوما صفات ثمانیہ واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کہ نزد اہل حق شکر اللہ تعالیٰ سعیہم در خارج موجود اند ناچار در خارج از ذات تعالیٰ و تقدس متمیز باشند تمیزیکہ از قسم بیچونی و بیچگونگی بود و ہمچنین این صفات از یکدیگر متمیز اند تمیز بیچونی بلکہ تمیز بیچون در مرتبہ حضرت ذات تعالیٰ و تقدس نیز ثابت است لانہ الواسع بالوسع المجہول الکیفیۃ - و تمیزیکہ فراخور فہم و ادراک ما باشد از ان جناب قدس مسلوب است چہ تبعض و تجزی در انجا متصور نیست تا بسبب تحلیل را در ان حضرت بار نہ و حالیت و محلیت را گنجایش نہ - بالجملہ آنچہ از صفات داخل تمکین ست از انجناب قدس مسلوب است و لیس کمثلہ شیئ لا فی الذات ولا فی الصفات ولا فی الافعال - باوجود این تمیز بیچونی و وسعت بیکیفی اسماء و صفات واجبی جل سلطانہ در خانہ علم نیز تفصیل و تمیز پیدا کردہ اند و منعکس گشتہ و ہر اسم

وصفت تمیز را مقابلے ست در مرتبۂ عدم و نقیضے ست دران موطن - مثلاً صفت علم را در مرتبۂ عدم مقابلے
است و نقیضے کہ عدم علم باشد کہ معبر بجہل است و صفت قدرت را مقابلیت عجز کہ عدم قدرت باشد
علی ہذا القیاس و آن عدمات متقابلہ نیز در علم واجبی جل شانہ تفصیل و تمیز پیدا کردہ اند و مرایائے
اسماء و صفات متقابلۂ خود گشتہ و مجالی ظہور عکوس آنہا شدہ - نزد فقیر عدمات با آن عکوس اسماء
وصفات حقائق ممکنات اند - غایۃ ما فی الباب آن عدمات در رنگ اصول و مواد آن ماہیات
اند و آن عکوس ہمچو صور حالہ دران مواد - پس حقایق ممکنات نزد شیخ محی الدین ہمان اسماء و
صفات متمیزہ اند در مرتبۂ علم و نزد فقیر حقایق ممکنات عدمات اند کہ نقایض اسماء و صفات اند با عکوس
اسماء و صفات کہ در مرایائے آن عدمات در خانۂ علم ظاہر گشتہ و با یکدیگر ممتزج شدہ - و قادر مختار
جل سلطانہ ہرگاہ خواست کہ ماہیتے را ازان ماہیات ممتزجہ بوجود ظلی آرد کہ پرتویست از حضرت وجود
برین منصف گرداند و موجود خارجی ساختہ مبدأ آثار خارجیہ گرداند - پس وجود ممکن در علم و در خارج
در رنگ سایۂ صفات او پرتویست از حضرت وجود و ظلے ست ازان کہ در مقابل خود منعکس گشتہ لیکن
نزد فقیر ظل شے عین شی نیست بلکہ شبحی ست و مثال آن شے و حمل یکے بر دیگرے ممتنع است پس
ہمہ اوست درست نباشد بلکہ ہمہ ازوست - و چون عالم عبارت ازان عدمات است کہ اسماء و صفات
واجبی در خانۂ علم در انجا منعکس گشتہ و در خارج بوجود ظلی موجود شدہ لاجرم در عالم خبث ذاتی پیدا شد
و شرارت جبلی ظاہر گشت و خیر و کمال ہمہ عاید بجناب قدس او شد - آیۂ کریمہ ما اصابک من حسنۃ فمن
اللہ و ما اصابک من سیئۃ فمن نفسک موید این معرفت است - پس فقیر وجود ظلی در خارج اثبات
مے نماید و ایشانان وجود ظلی را در وہم و تخیل مے انگارند و در خارج جز احدیت مجردہ را موجود نمیدانند
وصفات ثمانیہ را کہ بآرائے اہل سنت و جماعت رضی اللہ عنہم وجود اینہا در خارج ثابت شدہ است -
نیز در علم اثبات مینکنند - علماء ظواہر و ایشانان رضی اللہ تعالی عنہم دو طرف اقتصار را اختیار فرمودہ
اند و حق متوسط نصیب این فقیر بودہ کہ بآن موفق گشتہ - اگر ایشانان نیز این خارج را ظل آن خارج می
یافتند از وجود خارجی عالم انکار نمے نمودند و بر وہم و تخیل اقتصار نمی فرمودند و اگر علماء نیز آگاہ میگشتند

ہرگز ممکن را وجود اصلی اثبات نمیکردند۔ و بوجود ظلی آلکتفا میفرموند۔ انتہی مختصراً۔

اسکے بعد جلد ثانی کے مکتوب ثانی مین قول فیصل لکھتے ہین کہ "حل این اشکال انچہ برین فقیر ظاہر ساختہ اند آنست کہ حضرت حق تعالیٰ بذات خود موجود است نہ بوجود کہ عین باشد آن وجود یا زائد۔ وصفات واجب تعالیٰ بذات او تعالیٰ موجود اند نہ بوجود۔ زیراکہ وجود را دران موطن گنجایش نیست۔"

شیخ علاء الدولہ اشارتے باین مقام فرمودہ است آنجاکہ گفتہ فوق عالم الوجود عالم الملک الودود پس نسبت امکان ووجوب نیز دران موطن متصور نباشد چہ امکان ووجوب متفرع است میان ماہیت ووجود بحیث لا وجود لا امکان ولا وجوب - این معرفت ورائے طور نظر وفکر است - محبوسان عقیلہ عقل ازین معرفت چہ دریابند وغیر از انکار نصیب ایشان چہ بود الا من عصمہ اللہ سبحانہ۔

اور نیز جلد اول کے مکتوب (۲۸۷) مین لکھتے ہین کہ عالم چہ صغیر وچہ کبیر مظاہر اسماء وصفات الٰہیہ است تعالیٰ شانہ ومرایائے شیونات وکمالات ذاتیۂ او سبحانہ گنجے بود مکنون وسرّے بود مخزون خواست کہ خلا بملا دہد واز اجمال بتفصیل آرد۔ عالم را آفرید تاکہ دلالت کند بر اصل خویش وعلامت باشد برحقیقت خود۔ پس عالم را با صانع بیچون ہیچ نسبتے نیست۔ الا آنکہ عالم مخلوق اوست ودلیل است بر کمالات مخزونہ او تعالیٰ وتقدس۔ ما ورائے این ہر حکمے کہ ہست از جنس اتحاد وعینیت واحاطہ ومعیت از سکر وقت وغلبۂ حال است۔ اکابر مستقیم الاحوال کہ از قدح والیشانرا شربے ارزانی داشتہ اند ازین علوم متبری ومستغفر اند۔ اگرچہ بعضے ایشانرا در اثنائے راہ این علوم حاصل میشود اما بالآخر ازینہا میگذرانند ومطابق علوم شریعت علوم ازلی بر ایشان ابراز میفرمایند۔ مثالے از برائے تحقیق این بحث بیان کنیم - عالمے بحریرے ذوفنونے کہ کمالات مخزونۂ خود را در عرصۂ ظہور آرد وفنون مکنونۂ خود را بر ملا جلوہ دہد ایجاد حروف واصوات نماید تا در پردۂ حروف واصوات آن کمالات را متجلی سازد وآن فنون را اظہار نماید۔ پس درینصورت این حروف واصوات دوال را با معانی مخزونہ بلکہ با آن عالم موجد ہیچ نسبتے نیست الا آنکہ آن عالم موجد اینہاست واینہا دوال اند بر کمالات مکنونۂ او۔ وحروف واصوات را عین آن عالم موجد یا عین آن معانی گفتن معنی ندارد۔ وہمچنین حکم باحاطہ ومعیت درین حادثہ غیر واقع است معانی

ہمان صراحت مخزونہ اند۔ آرے چون درمیان معانی وصاحب معانی ودرمیان حروف واصوات مناسبت دالیہ ومدلولیت متحقق است بعضے معانی زایدہ غیرواقعہ درتخیل مے آید۔ فی الحقیقت آن عالم ومعانی مخزونہ اوازان نسبت زایدہ منزہ ومبرا است واین حروف واصوات درخارج موجود اند نہ آنکہ آن عالم ومعانی موجود اند وآن حروف واصوات اوہام وخیالات اند۔ پس عالم کہ عبارت ازما سوا ہست درخارج موجود است بالوجود الظلی والکون الطبعی نہ آنکہ عالم اوہام وخیالات است۔ این مذہب بعینہ مذہب سوفسطائی ست کہ عالم را اوہام وخیالات میدانند۔ آہ“۔

پس حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا ممنون ہونا چاہئے جنہون نے ان ہردو فریق صوفیہ وجودیہ اور علمائے شہودیہ میں صلح کرادی اور اون کی غلطیون کی اصلاح فرمادی اور سب دنیا اس وقت تک اون کے برکات طریقہ سے بہرہ مند ہے۔ اِلّا وہ شپرک چشم جو نور آفتاب کی قابلیت نہین رکہتا محروم رہا اور اون کی قبولیت کی بڑی علامت یہ ہے کہ اون کے خلفا مسجد نبوی مین حلقہ کرکے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مین بالمشافہ اور بالمواجہ عرب اور عجم کے علمار اور طلبار کو توجہات فرمائے ہین۔ حالانکہ بجز ان کے یہ خصوصیت آجتک کسی دوسرے طریقہ کے صوفی کو حاصل نہوئی۔

طاعون بمبئی کی پیشین گوئی

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بمبئی کے عالمگیر طاعون سے بہی متنبہ فرمایا اور نیز امت مرحومہ کی مشوش حالت سے بہی آگاہ فرمایا۔ جیسے کہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشکوٰۃ مین مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فئے کا مال حسب احکام قرآن تقسیم نہوکر ذریعہ دولتمندی ہوگا اور مال امانت مین خیانت ہوکر بمنزلہ غنیمت ٹھہریگا اور ادائے زکوٰۃ ایک تاوان کہلائیگا اور علوم دینیہ کی تعلیم سے دین مقصود نہ ہوگا اور مرد اپنی عورت کی اطاعت کریگا اور مان باپ کی اطاعت نکرنے کے بجائے اوس کی اپنے دوستون کو چاہیگا اور مسجدون مین آوازین اونچی ہونگی اور قبیلہ مین سرداری فاسق کی نام اور قوم کی ریاست اور حکومت اون کے اخس ارذل کی نام ہوگی اور آدمی کی تعظیم اوس کے شر کی خوف سے کیجائیگی اور کنچنیون کا ناچ اور گانے بجانے کے آلات کا ظہور علانیہ ہوگا اور شراب کا پینا کھلم کھلا ہوگا اور پچہلی امت کی ناخلف اپنے سلف کو لعن وسب کہین گے تو اوس وقت

تم منتظر رہو کہ سرخ باد یعنی طاعون اور زلزلے اور خسف اور مسخ اور قذف تم کو اس طرح احاطہ کرینگے اور متسلسل آئینگے جیسے ایک لڑی کا تار ٹوٹ جاوے اور اوس کے دانے منظوم پے درپے گرنے سے نہ رُکین۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشینگوئی کی صداقت نے جو تیرہ سو اٹھارہ برس قبل آنحضرتؐ کی زبان غیب ترجمان سے ظاہر ہوئی۔ بمبئی کی اس عالمگیر طاعون کے تمامی عُقدے حل کردئے جو اوس مین ملفوف ہین اور یہہ ایک ایسی لاعلاج طاعون ہے جسکے لئے قادیانی صاحب کا مرہم عیسےٰ مکتفی نہین ہوسکتا۔

نبی کریم کا کوئی فعل اونکے علم کے خلاف نہتا

پس وہ نبی کریم جسکو خطاب آلہی ہوا کہ اگر تو نہ ہوتا تو مین اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا اور وہ نبی جس کا معلّم شدید القویٰ ہے اور علم لوح و قلم جسکے علوم کا ایک جزو ہے اور وہ نبی جس کے سماوی مشیر و وزیر جبرئیلؑ اور میکائیلؑ ہون اور ارضی مشیر ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور وہ نبی جس کا دل نور عکمت و ایمان سے پُر کیا گیا اور جو دوسرون کی تطہیر اور اون کے مکارم اخلاق کی تتمیم اور اُنکو الواث بشریہ سے پاک و صاف کرنے اور اون کے امور معاش و معاد مین رسوم غیر مرضیہ کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوا ہو اوس کی نسبت عقل سلیم کبھی فتویٰ نہین دے سکتی کہ اوس کا فعل اوسکے علم کے مخالف ہو یا اوس کا علم بے تعلیم آلہی ہو یا اوس کا بولنا بے بُلائے ہو اور اوس کی رائے اور اجتہاد صیانتؔ اور عصمت آلہی سے مملو نہو اور بقول کفّار اوس سے ایسی حرکات مجنونانہ سرزد ہون کہ بے اعلام اور بغیر احکام آلہی فقط اپنے ہی خیال سے مومنین کی ایک جماعت کثیرہ کو مدینہ سے مکّہ کی طرف فوج کشی کرکے گوناگون بلیّات مین مبتلا کرے اور تائید آلہی اوس کے اس غلط خیال کی اصلاح نہ کرے۔ حالانکہ وہ خاص طور پر مامور ہوئے کہ اے نبیؐ! غیر معلوم کا پیچھا نہ کر اور ناشنیدہ اور نادیدہ اور ناد انستہ امور کا اتباع نہ کر کیونکہ کان اور آنکھہ اور دل ہر ایک سے سوال کیا جاویگا۔ پس ایسے نبی کریم کے حق مین اس سے

ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ (سورۂ بنی اسرائیل)

فکل نبی معصوم من عملہ بوسوسۃ لامن حضورہ میزان کبری صفحہ ۱۳۷

بر کہ اور کیا شاعت ہو سکتی ہے کہ بقول قادیانی اوس کی رائے صائب نہو اور وہ اپنے خیال مین جہوٹا نکلے یا اپنے کسی اجتہاد مین غلطی کرے خواہ امر دین مین ہو یا امر دنیا مین - چنانچہ آیہ القی الشیطان کے تحت مین عارف شعرانی لکہتے ہین کہ "ہر نبی شیطان کے وسوسے کے مطابق عمل کرنے سے معصوم رہتا ہے"

اجتہادات نبی کریم کے متعلق قادیانی کے تخلیہ کے جوابات

پس وہ قرآنی خواب جسکا ذکر قادیانی صاحب نے کیا ہے کہ وہ موجب ابتلا ہوا اور جسکے باعث آنحضرت صلعم نے غلط فہمی سے تکلیف گوارا فرمائی اوس کی نسبت صحیح بخاری وغیرہ مین ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ رؤیا خواب نہ تہا بلکہ آنکہہ کا دیکہنا ہے جو شب معراج مین ہوا - فتح البیان مین ہے کہ یہی امر باعتبار کثرت اور صحت کے راجح ہے اور اسی پر جماعت کثیرہ کا اجماع ہے - ہان ایک ضعیف روایت مین ہے کہ آنحضرت صلعم ایک خواب کی بنا پر مدینہ سے مکہ کو تشریف فرما ہوئے - لیکن سیرۃ ابن اسحاق مین ہے کہ ثقیف کے عین محاصرہ کیوقت آنحضرت صلعم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنا خواب بیان فرمایا کہ اے ابوبکر مین نے دیکہا ہے کہ مسکہ سے پر ایک قاب مجہے ہدیۃً دی گئی ہے - پہر ایک مرغ نے اوس مین چونچ ماری اور سارا مسکہ گرا دیا" - ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اوس کی تعبیر عرض کی کہ آج کے دن مراد کا حاصل ہونا نہین پایا جاتا آنحضرت نے فرمایا کہ مین بہی یہی دیکہتا ہون اور عمر رضی اللہ عنہ کو رحیل کا امر فرمایا - پس اس سے بہی صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت نے نہ تو اپنی رائے سے مکہ سے مراجعت فرمائی اور نہ اپنی رائے سے چڑہائی کی بلکہ ہر دو باعلام الٰہی ہوئے - سعید حافظ ابن کثیر آیہ لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق کے تحت مین لکہتے ہین

عن ابن عباس وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس قال ھی رؤیا عین اریھا رسول اللہ لیلۃ اسری بہ - بخاری ص ۶۸۶ احمد - ترمذی - نسائی - ابن جریر - ابن منذر ابن ابی حاتم - طبرانی - حاکم - ابن مردویہ - بیہقی در منثور

قال محمد بن اسحق وقد بلغنی ان رسول اللہ قال لابی بکر الصدیق وھو محاصر ثقیفا یا ابا بکر انی رأیت انی اھدیت الی قعبۃ مملوۃ زبدا فنقرھا دیک فھراق ما فیہا فقال ابو بکر ما اظن ان تدرک منھم یومک ھذا ما ترید فقال رسول اللہ وانا لا اری ذلک ازالۃ الخفا ص ۱۶۷ وقال عمر او ما اذن فیھم یا رسول اللہ قال لا قال افلا اذن بالرحیل قال بلی قال فاذن عمر بالرحیل - ازالۃ الخفا ص ۵

کہ آنحضرتؐ نے عام حدیبیہ مین جبکہ صلح واقع ہوگئی عمر
اور ابوبکرؓ کے جواب مین صاف صاف فرمادیا
کہ مین نے ہرگز تمکو یہہ نہ کہا تہا کہ اسی سال مکہ مین
داخل ہوکر طواف کروگے - بلکہ عام حدیبیہ کی نقل و حرکت
سے بعض صحابہ نے بطور خود اعتقاد اور زعم کرلیا تہا
کہ اسی سال فتح ہوگی اور اون کو ایک زمانہ تک یہہ
معلوم نہوا کہ اس سال مین صلح کا واقع ہونا حکمت الٰہی
مین ایک بیش بہا فتوحات مکیہ کا زینہ چڑہنا تھا۔

كان رسول الله قد رأى في المنام انه دخل
مكة وطاف بالبيت فاخبر اصحابه بذلك و
هو بالمدينة فلما ساروا عام الحديبية لم
يشك جماعة منهم ان هذه الرؤيا تتفسر هذا
العام فلما وقع ما وقع من قضية الصلح و
رجعوا عامهم ذلك على ان يعودوا من قابل
وقع في نفس بعض الصحابة من ذلك شئ حتى سأل
عمر ابن الخطاب في ذلك فقال له فيما قال افلم تكن
تخبرنا انا سنأتي البيت ونطوف به قال بلى
افاخبرتك انك تاتيه عامك هذا قال لا قال صلى
الله عليه وسلم فانك آتيه ومطوف به وبهذا
اجاب الصديق ايضا حذو القذة بالقذة
فتح البيان صـ۲۶۲ - ابن كثير

بضع کی تحقیق

اسی طرح قادیانی صاحب کا یہہ بہی بالکل
افترا اور بہتان ہے جو انہون نے نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کیطرف منسوب کیا کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بضع کا لفظ لغت عرب مین نو برس
تک اطلاق پاتا ہے اور مین بخوبی مطلع نہین کیا گیا کہ کس
سال فتح ہوگی - پس اگر ساری کتب احادیث کو دیکھا جاوے تو کہین یہہ معنی نہ ملین گے کہ آنحضرتؐ
نے فرمایا ہو کہ مین بخوبی مطلع نہین کیا گیا - بلکہ ترمذی
اور دارقطنی اور تاریخ بخاری مین ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر رضی اللہ عنہ
کو چھہ سال کی تعیین پر تشدید کے ساتھ فرمایا کہ کیون تو نے
چھہ سال کی میعاد ٹھیرائی اور کیون نہ وہ مدت مقرر کی
جو مین دیکھتا ہون - فتح البیان مین ہے کہ آنحضرتؐ نے
بضع کا لفظ (اگرچہ آپ کو معلوم تہا) اسلئے مبہم رکہا تا کہ

عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم
قال لابي بكر الا احتطت يا ابا بكر فان البضع
ما بين ثلاث الى تسع - ترمذي - فقال الاجلة
رواه احمد ابن كثير - فتح البيان

وانما ابهم البضع ولم يبينه وان كان معلوما لنبيه
صلى الله عليه وسلم لادخال الرعب والخوف عليهم في
كل وقت كما يجئ ذلك من تفسير الفخر الرازي - فتح ج۷ صـ۴۹

کفار پر ہر وقت رُعب اور خوف چھایا رہے۔

طول ید کے معنے

ایسا ہی قادیانی صاحب کا یہ کہنا بالکل بے ایمانی کی بات ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو جب آپ کی بیویوں نے ہاتھ ناپنے شروع کئے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہ کیا گیا یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے"۔ تعجب کا مقام ہے کہ نبی کریم اپنی زبان سے نکالی ہوئے الفاظ کے معنی نہ سمجھیں اور اپنی مادری زبان کے ان استعارات اور مجازات کو نہ جانتے ہوں جس میں وہ اعجاز کیساتھ مبعوث ہوئے ہوں اور غلطی بھی ایسی کہ مرتے دم تک اوس سے متنبہ نہ کئے گئے۔ یہہ ایسا افترا ہے کہ اگر ایک لحہ کیلئے بھی اسکو صحیح مان لیا جاوے تو کارخانہ نبوت ہرگز قایم نہیں رہ سکتا۔ اور کبھی کوئی عاقل باور نہیں کر سکتا کہ ایسا شخص جو اپنے منھ سے نکالی ہوئے الفاظ کے معنی سے بیخبر ہو وہ بھی جو ایک سوال کے جواب میں بیان کر رہا ہے اپنے دعوی نبوت میں سچا ہو سکے۔

عن عائشہ ان بعض ازواج النبی قلن للنبی اینا اسرع بک لحوقا قال اطولکن یدا فاخذوا قصبۃ یذرعونہا وکانت سودۃ اطولہن یدا فعلمنا بعد انما کان طول یدہا الصدقۃ وکانت اسرعنا لحوقا بہ زینب وکانت تحب الصدقۃ (بخاری۔ مشکوۃ)

حالانکہ اصل واقعہ جو مشکوۃ میں بروایت بخاری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے وہ یہہ ہے کہ بعض ازواج نبی صلعم نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ ہم میں سے کون بی بی پیشتر آپ سے جا ملیگی؟ آپنے فرمایا وہ بی بی جس کا ہاتھ بہت طویل ہے اس کے بعد ازواج مطہرہ نے نے سے ہاتھ ناپنے شروع کئے اور حضرت سودہ رضی کا ہاتھ لمبا نکلا۔ لیکن ہمنے بعد ازین معلوم کر لیا کہ طول ید سے مُراد حضرت صلعم کی صدقہ تھا۔ اور ہم سب سے پہلے حضرت زینب رض آپ سے جا ملیں جو کہ صدقہ کو دوست رکھتی تھیں۔ یہہ ازواج مطہرہ کی بسبب عورت ہونے کے کم فہمی تھی جنہوں نے وہلۂ اول میں نبی صلعم کے روزمرہ استعارہ کو کلام پر غور نفرمایا اور اس کے ظاہری معنی سمجھہ لیئے۔ ورنہ ید کا لفظ لغت و محاورہ عرب میں منت اور احسان اور طاقت اور قدرت کے معنے میں بکثرت شایع ہے اور ہر ایک کیلئے نظایر موجود اور اسی طرح (اطول یداً) کا لفظ صدقہ اور خیرات کے معنی میں، اور یہہ ایسا لفظ ہے کہ اسکا ترجمہ یعنی فراخ دست ہماری زبان میں بھی صاحب خیرات اور صدقات

کے لئے مستعمل ہے۔ اور اس حدیث مین کوئی ایسا لفظ نہین جس سے پایا جاوے کہ ازواج مطہرہ نے نبی کے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کئے یا کہ آنحضرت صلعم معنی مراد سے آگاہ نتھے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے۔

ابن صیاد کے متعلق نبی صلعم کا علم

ایسا ہی ابن صیاد کے مقدمہ مین قادیانی صاحب کو کوئی ایسی حدیث نہ ملیگی جس مین آپ نے ابن صیاد کا دجال معہود ہونا اپنے ظن مین ظاہر فرمایا ہو۔ وہی ابن عمر ہین جنہون نے بقول قادیانی حلف کیساتھ کہا کہ مجھے اس مین شک نہین کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور جابر بن عبد اللہ نے اس حلف کا انتساب عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کیا لیکن وہی عمر اور ابن عمر رض ہین جو بخاری اور مسلم کی متفق علیہ طویل حدیث ابن صیاد مین بشہادت و روایت خود رسول اللہ صلعم کے خطبہ سے ابن صیاد اور دجال معہود کے درمیان تفریق فرما رہے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا دجال کانا ہے اور خدا کانا نہین اور فرمادیا کہ دجال خدا ہونے کا دعوی کریگا۔ لیکن ابن صیاد نے کبھی یہہ دعوی نہ کیا۔ بلکہ ابی سعید خدری کی سامنے اوسنے اپنے اسلام کا اقرار کیا اور آنحضرت نے اوس کے مشتبہ اقوال پر عمر رضہ کو اوسکی قتل سے روکا۔

ہجرت از مدینہ کا خواب

ایسا ہی قادیانی صاحب کا حدیث ہجرت مین یہہ کہنا کہ جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے پیشگوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا۔ یہہ سقدر تحریف بیہودانہ سے بھرا ہے کہ کوئی اہل ایمان اس قسم کی تحریف پر جرأت نہین کرسکتا۔ کیونکہ محاورات عرب مین لفظ وہل بسکون ہا جبکہ حرف الی کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے تو اوس کے معنی ہرگز عمدا اور قصد جازم کے نہین ہوتے صراح مین ہے وہل بالسکون دل بجاے رفتن کہ مراد آن نباشد۔ فذھب وھلی الی الیمامۃ۔ پس دریافتہ گمان من بآنکہ قصد رفت پس

عن ابی موسیٰ اراہ عن النبی صلعم قال رایت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انہ الیمامۃ او الھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب ورائیت فی رؤیای ہذہ انی ھززت سیفا فانقطع صدرہ فاذا ھو ما اصیب من المومنین یوم احد ثم ھززتہ اخری فعاد احسن ما کان فاذا ھو ما جاء اللہ بہ من الفتح واجتماع المومنین ورائیت فیھا بقرا واللہ خیر فاذا ھم المومنون یوم احد واذا الخیر ما جاء اللہ بہ من الخیر۔ بخاری صہ ۱۱۲ ۵

گمان بلا قصد کو قصد اور عمد کا حکم کیونکر دیسکتے ہین اور کیونکر کہہ سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خواب سے ارض یمامہ تعبیر کی اور اوس تعبیر مین غلطی ہوئی بلکہ اگر طریق تعبیر کو جو اس حدیث مین آنحضرت نے متعدد جگہ کلمہ (فاذا) سے افادہ فرمایا ہے ملاحظہ کیا جاوے تو بالکل معلوم ہو جائیگا کہ یہہ خیال بلا قصد بہی خواب کا ایک جزو تھا جیسے کہ کلمہ (واللہ خیر) جو رویت بقر کے بعد آپ نے فرمایا بدلیل تعبیر مابعد خواب کا ایک جزو کہا جاتا ہے - پس ہر دو صورت مین وہل کے لفظ سے جسکے معنے ابن تین نے وہم کے لئے ہین اور مجمع البحار نے خیال اور حجۃ اللہ مین سیلان دل کے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے اور اجتہاد مین غلطی کا انتساب کبھی نہین ہو سکتا - خصوصاً جبکہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت (ولا تقف) کو علوم نبوت کے سمجھنے کے لئے آئینہ بنایا جاوے تو یہہ معنی بالکل منکشف ہو جاوینگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی رائے غیر معلوم سے کام نہ لیا اور اسیطرح دوسرے انبیائے مقدسہ

داؤد اور سلیمان نبی کا اجتہاد

غنم قوم مین اگرچہ سلیمان و داؤد علیہ السلام نے مختلف فیصلہ فرمایا لیکن حق تعالی نے اپنے کلام پاک مین دونون کی نسبت شہادت دیکر فرمادیا کہ ہمنے ان دونون کو حکم اور علم دیا اور ان دونون نے علم کے مطابق فیصلہ کیا - پس بحکم مصطفےٰ

> وداؤد و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاہدین ففہمنا ھا سلیمان وکلا اتینا حکما وعلما ای بوجوہ الاجتہاد وطرق الاحکام (فتح)

لنفسی انبیاء علیہم السلام جو بالکل جوارح الہی اور فانی از خود اور باقی بارادۃ اللہ ہین بلا تحریک الہی وہ خود بخود کسی کام پر حرکت نہین کرتے - حدیث قدسی مین ہے کہ جب میرا بندہ ادائے نوافل سے میرا قرب یہان تک حاصل کرتا ہے کہ مین اوس کو چاہنے لگتا ہون تو اوس وقت مین ہی اوس کا کان ہو جاتا ہون جس سے وہ سنتا ہے اور مین ہی اوس کی آنکھہ بنجاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور مین ہی اوس کا ہاتھہ بن جاتا ہون جس سے وہ گرفت کرتا ہے اور مین ہی اوس کا پاؤن بن جاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے اور اگر مجہہ سے کچہہ مانگتا ہے تو مین اوس کو دیدیتا ہون اور اگر

> قال صلے اللہ علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالی وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببت فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا ولئن سائنی

میرے ساتھ پناہ مانگتا ہے تو مین اوس کو پناہ دیتا ہون - اور
نفس مومن سے کسی شئے کا تردد ظاہر ہونا وہ درحقیقت میرا تردد ہے
جسکا مین فاعل ہون - وہ موت سے کراہت کرتا ہے اور مجھے
اوس کی کرب وصعوبت نہین بھاتی -

عبدی اعطینه ولئن استعاذ بی
لاعیذنه وما ترددت عن شئ انا فاعله
ترددی عن نفس المومن یکره الموت واکره
مسائته - بخاری - حجة الله - ابی هریرة صفحه ۱۸۹

موسیٰ علیہ السلام کا بامر الٰہی تعلم اسرار رشد کے لئے خضر علیہ السلام کی صحبت ومعیت مین ایک عرصہ تک
رہنا اور اوّلاً ایک کشتی جسپر کہ
سوار تھے حضرت خضر کا اوسکو
شگافتہ کردینا - پھر ایک معصوم
بچے کو خضر کا قتل کردینا - پھر
ایک ٹوٹی پھوٹی دیوار کو بلا اجرت
خضر کا کھڑا کرنا اگرچہ موسے
علیہ السلام کو اپنے علم کے
مطابق نہ بھایا لیکن حضرت
خضر نے ان تینون امور کے اسرار
کھول کر اون سے کہدیا کہ مین نے
کوئی کام اپنی رائے سے نہین
کیا اور موسی علیہ السلام کو
اون کی بےصبری پر ملامت

قال له موسی هل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا - قال انک لن تستطیع معی صبرا
وکیف تصبر علی ما لم تحط به خبرا - قال ستجدنی ان شاء الله صابرا ولا اعصی لک امرا
قال فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شئ حتی احدث لک منه ذکرا - فانطلقا حتی اذا
رکبا فی السفینة خرقها قال اخرقتها لتغرق اهلها لقد جئت شیئا امرا - قال الم اقل
انک لن تستطیع معی صبرا - قال لا تؤاخذنی بما نسیت ولا ترهقنی من امری عسرا
فانطلقا حتی اذا لقیا غلاما فقتله قال اقتلت نفسا زکیة بغیر نفس لقد جئت شیئا
نکرا - قال الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا - قال ان سألتک عن شئ بعدها فلا
تصاحبنی قد بلغت من لدنی عذرا - فانطلقا حتی اذا اتیا اهل قریة استطعما اهلها
فابوا ان یضیفوهما فوجدا فیها جدارا یرید ان ینقض فاقامه - قال لو شئت لتخذت علیه
اجرا - قال هذا فراق بینی وبینک سانبئک بتاویل ما لم تستطع علیه صبرا - اما السفینة
فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبها وکان ورائهم ملک یاخذ کل سفینة
غصبا - واما الغلام فکان ابواه مومنین فخشینا ان یرهقهما طغیانا وکفرا - فاردنا ان
یبدلهما ربهما خیرا منه زکوة واقرب رحما - واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینة
وکان تحته کنز لهما وکان ابوهما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشدهما ویستخرجا کنزهما رحمة

ئه ان التردد صفة الله عز وجل غیر جائز فتاویله علی وجهین احدهما ان العبد قد یشرف فی ایام عمره علی المهالک مرات ذات عدد
من داء یصیبه وآفة تنزل به فیدعو الله عز وجل فیشفیه منها ویدفع مکروهها عنه فیکون ذلک من فعله کتردد من یرید
امرا ثم یبدو له فی ذلک فیترکه ویعرض عنه ولا بد له من لقائه اذا بلغ الکتاب اجله فانه قد کتب الفناء علی خلقه واستاثر بالبقاء
لنفسه وفیه وجه آخر کما روی من قصة ملک الموت وما کان من لطمة عینه وتردده الی الله مرة بعد اخری - التنبیه فی التنزیه صفحه ۱۸۹

کر کے رخصت کر دیا- یہ قرآنی قصہ ہے جس سے | من ربک وما فعلتہ عن امری ذلک تاویل ما لم تسطع علیہ صبرا-

منکشف ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی عقول و علوم ایسی وراء الوراء ہین کہ عقل انسانی اون پر احاطہ
نہین کر سکتی- اور اُن کو نوع انسان کیساتھ ایسی ہی نسبت ہی جیسے نوع انسان کو انواع حیوانات
سے- پس جیسے کہ ہم موجودات کے اسماء سی واقف ہین اور حیوانات کو اون سی وقوف نہین اِسی طرح
وہ اشیاء کی خواص اور حقایق اور منافع اور ضرر اور حدود و مقادیر سے آگاہ ہین اور ہم آگاہ نہین-
اور جیسے کہ نوع انسان باعتبار تسخیر کے ملک الحیوان ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام باعتبار تدبیر
کے ملوک الناس ہین اور جیسے کہ آدمیون کی حرکات حیوانات کی حق مین معجزات ہین اسی طرح انبیاء
علیہم السلام کی حرکات آدمیون کے حق مین معجزات ہین کیونکہ حیوانات کے لئے ممکن نہین کہ حرکات
فکریہ کو پہونچکر حق اور باطل کے درمیان تمیز کرین اور نہ یہہ کہ حرکات قولیہ کو پہونچکر صدق اور کذب کو جُدا
کرین اور نہ یہہ کہ حرکات فعلیہ کو پہونچکر خیر اور شر مین تمیز کرین اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی حرکات
فکریہ اور عقلیہ ایسی بالاتر ہوتی ہین کہ اون کے منتہا کو قوت بشریہ پہونچنے سی بالکل عاجز ہے حتی کہ
اس مقام مین اون کا یہ کہنا مُسلّم ہے کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل
اور اسی طرح اون کی حرکات قولی اور فعلی ایسی مُستحکم اور منتظم اور طریق فطرت پر جاری رہتی ہین جسکی
غایت کو قوّت بشریہ ہرگز نہین پہونچ سکتی پس حدیث

حدیث تابیر النخل

تابیر النخل مین جہان تک کہ ہمارا علم کارگر ہی
آنحضرتؐ نی وقت قدوم مبارک اصحاب مدینہ کو اس فعل کی
تابیر کے ترک مین جو خیریت کا افادہ فرمایا تو وہ سنتہ اللہ
کے مطابق محض ابتلا تھا جس مین وہ گھر سے نکلے اور دین
و دُنیا کی خیریت سی مُستفیض ہوئے اور اون کا ترک تابیر
کے بعد نقص ثمر کا شاکی ہونا فقط اسلئے تھا کہ وہ اوس
خیریت کے معنی سے آگاہ نہ ہوئے جو آنحضرتؐ کے ارشاد مین

عن رافع بن خدیج قال قدم النبی المدینۃ
وہم یابرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنا
نصنعہ قال لعلکم لو لم تفعلوا لکان خیرا فترکوہ فنقصت
قال فذکروا ذلک لہ فقال انما انا بشر اذا امرتکم بشئ
من امر دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشئ من رائی
فانما انا بشر قال عکرمہ او نحو ہذا مسلم- انما انی ظننت
ظنا ولا تواخذونی بالظن ولکن اذا حدثتکم عن اللہ
شیئا فخذوا بہ فانی لم اکذب علی اللہ انتم اعلمون

ملفوف تھا اور اس معنی پر کوئی دلیل نہیں کہ ترک تابیر ہی
نقص ثمر کا باعث درحقیقت ہوئی - یا آنحضرت صلعم کا ارشاد
ترک تابیر از دیاد ثمر کے لئے پیشگوئی ہو - یا آنحضرت صلعم کا
یہہ متردد قول کہ اگر تم تابیر نہ کرو تو شاید اچھا ہو جسکو آنحضرت صلعم
نے اپنا ظن بیان فرمایا - علم الٰہی پر مبنی نہو - معہذا عکرمہ جو

بامور دنیاکم - مسلم - قال العلماء قولہ صلعم من الرای
انما اتی بہا عکرمۃ علی المعنی لقولہ فی اٰخر الحدیث
قال عکرمۃ او نحو ھذا فلم یخبر بلفظ النبی صلعم
محققا فلم یکن ھذا القول خبرا و انما کان ظنا
کما بینہ فی ھذہ الروایات - نووی صفحہ ۲۶۲

قصۂ افک میں تردد کا سر

اس حدیث کا راوی ہے وہ اس کے اخیر میں لفظ او نحو ھذا لکھتا ہے جس سے
بقول امام نووی علماء اُمت نے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ رائی کا لفظ آنحضرت صلعم کا ارشاد
نہیں - پس راوی نے محقق طور سے آنحضرت صلعم کے لفظ سے خبر نہیں دی بلکہ اپنا ایک ظن بتا دیا ہے
جیسے کہ اس حدیث کی مختلف روایات سے پایا جاتا ہے - دیکھو نووی صفحہ ۲۶۲ - اور قصۂ افک میں
اگرچند روز آنحضرت صلعم نے اپنا تردد اور تشویش ظاہر فرمایا تو فقط اسی لئے کہ کوئی آسمانی فیصلہ
نازل ہو جو قیامت تک اُمت مرحومہ کے درمیان قانون عادل رہے - امام ربانی رض فرماتے ہیں
کہ باوجود فنا و بقاے کامل کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صفات بشریہ جیسے اکل و شرب اور
راحت و رنج وغیرہ کیساتھ متصف ہونا فقط اسی لئے تھا تا کہ باب افادہ و استفادہ جو اس عالم میں
تجانس پر موقوف ہے مفتوح ہو - حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم کوئی فرشتہ بھی نبوت کے ساتھہ
اوتارتے تو ہم ضرور اوس کو بھی ایک مرد ہی کی صورت میں کرتے اور اون پر وہی اشتباہ رکھتے جو
اب کر رہے ہیں اور نیز اسلئے تا کہ پاک اور ناپاک

و لو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا و للبسنا علیہم ما یلبسون

کے درمیان موجب ابتلا ہو کر کاذب اور صادق کے درمیان موجب تمیز ہو -
اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نماز میں سہو فرمانا اور ذوالیدین کا بار بار یاد دلانا اس لئے
نہ تھا کہ درحقیقت آنحضرت پر سہو طاری ہو گیا تھا - مواہب اللدنیہ
میں ہے کہ آنحضرت صلعم کا سہو اُمت مرحومہ پر منجملہ اتمام نعمت اور
اور اکمال دین تہا تا کہ اُمت مرحومہ کے لئے ایسے سہو کے

ثبت فی الصحیحین من قولہ صلعم انما انا بشر انسی
کما تنسون و قد کان سہوہ من اتمام
نعمۃ اللہ تعالیٰ علی اُمتہ و اکمال دینہم

سوا قع ہین آنحضرت صلعم کا تشریعی عمل چراغ راہ ہو اور وہ اوسی
کے موافق اقتدا کرین - اور یہی معنی اوس حدیث کے ہین جو
موطا مین ہے کہ مین اسی لئے بہولتا یا بہلایا جاتا ہون
تاکہ وہ سنت بنے اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسی
لئے نسیان فرمایا کرتے تھے تاکہ اون کے سہو اور نسیان
پر اون احکام شرعیہ کا ترتب ہو جن کا قیامت تک سہو
امت پر جاری ہونا مقدر تھا - چنانچہ امام ربانی مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ مکتوبات کی جلد اول مکتوب
(۳۰۵) مین لکھتے ہین کہ آنحضرت کا یہ سہو اللہ تعالی

لیقتدوا بہ فیما لیشرعہ لہم عند السہو وہذا
معنی الحدیث الذی فی الموطا انما انسی
او انسی لاسن - وکان صلی اللہ علیہ
وسلم ینسی فیترتب علی سہوہ احکام شرعیۃ
یجری علی سہو امتہ الی یوم القیامۃ و
حاصل ما فی النہایۃ السہو فی الشئ ترکہ
عن غیر علم والسہو عنہ ترکہ مع العلم وہو
فرق حسن دقیق - وبہ لیظہر الفرق بین
السہو الذی وقع من النبی غیر مرۃ - مواہب اللدنیہ

کے نزدیک اسقدر محبوب تھا کہ آنحضرت کا اقتدا کرنے والے صحابہ کو جنت کی بشارت دی گئی چنانچہ لکھا
"ولہذا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سہو حضرت پیغمبر را بہتر از صواب عمدہ خود دانستہ طلب سہو او می
فرماید آنجا کہ گوید یا لیتنی کنت سہو محمد آرزوے آن دارد کہ بکلیت خود سہو آن سرور باشد"
اور حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ غزوۂ احد مین امر انہزام فقط ابتلا تھا جو کہ آنحضرت صلعم کے ارشاد کے
مطابق شعب جبال پر قیام نکرنے سے وقوع مین آیا اور جسکا علم حق تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو پہلے سے ہی دیدیا تھا اور دکھلا دیا کہ تلوار ٹکڑے ہوگئی اور گائے ذبح کی گئی -

پس بمقتضاے انزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ حق تعالی نے آنحضرت کو قوانین ارتفاقات
سے کلاً وجزواً مطلع فرمادیا اور آنحضرت عقل کل اور راے محفوظ اور اجتہاد معصوم کے ساتھ اہل عالم
کی اصلاح ارتفاقات مین مصروف ہوئے - آداب معاش و معاد اور تدابیر منازل و سیاست مدن
اور سیرۃ ملوک اور سیاست اعوان کے لئے ایسے قواعد تشریع فرمائے جو نہایت اعتدال اور سنن فطرت
پر مبنی ہین اور جس سے بہتر کوئی قوت بشری خیال مین نہین لاسکتی - حدیث وفقہ کے ابواب و
فصول اس باب مین شاہد عادل ہین - اور حوادث شدہ جو ہماری آنکھون اور کانون سے ناآشنا تھے اور جنا

یا عدم رضا کے حق تعالیٰ جن کے ساتھ متعلق ہوئی اون کو آنحضرتؐ نے مختلف تقریبات اور مناسب تمثیلات کیساتھ بحدے منکشف فرمایا کہ اون کے وجود کے متعلق ہماری درمیان کوئی شک شبہہ نہ رہا - یہان تک کہ دجال جسکے خروج کے متعلق نوح علیہ السلام نبی اللہ نے اپنی اُمت کو انذار فرمایا اور جس کا قتل عیسیٰ نبی اللہ کے ہاتھون مقدر ہے جبکہ وہ آسمانون سے نزول فرمائین گے - اوس کی بہت شبیہہ مثال یعنی صورت ابن صیاد پیش نظر فرمادی حتٰی کہ بعض کو اوسی کا دجال معہود ہونا مظنون ہوا بلکہ یقین بھی ہوگیا - اور یہ امر بالکل منافی نبوت ہے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم ہے کہ ایسے حوادث کی اطلاع مین کسی طرح کا بھی اہمال ہو جس سے اُمت مرحومہ تاریکی مین اور نعمت الٰہی ناتمام رہے - ہان وہ رسوم جن مین ابھی اعوجاج اور کجی حادث نہوئی تھی اون کو اون کی حالت پر چھوڑا - اور اسی کی طرف اشارہ ہے حدیث تابیر النخل مین جو فرمایا انتم اعلمون بامور دنیاکم - اور وہ امور جن کا فہم ہمارے میزان عقل سے باہر تھا جو ہماری اصل فطرت مین ودیعت کی گئی ہے اور جن کے فہم کے لئے ہم اصول ہندسہ و ہیئت اور دقایق فلسفیہ اور حکمت کی طرف محتاج ہین کمال شفقت اور لطف سے اون کے ضبط کے لئے اہتمام نفرمایا اور اوس عورت سوداء کے ایمان کی تصدیق فرمائی جس سے آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کہ تیرا خدا کہان ہے اور اوس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا - ایسا ہی نماز کے استقبال کے لئے قبلہ کعبۃ اللہ کو شرط فرمایا لیکن معرفت استقبال کے لئے ہندسہ اور ہیئت کے مسائل کے حفظ کا امر نفرمایا بلکہ اوس شخص کے لئے جو کہ کعبہ کے شمال وجنوب مین ہے فرمایا کہ قبلہ مشرق و مغرب کے درمیان ہے -

مقدمہ ہفتم

(روح انسانی کی حقیقت اور قول قادیانی کہ وہ رحم کے اندر کا ایک کیڑا ہے)

روح | ایسا ہی جبکہ یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا | ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما

کہ روح کیا چیز ہے ؟ تو آپ کو خدا تعالی کی طرف سے امر ہوا کہ کہدے اے محمدؐ اون کو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور اون کو بہت تہوڑا علم دیا گیا ہے - پس شارع علیہ السلام کا روح

> وما اوتیتم من العلم الا قلیلا وقرء اعمش عن ابن مسعود وما اوتوا -
> بخاری - فا مخاطب للیہود - حجۃ اللہ البالغہ

کی تشریح حقیقت سے سکوت فرمانا اسلئے تہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم یا اُمت مرحومہ کا کوئی فرد کامل اُسکے فہم سے عاجز ہے بلکہ شارع نے سکوت اس لیے کیا کہ روح کی معرفت ایسی دقیق اور غامض ہے کہ جمہور اُمت کو اوس مین غور وخوض کرنا مصلحت نہین - کیونکہ روح کا آشیانہ فوق العرش اوس عالم امر سے ہے جس کی موجودات ہمارے حس وخیال اور جہت ومکان اور تحیز سے باہر اور مساحت اور تقدیر اور کمیت اور تحدید سے مُطلق پاک ہے - یہی وجہ ہے کہ بقول فتح البیان روح کی تفسیر مین ایک ہزار آٹھ سو اقوال منقول ہوئے جو ہنوز امر حق سے بہت پیچھے رہے -

> وعالم الامر عبارۃ عن الموجودات الخارجۃ من الحس والخیال والجہتہ والمکان والتحیز وہو ما لا یدخل تحت المساحۃ والتقدیر لانتفاء الکمیتہ عنہ - غزالی رسالہ روح

> بقول قادیانی روح انسانی رحم کا ایک کیڑا ہے

اور اونھین مین سے قادیانی صاحب کا وہ مُلحدانہ اور مُلفق قول ہے جو اونہون نے لاہور کے جلسہ مذاہب مین بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء بڑے زور کیساتھ بیان کیا کہ " روح کا الگ طور سے آسمان یا فضا سے نازل ہونا نہ یہ خدا کا منشا ہے اور نہ یہ خیال کسی طرح صحیح ٹہیر سکتا ہے بلکہ ایسے خیال کو قانون قدرت باطل ٹہیراتا ہے - ہم روز مشاہدہ کرتے ہین کہ گندے زخمون مین ہزارہا کیڑے پڑجاتے ہین سو یہی بات صحیح ہے کہ روح ایک لطیف نور ہے جو اوس جسم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے جو رحم مین پرورش پاتا ہے اور جسکا خمیر ابتدا سے نطفہ مین موجود ہوتا ہے اور وہ نطفہ کے ساتھ ایسا جُزو ہوتا ہے جیسے آگ پتھر کے اندر ہوتی ہے نہ جیسے جسم جسم کا جزو ہوتا ہے یا وہ باہر سے آتا ہے اور نُطفہ کے مادہ سے آمیزش پاتا ہے - اور اسی سے اوس کا حادث ہونا بھی ثابت ہوتا ہے "

پس قادیانی صاحب کے اس قول پر جاہلون نے تحسین کے نعرے بلند کیے اور اوس کے

مطالب پر غور نہ کیا جو بالکل امر نبوت کے مصادم اور کلام ربانی کے بالکل مناقض ہین ۔ کیونکہ قرآن کریم کے صریح الفاظ ناطق ہین کہ روح رب تعالیٰ کے (عالم) امر سے ہے نہ عالم خلق سے اور سنت صحیحہ سے ثابت ہے کہ رب تعالیٰ نے روح آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ۔ یعنی جیسے[۱] کہ حق تعالیٰ بیچون وبیچگون ہے اوسی طرح روح آدم کہ اوس کا خلاصہ ہے نسبت بعالم الصورت بیچونی اور بیچگونی پیدا ہوئی اور جس طرح کہ حقتعالیٰ لامکانی ہے اوسی طرح روح بہی لامکانی ہوی ۔ اور جیسے کہ رب تعالیٰ نہ عالم کے اندر ہے نہ باہر اور نہ متصل نہ منفصل لیکن نسبت قیومیت ومعیت قایم ۔ اوسی طرح روح آدم بہی بدن انسانی سے نہ باہر ہے نہ اندر اور نہ متصل نہ منفصل معہذا بدن کے ہر ذرات کا قوام اوسی سے اور ہر فیض کہ قیوم عالم کی طرف سے بدن پر وارد ہوتا ہے اوسی کے واسطہ سے ہوتا ہے ۔ اسی تشبیہ دقیق کا باعث ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوب ۲۶۰ مین ارشاد فرمایا کہ " درین مقام سالکے گفتہ است کہ سی سال روح را بجای خدائی پرستیدم " اور اوس سالک نے دوراز فہم تشبیہ کے باعث روح کو رب سے جدا نہ کیا اور نصاریٰ نے روح اللہ کو ابن اللہ کہدیا ۔ اور اسی تشبیہ دقیق کے باعث حضرت آدم شایان خلافت رحمانی ہوئے ۔ امام ربانی فرماتے ہین " بلے صورت شی خلیفہ شے است تا ظہور صورت شے مخلوق نباشد خلافت شے را نشاید و تا خلافت را شایان نباشد تحمل بار امانت نتواند کرد بلے لا یحمل عطایا الملک الا مطایاہ "

روح عالم امر سے ہے اور لامکانی ہے	
ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ متفق علیہ من حدیث ابی ہریرہ ۔ مشکوٰۃ	

اور اسی دقت معنی کی طرف اشارہ ہے اوس حدیث مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

---

[۱] عالم ارواح ماورا عالم جہات والبعاد است چہ روح لامکانی ست در مکان نمیگنجد ۔ و روح را در ماورای عرش اثبات نمودن ترا در وہم نیندازد کہ روح از تو بعید است و مسافت دور و دراز در میان تو و روح است ۔ نہ چنین است ۔ روح را نسبت با جمیع امکنہ باوجود لامکانی برابر است ماورای عرش گفتن بعنی دیگر دارد تا آنجا نرسی نتوانی دریافت ۔ طائفہ کہ از صوفیہ بہ تنزیہ روحی رسیدہ اند و فوق العرش آنرا دریافتہ تنزیہ الٰہی جلشانہ تصور نمودہ اند و حق آنست کہ آن نور نور روح است و چون روح لامکانی است و بصورت بیچگونگی مخلوق لاجرم محل اشتباہ میگردد باید دانست کہ روح ہر چند نسبت بعالم بیچون ست اما حقیقت داخل دائرہ چون ست گویا برزخ است در میان عالم چون و در میان جناب قدس حقیقی پس رنگ ہر دو طرف دارد و ہر دو اعتبار درو صحیح است بخلاف بیچون حقیقی کہ چون را اصلا آنجا راہ نیست ۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول ۲۸۵ ۔ مولف ۔

عائیشہ صدیقہ رضؓ سے فرمایا کہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا قریب ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانئے۔ مگر افسوس ہے کہ قادیانی صاحب نے روح کی خلقت اون ہزارہا کیڑون کی طرح اندرون رحم کے نطفہ سے اور اک کی جوگندے زخمون مین پڑجاتے ہین اور جو کسی طرح بھی محلِ انوار الٰہی نہین ہو سکتے۔ اور نہ حاملِ بارِ امانت اور نہ جن کے لئے کوئی ثواب ہے نہ عذاب ــ اور نہ حشر ہے نہ نشر۔ حالانکہ ارواح انسانی قبل از وجود عنصری بمقتضای انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انہ کان ظلوما جھولا بار امانت اوٹھا چکی اور مستحق عذاب و ثواب قرار پا چکی۔ اور میزان شعرانی کے صـ۱۷ مین ہے کہ اہل کشف کا اسپر

عن عائیشہ رضؓ انہا قالت یا رسول اللہ متی یعرف الانسان ربہ قال اذا عرف نفسہ اداب الدنیا للماوردی قال ابن حجر ومن کلام علیؓ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وذکرہ الغزالی مرفوعا فی المسائل الغامضۃ وغراہ المناوی فی کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق الی الدیلمی تیشیرالمبانی

اجماع اہل کشف کہ روح بحالت بالغہ پیدا ہوئی اور وہی درحقیقت مکلف ہے لہذا بچے اور بوڑھے کی روح مین فرق نہین

اجماع ہے کہ روح بحالت بالغہ پیدا ہوئی جو کسی زیادتی کو قبول نہین کرتی اور وہی حقیقت مین مکلف ہے۔ لہذا شافعی کے نزدیک بچے اور بوڑھے کی روح مین کوئی فرق نہین۔ معہذا سنت صحیحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالی نے ارواح کو دو ہزار برس قبل اجساد کے بلکہ مقادیر خلق کو پچاس ہزار برس قبل اجساد کے مخلوق فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ روحین رب تعالی کی جنود مجندہ یعنی جموع مجتمعہ اور انواع مختلفہ ہین اور دنیا مین اون کا باہم تالف او تخلف باعتبار اون کی اصل فطرت اور ابتدائی خلقت کے ہے پس اچھی روحین اچھون کی طرف مائل رہتی ہین اور بری روحین برون کی طرف۔ اور اسی پر متفرع ہے وہ جو ارشاد ہوا کہ ان ارواح کے حال معدن ذہب و فضہ کیطرح مختلف معدنین ہین۔

وقد اجمع اھل الکشف علی ان الروح خلقت بالغۃ لا تقبل الزیادۃ والتکلیف علیہا حقیقۃ بلا فرق بین روح الصبی والشیخ۔ میزان شعرانی صـ۱۷

خلق اللہ الارواح قبل الاجساد بالفی عام غزالی رسالہ روح۔ فتح البیان۔ ان اللہ قدر مقادیر الخلق قبل خلق السموات والارض بخمسین الف سنۃ زرقانی و مسلم

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ الناس معادن کمعادن الذھب والفضۃ خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا والارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف مسلم قال العلماء معناہ جموع مجتمعۃ او انواع مختلفۃ واما تعارفہا فقیل لانہا موافقۃ صفاتہا التی جعلہا اللہ علیہا وتناسبہا فی شیمہا وقیل لانہا خلقت مجتمعۃ ثم فرقت فی اجسادھا فمن وافق بشیمہ الفہ ومن باعدہ نافرہ وخالفہ وقال الخطابی وغیرہ

اور قرآن وسنت دونوں سے ثابت ہے کہ میثاق کے روز بقدرت کاملہ خداوندی عالم امر کی وہ تمام روحیں اور نسمات نورانی حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ذرات کی صورت میں نکل آئیں اور سب کی سب حضرت آدمؑ کے سامنے لائی گئیں جن میں سے ایک کی نسبت حضرت آدمؑ نے اپنے رب سے پوچھا کہ یہہ کون ہے؟ ارشاد ہوا کہ یہہ داؤدؑ ہے۔ پھر حضرت آدمؑ نے عرض کی کہ اے رب اس کی کتنی عمر ہوگی؟ ارشاد ہوا کہ ساٹھ برس کی پھر عرض کی کہ اے رب میری

تابعها هو ما خلق الله عليه من السعادة او الشقاوة فی المبتدء کانت الارواح قسمین متقابلین فاذا تلاقت الاجساد فی الدنیا ائتلفت واختلفت بحسب ما خلقت علیه فیمیل الاخیار الی الاخیار الاشرار الی الاشرار۔ نووی ص ۳۳۳ جلد ۲

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم لما خلق الله آدم مسح ظهره فسقط عن ظهره کل نسمة هو خالقها من ذریته الی یوم القیامة وجعل بین عینی کل انسان منهم وبیصا من نور ثم عرضهم علی آدم فقال ای رب من هؤلاء قال ذریتک فرأی رجلا منهم فاعجبه وبیص ما بین عینیه قال ای رب من هذا قال داؤد فقال ای رب کم جعلت عمره قال ستین سنة قال زده من عمری اربعین سنة قال رسول الله فلما انقضی عمر آدم الا اربعین جاءه ملک الموت فقال آدم اولم یبق من عمری اربعون سنة قال اولم تعطها ابنک داؤد۔ الخ

وعن ابی بن کعب فی قول الله عز وجل واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم عیسی ابن مریم کان فی تلک الارواح فارسله الی مریم علیها السلام فروی انه دخل من فیها۔ مشکوٰة

عمر میں سے اور چالیس برس اس کی عمر میں بڑھا دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ چالیس برس قبل جب ملک الموت حضرت آدمؑ کی روح قبض کرنیکے لئے آیا تو حضرت آدمؑ نے کہا کہ کیا ابھی میری عمر میں چالیس برس باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے کہا کہ کیا تو نے اپنے فرزند داؤدؑ کو نہیں دیدئے؟ ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ ان ارواح میں انبیا کی روحیں ستاروں کی طرح نورانی تھیں اور عیسیٰ بن مریمؑ کی روح بھی انہیں ارواح میں تھی جسکو حق تعالیٰ نے مریمؑ کی طرف بھیجا اور وہ مریم کے اندر موہنہ کے راستے داخل ہوگئی۔

فتح البیان میں بحوالہ سلیمان جمل علیؓ سے ذکر سلیمان الجمل لکان علی ابن ابی طالب یقول انی لاذکر

منقول ہے کہ انہوں نے اس عہد کے یاد ہونیکا اقرار کیا اور اسی طرح سہل بن عبداللہ تستری اور حضرت شیخ نظام الدین دہلوی

> العہد الذی عہد الی ربی وکذا کان سہل بن عبد اللہ التستری یقول انتہیٰ وکذا روی عن الشیخ نظام الدین دہلوی فتح البیان ص۲۰۷

سے بھی منقول ہے - امام بیہقی قصۂ خلق آدمؑ میں ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کرکے ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ روح جو تسویۂ آدمؑ کے بعد اون کے جسد میں پھونکی گئی وہ اللہ تعالےٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق موجود تھی جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اجسام کی زندگی بنائی - اور بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں دو ہزار برس قبل پیدایش آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے بصورت نورانی تسبیحیں کہا کرتا تھا - اور زرقانی میں بروایت احمد و بخاری و ابونعیم وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اوس وقت نبی تھا جبکہ آدم ابہی روح اور جسد کے درمیان تھا - اسی کی نسبت امام سبکی آیۂ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم

> اخرج البیہقی عن ابن عباس وعن ابن مسعود فی قصۃ خلق آدمؑ وفیہ ثم قال للملائکۃ انی خالق بشرا من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین فخلقہ اللہ بیدیہ لکیلا یتکبر ابلیس عنہ قال البیہقی فالروح الذی منہ نفخ فی آدم کان خلقا من خلق اللہ تعالےٰ جعل اللہ تعالےٰ حیوۃ الاجسام بہ وانما اضافہ الی نفسہ علی طریق الخلق والملک لا انہ جزء منہ التنبیہ فی التنزیہ

> قال العلامۃ البکری فی تاریخ الخمیس وروی عن ابن عباس عن النبی صلعم انہ قال کنت نورا بین یدی اللہ قبل ان خلق اللہ عز وجل آدم بالفی عام یسبح ذلک النور ومثلہ فی المواہب اللدنیۃ فی احکام ابن القطان وفی حدیث علی رض ان النور النبوی جسم قبل خلقہ باثنی عشر الف عام وفی روایۃ اربعۃ عشر الف عام وقال الزرقانی لا ینافی ما مر ان نورہ مخلوق قبل الاشیاء (للتشبیہ)

> قولہ کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد (رواہ احمد والبخاری فی التاریخ وابو نعیم وغیرہم) کنا نظن انہ ما بالعلم فبان انہ زائد علی ذلک (علی ما شرحناہ یعنی بقولہ اولا انہ قد جاء ان اللہ خلق الارواح قبل الاجساد) زرقانی مقصد سادس شرح مواہب اللدنیۃ

کے تحت میں لکھتے ہیں کہ ہمارا گمان تھا کہ یہاں تقدم علمی مراد ہے - لیکن اب منکشف ہوگیا کہ تقدم علمی کے علاوہ تقدم وجودی بھی ہے - جیسے کہ ہم قبل اس کے بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام کے قبل ارواح کو پیدا فرمایا -

عالم مثال

پس جیسے کہ عالم خلق کے قبل عالم ارواح کا ہونا ثابت ہوگیا اوسی طرح قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ عالم اجسام کے قبل ایک عالم مثال بہی ہے جو عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان بصورت برزخ ہے کہ جس مین اون ارواح اور معانی کا تمثل اون کے ہم صفت اجسام عالم خلق کی صورت مین ہوتا ہے اور جس مین بقدرت خداوندی ہر شے کے لئے اس عالم عنصری مین موجود ہونیکے قبل ایک قسم کا ایسا تحقق ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم عنصری کی اشیاء درحقیقت وہی معانی ہین جو صورت عنصری مین متحقق ہوتے ہین اور یہہ بہی ثابت ہی کہ اکثر وہ اشیاء جنکے لئے عوام کے نزدیک کوئی جسم نہین اون مین صفت انتقال وغیرہ بہی متحقق ہے۔

چنانچہ اسی کی طرف اشارہ ہے حدیث ابی ہریرہؓ مین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ جب اللہ تعالی مخلوقات کو پیدا فرماچکا اوس وقت رحم نی

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم خلق اللہ الخلق فلما فرغ منہ قامت الرحم فاخذت بحقوی الرحمن فقال مہ قالت ہذا مقام العائذ بک من القطیعۃ (مشکوۃ)

اوٹھکر کمرگاہ رب العزت کو کولی مین لے لیا۔ رب العزت نی فرمایا صبر کر۔ رحم نے عرض کی کہ اے رب العزت یہہ اوس کسی کی قیامگاہ ہے جو قطع کیے جانے سے تیری پناہ مانگے۔ یعنی ای رب مجہے قطع کیئے جانے سے پناہ مین رکہنا۔ چنانچہ یہی تمثل ہے اون ارواح اور نسمات کا جو میثاق کی روز بصورت ذرات آدم کی پشت سی نکالے گئے۔ اور اسی صورت مثالی مین وہ روح بہی جو مریم کے اندر داخل ہوگئی۔ اور اسی قسم مین سے آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ امر معروف و نہی منکر دو مخلوق چیزین ہین جو قیامت کے دن لوگون کے سامنے کہڑی کی جاوین گی۔

ان المعروف والمنکر لخلیقتان تنصبان للناس یوم القیامۃ (مشکوۃ)

ایک لاکہہ آدم کی حقیقت

اور اسی قسم مین سے وہ حدیث نبوی ہے جسکو شیخ محی الدین ابن العربی نے فتوحات مکیہ مین

ان اللہ خلق مائۃ الف آدم۔
ابن عباس۔ فتوحات مکیہ۔ تشبید

بروایت ابن عباس نقل کیا ہے۔ کہ اللہ تعالی نے ایک لاکہہ آدم مخلوق فرمائے۔ چنانچہ حضرت شیخ نے کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے عالم مثال مین دیکہا کہ اولی کے ساتہہ ایک جماعت طواف

گر رہی ہے جنکو وہ نہین پہچانتے تھے اور اون مین سے ایک نے یہہ شعر کہا۔ لقد طفنا کما طفتم مینا ٭ بھذا البیت طراً اجمعینا۔ یہہ شعر سنتے ہی شیخ کے دل مین گذرا کہ یہہ عالم مثال کی ابدان ہین۔ اور اسی کیساتھ ایک نے اون کی طرف نگاہ کرکے کہا کہ مین بھی تمہارے اجداد مین سے ایک جد ہون۔ اوس وقت شیخ نے اوس ہی سے پوچھا کہ تجھے وفات پائی ہوئی کتنے سال گذرے ہین؟۔ اوسنے جواب دیا کہ چالیس ہزار برس سے زیادہ۔ اوس وقت شیخ نے تعجب سے دریافت کیا کہ ابتدائے خلقت آدم ابوالبشر سے اس وقت تک تو ابھی سات ہزار برس بھی نہین ہوئے۔ اوس وقت اوس نے شیخ سے مخاطب ہوکر کہا کہ تو کس آدم کی نسبت کہہ رہا ہے؟۔ شیخ کو اوس وقت اوپر کی حدیث یاد آگئی جس کی نسبت، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جلد ثانی مکتوب (۵۸) مین تحریر فرماتے ہین کہ "مخدوما مکرما! اینہمہ آدم کہ پیش از وجود حضرت آدم گذشتہ اند وجود شان در عالم مثال بودہ است نہ در عالم شہادت۔ ہمین حضرت آدم است کہ در عالم شہادت موجود گشتہ است و در زمین خلافت یافتہ و مسجود ملایک شدہ۔ غایتہ مافی الباب آدم چون بر صفت جامعیت مخلوق گشتہ است و در حقیقت خود لطایف و اوصاف بسیار دارد و پیش از وجود او بقرون متطاولہ در ہر وقتے از اوقات صفتے از صفات یا لطیفۂ از لطایف او بایجاد خداوندی جل سلطانہ در عالم مثال موجود گشتہ است و بصورت آدم ظاہر شدہ و مسمی باسم او گشتہ کاروبار آدم منتظر از وے بوقوع آمدہ حتےٰ کہ توالد و تناسل کہ مناسب عالم مثال ست نیز بظہور پیوستہ و کمالات صوری و معنوی مناسب آن عالم نیز یافتہ و شایان عذاب و ثواب گشتہ بلکہ در حق او قایم شدہ بہشتی بہ بہشت و دوزخی بدوزخ رفتہ بعد ازان در وقتے از اوقات بمشیت اللہ سبحانہ صفتے یا لطیفۂ دیگر از صفات و لطایف او در ہمان عالم بمنصۂ ظہور آمدہ و کاروبارے کہ از ظہور اول بوجود آمدہ بود از ظہور ثانی نیز بوجود آمدہ و چون آن دورہ نیز تمام شدہ ظہور ثالث ازان صفات و لطایف او بحصول پیوستہ و چون آن ظہور نیز دورۂ خود را تمام کردہ ظہور رابع بثبوت پیوستہ الی ماشاء اللہ و چون دوایر ظہورات مثالیہ او کہ تعلق بصفات و لطایف او داشت تمام شدہ آخر الامر آن نسخہ جامعہ در عالم شہادت بایجاد خداوندی جل سلطانہ بوجود آمدہ و بفضل خداوندی جل سلطانہ معزز

دیگرم گشتہ - اگر صد ہزار آدم باشند اجزاے ہمین آدم اند و دست و پاے وینہ ومقدمات وجود او بیند
جد شیخ بزرگوار کہ زیادہ از چہل ہزار سال فوت او گذشتہ است لطیفۂ بودہ است در مثال از لطایف
جد شیخ کہ بعالم شہادت وجود داشتہ است وطواف بیت اللہ کہ میکردہ در عالم مثال میکردہ چہ کعبہ
معظمہ را نیز در مثال صورتے وتشبیہے بودہ است کہ اہل آن عالم را قبلہ بودہ - این فقیر درین باب نظر را دور
فرستادہ وتعمق بسیار نمودہ در عالم شہادت آدم دیگر بنظر نیامدہ وغیر از شعبدہ ہاے عالم مثال نیافتہ
وآنکہ بدن مثالی گفتہ کہ من جد توام و زیادہ از چہل ہزار سال از فوت من گذشتہ است اول دلیل
است بر آنکہ آدمہا پیش از ظہورات صفات ولطایف این آدم بودہ اند نہ آنکہ خلقت علیحدہ داشتند
ازین آدم مباین بودند چہ مباین را باین آدم چہ نسبت وچرا جد بود واز خلقت این آدم ہفت ہزار
سال تمام نشدہ چہل ہزار چہ گنجایش دارد - وجماعہ کہ در دلہاے ایشان مرض است ازین حکایات تناسخ
مے فہمند ونزدیک است کہ بقدم عالم قایل گردند واز قیامت کبری انکار نمایند - وبعضے از ملاحدہ
کہ بباطل خود را بمسند شیخی گرفتہ اند حکم بجواز تناسخ مے نمایند ومی انگارند کہ نفس تا زمانی کہ بحد کمال
نرسد از تقلب ابدان او را چارہ نبود میگویند چون بحد کمال رسید از تقلب ابدان بلکہ از تعلق فارغ
گشت ومقصود از خلقت او کمال اوست کہ میسر شد واین سخن صریح کفر است وانکار است از انچہ از دین
بتواتر ثابت شدہ - **سوال** از حضرت امیر کرم اللہ تعالی وجہہ واز بعضے دیگر از اولیاء اللہ نیز منقول
است کہ بعضے از اعمال غریبہ وافعال عجیبہ پیش از وجود عنصری بقرون متطاولہ از ایشان در عالم
شہادت بوقوع آمدہ است صحت آن بے تجویز تناسخ چگونہ است - **جواب**

ارواح اولیاء اللہ کا متجسد ہوکر عجیب افعال کرنا

صدور آن اعمال وافعال از ارواح این بزرگواران است کہ بمشیتہ اللہ سبحانہ خود
متجسد باجساد گشتہ مباشر افعال عجیبہ گشتہ اند جسد دیگر نیست کہ بآن تعلق گیرند - تناسخ آن است کہ روح
پیش از تعلق باین جسد بجسد دیگر کہ مباین ومغایر آن روح است تعلق گرفتہ باشد وچون خود متجسد
بجسد گردد تناسخ چہ بود - جنیان کہ متشکل باشکال میگردند ومتجسد باجساد مے شوند درین اعمال
حال عجیبہ کہ مناسب این اشکال واجساد است بوقوع مے آرند ہیچ تناسخ نیست و ہیچ حلول نہ

ہرگاہ جنیان را بتقدیر اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر این قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است و چہ احتیاج بہ بدن دیگر۔ ازین قبیلہ است آنچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن در امکنہ متعدد حاضر میگردند و افعال متبائنہ بوقوع می آرند اینجا نیز لطایف ایشان متجسد باجساد مختلفہ و متشکل باشکال متبائنہ باشند و ہمچنین عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد و از ان دیار نہ برآمدہ است جمعی از حضرت مکہ معظمہ مے آیند میگویند کہ آن عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم و چنان و چنین در میان ما و آن عزیز گذشتہ است۔ و جمعی دیگر نقل مے کنند کہ ما او را در روم دیدہ ایم و جمعے دیگر از بغداد دیدہ اند۔ اینہم تشکل لطایف آن عزیز است باشکال مختلفہ و گاہ است کہ آن عزیز را از ان تشکلات اطلاع نبود لہٰذا در جواب آن جماعت گاہ میگوید کہ اینہمہ برمن تہمت است من از خانہ نہ برآمدہ ام و حرم کعبہ را ندیدہ ام و روم و بغداد را نے شناسم و نمی دانم کہ شما چہ کسانید۔ و ہمچنین ارباب حاجات از اعزہ احیاء و اموات در آن مخاوف و مہالک مدد ہا طلب مینمایند و می بینند کہ آن صور اعزہ حاضر شدہ رفع بلیہ از ینہا نمودہ است۔ گاہ است کہ آن اعزہ را از دفع آن بلیہ اطلاع بود و گاہ نبود۔ (ع) از ما و شما بہانہ برساختہ اند۔ این نیز تشکل لطایف آن اعزہ است۔ و این تشکل گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال چنانچہ در یک شب ہزار ہزار

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا

آن سرور را علیہ الصلوۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہ ہا مینمایند این ہمہ تشکل صفات لطایف اوست علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام بصورتہائے مثالی۔ و ہمچنین مریدان از صور مثالی پیران استفادہ ہا مینمایند و حل مشکلات مے فرمایند"

ارواح اولیاء اللہ سے استمداد اور طلب شفاعت

چنانچہ بروایت بخاری زرقانی کے صـ ۳۲۵ میں ہے۔ استشفع عمر بالعباس فقال اللھم انا کنا اذا قحطنا توسلنا الیک بنبینا فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون۔ رواہ البخاری و ذکر القشیری عن معروف الکرخی انہ قال لتلامذتہ اذا کان لکم الی اللہ حاجۃ فاقسموا علیہ بی فانی الواسطۃ بینکم و بینہ الآن بحکم الوراثۃ عن المصطفی۔ کما اخرج الترمذی و ابن ماجہ والحاکم عن عثمان بن حنیف ان رجلا اعمی اھ۔ ملخصاً۔

روح کی فلسفانہ طریق سے حقیقت اور ماہیت

پس جبکہ ثابت ہو چکا کہ روح آدم کی پیدائش ہزارہا سال قبل از وجود عنصری ہے نہ کہ رحم کے نطفہ مین سے اون ہزارہا کیڑون کی طرح اوس کی پیدایش ہے جو گندے زخمون مین پڑ جاتے ہین جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے اور قادیانی بھی وہ قادیانی جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت روح اللہ نے اون مین بروز کیا اور یہہ اور وہ ہر دو گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہین - لہذا اب ضرور ہے کہ ہم روح آدم کے اوس تعلق کی کیفیت اور حقیقت بیان کرین جو اوسی بدن آدم کے ساتھ باوجود اتنے بُعد و مسافت کے ہے اور نیز ایک مراتب تعلق کی طرف بھی اشارہ کرین تا کہ اہل بصارت پر اس کا انکشاف کما حقہ ہو اور قادیانی صاحب کی چشم بصارت سے غشاوت دور ہو کر اون کو اون کی جہالت اور ضلالت نظر آئے

پس معلوم کرنا چاہئے کہ وہلہ اول مین روح کی حقیقت جو ادراک کی جاتی ہے وہ یہہ ہے کہ وہ زندہ اشیاء کی زندگی کا باعث ہے اوسی کے نفخ سے اونہین زندگی حاصل ہوتی ہے اور اوسی کی مفارقت سے وہ مر جاتی ہین - پھر جبکہ ذرا غور سے نظر کیجاوے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ انسان کی دل مین اخلاط بدن کے خلاصہ سے ایک قسم کا ایسا بخار لطیف متولد ہوتا ہے جو بدن کی قوت حساسہ اور محرکہ اور مدبرہ غذا کے لئے حامل ہے - اور تجربہ طبی سے ثابت ہے کہ اسی بخار کی حالت رقت اور غلظت اور صفوت اور کدرت کا - ان قوتون اور ان کے افعال مین ایک خاص اثر ہے اور یہہ بھی ثابت ہے کہ بدن کے کسی عضو یا تولید بخار پر کوئی آفت طاری ہو جانے سے اوس بخار اور اوس کے افعال مین تشویش اور فساد واقع ہو جاتا ہے - اور اسی بخار کا تکون حیات کا مستلزم ہے اور اوسی کا تحلل موت کا مستوجب ہے - پس گویا نظر اول مین یہی بخار روح دکھائی دیتا ہے - لیکن یہ بخار نظر غور مین روح حقیقی کا طبقہ اسفل ہے - اور اس روح کی مثال بدن مین اس طرح ہے جیسے نمی گلاب مین اور جیسے آگ کوئلہ مین - پھر جبکہ اول سے زیادہ تر امعان کی نظر سے غور کیا جاوے تو منکشف ہو جاتا ہے کہ یہہ روح بخاری جو دل کے اندر خلاصہ اخلاط سے متولد ہوتی ہے حقیقت مین روح حقیقی کا مطیہ اور اوس کے تعلق کے لئے بمنزلہ مادہ ہے - کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ طفل طفولیت

کی حالت سے شباب و شیب کی حالت بدلتا ہے اور اوس کے بدن کی خلطین بہی اوس کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہین اور ان اخلاط متبدلہ سے جو روح کہ متولد ہوتی رہتی ہے وہ زمانۂ طفولیت سے ہزار ہا درجہ زیادہ ہوتی ہے - اور وہ کبھی چھوٹا ہوتا ہے اور کبھی بڑا اور کبھی کالا ہوتا ہے اور کبھی گورا اور ایک وقت جاہل ہوتا ہے اور ایک وقت عالم - لیکن باوجود ان تغیرات کے اوس کی شخصیت مین کوئی تغیر نہین آتا - پس معلوم ہوا کہ وہ شے کہ جسکے ساتھ اوس کی شخصیت قایم ہے وہ نہ تو یہہ روح ہے اور نہ یہہ بدن اور نہ یہہ مشخصات جو بادی الرای مین دکھائی دیتی ہین - بلکہ وہ روح حقیقی ہے جو حقیقت مین ایک حقیقت فردانیہ اور نقطۂ نورانیہ ہے اور جسکا طور ان اطوار متغیرہ اور متغایرہ سے بالاتر ہے اور وہ بڑے کے ساتھ بہی ویسا ہی ہے جیسا کہ چھوٹے کے ساتھ ہے - اور سفید کے ساتھ بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ سیاہ کے ساتھ ہے اور اوس کو روح ہوائی یعنی نسمہ کے ساتھہ بالذات ایک خاص تعلق ہے اور بدن کیساتھہ جو کہ نسمہ کے لئے مطیہ اور منزلہ مادہ کے ہے بالعرض تعلق ہے - اور یہہ روح حقیقی گویا عالم قدس کا روزن ہے جسکے ذریعہ سے نسمہ پر ہر اوس شے کا افاضہ ہوتا رہتا ہے جسکا وہ مستعد ہوتا ہے - چنانچہ حضرت مجدد جلد سوم کی مکتوب (۱۳۱) مین لکھتے ہین " بدانند کہ روح پیش از تعلق بہ بدن در عالم خود بودہ است کہ فوق عالم مثال است و بعد از تعلق بہ بدن اگرچہ تنزل نمودہ است بعالم اجساد بعلاقہ حبّی فرود آمدہ است بعالم مثال کار ندارد نہ پیش از تعلق و نہ بعد از تعلق -" اور جلد اول کے مکتوب (۲۸۵) مین لکھتے ہین کہ :-

" روح را ماوراے عرش اثبات نمودن ترا در وہم نیندازد کہ روح از تو بعید است و مسافت دور و دراز درمیان تو و روح است نہ چنین است روح را نسبت با جمیع امکنہ باوجود لا مکانیت برابر است ماوراے عرش گفتن معنی دیگر دارد تا آنجا نرسی نتوانی دریافت - و باید دانست کہ روح ہرچند نسبت بعالم بیچون است اما حقیقۃً داخل دائرۂ چون است گویا برزخ است درمیان عالم چون و جناب قدس حقیقی - پس رنگ ہر دو طرف دارد و ہر دو اعتبارے دروی صحیح است بخلاف بیچون حقیقی کہ چون را اصلا بوے راہ نیست -"

حقیقت موت | اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین حقیقت
موت کی نسبت تحریر فرماتے ہین کہ وجدان صحیح کے ساتھ ہمارے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ موت
اسی نسمہ کا انفکاک ہے جبکہ بدن مین اوس کی تولید کی استعداد باقی نہین رہتی۔ نہ کہ روح قدسی
کا نسمہ سے منفک ہونا۔ اور جبکہ مہلک مرضون مین نسمہ مین تحلل واقع ہو جاتا ہے تو حکمت الٰہی
اوسقدر نسمہ ضرور باقی رکہتی ہے کہ جسکے ساتھ روح القدس کا تعلق صحیح ہو سکے۔ اور اس سے نفس ناطقہ
یعنی روح الٰہی کو کوئی ضرر عارض نہین ہوتا۔ ہان اوس کی حالت ایسی ضرور ہو جاتی ہے جیسے
ایک نہایت خوشنویس کاتب کی ہاتھ کاٹ دیئے جاوین لیکن اوس کے ملکہ کتابت مین کوئی
فرق نہین آتا۔ بازہم فیض روح الٰہی اوس نسمہ مین ایسی حس مشترکہ کا افاضہ فرماتی ہے جو بعد عالم
مثال بجاے سمع و بصر و نطق و کلام کفایت کرتی ہے۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ ہے اوس حدیث
مین جو فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میت
قبر مین رکہنے کے بعد اوپر سے گذرنے والون کی کفش پا
کی آواز سنتی ہے۔

عن انس قال قال رسول اللہ ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالھم۔ (بخاری)

اور جب میت کو لوگ اپنی گردنون پر اوٹہاتے ہین
تو اگر صالحہ ہو تو کہتی ہے کہ مجھے آگے رکہو۔ اور اگر
صالحہ نہو تو کہتی ہے کہ ہائے مجھے کہان لیجارہے
ہو؟۔ انسان کے سوا ہر چیز اوس کی آواز دردناک
سنتی ہے۔ کیونکہ اگر انسان اوس کی آواز سنے
تو بیہوش ہو جاوے۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلعم اذا وضعت الجنازۃ فاحتملها الرجال علی اعناقهم فان کانت صالحۃ قالت قدمونی وان کانت غیر صالحۃ قالت لاهلها یا ویلها این تذهبون بها یسمع صوتها کل شئ الا الانسان ولو سمع الانسان لصعق۔ (بخاری)

پھر کبھی تو یہہ نسمہ حسب مناسبت لباس نورانی کے لئے مستعد ہو جاتا ہے اور کبھی لباس ظلمانی کے
لئے۔ اور اسی سے عالم برزخ کے عجائبات ظاہر ہونے لگتے ہین۔ اور اگرچہ اس عالم برزخ مین ارواح
بنی آدم کے احوال بے نہایت طبقات پر مشتمل ہین لیکن بادی النظر مین اون کی ایک صنف

بالکل علی الحال ہے۔ یعنی جن کی قوت بہیمیہ اور ملکیہ گو ہر دو ضعیف ہوں لیکن بعض اوراسباب جبلیہ اور کسبیہ کے باعث ملاء اعلیٰ کے ساتھ لاحق ہو جاویں۔ یعنی اون کی قوت ملکیہ اون کی قوت بہیمیہ سے آلودہ نہ ہو گئی ہو اور طہارت اور تقویٰ کی ملابست کے باعث اون کی قلوب الہامات الٰہیہ اور تجلیات کلیہ کے آشیانہ بن گئے ہوں۔ پس ایسے صنف کی نسمات روحانی اور نفوس قدسیہ بدن سے انفکاک کے بعد ملائکہ کے ساتھہ لاحق ہو کر اونہیں میں سے ہو کر اونہیں کی طرح ملہم ہوتے ہیں اور اونہیں کی طرح تدابیر عالم میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے جعفر ابن ابی طالب کو بصورت ملک دیکھا کہ جنت میں ملائکہ کے ساتھہ دو پروں سے طیران کر رہا ہے۔ اور بیضاوی میں آیۂ فالمدبرات امرا کے تحت میں ہے کہ یہہ اون نفوس فاضلہ کی صفت ہی جو ابدان سے مفارقت کے بعد عالم ملکوت کیطرف عروج کر کے خطیرۃ القدس کیطرف سبقت کر کے اپنی شرافت اور قوت کے باعث مدبرات عالم میں سے ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی یہہ نفوس قدسیہ اعلاء کلمۃ اللہ اور نصر حزب اللہ میں مشغول ہو جاتے ہیں چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں

> رائیت جعفر ابن ابی طالب ملکا یطیر فی الجنۃ مع الملائکۃ

> او صفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفہا وقوتہا من المدبرات (بیضاوی)

> ارواح نفوس فاضلہ ملائکہ کی طرح بعد از موت مدبرات عالم میں سے ہو جاتی ہیں

> وقد تواتر عن کثیر من الاولیاء یعنی ارواحہم انہم ینصرون اولیاءہم ویدمرون اعداءہم ویہدون الی اللہ تعالیٰ من یشاء اللہ۔ مظہری

کہ اکثر اولیاء اللہ سے بتواتر ثابت ہے کہ اون کی روحیں اون کے احباب کو نصرت کا افاضہ کرتی ہیں اور اون کے دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں اور بمشیت اللہ طالبین کو اللہ کیطرف رہنمائی کرتی ہیں۔ اور بسا اوقات بعض نفوس قدسیہ بمنشاء جوہر فطرت صورت جسدیہ کی طرف مشتاق ہوتی ہیں اور اون کی قوت ملکی نسمۂ ہوائیہ کے ساتھہ ملکر جسد نورانی حاصل کرتی ہے۔ اور بعض اون میں سے طعام و شراب کی طرف مشتاق ہوتی ہیں جس کی نسبت حق تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بتاکید تمام ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد

> ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اتٰہم اللہ من فضلہ

ہرگز گمان تک نہ کرو کہ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے درحقیقت وہ مردہ ہین بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہین وان کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ اللہ کے حبیب پرورش ہین۔ یعنی اون کے ابدان بیکار ہونیکے بعد بھی وہ روحین حقیقی زندون کی طرح حظوظ ابدان سے محظوظ ہوتی رہتی ہین گو ہم اُن کے ابدان بظاہر نظر بوسیدہ اور بےحس دیکھتے ہین اور کبھی وہی ابدان اون ارواح کے لیے بمنزلہ آلہ جارحہ ہو جاتے ہین۔

انبیا اپنی قبرون مین نماز پڑھتے ہین

اور یہہ بالکل ثابت ہے کہ انبیا علیہم السلام اپنی قبرون مین نمازین پڑہتے ہین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب اسریٰ مین جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر گذر کیا تو اون کو قبر مین نماز پڑہتے دیکھا۔

الانبیاء یصلّون فی قبورہم۔ اخرج ابن مردویہ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی مررت موسیٰ وھو قائم یصلّی فی قبرہ۔ زاد المعاد لابن قیم

اور اس مین کوئی شک نہین کہ اکثر شہداء اور احباء الٰہی کا بعد مرگ تکلم کرنا

اولیاء اللہ کا بعد مرگ تکلم کرنا

بتواتر ثابت ہے چنانچہ قشیری مین ابو علی رضی اللہ عنہ کا چشمدید واقعہ منقول ہے کہ جب اونہون نے ایک فقیر مسافر کو لحد مین اُتارا اور اوس کا بند کفن کہولکر ننگا سر مٹی پر رکہا تا کہ اللہ تعالیٰ اوسکی غربت ذلت پر رحم فرماوے تو اوس فقیر مسافر نے نہایت ہوشیاری سے دونوں آنکہین کہولکر ابو علی رض سے کہا کہ اللہ نے تو مجہے عزت دی ہے اور تو مجہکو ذلت دیتا ہے۔ ابو علی رض نے نہایت معذرت کیساتھ اوس فقیر سے سوال کیا کہ اے میری سرتاج! کیا مرنیکے بعد بہی جینا ہوتا ہے؟ اوسنے جواب دیا کہ ہان بیشک مین بہی زندہ ہون اور اسی طرح کل محبان الٰہی زندہ ہین۔ اسی معنی کی طرف اشارہ ہے اوس مین جو فرمایا کہ اللہ کے اولیاء نہین مرتے اور ارشاد ہوا کہ تم ہمیشہ کی زندگی کیلئے پیدا کئے گئے ہو اور تم فقط ایک دار سے دوسرے دار کیطرف نقل مکانی کرتے ہو۔ سچ ہے۔

وفی الرسالۃ للقشیری بسندہ عن الشیخ ابی علی الروذباری انہ الحد فقیرا فلما فتح راس کفنہ ووضعہ علی التراب لیرحم اللہ غربتہ قال ففتح لی عینیہ وقال لی یا ابا علی لاتذللنی بین یدی من لاینی فقلت یا سیدی احیاۃ بعد الموت فقال لی بل انا حی وکل محب اللہ حی لانصرنک بجاہی غدا۔ شرح الصدور طبع مصر

الا ان اولیاء اللہ لایموتون انما خلقتم للابد وانما تنقلون من دار الی دار۔

دلِ زندہ ہرگز نہ گردد ہلاک	تنِ زندہ دل گر بمیرد چہ باک

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے اذان کی آواز آتی تہی

و ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بتواتر آثار ثابت ہے - بلکہ سعید بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ ایام حرہ مین سعید بن مسیب تین دن تک اوقات نماز کی پہچان اوس آواز سے کرتے رہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے سُنتے تھے -

عن سعيد بن عبد العزيز قال لما كان ايام الحرة لم يؤذن في مسجد النبي ثلاثا ولم يقم ولم يبرح سعيد بن المسيب وكان لا يعرف وقت الصلوة الا بهمهمة يسمعها من قبر النبي صلى الله عليه وسلم - (مشكوة)

ایک شہید نے بعد از مرگ کلام کیا

ازالۃ الخفا مین حضرت ولی اللہ لکھتے ہین کہ در شواہد النبوت در کرامات حضرت عثمان رض مذکور است کہ شہیدے از شہداء یمامہ بعد مردن تکلم کرد وگفت "محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق - عمر الشہید - عثمان ذو النورین"

شہید کے بدن سے خون نکلنا

تفسیر خازن مین بعض کا قول ہے کہ شہید کے بدن کو مٹی نہین کھاتی اور نہ بوسیدہ ہوتا ہے - چنانچہ جب حضرت معاویہ رض نے شہداء کی قبرون مین سے پانی نکالنا چاہا تو منادی کرا دی کہ اولیا اپنے اپنے مقتولون کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرین - جابر فرماتے ہین کہ ہمنے جا کر اون کو قبرون سے نکالا اور بدن اون کے پاک و صاف تھے - ایک کی انگلی پر تیشہ لگنے سے خون بہنے لگا -

وقيل ان الشهيد لا يبلى في قبره ولا تاكله الارض كغيره وروي انه لما اراد معاوية ان يجري الماء على قبور الشهداء امر ان ينادي من كان له قتيل فليخرجه وليحوله من هذا الموضع قال جابر فخرجنا اليهم فاخرجناهم رطاب الابدان فاصابت المسحاة اصبع رجل منهم فانبعث دما - (خازن)

ارواح کا ابدان کے ساتھ آسمان پر اوٹھایا جانا

اور کبھی یہ روحین اپنے ابدان عنصری کے ساتھ آسمانون کی طرف اوٹھائی جاتی ہین چنانچہ شرح صدور مین شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ امام یافعی کی کفایۃ المعتقد مین سے بروایت یافعی شیخ عمر بن فارض کا چشم دید واقعہ نقل کرتے ہین کہ شیخ عمر ایک ولی اللہ کے جنازہ پر جا پہونچے - چنانچہ شیخ تحریر کرتا ہے کہ جب ہم نماز پڑھ چکے تو ایک [illegible]

حكى اليافعي في كفاية المعتقد عن الشيخ عمر بن الفارض انه حضر جنازة رجل من الاولياء قال فلما صلينا عليه واذا الجو قد امتلأ بطيور خضر فجاء طير كبير منهم فابتلعه ثم طار قال فتعجبت من ذلك فقال لي رجل قد نزل من الهواء وحضر الصلوة لا تعجب

تو کیا دیکھتے ہین کہ اسقدر سبز جانور آسمان سے اوترے ہین کہ
اون سے آسمان چھپ گیا۔ پس اون مین سے ایک بڑا جانور
آگے نیچے اوترا اور اوسنے اوس ولی اللہ کو اس طرح نگل لیا جیسے کہ
جانور ایک دانہ کو نگل لیتا ہے۔ اور آسمان کی طرف اُڑ گیا۔
شیخ عمر کہتا ہے کہ مین اس واقعہ سے متعجب ہوا لیکن اتنے
مین ایک شخص میرے سامنے آ گیا جو وہ بھی آسمان سے
اوترا تھا اور نماز مین شریک ہوا تھا اور اوسنے کہا کہ اے عمر!
اس واقعہ سے تعجب مت کر کیونکہ وہ شہید جنکی روحین جنت مین
سبز جانورون کے حواصل مین رہتی ہین وہ تلوار کے شہید ہین
لیکن محبت الٰہی کے شہیدون کے جسم روح کا حکم رکھتے ہین۔

ایک ولی اللہ کا جنازہ آسمانون پر اوٹھایا گیا

شیخ سیوطی فرماتے ہین کہ اسی کی مشابہ
ہے وہ قصہ جسکو ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا
مین زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک
شخص تھا جو زاہد پہاڑون کے غارون مین عبادت

فان ارواح الشهداء في حواصل طيور
خضر ترعى في الجنة ولكن شهداء
السيوف واما شهداء المحبة فاجسادهم
ارواح۔
قلت ويشبه هذا ما اخرجه ابن ابي
الدنيا في كتاب ... عن زيد بن اسلم
قال كان في بني اسرائيل رجل قد اعتزل
الناس في كهف جبل وكان اهل زمانه اذا
قحطوا استغاثوا به فدعا الله فسقاهم
فمات فاخذوا في جهازه فبينا هم كذلك
اذا هم بسرير يرفرف في عنان السماء حتى
انتهى اليه فقام رجل فاخذه فوضعه على
السرير فارتفع السرير والناس ينظرون اليه
في الهواء حتى غاب عنهم۔ (شرح الصدور ص ۱۲۳)

خداوند کیا کرتا تھا اور دنیا کے لوگون سے کنارہ کش۔ اوسکے زمانہ کے لوگ قحط کے دنون مین
اوس سے دعا منگوایا کرتے تھے اور اوس کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ اون پر ابر رحمت برسایا
کرتا تھا۔ اتفاقاً وہ فوت ہو گیا۔ لوگ اوس کی غسل کی تیاری کرنے لگے کہ ناگہان ایک تخت
آسمان کی بلندی سے اوترتا ہوا نظر آیا۔ یہان تک کہ اوس ولی کے نزدیک آ پہونچا اور ایک
شخص نے کھڑے ہو کر اوس تخت کو پکڑ لیا اور اوس ولی کو اوس تخت پر رکھا اور وہ تخت آسمان
کی طرف اوٹھتا گیا اور لوگ دیکھتے رہے کہ وہ ہوا مین اُڑا جاتا ہے۔ یہان تک کہ اون سے
پوشیدہ ہو گیا۔

عامر بن فہیرہ کا آسمان پر اوٹھایا جانا

شیخ سیوطی کہتے ہین کہ اس کا موید وہ واقعہ ہے جسکو بیہقی اور ابونعیم نے دلایل النبوۃ مین بروایت عروہ نقل کیا ہے کہ عامر بن فہیرہ غلام ابی بکر رض معونہ کے دن شہید ہوا اور عمرو بن امیۃ الضمری نے بچشم خود دیکہا کہ وہ اوسی وقت آسمانون کی طرف اوٹھایا گیا۔ چنانچہ یہی عجیب و غریب واقعہ ضحاک بن سفیان کلابی کے اسلام کا باعث ہوا اور اوسنے عامر بن فہیرہ کے قتل اور رفع کا چشمدید واقعہ اور اوس پر اپنا اسلام لانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف لکہا۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ نے عامر بن فہیرہ کے جسم کو چہپا لیا اور اوسکو علیین پر جا اوتارا۔ اور یہی قصہ ابن سعد اور حاکم نے کبیر مین بطریق عروہ حضرت عائشہ رض سے بہی روایت کیا کہ عامر بن فہیرہ

قال بوتین ۸ ایضا ما اخرجه البیهقی وابونعیم کلاهما فی دلائل النبوة عن عروة ان عامر بن فهیرة قتل یوم بیر معونة قال ای عمرو بن امیة الضمری) فذهب بالرجل علوا فی السماء حتی والله ما اراه فاتی الضحاک بن سفیان الکلابی وقال دعانی الی الاسلام ما رائیت من مقتل عامر بن فهیرة ومن رفعه الی السماء فکتب الضحاک الی رسول الله صلعم باسلامه وما رائی من مقتل عامر بن فهیرة فقال رسول الله صلعم فان الملائکة وارت جثته و انزل علیین واخرجه البیهقی من وجه اخر بلفظ فقال عامر بن الطفیل لقد رائیته بعد ما قتل رفع الی السماء حتی انی لا نظر الی السماء بینه وبین الارض ثم قال البیهقی والحدیث اخرجه البخاری فی الصحیح وقال فی اخره ثم وضع قال فحیمتان انه رفع ثم وضع ثم فقد بعد ذلک فقد روینا فی مغازی موسی بن عقبة فی هذه القصة فقال عروة بن الزبیر لم یوجد جسد عامر یرون الملائکة وارته انتهی باختصاره

آسمان کی طرف اوٹہایا گیا اور ملائکہ نے اوس کا جسم چہپا لیا۔ اور عامر بن طفیل بہی اپنا چشمدید بیان کرتا ہے کہ اوسنے عامر بن فہیرہ کا آسمان کی طرف اوٹھایا جانا دیکہا۔ اور اسیطرح خبیب بن عدی کی نسبت احمد اور ابونعیم اور بیہقی نے بروایت عمرو بن امیہ الضمری تخریج کی۔
شیخ سیوطی فرماتے ہین کہ ابونعیم کے نزدیک خبیب بن عدی کا آسمانون کی طرف مرفوع ہونا قطعی ہے۔ چنانچہ ابونعیم نے جواب و سوال کی صورت مین کہا کہ اگر یہہ کہا جاوے کہ عیسی علیہ السلام

عیسیٰ نبی اللہ کی آسمان پر جانے سے کوئی نسبت خاص نہیں

آسمان کی طرف اوٹہائے گئے ہین تو ہم کہین گے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مین سے بجائے نبی کے ایک قوم آسمانون کی طرف اوٹہائی گئی اور یہہ امر عیسےٰ علیہ السلام کے رفع سے بہی عجیب تر ہے۔ اور اسکے بعد عامر بن فہیرہ و خبیب بن عدی اور علاء بن حضرمی کا قصہ بہی بیان کیا جس کی رفع دکا ذکر شیخ سیوطی نے باب احوال الموتیٰ فی قبورہم مین کیا۔

اسکے بعد شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ ایک مشہور حدیث سے جسکو نسائی اور بیہقی اور طبرانی وغیرہم نے بروایت جابر رضی اللہ عنہ تخریج کیا ہے۔ ان واقعات رفع کے غیر محال اور ممکن الوقوع ہونے پر استدلال کر کے کہا کہ غزوۂ اُحد مین جبکہ حضرت طلحہؓ نے انگلیون کے زخم کے درد سے کلمہ حس (جو محاورہ عرب مین شدت درد کے وقت زبان سے نکلتا ہے) کہا تو اوس وقت آنحضرت

طلحہؓ کو آنحضرتؐ کا فرمانا کہ ملائکہ تجہے آسمان پر لیجاتے

صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے طلحہ اگر تو بجائے کلمہ حس کے بسم اللہ کہتا تو ملائکہ بالضرور تجہے

وحما یقول قصۃ الرفع الی السماء ما اخرجہ النسائی والبیہقی والطبرانی وغیرہم من حدیث جابر ان طلحۃ اصیبت انا ملہ یوم اُحد فقال حس فقال رسول اللہ صلعم لو قلت بسم اللہ لرفعتک الملائکۃ والناس ینظرون الیک حتی تلج بک فی جو السماء (شرح الصدور)

اوٹھالیجاتے اور لوگ تیری طرف دیکہتے رہجاتے یہان تک کہ تو وسط آسمان مین جا پہونچتا۔

قادیانی کا عیسیٰ نبی اللہ کے آسمان پر اوٹہائے جانے پر تمسخر آمیز کلام

مگر افسوس کہ قادیانی صاحب نے بقولے "کس نباشد در سرا موش باشد کدخدا" میعاد الٰہی کے وقفۂ دراز کو اپنے دعوے مسیحیت کے لئے مہلت جان کر عیسیٰ نبی اللہ کو اون سو نئے لار جیون مین داخل کر دیا جو اپنے اعمال کے محاسبہ مین دُنیا کی ہوا سے ہمیشہ کے لئے محروم کئے گئے۔ بلکہ کسی فرد بشر کا اس جسم عنصری کیساتہ آسمانون پر جانا ہی محال کہدیا اور کبہی مضحکہ انگیز الفاظ مین کہا کہ اگر حضرت مسیح مرے نہین اور اسی دُنیوی زندگی کیساتہ کسی آسمان پر بیٹھے ہین تو کیا تمام لوازم جسم خاکی کے اون مین خصوصیت کیساتہ موجود ہین جو دوسرون مین نہین پائے جاتے؟ کیا وہ کبہی سوتے اور کبہی جاگتے ہین؟ اور کبہی اُٹہتے

اورکبھی بیٹھتے ہین اورکبھی دنیوی شراب وطعام کو کھاتے ہین۔ اور کیا وہ اوقات ضروریہ مین پاخانہ پھرتے اور پیشاب بھی کرتے ہین؟۔ اور کیا وہ ضرورتون کے وقت ناخنون کو کٹاتے اور بالون کو منڈاتے یا قصر کراتے ہین؟۔ کیا اُن کے لیٹنے کے لئے کوئی چارپائی اور کوئی بستر بھی ہے؟۔ کیا وہ ہوا کے ساتھہ دم لیتے اور ہوا کے ذریعہ سے سونگھتے اور ہوا ہی کے ذریعہ سے سُنتے اور روشنی کے ذریعہ سے دیکھتے ہین؟۔ اور کیا وہ زمانہ کے اثر سے اب بڈھے ہوگئے ہین؟ ازالہ اوہام

اورکبھی تمسخر آمیز الفاظ مین کہا کہ اگر ہم فرض محال کے طور قبول کرلین کہ حضرت مسیح اپنے جسم خاکی سمیت آسمان پر پہونچگئے ہین تو اس صورت مین اوّل تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ اپنی عُمر کا دورہ پورا کرکے آسمان پر ہی فوت ہوگئے ہون اور کواکب کی آبادی جو آجکل تسلیم کیجاتی ہے اوسی کے کسی قبرستان مین دفن کیے گئے ہون اور اگر پھر فرض کے طور پر اتبک زندہ رہنا اون کا تسلیم کرلین تو کچھہ شک نہین کہ اتنی مُدت کے گذرنے پر پیر فرتوت ہوگئے ہون گی اور اس کام کے ہرگز لایق نہین ہون گے کہ کوئی خدمت دینی ادا کرسکین۔ پھر ایسی حالت مین اون کا دُنیا مین تشریف لانا بجز ناحق کی تکلیف کی اور کچھہ فایدہ بخش معلوم نہین ہوتا۔“ ازالہ صفحہ ۵۔۷۴۔

آسمانون سی مائدہ کا اوتارا جانا

مگر افسوس کہ قادیانی صاحب نے حواریین عیسےٰ علیہ السلام کی طرح بھی اپنا ایمان ثابت نہ کیا۔ جنھون نے بغرض اطمینان قلب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سی سوال کیا کہ کیا تیرا رب قدرت رکھتا ہے کہ ہمپر آسمان سے مائدہ (یعنی خوان نعمت) اوتارے۔ تو عیسیٰ نے کہا کہ اگر تم اپنے ایمان مین سچے ہو اور میری نبوت کی صحبت سی مستفیض ہو تو اللہ سے ڈرو اور ایسے سوال مت کرو۔ اونھون نے عرض کی کہ ہم اوس خوان سے کہانیکی

اذ قال الحواریون یا عیسی ابن مریم ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء قال اتقوا اللہ ان کنتم مومنین۔ قالوا نرید ان ناکل منہا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیہا من الشاھدین۔ قال عیسی ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واٰخرنا وایۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین قال اللہ انی منزلہا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العلمین

خواہش رکھتے ہین۔ اور نیز خواہش رکھتے ہین کہ ہمارے
قلوب کو اوس کے کمالِ قدرت پر اطمینان ہو۔ اور
تیری سچائی کو ہم یقیناً جان لین اور ہم ہی اوس پر
گواہی دین۔ عیسےٰ بن مریم نے اوس وقت اللہ سے
دُعا کی کہ اے رب ہمپر آسمانون سے خوان نعمت اُتار
جو ہمارے لئے اور ہمارے اگلون اور پچھلون کے
لئے عید ہو جاوے اور وہ تیری ایک نشانی تیری
قُدرت کاملہ اور میری صحت نبوت پر حُجت ہو۔ اللہ نے
اوس کے اوتارنیکی بشارت دیکر کہا کہ جو اسکے بعد کفر
کریگا اوس کو ایسا عذاب دون گا جو دوسرے اہل
عالم مین سے کسی کو ندون گا۔ حضرت ابن عبّاس
فرماتے ہین کہ فرشتے آسمانون سے ایسا خوان اوتار
کرلائے جسپر سات روٹیان اور سات مچھلیان تھین
اور وہ پیٹ بہر کھائین۔ شیخ سیوطی فرماتے ہین کہ مائدہ
مین گوشت اور روٹی کا اوترنا حدیث (عمار بن یاسر
ترمذی) سے ثابت ہے اور خیانت اور ذخیرہ کر کے
رکھنے کے باعث مائدہ کا اوترنا موقوف ہوگیا اور خائن
بندر اور خنزیر کی صورت پر مسخ ہوگئے۔ شمعون نے
حضرت روح اللہ سے دریافت کیا کہ یہ طعام دُنیا کا ہے
یا آخرت کا؟ ۔ حضرت روح اللہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ
طعام نہ دُنیا کا ہے نہ آخرت کا بلکہ وہ ایک نعمت الٰہی ہے

فنزلت الملائکۃ بہا من السماء علیہا سبعۃ ارغفۃ
وسبعۃ احوات فاکلوا منہا حتّٰی شبعوا۔ قال ابن
عباس وفی حدیث (عمار بن یاسر قال قال
رسول اللہ ص) انزلت المائدۃ من السماء خبزاً ولحماً
فامروا ان لا یخانوا او لا یدخروا لغدٍ فخانوا
وادخروا فمسخوا قردۃ وخنازیر (جلالین مشکوٰۃ)
وروی انہا نزلت سفرۃ حمراء بین غمامتین و
ہم ینظرون الیہا حتّٰی سقطت بین ایدیہم فبکی
عیسیٰ علیہ السلام وقال اللہم اجعلنی من الشاکرین
اللہم اجعلہا رحمۃ ولا تجعلہا مثلۃ وعقوبۃ ثم
قام وتوضأ وصلی وبکی ثم کشف المندیل وقال
بسم اللہ خیر الرازقین فاذا سمکۃ مشویۃ بلا
فلوس وشوک یسیل دسما وعند راسہا ملح و
عند ذنبہا خل وحولہا من الوان البقول ما
خلا الکراث واذا خمسۃ ارغفۃ علی واحد منہا
زیتون وعلی الثانی عسل وعلی الثالث سمن وعلی الرابع
جبن وعلی الخامس قدید فقال شمعون یا روح اللہ
امن طعام الدنیا ام من طعام الاخرۃ قال لیس
منہما ولکنہ شیٔ اخترعہ اللہ تعالیٰ بقدرتہ
کلوا ما سألتم واشکروا یمددکم اللہ ویزدکم من
فضلہ فقالوا یا روح اللہ لو ارَیتنا من ہذہ الآیۃ

جسکو اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا۔ پس وہ خدا جسنے قوم موسیٰ پر آسمانون سے من و سلویٰ اونارا اور حوارین عیسیٰ کیلئے

الاٰیۃ اخری نقال یا سمکت اجیی باذن اللہ فاضطربت ثم قال لھا عودی کما کنت فعادت مشویۃ ثم طارت المائدۃ ثم عصی الجد ھا فمسخوا۔ (بیضاوی)

مائدہ۔ اور وہ خدا جسکے گہر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مہمان ہوکر ہمارے طعام و شراب سے مستغنی رہتے۔ اگر وہ اپنے روح اللہ کو اپنے قرب مین رکہکر دنیا کی حاجات سے اور اس عالم کی لطورات اور ہمارے اجسام کے لوازمات سے مستغنی کردے تو کوئی محل استعجاب نہین ہے بلکہ اصطلاح صوفیہ مین یہ احوال نفس کی ایک حالت ہے جو غیبیت کہلاتی ہے۔ جو شہوات نفسانی اور حاجات انسانی سے بے پروا کردیتی ہے۔ اوس وقت دل و دماغ اللہ کے نور سے بہر جاتا ہے اور سب حاجات کی قایم مقام ہوجاتا ہے اور صورت ملکیت خواص بہیمیت کو منعدم کردیتی ہے بلکہ اوسی کے تابع ہوجاتی ہے۔ اوسی طرح جس طرح کہ پانی حرارت کے پہونچنے سے صورت ہوا رنگکر بلندی کی طرف صعود کرتا ہے پس ایسی حالت مین انسان کامل بلا اکل و شرب اور بلا بہوک و پیاس اور بلا خواب و غفلت ملائکہ کی طرح تسبیحات ربانی کے ساتہہ اوسی طرح زندگانی بسر کرتا ہے

انسان کامل بلا حاجت اکل و شرب زندہ رہ سکتا ہے

جیسے کہ اکل شجرہ سے قبل حضرت آدم اپنی زندگانی ملائکہ کیطرح تسبیحات اور تحمیدات مین بسر کرتے تھے اور جیسے کہ ملائکہ کا کسوت انسانی کے اوڑہنے سے انسانی جوارح کے ساتھ متلبس ہونا قرآن و سنت سے ثابت ہے اسی طرح انسان کامل کا جن کا قول ہے کہ اروا حنا اجسادنا اجسادنا ارواحنا بصورت ملائکہ متلبس ہوکر ملائکہ کیطرح زندگی بسر کرنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ باب علامات الساعت فصل دوم مین اسماء بنت یزید سے اور کتاب الیواقیت والجواہر مین امام عبدالوہاب شعرانی حدیث مرفوع ذکر کرتے ہین کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ دجال کے نکلنے سے پہلے تین سال ایسے آئینگے کہ جن کے اخر مین آسمان سے بالکل بارش اور زمین سے نباتات کا امساک ہوجائیگا۔ اسماء بنت یزید نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم آٹا گوندہتے ہین اور روٹی تیار ہونیکے قبل ہی بہوک شروع ہوجاتی ہے پہر اوس وقت مومن کیا کرینگے؟ آنحضرتؐ

نے فرمایا یجزیہم مایجزی اهل السماء من التسبیح و التقدیس یعنی اون کو بھی تسبیح اور تقدیس ملائکہ کی
تسبیح بجائے طعام کفایت کریگی - چنانچہ شیخ ابوطاہر کا چشم دید واقعہ ہے کہ انہوں نے ابہر مین ایک
شخص جابستہ الخراط نامی کو دیکھا جسنے تیئیس برس تک کچھ نہ کھایا اور شب و روز بغیر سی ضعف کے
اللہ کی عبادت کرتا تھا - پس کچھ بعید نہین کہ حضرت عیسیٰ کی قوت تسبیح و تہلیل ہو - ؀
پس کوئی معنی نہین کہ حضرت روح اللہ قرب الٰہی مین کروبیون کی طرح بحاجات انسانی محتاج
ہو کرتے اور اس عالم کے اثر سے محفوظ نرہین - اور اس مین کوئی شک نہین کہ حضرت روح اللہ
نفس قدرت ہی روحانی ہوئی اور بلامسِ بشر حضرت مریم کے بطن سے فقط حضرت جبرئیل کی نفخ سے پیدا
ہو گئے - پس جس ولد کا والد جبرئیل ہو اور جس کے جسم کا تکون نفخ جبرئیل کی ماہیت سے ہو اوس کی
آسمانون پر جانے مین کیا محال ہوا - اور اس مین شک کرنیکی کیا مجال؟ - اور اوس کی ستر تابیہ ہونے
مین کیا شبہہ - مگر افسوس کہ ہمارے کمبخت قادیانی نے بتقلید سید احمد معتزلی قرآن محمدی کو چھوڑ کر انجیل
نصاریٰ کے ساتھ تمسک کر کے حضرت روح اللہ کا باپ یوسف نجار قرار دیا - اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۰۳
مین لکھدیا کہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کیساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام
بھی کرتے رہے ہین - حالانکہ قرآن کریم اس کی تکذیب کرتا ہے
سورہ آل عمران مین ہے کہ جب فرشتون نے کہا اے مریم!
اللہ تعالیٰ تجھے اپنے ایک حکم کی بشارت دیتا ہے جسکا نام مسیح
عیسیٰ بن مریم ہے جو دنیا اور آخرت مین بڑے مرتبہ والا اور
مقربین مین سے ہے - اور جو ماں کی گود مین اور حالت
کہولت مین لوگون سے باتین کریگا اور ہوگا وہ نیکوکارون مین
سے - یہ سنکر مریم نے کہا اے رب کہان سے میری لڑکا ہوگا حالانکہ
کسی بشر نے مجھے ہاتھ نہین لگایا - رب تعالیٰ نے کہا اسی طرح رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب حکم کرتا
ہے ایک کام کو تو یہی کہتا ہے اوسکو موجود ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے -

> اذ قالت الملائکۃ یامریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ
> منہ اسمہ المسیح عیسی بن مریم وجیہا فی الدنیا
> والآخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی
> المھد وکھلا ومن الصالحین - قالت رب
> انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذالک
> اللہ یخلق ما یشاء اذا قضی امرا فانما یقول
> لہ کن فیکون - (جزو سوم)

ان تمام بیانات سے ناظرین پر واضح ہوگا کہ انسان کا بقدرتِ خداوندی جسکا قانون قدرت ہماری عقولِ ناقصہ سے بالکل باہر ہے بلا قبول تحویلات عالم زندہ رہ سکتے ہین جیسے بقول قادیانی صاحب حضرت عزیز یا اور کوئی نبی سو برس تک بیہوش رہے اور نہ اون کے جسم مین کوئی تغیر آیا اور نہ اون کے

حضرت عزیر کا سو برس تک بغیر کھانے پینے کے زندہ رہنا

طعام وشراب مین کوئی تغیر آیا - ازالہ صفحہ ۹۴۲ اور اقرار کیا کہ درحقیقت وہ مرے نہ تھے - اسی طرح اصحاب کہف کا قصہ ہے جو سینکڑوں برس تک سوتے رہے اور بلا خور ونوش زندہ رہے اور ہین جن کی نسبت خدا خود گواہی دیتا ہے کہ اے محمدؐ کیا تجھے معلوم ہے کہ اصحاب کہف ورقیم ہماری قدرتون اور نشانیون مین

او کالذی مرّ علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشہا قال انّی یحیی ھذہ اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ - قال کم لبثت قال لبثت یوماً او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنّہ - (جزو سوم)

اصحاب کہف کا کئی سو برس تک بغیر اکل وشرب زندہ رہنا

سے ایک عجیب نشانی ہین؟ جب وہ جوان غار کی طرف گئے بولے اے رب ہمارے دے ہمکو اپنے پاس سے رحمت اور آمادہ کر ہمارے کام مین راہ یابی پھر سُلا دیا ہمنے اون کو اوس غار مین سالہا معدود - پھر اون کو اوٹھایا ہمنے اوس نیند سے تاکہ معلوم کرین کہ اون کے دو فریقوں مین سے کسنے یاد رکھی ہے وہ مدت جس مین کہ غار مین رہے

ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجبا - اذ اوی الفتیۃ الی الکھف فقالوا ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃ وھیّئ لنا من امرنا رشدا - فضربنا علیٰ اذانھم فی الکھف سنین عددا - ثم بعثناھم لنعلم ای الحزبین احصیٰ لما لبثوا امدا - (سورۂ کہف)

اصحاب کہف کا قصہ

اس کے بعد حق تعالیٰ اون کا تفصیلی قصہ اپنے کلام پاک مین یون بیان فرماتا ہے کہ اے محمدؐ! ہم اون کی سچی خبر تجھکو سناتے ہین کہ وہ کئی جوان ہین جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہمنے اون کو زیادہ ہدایت بخشی اور اون کے دلون کو محکم رکھا جبکہ وہ کھڑے ہوکر کہنے لگے کہ رب ہمارا وہی ہے جو زمینون اور آسمانون کا رب ہے - ہم اوس کے سوا کسیکو معبود نہ کہین گے - کیونکہ ہمارا ایسا کہنا دور از عقل ہوگا - ہماری اس

نحن نقص علیک نباھم بالحق انھم فتیۃ اٰمنوا بربھم وزدناھم ھدی وربطنا علیٰ قلوبھم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السمٰوٰت والارض لن ندعوا من دونہ الٰہا لقد قلنا اذا شططا ھٰؤلاء قومنا اتخذوا من دونہ اٰلھۃ لولا یاتون علیھم بسلطان بیّن - فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا - واذا اعتزلتموھم وما

قوم نے اوس رب کے سوا دوسرے معبود بنا لیے ہین کیون
نہین اون کی خدائی پر کوئی دلیل واضح پیش کرتے ؟
پھر بولے اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندہے
اے یارو جب تم نے اون سے اور اون کے معبودون سے
بجز خداے یگانہ کے کنارہ کشی کر لی تو اوس غار مین آرام لو
رب تمھارا تمپر اپنی رحمت پھیلا دیگا اور تمہارے لیے تمھارے
کام مین منفعت مہیا کر دیگا - اور اگر تو دیکھے تو دیکھ لیگا کہ جب
آفتاب نکلتا ہے تو اون کے غار سے سیدھی جانب جھکا
رہتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو وہ ہوے اون کی بائین طرف
سے کترا جاتی ہے اور وہ اوس غار کی کہلی جگہ مین ہین - یہہ
اللہ کی نشانیون مین سے ہے جسکو اللہ دکہا دے وہی
دیکہتا ہے اور جسکو دیکہنے کی توفیق نہین دیتا اوس کو کوئی
رفیق نہین دکہا سکتا - اے محمد : تو جانے وہ جاگتے ہین حالانکہ
وہ سوتے ہین اور ہم ہی اون کو داہنی اور بائین کروٹ دلاتے
ہین اور کتا اون کا دونون ہاتہ کہولے دروازہ پر ہے اور
اگر تو اون کو جہانک کر دیکھے تو اون سے پیٹھ دیکر بھاگے اور
اون کی دہشت تجھہ مین بھر جاوے - اسی حالت مین تھے
کہ ہمنے اون کو جگا دیا تا آپس مین پوچھنے لگے - ایک بولا کہ تم
کتنی دیر ٹھیرے ؟ - بولے ہم ایکدن یا اوس سے کم ٹھیرے ہین -
پھر بولے تمھارا رب بہتر جانتا ہے کہ کتنی دیر تم اس غار مین
رہے ہو - اب بھیجو اپنے مین سے ایک کو یہہ روپیہ دیکر شہر کو

يعبدون الا الله فأووا الى الكهف ينشر
لكم ربكم من رحمته ويهيئ لكم من امركم مرفقا
وترى الشمس اذا طلعت تزاور عن كهفهم
ذات اليمين واذا غربت تقرضهم ذات الشمال
وهم في فجوة منه ذلك من آيات الله ط
من يهد الله فهو المهتد ومن يضلل فلن تجد
له وليا مرشدا - وتحسبهم ايقاظا وهم رقود
ونقلبهم ذات اليمين وذات الشمال وكلبهم
باسط ذراعيه بالوصيد لو اطلعت عليهم لوليت
منهم فرارا ولملئت منهم رعبا - وكذلك بعثناهم
ليتساءلوا بينهم قال قائل منهم كم لبثتم قالوا لبثنا
يوما او بعض يوم - قالوا ربكم اعلم بما لبثتم
فابعثوا احدكم بورقكم هذه الى المدينة فلينظر ايها ازكى طعاما فليأتكم برزق منه وليتلطف ولا
يشعرن بكم احدا - انهم ان يظهروا عليكم
يرجموكم او يعيدوكم في ملتهم ولن تفلحوا اذا
ابدا - وكذلك اعثرنا عليهم ليعلموا ان
وعد الله حق وان الساعة لا ريب فيها اذ
يتنازعون بينهم امرهم فقالوا ابنوا عليهم بنيانا
ربهم اعلم بهم قال الذين غلبوا على امرهم
لنتخذن عليهم مسجدا -
ولبثوا في كهفهم ثلاث مائة سنين وازدادوا

تاکہ جونسا ستہرا کہانا ہو اوس شہر سے دیکہکر تمہارے لئے لاوے اور ضرور ہے کہ نرمی سے جاوے اور کسیکو تمہاری خبر نہ جتاوے کیونکہ اگر شہر کے لوگ تمہاری خبر پا گئے تو تمکو یا تو پتہرون سے مارین گے اور یا تمکو اپنی ملت پر پہیر لین گے اور اوس وقت تمہارے لئے ہمیشہ کیلئے فلاحت اور بہلائی باقی نرہیگی اور اوسی حالت نیند مین تہے کہ ہمنے اون کی خبر کہول دی تاکہ جانیں کہ وعدہ اللہ کا ٹہیک ہے اور قیامت کے آنیمین کوئی شک نہین

تسعا - قل اللہ اعلم بما لبثوا لہ غیب السموات والارض - (سورۂ کہف)

اخرج البزار والطبرانی باسناد صحیح حسن عن النعمان بن بشیر انہ سمع النبی یذکر الرقیم قال انطلق ثلاثۃ وکانوا فی کہف فوقع الجبل علی باب الکہف فاوصد علیہم - الحدیث

(فتح الباری برحاشیہ بخاری ص۴۹۳)

جبکہ وہ آپس مین اون کی بابت جہگڑ رہے تہے تو بعض نے کہا کہ ان پر عمارت بناؤ (اونکی حالت اونکا رب ہی خوب جانتا ہے) اور بعض جو زبردست ہو گئے بولے ہم اون پر مسجد بناوین گے - انتہی -

اور اسی طرح سنت صحیحہ سے بالکل ثابت ہے کہ امام مہدی رضی اور عیسیٰ ملکر حج کعبۃ اللہ کرین گے اور اصحاب کہف اون کے ساتہہ ہون گے - اور ابن عباس سے مرفوعاً ثابت ہے کہ اصحاب کہف اعوان مہدی ہون گے اور ابن عیینیہ اور قرطبی نے سنت صحیحہ سے ثابت کیا ہے کہ اصحاب کہف ابہی مرے نہین اور قیامت تک جیتے رہین گے - جیسے کہ ہم قبل اس کے بیان کر چکے ہین - اور یہی معنی سورۂ کہف کی ان آیات سے واضح ہین -

قادیانی صاحب کا احیاء اموات کی تاویلات کرنا

مگر قادیانی صاحب نے اون آیات کی تاویل کرنے مین بہت کوشش کی جن مین اموات کا زندہ ہو جانا کہلم کہلا ثابت ہے اور جن کو خدا نے جلایا اون کو مارنے مین سعی کی اس غرض کے لئے کہ مبادا وہ قول ٹہیک ہو جائے جو کہا گیا ہے کہ عیسیٰ تین ساعت یا تین دن تک مرے رہے پہر زندہ ہو کر آسمان کو گئے - گو ہمکو اس قول سے کوئی بحث نہین لیکن اس سعی مین ہم قادیانی صاحب کی تائید نہین کر سکتے - جبکہ اون کا پہلا قول اون کی تائید نہین کرتا جس مین قایل ہین کہ خدا تعالے نے کرشمۂ قدرت سے ایک لمحہ کے لئے عزیر کو زندہ کر کے دکہلا دیا - مگر وہ دنیا مین آنا صرف عارضی تہا اور درحقیقت عزیر بہشت مین ہی موجود تہا - ازالہ ص۲۶۵ - پہر ص۲۹۳ مین لکہا کہ مسیح کا یہ کہنا کہ مین تین دن تک

موت کا حقیقت پر محمول نہین - بلکہ اس سے مجازی موت مراد ہے جو سخت غشی کی حالت تھی - اور صیبب

پہنچ جانے کے بعد بھی زندہ رہے جیسے یونسؑ نبی مچھلی کے پیٹ مین زندہ رہا اور مرا نہین - بلکہ

ہم کہتے ہین کہ خداوند کریم اپنے کلام پاک مین قادیانی صاحب کے اس پہلے اور پچھلے دونون قولون

کی تائید نہین کرتا - کیونکہ عزیر نبی اللہ نے بطریق استبعاد عادی تعجب کی نظر سے کہا جبکہ ایک شہر پر سے

گذرے جس کی چھتون پر اوس کی دیوارین گری پڑی تھین اور سڑے ہوئے ابدان کی طرح نفوس بشریہ سے

ویران اور مسکن حشرات الارض بنا ہوا تھا کہ ایسے مرے ہوئے اور ویران شدہ شہر کو اللہ تعالیٰ کہان

سے جلا دیگا (شاید قادیانی صاحب کی طرح بے ملاحظہ عظمت قدرت حق اون کو بھی عادۃً محال معلوم ہوا)

اوس وقت غیرت الٰہی جوش مین آئی اور بجائے اس کے کہ اوس شہر ویران کو آباد کیا جاتا جو بالکل آسان تھا

خود حضرت عزیرؑ کو سو برس تک مردہ رکھکر اوٹھایا - جو باصطلاح قادیانی فرقہ قانون قدرت سے باہر تھا

قانون قدرت

تاکہ اون کو عظمت قدرت ربانی کا ملاحظہ ہوا اور معلوم ہو کہ اللہ کی قدرت پر ہمارا کوئی قانون

اختراع کردہ محیط نہین ہو سکتا اور جیسے کہ وہ وراء الوراء ہے اوسی طرح اوس کے افعال اور قدرت

ہمارے افہام و عقول سے بالکل وراء الوراء ہین جسکو نہ کوئی قانون ہمارا احاطہ کر سکتا ہے اور نہ کوئی

استقراء - اور یہہ بڑے کفر کی بات ہے کہ ہم اللہ کی قدرت عظیمہ کو اپنے استقراء ناقص کے تابع کر کے

اوس کا نام قانونِ قدرت رکھین اور اوس کی قدرت غیر محدود کو محدود بنا دیوین اور جن امور کے ادراک

سے ہمارے حواس قاصر ہون اون کو ہم محال اور قانون قدرتِ الٰہی سے باہر خیال کر کے اوّل خدا کی افعال

کو ناقص اور دوئم واقعاتِ حقّہ کی تکذیب کرین جن کی صحت پر قرآن و سنت شہادت دین - یہی قانون

قدرت کے اختراعی معنی ہین جو اون لامذہبون نے اپنے دل سے نکالکر اوس کی رو سے انبیاء علیہم السلام

کے اون کل معجزات کا انکار کر دیا جو ہماری عقول ناقصہ سے باہر اور اوس قادر قوی کے افعال مین سے ہین جس کے

افعال اور جس کی قدرت ہماری عقول سے وراء الوراء ہے اور جن کا ہم عنقریب ثبوت دین گے -

عزیر نبی کا قصہ

پس حق تعالیٰ نے حضرت عزیرؑ سے پوچھا کہ تو کتنی دیر یہان رہا؟ - عزیر نے جواب دیا

کہ ایک دن یا کچھہ کم - حق تعالیٰ نے فرمایا نہین بلکہ تو سو برس رہا - اپنا کھانا اور پینا دیکھہ کہ وہ سڑا تو نہین

اور اپنے گدھے کو دیکھہ کہ کس طرح اوس کی ہڈیان بوسیدہ ہوگئین - اور تجھے لوگون مین ہم اپنی ایک نشانی بناتے ہین اور دیکھہ ہڈیان کہ ہم کس طرح اون کو پہلے اوبھارتے ہین اور پہر اون پر گوشت پہناتی ہین؟ جب حال حضرت عزیز پر واضح ہوگیا تو بولے کہ مین نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے - پس اگر ہم سورۂ بقر کی اس آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالین اور حضرت ابراہیم کے قول کو ملاحظہ کرین جو کہا کہ ربی الذی یحیی و یمیت کہ میرا رب وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور کہا کہ ارنی کیف تحیی الموتیٰ - یعنی اے رب دکہا مجکو تو کیسے مُردون کو زندہ کریگا - اور حضرت عزیر کے اوس تعجب بہرے قول پر غور کرین جو ویران اور گرے پڑے شہر کو دیکہکر کہا کہ انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا تو صاف صاف منکشف ہوجاتا ہے کہ حضرت عزیر کی موت و حیات سے کلام ربانی کا منشا حقیقی موت و حیات ہی ہے نہ مجازی - اور اس مین کوئی شک نہین کہ ایک لمحہ کے لئے بہی روح انسانی کا بعد مفارقت اور دخول جنت پہلے بدن کی طرف عود کرنا اور تعلق پکڑنا بمذہب قادیانی صاحب حق تعالیٰ کی اوس حلف کے لئے حانث ہو جائیگا جسکو قادیانی صاحب اپنے دلائل کے طور پر پیش کرتے ہین کہ حرام علی قریۃ اہلکناہا انہم لا یرجعون -

ازالہ ۶۶۵

	غور کن در انہم لا یرجعون	عہد رشد از کردگار بیچگون

اور ہم یہہ بہی بیان کئے بغیر نہین رہ سکتے کہ قادیانی صاحب کا یہہ بہی خدا اور خدا کے رسول پر افترا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک کرشمۂ قدرت نے ایک لمحہ بہر کے لئے عزیر کو زندہ کرکے دکہلادیا - کیونکہ ایک لمحہ ایک بہت قلیل زمانہ ہے جو ایک چشم زدن مین تمام ہوجاتا ہے اور بعد از حیات وہ تکلم جو رب العزت اور عزیر علیہ السلام کے درمیان ہوا ایک لمحہ مین تمام ہوجانا بالکل محالات عادی سے ہے اور آیۃ للناس ہونے کے لئے بہی کافی نہین ہوسکتا - معہذا اگر قادیانی صاحب سے اس قول کی علت استفسار کی جاوے جو یہود نے حضرت عزیر کے حق مین کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے جسکو حق تعالیٰ نے سورۂ توبہ مین حکایۃً ارشاد فرمایا کہ قالت الیہود عزیر ابن اللہ تو اوس وقت قادیانی صاحب کو صفحات کتب سماویہ و غیر سماویہ کے دیکہنے سے بجز اس کے اور کوئی جواب دینا ممکن نہ ہوگا کہ یہود نے حضرت عزیر کو ابن اللہ اس لئے کہا کہ بخت نصر کی ہاتہون

وانما قالوا ذلک لانہ لم یبق فیہم بعد وقعۃ بخت نصر من یحفظ التوراۃ وھو لما احیاہ اللہ بعد مائۃ عام املی علیہم التوراۃ

بیت المقدس ویران ہونے کے سو برس بعد تک
کوئی اون مین باقی نہ رہا تہا جسکو توریت حفظ ہو
اور جب حق تعالیٰ نے حضرت عزیر کو سو برس کے بعد
زندہ کرکے اون کی طرف بہیجا اور حضرت عزیر نے
اون کو اپنے حفظ سے توریت لکہا دی تو وہ متعجب
ہو کر بولے کہ اس سے ایسا ہونا بجز اس کے نہین کہ
یہ ابن اللہ ہے - ایک حدیث مین ہے کہ عزیر

حفظا فتعجبوا من ذلک ... ابن الله ... الدلیل علی ان ھذا القول کان فیھم ... الآیة قرأت علیھم فلم یکن لوا مع تہالکھم علی التکذیب - ... انه اتی قومه علی حماره وقال انا عزیر فکذبوه فقرأ التوراة من الحفظ ولم یحفظھا احد قبله فعرفوه بذلک وقالوا ابن الله وقیل لما رجع الی منزله کان شابا واولاده شیوخا فاذا حدثھم بحدیث قالوا حدیث مائة سنة بیضاوی البقرہ

جب اپنے گہر واپس گئے تو اوس وقت جوان تہے اور اون کی اولاد پیر فرتوت ہو گئی تہی اور جب اونہون نے اون سے کوئی واقعہ بیان کیا تو کہنے لگے کہ یہہ سو برس کا واقعہ ہے - قاضی بیضاوی لکہتے ہین کہ یہود مابین اس قول کے ہونے پر یہی دلیل ہے کہ یہہ آیت اون پر پڑہی گئی اور اُنہون نے اوس کو نہ جہٹلایا باوجودیکہ وہ جہوٹ کی نسبت پر جان دیدیتے تہے -

پس اس جواب سے جس طرح ظاہر ہے کہ حضرت عزیؑر زندہ ہونے کے بعد مدت تک اپنی قوم مین رہے نہ کہ وہ ایک لمحہ کے لئے زندہ ہوئے یا کہ مطلق زندہ ہی نہ ہوئے - جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے -

الوف کا بدعاء خرقیل نبی زندہ ہوجانا

اسی طرح اون الوف کا بدعاء حضرت خرقیل زندہ ہونا جو موت سے ڈر کے مارے وا وٗ ر دان سے نکل بہاگے اور آٹہہ دن تک مرے رہے - اون کی نسبت قرآن کریم نہایت صریح الفاظ مین ارشاد فرما رہا ہے کہ اے محمدؐ! کیا تجہے معلوم نہین - نہین وہ ہزارون لوگ جو اپنے گہرون سے

الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم الله موتوا ثم احیاھم بعد ثمانیة ایام او اکثر بدعاء نبیھم خرقیل فعاشوا دھرا علیھم اثر الموت لا یلبسون ثوبا الا عاد کالکفن واستمرت فی اسباطھم جلالین

موت کے ڈر کے مارے نکلے اور کہا اللہ نے اون کو مر جاؤ - پہر اون کو اللہ نے زندہ کیا - شیخ جلال الدین اپنی تفسیر مین لکہتے ہین کہ یہہ الوف زندہ ہونیکے بعد ایک زمانہ دراز تک زندہ رہے - لیکن اون پر موت کا اثر باقی رہا جو کپڑا کہ وہ پہنا کرتے - کفن کی طرح ہو جاتا اور یہ حالت اون کے تمام قبایل مین باقی رہی

پس یہ آیت بدلالت سیاق دلالت کرتی ہے کہ اون کی موت حقیقی موت اور اون کی دوبارہ حیات سے حقیقی حیات مقصود ہے - کیونکہ وہ آتی حقیقی موت کے ڈر کے مارے اپنے گہرون سے نکل گئے تہے جبکہ بقول اون مین طاعون کی بیماری آگئی اور بقول جبکہ اون کے بادشاہ نے اون کو جہاد کے لئے دعوت دی - اور حضرت عمرؓ کے زمانہ مین نُرتیت بن برثملا وصی عیسیٰؑ روح اللہ کا کوہ حلوان سے آواز دینا اور سعد بن ابی وقاص سے باتین کرنا اور حضرت عمرؓ کو سلام بھیجنا اور حضرت عمرؓ کا جواب سلام کہنا اور وصی عیسیٰ کا تا نزول عیسیٰ زندہ رہنا یہ سب ازالۃ الخفا مین مذکور ہے جیسے کہ عنقریب اوسکا بیان آئیگا

> خود بقول قادیانی المسیح کی لاش سے ایک مردہ زندہ ہوگیا

اور طرفہ تر یہ ہے کہ خود قادیانی صاحب ازالہ کے صـ۳۰۹ مین لکہہ آئے ہین کہ الیسع کی لاش نے بہی وہ معجزہ دکہلایا کہ اوس کی ہڈیون کے لگنے سے ایک مُردہ زندہ ہوگیا - مگر چورون کی لاشین مسیح کے جسم کے ساتہ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہوسکین - اور خود ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات مین سے ہے کہ آنحضرتؐ نے کئی ایک مُردون کو زندہ کیا اور اون سے تکلم فرمایا اور اونہون نے بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت دی - چنانچہ بخاری مین بروایت قتادہ ہے کہ وہ چوبیس سردار قریش کے جو بدر کے کنوؤن مین پہینک دئے گئے تہے اون کو اللہ تعالیٰ نے بدعوت نبی صلے اللہ علیہ وسلم زندہ کردیا اور آنحضرت کا ارشاد اون کو تو بیخاً و حسرۃً سُنا دیا اور نظم الدرر وغیرہ مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کی دختر فلانہ کو جو ایک وادی مین گرادی گئی تہی آنحضرتؐ نے آواز دی کہ اے فلانہ اللہ کے اذن سے زندہ ہوجا ! اور وہ لڑکی وادی سے نکل آئی اور لبیک اور سعدیک کہا آنحضرتؐ نے اوس سے ارشاد فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ مین تجہے تیرے مان باپ کی طرف

> روا البخاری قال قتادۃ احیاہم اللہ حتی اسمعہم قولہ توبیخا وتصغیرا ونقمۃ وحسرۃ وندما - (مشکوۃ - حکم الاسرار)

> ومن اعلامہ ما روی الحسن قال النبی صلعم یا فلانۃ احیي باذن اللہ فخرجت الصبیۃ وہی تقول لبیک وسعدیک فقال لہا ان ابویک قد اسلما فان احببت ان اردک علیہما فقالت لا حاجۃ لی فیہما وجدت اللہ خیرا لی منہما - وہذا نظیر لفعلہ عیسیٰ علیہ السلام من احیاء الموتی - الجواب الفسیح لعلامۃ ابی البرکات خیر الدین افندی

لوٹا لیجاؤن ؟ اوس نے عرض کی کہ مجھے کوئی حاجت نہین ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین کا دوبارہ زندہ ہونا

اور متاخرین کے نزدیک بالکل ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین بدعوت آنحضرتؐ زندہ کئے گئے اور آنحضرتؐ کے دین کو قبول کیا ۔ چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو بوجہ اتم لکھا اور مواہب لدنیہ اور نظم الدرر مین اس کی تشریح کردی گئی ۔ چنانچہ علامہ شامی نے بھی فتاوی شامی کی جلد دوم باب المرتد مین علامہ قرطبی اور ابن ناصر الدین حافظ الشام سے اس کی تصحیح کی ہے ۔ اور یہ کوئی محال نہین ۔ چنانچہ در المعارف مین شاہ رؤف احمد صاحب تفسیر رؤفی

بعض اولیاء اللہ کو تکوین کی قدرت ہوتی ہے

جناب قطب الاقطاب حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ دہلوی کے ملفوظات سے نقل کرتے ہین کہ ”حضرت غوث الثقلین برے زیارت خانہ کعبہ رفتہ بودند بے زاد و راحلہ ناگاہ شخصے دیگر در راہ ملاقی شد ۔ پرسیدند کجا میروی ؟ ۔ آن شخص گفت من بہ نیت حج میروم ۔ ارادہ کردہ ام کہ تنہا بے زاد و راحلہ بروم ۔ حضرت فرمودند من ہمچنین کردہ ام ۔ غرض آن شخص ہمراہ حضرت بمقامے رسید ۔ ناگاہ عورتے بر ہوا پرواز نمودہ نزد ایشان آمد و گفت من از حبش نورِ شما مشاہدہ نمودہ ام ۔ امروز دعوت شما بر ماست ۔ ایشان قبول کردند ۔ چون وقت طعام آمد دیدند کہ یک خوانِ طعام از آسمان بر زمین فرود آمد ۔ در وے شش نان و سہ ظروف ادام و سہ کوزہ آب ۔ پس آن زن سہ حصہ ساخت یک حصہ خود گرفت و دو حصہ ایشان را داد و گفت الحمد للہ حق تعالیٰ بر داخت مہمانانِ ما ساخت ۔ پس آن عورت بر ہوا پرواز نمود و حضرت مع آن شخص دیگر در خانہ کعبہ رسیدند ۔ بعد ازان از قضائے الٰہی آن شخص دیگر در انجا فوت شد ۔ باز دیدند کہ ہمون عورت حبشی بر ہوا مے آید حتیٰ کہ بر خانہ کعبہ فرود آمدہ نزد حضرت حاضر شد و گفت کہ اے محی الموتیٰ زندہ کن این شخص را ۔ پس از حکم الٰہی جل شانہ آن شخص زندہ گشت و برخاست “ ۔

بلکہ فتوح الغیب مین حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہین کہ بعد حصول فنائے اتم جو کہ غایت احوال ابدال و اقطاب ہے ۔ کبھی عارف کو تکوین کی قدرت بھی دیدی جاتی ہے اور اللہ کے اذن سے جو چاہے اوس کو موجود کر لیتا ہے اور بہجۃ الاسرار مین ہے جسکو شیخ عبد الحق محدث دہلوی اسرار الاسرار مین نقل کرتے

ثم یرد اللہ التکوین فیکون ما یحتاج اللہ باذن اللہ تعالیٰ ۔ (فتوح الغیب)

کہ حضرت شیخ نے اپنی زبان دُرفشان سے فرمایا کہ مین نائب رسول اللہ اور اوس کا وارث ہون - مجھے الہام کیا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تو مجھسے مانگ مین اوس کو قبول کرلون گا اور پھر الہام کیا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر مجھے اپنی ذات کی قسم تو طلب کر مین تجھے رد کرنے سے امن دون گا - اللہ کی قسم مین نے کوئی کام نہ کیا جبتک کہ مجھے اوس کا امر نہ ہو لیا - چنانچہ بہجۃ الاسرار مین حضرت کی ہاتھون کئی ایک جانورون کا زندہ ہونا بھی بیان کیا گیا - اور اوس پیرزن کا قصہ تو ہر چھوٹے بڑے کی زبان زد ہے کہ حضرت کی دُعا کی برکت سے بارہ برس

انا حجۃ اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ ووارثہ فی الارض یقال لی یا عبدالقادر تکلم یسمع منک یقال لی یا عبدالقادر بحقی علیک تکلم امنتک من الرد و اللہ ما فعلت شیأً حتی امرت بہ - بہجۃ الاسرار

بارہ برس کے بعد بیڑے کا شیخ عبدالقادر جیلانی زندہ ہونا

کے بعد اوس کا بیٹا مع برات دریا مین ڈوبا ہوا زندہ نکل آیا - جسکو حضرت شیخ محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی کے آخری خلیفہ تھے اور مقام علمی اور عملی مین علاوہ قطب الوقت ہونیکے بینظیر تھے - اونھون نے اس واقعہ کو ایک نہایت شیرین اور پُر درد نظم مین لکھا جسکو ہم تبرکاً درج کرتے ہین تاکہ اولی الابصار کے لئے موجب اعتبار ہو -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گویم نخستین حمد حق آن خالق ارض و سما
قیوم و قادر مفتدر اہل طلب را رہنما

زان پس درود مصطفےٰ گویم بصد صدق و صفا
فخر الرسل خیر الوریٰ ہادی السبل نور الہدیٰ

بر آل و بر اصحاب او بر جملۂ احباب او
بر داخلان باب او گویم ز جان و دل ثنا

مدح جناب محی دین آن غوث اعظم بالیقین
محبوب رب العالمین تن راتوان جان را جلا

دادش خدا قرب آنچنان کس نیست یارے بیان
پاے شریفش را مکان بر گردن کل اولیا

باشد کرامت ہاے او چون معجزات مصطفےٰ
خارج ز حد بیرون ز عد حدش نداند جز خدا

گشتے ازان خروار ہا یک دانہ زان انبار ہا
سرے ازان اسرار ہا ظاہر لبا زم بر ملا

روزے سوے بطحہ خوش دلی آن پیشواے ہر ولی
بہر تفرج شد جلی در طرف صحراے فضا

ناگہہ گذشتہ سیر او بر ساحل بحر نکو
یک پیرہ زن شد روبرو نالان و گریان ہاے ہا

قدش کمان زه از عصا تیرش ز آهِ جان گزا — اشکش روان چو سیلها لرزان ولغزان دست و پا

پرسید پرسش از کرم از باعثِ آن درد و غم — او خواند حرفی پر الم از دفترِ آن ماجرا

گفتا که از باغِ جهان یک داشتم سرو روان — یعنی که فرزندِ جوان بود دست در پیری عصا

تابنده رو فرخنده خو خوشبو سیه چون نافه مو — یک جلوهٔ دیدارِ او صد درد و صد درمان دوا

جود و جمالش آیتی حسن و سخایش غایتی — مشتاق او ذره ایتی محتاج او اهل نوا

از خونِ دل دادم لبن جا دادمش بر جان و تن — فارغ نه از وی یک دم زدن در خدمتش صبح و مسا

دندانش چون شد دانه خا کردم ز شیر او جدا — هر چیز کم داده غذا صرفت کردم در عنا

چون دیده کردم پرورش نادیده ها دادم خورش — مندیلِ زرین بر سرش نعلینِ سیمین زیر پا

پوشاکِ آن پاکیزه تن مشروع ململ گلبدن — زربفتِ چینی خزِ ختن دیبا با علاء و غنا

بودم بروش شادمان داخل بسلکِ شیخیان — یادم نه در روز و شبان جز شغلِ آن راحت فزا

چون شد بقوّت بالِ او حیران جهان بر حالِ او — سیر زر زان پامالِ او همدست شد بارِ خدا

گفتم بدل از بهرِ او بینم رخِ فرزندِ او — دادم از آن پیوندِ او با خاندانِ ذوالعلا

رسمِ شگون شد ساخته اسباب شد پرداخته — قصرِ سرور افراخته کردم براتش را بپا

گشته براتِ او روان با کرّ و فرّ خسروان — آلاتِ شادی در میان دف و دهل قرنا و نا

دادم بسی همراه را یکسر گدا و شاه را — چون قطع کردم راه را آسودم از رنج و عنا

آن طرفِ ثانی یکطرف در ها کشادند از صدف — دادند سیم و زر بکف کردند مهمان را عطا

کردند حاضر اطعمه شیرین و شورینی همه — شامی کباب و کوفته حلوای چینی رومی پلا

شیرین برنج انبارها حلوا و نان خروارها — بادام و شکر بارها خرما ز اچار و دبا

داده جهاز آن ذوالقدر زیور فزون آوند زر — صد نافهٔ مشکِ تتر صد نیفهٔ ثوبِ صفا

اسپان مرصع زین و قش استر شتر بار کش — داهان غلام ماه وش دیگر نفایس بی بها

چون سه پهر شد قرین در ساعتِ نیکوترین — گشتیم زانجا راهگزین با صد هوس با صد رجا

درکشتی این بحرِ خون آمد برات از بخت دون
کشتی چو گردون شد نگون شد غرق طوفانِ فنا

نوشه عروس و همرهان در طرفة العین ناگهان
گشتند در دریا نهان گویا نبودی گه لقا

یک من بماندم زان همه بیشے نشانی از رمه
در روز بانم هر دمه هیهات و واو یلا و وا

زین زندگی در دوزخم از بار غم شد پشت خم
هر دم شود افزون نه کم سوز و گدازِ جان گزا

شد سالها اثنا عشر کافتاده در خرمن شرر
روز و شبم در شور و شر یک دم نیم از غم جدا

آن شه که حکمش بود کن در گوش چون کرد این سخن
از قصهٔ زالِ کهن زد جوش دریاے عطا

گفتا که اے غمخوارهٔ در دشتِ غم آوارهٔ
سازم برایت چارهٔ خواهم ز حق بهرت دعا

تا زنده گردد پور تو ظاهر شود مستور تو
آسان شود معسور تو از قدرتِ ربّ اسمای

پس پیر پیرانِ صفا در سجده شد پیش خدا
با عجز و زاری و بکا شد همتش مشکل کشا

یا رب مرآن اموات را در جوفِ حوت اقوات را
هر جز و جز و اشتات را از فضل خود زنده نما

سر بر سجده همچنان کز جای غرق آمد فغان
کشتی پر از مردان زنان پیدا شده بر روی ما

شد اهلِ کشتی راگذر سالم به ساحل بے خطر
در غرق مردن بے خطر با آن جلو با آن جلا

نوشه با آن تاج و کمر در دست او تیغ و سپر
با نوشته حجله در پیشش پرستاران بپا

قوّال و مطرب بذله گو نقّال در نقلِ نکو
خمار مے ریز از سبو یاران بُدند در هو و ها

مادر پسر شد مجتمع غمها ز دل شد منقطع
این قصه را شد مستمع هر کس ز ذکران و نسا

ظاهر چو شد این طرفه سر بسیار منکر شد مُقر
گشتند کافر منکر شد مومنان را اعتلا

چون این کرامت شد مبین شد خلق را راسخ یقین
بر وعدِ ربّ العالمین بر حشر و نشر و بر جزا

اے محی دین عانیت در روی قبله جنّ و بشر
سوے غلامِ خود نگر از راه الطاف و عطا

غرقم بدریاے بدی حرقسم بنیران خودی
یا ملتجائی خذ یدی اخرج من امواج الهوا

شیطان نموده اشتلم از راه نیکی کرده گم
از غفلتم نوشانده خم کردست سرمست خطا

نفس است اندر سرکشی در بخل و حرص زرکشی
دارد بغیر حق خوشی دائم بدام مابدای

اے صاحب ارشاد من درگوش کن فریاد من	میخواہ از ایشان داد من درد مرا درمان نما
ہستم قصوری درلقب سازم حضوری باادب	از فیض شاہان کے عجب بخشش بمسکین و گدا

یونس نبی کا کتنے دنوں تک مچھلی کے شکم مین قعر دریا مین زندہ رہنا

اور یہ کوئی محال نہین جبکہ خود قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت یونس مچھلی کے شکم مین دریا کی تہ مین کئی دن تک رہے اور زندہ نکلے۔ اور اگر وہ بطن حوت مین خدا کی یاد نہ کرتے رہتے تو وہ قیامت تک اوسی کے بطن مین زندہ رہتے اور جیسا کہ خود قادیانی صاحب بھی ازالہ کے صفحہ ۹۴۳ مین قایل ہین کہ یہہ بھی بالکل ممکن اور جایز ہے کہ خدا تعالی کسی حیوان یا

وان یونس لمن المرسلین اذ ابق الی الفلک المشحون فساھم فکان من المدحضین فالتقمہ الحوت وھو ملیم فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون - (صافات)

(حیا) فنبذناہ بالعراء وھو سقیم - بیضاوی صافات

انسان یا پرند کو ایسی حالت مین بھی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جاوے حقیقی موت سے بچاوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔ اپنی صفات قدیمہ اور اپنے عہد اور وعدہ کے برخلاف کوئی بات نہین کرتا اور سب کچھہ کرتا ہے پس ہم قادیانی صاحب کی مصغیر ہوکر اور حق تعالی کی قدرت کاملہ کو نہایت ہی وسیع اعتقاد کرکے اوس کو اس قول کی تصدیق کرتے ہین جس مین اوس نے اپنی ایک صفت قدیمہ کا اظہار کیا کہ اگر یونس خدا کی یاد کرنے والون مین سے نہ ہوتا تو قیامت تک بطن حوت مین رہتا۔ پس جبکہ اوس قادر مطلق کی یہہ شان ہے جس کا اوس نے اپنے یونس نبی کی نسبت اظہار کیا تو معلوم نہین کہ حضرت روح اللہ کو زندہ آسمانون پر اوٹھانے اور اون کو مسیح دجال کے وقت تک زندہ رکھنے مین قادیانی صاحب کیون قادر مطلق کے حق مین بدگمانی کرنے لگے ہین اور اوس کی قدرت کاملہ کو اپنی ایک اختراعی اور ناقص قانون قدرت کے تحت مین لاکر ناقص اور محدود بناتے ہین۔ جبکہ ہمارے سامنے بہت سی منصوص نظائر موجود ہین جیسے اصحاب کہف کا تین سو نو برس تک بغیر اکل و شرب کے زندہ سوتے رہنا بلکہ بصراحت سنت صحیحہ ظہور مہدی موعود تک زندہ رہنا اور اسیطرح زریب بن برثملا وصی عیسے روح اللہ کا کوہ حلوان سے آواز دینا اور سعد بن وقاص سے باتین کرنا اور حضرت عمر کو سلام بھیجنا اور حضرت عمر کا جواب سلام کہنا اور دیدار کا عیسی روح اللہ کے دوبارہ دنیا مین آنے اور آسمانون سے اونرنے تک زندہ رہنا اور سند جید کے ساتھہ

خضر کا زندہ ثابت ہونا جیسے کہ فتح الباری اور زرقانی مین ہے۔

قادیانی صاحب کا ایک راز کہ کیون اونہون نے عیسیٰ نبی اللہ کو مارنے مین کوشش کی

ہان قادیانی صاحب کی اس بدگمانی اور اس بیجا کوشش کا راز کہ کیون اونہون نے عیسیٰ روح اللہ کے مارنے مین اسقدر کوشش کی اون کی اپنی ایک تحریر سے ملتا ہے جسکو وہ ایک راز کی بات بتاتے ہین۔ چنانچہ وہ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۵ مین لکھتے ہین کہ "اے میری دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہون اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے اون تمام مناظرات کا جو عیسائیون سے تمہین پیش آتے ہین پہلو بدل لو اور عیسائیون پر یہہ ثابت کردو کہ در حقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہوچکا ہے یہی ایک بحث ہے جس مین فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روی زمین سے صف لپیٹ دوگے۔ جبتک اون کا خدا فوت نہو اون کا مذہب بھی فوت نہین ہوسکتا۔ اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوچکا ہے اور اوس کے رنگ مین ہوکر وعدہ کے موافق تو آیا ہے"۔

پس قادیانی صاحب نے اپنے لئے اس الہام مین دو دعوے قایم کئے :- ایک یہہ کہ عیسیٰ نبی اللہ فوت ہوچکا ہے۔ دوم یہہ کہ عیسےٰ دعود خود قادیانی ہے۔ اور ان ہردو دعاوی کے اثبات مین انہون نے کئی ایک طریق سے تائید چاہی۔ لیکن کسی طریق نے بھی سچائی کے ساتہہ اون کا ساتہہ ندیا۔ ۵

لقد طفت فی تلک المعاہد کلہا	وسرحت طرفی بین تلک المعالم
فلم ارالا واضعاً کف حائر	علی ذقن او قارعا سن نادم

پس ہم حسب ذیل ہر ایک دعوے اور طریق تائید کو بیان کرکے اوس کا کافی جواب دیتے ہین تاکہ قادیانی صاحب کے اس مسیحی فتنہ سے امت محمدیہ کو نجات ملے۔

قادیانی صاحب کا دعوی اوّل :- عیسی نبی اللہ فوت ہوچکا ہے

طریق اوّل :- دکسی بشر کا آسمان پر جانا محال ہے اور معراج جسمانی سے انکار)

قادیانی صاحب کا انکار معراج جسمانی اور آنحضرت کی جسم مبارک کی طرف کشف کی نسبت

پس اہل اسلام کے اس اعتقاد مستلزم نزول روح اللہ کی نفی کے لئے کہ وہ آسمان پر اوٹھائے گئے۔ قادیانی صاحب نے ازالۃ الاوہام وغیرہ مین صراحت کردی کہ کسی بشر کا

اس جسم کے ساتھ آسمانوں پر اٹھایا جانا خلاف قانون قدرت اور خلاف سنت اللہ ہے - اور آیہ او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کو اونہون نے اپنا دستاویز بنایا اور اسی کے اقتضا سے اونہون نے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۴۷ مین ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج مع الجسم کا بھی انکار کر دیا اور صاف لکھدیا کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھہ نہین تھی بلکہ وہ نہایت اعلی درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفون مین مؤلف (یعنی قادیانی صاحب) خود صاحب تجربہ ہے - انتہی -

خدا اگر کسی خاص بندہ کو آسمان پر اوٹھائے تو کوئی محال نہیں

ہم قبل اس کے بتحقیق شیخ جلال الدین سیوطی ثابت کر چکے ہین کہ اجسام کا آسمان پر جانا محال نہین جیسے کہ اون کا آسمان سے آنا محال نہین اور ملائکہ کا کسی بشر کو آسمان پر اوٹھا لیجانا سنۃ اللہ کے مصادم نہین بلکہ سنت اللہ اور قانون قدرت اللہ اسقدر وسیع اور وراء الوراء ہے کہ کسی مخلوق کی عقل اوس کے احاطہ پر قادر نہین - چنانچہ اس کا اقرار خود سرسید نیچری اپنی تفسیر مین کر چکے ہین اور یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ کئی ایک صحابہ کا جسم عنصری مرنے کے بعد بھی آسمانون پر اوٹھایا گیا - پس وہ جسم جو بغلبہ روحانیت روح اللہ ہو گیا اور بالکل روح کے رنگ سے منصبغ ہو گیا اوس کے آسمانون پر جانے اور آنے مین کیا استبعاد ہونے لگا؟ - حالانکہ وہ فرقانی آیہ مبارک جسکو قادیانی صاحب اپنی دستاویز بناتے ہین وہ خود اون کا ساتھہ دینے سے انکار کر رہی ہے - اور خود اوسی سے ثابت ہے کہ کسی بشر مبشر کا آسمان پر جانا محال نہین حتی کہ اوس وقت کے موجودہ کفار کو بھی اس سے انکار نہ تھا جنہون نے بطور تعنت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم تجھپر ایمان نہ لاوین گے جبتک کہ تو زمین پھاڑ کر (حضرت موسی کی طرح) ہمارے لئے پانی کا چشمہ نہ نکالے - یا تیرے لئے (ابراہیم کی طرح جسپر کہ آتش نمرود باغ ہو گئی) ایک باغ کھجور اور انگور کا جسکے بیچ نوز زور سے بہتی ہوئی نہرین نکالے یا تو ہمپر آسمان کے

لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا - او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا او یکون بیت من زخرف او ترقی فی
لرقیک حتی تنزل
ربی ھل

ٹکڑے اپنے زعم کے موافق گرائے (جیسے کہ بنی اسرائیل پر کوہ طور اوٹھایا گیا تہا) یا تو خدا اور اوس کے فرشتونکو
اپنے ساتھ ہمارے سامنے لاوے (جیسے کہ حضرت موسیٰ سے بھی یہی کہا گیا) یا تیرے لئے کوئی سونہری گہر
ہو (جیسے ادریس کے لئے بہشت مین ہوا) یا تو آسمان پر چڑہ جائے (جیسے حضرت مسیح آسمان پر چڑہ گئے)
اور ہم تو تیرے آسمان پر چڑہنے پر ہرگز یقین اور ایمان نہ لاوینگے یہانتک کہ تو (الواح موسیٰ کی طرح)
آسمانون سے کوئی ایسی کتاب اوتار لاوے جسکو ہم پڑہ سکین۔ اسپر خدا نے اپنے نبی کو کفار کے ان سوالات
کے جواب مین یہہ کہنے کا حکم دیا کہ کہدے اے محمدؐ! اون کو کہ پاک ہے میرا پروردگار ہر عجز سے اور مین بذات
خود نہین ہون بجز اسکے کہ اوس کا بندہ پیغمبر ہون۔ فتح البیان مین اس آیہ مبارک کے کلمہ "لرقیک" کے
تحت مین یون تفسیر کی گئی ہے کہ د اللام للتعلیل ای لاجل رقیک یعنی کفار کا یہ کہنا اس طرح پر تہا کہ ہم تیرے
اوپر اوسی وقت ایمان لائینگے جبکہ تو آسمان مین چڑہ جائے اور چونکہ تو چڑہ جائیگا لہذا تیرے چڑہنے
پر ہمارا ایمان لانا اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ تو آسمان سے کوئی ایسی کتاب بھی الواح موسیٰ کی طرح اوتار
لائے جسکو ہم خود پڑہ لین۔ لیکن اس کے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی کہنے کا امر تعبدی ہوا
کہ کہدے اون کو میرا اللہ ہر عجز اور نقص سے منزہ ہے کیونکہ سبحان کا اطلاق ہر جگہ اسی معنی مین ہوا جیسے
سبحان ربی الاعلیٰ یا جیسے سبحان ربی العظیم اور اسی طرح ایک امر مستبعد کے ایقاع اور اوسپر قدرت
ہونیکے مقام مین اطلاق ہوا۔ جیسے سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ
کیونکہ ایک رات مین سیکڑون کوسون کی سیر بالکل مستبعد اور محال عادی ہے۔ لیکن اس مستبعد امر کو خدائے
تعالیٰ نے بالکل ایقاع فرما دیا اور اس امر سے عاجز نہ ہونے پر دلالت کرنیوالا کلمہ سبحان اول مین لایا گیا
جو کہ ایک امر عظیم الشان کے وقوع پر دلالت کرتا ہے۔ پس اگر یہہ سیر کوئی کشفی سیر تہی یا کہ کوئی خواب
...ت کو واقع ہوا تو یہ کوئی ایسا امر مستبعد اور محال نہین تہا جس مین کہ خود قادیانی صاحب بھی شرکت کا
...ختیار کے لئے موجب فتنہ ہوتا یا اسپر کلمہ سبحان کا اطلاق کیا جاتا۔ اور آنحضرت کو اپنی
...ہنکے اقرار کا حکم ہونے سے بقول قادیانی اور اون کے مقلد محمد احسن امروہی
...کہ یہ نشان نہین دیا گیا اور آنحضرت نے اپنا عجز ظاہر کیا اور فرمایا کہ یہ

سوال محض بیجا ہے - حالانکہ خود اونہین کفار کے سوال سے آیت مذکور بتلا رہی ہے کہ اون کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان پر چڑھ جانا کوئی امر مستبعد نہتا کیونکہ اون کو قبل از محمد صلے اللہ علیہ وسلم گذشتہ انبیاء مین سے علی الخصوص حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہما کا آسمان پر اوٹھایا جانا معہود تھا اسی لئے اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دعوی اور اپنے ایمان لانیکی ایک دوسری معہود شرط لگا دی کہ ہم تیرے پر اوسی وقت ایمان لاوین گے جبکہ تو آسمان پر چڑہنے کے باوجود پہر کتاب بہی اوتار لاوے جیسے کہ اون کے پہلے نبی حضرت موسیٰ صلوات علیہ پر الواح آسمانون سے اوترتی رہین - معہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھہ سے ان تمام آیات اور معجزات اقتراحی کے ممکن الصدور ہونے پر خود خدا کا کلام گواہ ہے جو قبل ازین اسی سورۂ بنی اسرائیل مین واقع ہوا کہ ہمکو ایسی آیات کے ساتھہ اپنے نبی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو بھیجنے سے کسی نے نہین روکا - بجز اس کے کہ پہلے انبیاء جو ایسی آیات اور معجزات کے ساتھہ آئے اون کی تکذیب کی گئی - پس یہہ آیۂ مبارک بہی صریح اس معنی پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو ایسے معجزات دیئے گئے - اور اوس کے پیغمبر بندے آسمانون پر گئے اور خدا تعالیٰ ایسے امور پر قدرت رکھتا ہے اور وہ ہر عجز سے پاک ہی - اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم مخیر کئے گئے جیسے کہ ام عطا کی حدیث سے ظاہر ہے - چہ جائیکہ نبی الانبیاء محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی قدرت کو ناقص ٹہیراتے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے - ۵

وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بها الاولون - (بنی اسرائیل) وعن ام عطا عن النبی صلعم قال والذی نفسی بیدہ لقد اعطانی ما سألتم ولو شئت لکان ولکنہ خیرنی بین ان تدخلوا باب الرحمۃ فیؤمن من یسلم وبین ان یکلکم الی ما اخترتم اہ - ابن کثیر

	سنا الشمس تستغشی ظلام اللیالیا		فقل للعیون الرمد ایاک ان تری	

آنحضرت کا جسم مبارک کثافت سے پاک تہا اور کثیف کہنے والا دشمن حق ہے

مگر اس کوردل قادیانی کی احول چشمی قابل غور ہے جسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو کثیف کہا اور کثافت کی نسبت کی جن کو حق تعالیٰ نے تمام کثایف اور ادناس اور الواث بشریہ سے پاک اور صاف بنا دیا اور یہہ طرفہ سر ہے کہ آنحضرت کے جسم مبارک کا سایہ

کبھی زمین پر نہ دکھائی دیا اور نہ آنحضرت کا فُضلہ بطن زمین نے اپنے مُنہہ پر دیکھنے دیا - اور بول نبی عنبر کی طرح اوس شخص کے حق مین موجب تعطر اور تنور ہوگیا جسنے اندھیری رات مین پانی کے خیال سے نوش جان کیا - تحفہ رسولیہ مین قاضی عیاض کی شفا سے منقول ہے - ۵

سایہ نبود دش بزمین اے فلان
عرق تنش طیب تر از مُشکِ چین
عائطے وخون بول نبی طاہر است
در شب تاریک یک آزادہ مرد
شام دِش صبح شد و پاک شد
آنکہ چنین فُضلہ او نادر است

سایہ ندیداست کس از روح وجان
فُضلہ دگر ہا ہمین حُکم بین
گفت چنین آنکہ بدین ماہر است
بول نبی با شُبہہ آشام کرد
جُملہ تنش صاف و عطرناک شد
ذات مُبارک چہ بود برتر است

منجملہ شفا سے قاضی عیاض مین ہے کہ جو کوئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین کسی قسم کی بے ادبی کرے خواہ طرز بیان مین خواہ عبارت مین یا اشارت مین جس سے آنحضرت کی طرف کوئی نقص عاید ہوتا ہو خواہ جہالت یا عمد سے اوسنے ایسا کیا ہو یا طرز بیان مین بے پرواہی اور جرأت کی ہو ان سب مین اوس کو شاتم النبی کہا جائیگا جس کی سزا قتل ہے - کیونکہ کُفر کے ارتکاب مین عذر جہالت اور عذر لغزش زبان وغیرہ قبول نہین جبکہ اوس کی عقل باعتبار فطرت کے درست ہو اور وہ مجنون نہین -

من سب النبی صلعم او الحق بہ نقصاً فی نفسہ ای ذاتہ وصفاتہ او یاتی بسفہ من القول فی عبارۃ او بقبیح من الکلام ولو باشارۃ مما فیہ من قلۃ الادب فی جہتہ علیہ الصلوۃ والسلام وان ظہرانہ لم یعمد ذم فی مقالہ لکن صدر عنہ اما بجہالۃ نعوت جمالہ او قلۃ مراقبۃ فی شانہ وضبط للسانہ وعجرفتہ وقلۃ مبالاۃ فی بیانہ فحکم القتل دون تلعثم اذ لا یعذر احد فی الکفر بالجہالۃ ولا بدعوی زلل اللسان اذ عقلہ فی فطرتہ - (شرح شفا)

اور مالا بد منہ مین قاضی ثناءاللہ پانی پتی لکھتے ہین در ملعونے کہ در جناب پاک سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام دُشنام دہد یا اہانت کند - در وصفے از اوصاف او یا در صورت مُبارک او - خواہ آنکس مُسلمان بود خواہ ذمی یا حربی اگرچہ از راہ ہزل کردہ باشد - واجب القتل کافر است توبہ او مقبول نیست - اجماع اُمت

برآن است کہ بے ادبی بہر کس از انبیا کفر است - خواہ فاعل او حلال دانستہ مرتکب شود یا حرام دانستہ انتہی
پس بقول حضرت نظامی - ع

تن او کہ صافی تر از جان ماست	بیک لحظہ گر آمد و شد بجاست

ہمکو بطریق عقل تو ایک جسم نبوی کا آسمان پر آنے جانے مین کوئی محال نظر نہین آتا - لیکن ہمکو بحث اس مین ہے
جو سرسید نیچری اور قادیانی صاحب نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج جسمانی کی متعلق بزعم خود مختلف الالفاظ
احادیث کی مروی ہونے سے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ اُن کی تعارض نے اون کی اعتبار کو کہو دیا - دیکہو خطبات احمدیہ صفحہ ۴۱۶
اور ازالۃ الاوہام قادیانی صفحہ ۹۳۲

مگر عجب تر یہ ہے کہ قادیانی صاحب اس باب مین سرسید سے بہی چار قدم آگے ہو گئے - کیونکہ سرسید تو اس
بحث کی اخیر مین قایل ہو گئے کہ اگرچہ بتقدیر صحت جملہ روایات
ان مین جمع ہونا متعذر ہے لیکن تعدد معراج کے قول پر کوئی
تعذر نہین - اسی طرح اگر بعض روایات کو بعض پر ترجیح
دیجائے جیسے کہ لمعات مین ہے -

> وعلی تقدیر صحۃ الروایات بتعذر الجمع الا
> ان یقال بتعدد المعراج او یرجح بعض المرویات
> علی بعض والارجح ھو روایۃ الجماعۃ کذا
> قال الشیخ - (لمعات)

معراج جسمانی کے متعلق قادیانی صاحب کے اعتراضات

لیکن برخلاف اس کے قادیانی صاحب نے تعدد معراج کے قول کو بہی باطل بنا دیا
جسکو لمعات مین ارجح اور وہی مذہب جماعۃ المسلمین کہا گیا ہے - پس اونہون نے ازالۃ الاوہام کے اخیر

اعتراض اول

مین تعدد معراج کے ابطال پر یہہ تین دلایل پیش کئی کہ اوّل انہین احادیث سے ثابت ہی کہ انبیا کے
لئے خاص خاص مقامات آسمانون مین مقرر ہو گئے ہین جن سے وہ آگے نہین بڑھ سکتے - چنانچہ جب آنحضرتؐ
ساتوین آسمان سے آگے جانے لگے تو موسٰی نے کہا کہ اے میرے رب مجھے یہہ گمان نہتا کہ مجہہ سے بہی
زیادہ کسی کا رفع ہوگا - اب ظاہر ہے کہ اگر موسٰی کے اختیار مین تہا کہ کبہی پانچوین آسمان پر آجاتے اور
کبہی چھٹے پر اور کبہی ساتوین پر تو یہ گریہ و بکا کیسا تہا - جیسے پانچوین یا چھٹے سے ساتوین پر چلے گئے ایسا

اعتراض دوم

ہی آگے بہی جا سکتے تھے - دوم (بقول ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ) ماسوا اس کے پانچ
معراجون کے ماننے سے یہ اعتقاد ہونا چاہئے کہ پانچ ہی دفعہ اوّل نمازین پچاس مقرر کی گئین اور پہر پانچ

منظور کی گئین جس سے قرآن کریم اور خدا تعالےٰ کے احکام مین محض بیجا اور لغو طور پر منسوخیت ماننی پڑتی ہے۔

اعتراض سوم

سوم۔ بلکہ یہہ حدیث جو بخاری کے صفحہ ۱۱۲ مین ہے خود اپنے اندر تعارض رکھتی ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو یہ لکھدیا کہ بعثت کے پہلے یہ معراج ہوئی تھی اور پھر اوسی حدیث مین یہ بہی لکھا ہے کہ نمازین پانچ مقرر کر کے پھر آخر کار ہمیشہ کے لئے پانچ مقرر ہوئین۔ اب ظاہر ہے کہ جس حالت مین یہ معراج نبوت سے پہلے تہی تو اسکو نمازون کی فرضیت سے کیا تعلق تہا؟ اور قبل از وحی جبریل کیونکر نازل ہو گیا؟ اور جو احکام رسالت سے متعلق تہے وہ قبل از رسالت کیونکر صادر کئے گئے۔ انتہیٰ بلفظہ ملخصاً۔

قادیانی صاحب کے اعتراضات کے جوابات

پس ہم قادیانی صاحب کی اعتراض اول کو نظر انداز کر کے اول اعتراض ثانی کو باطل کرتے ہین جو اونہون نے تعدد معراج کے ابطال مین بیان کیا اور جو دراصل ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ

دوسرے اعتراض کا جواب

کا ایک کہنہ اور بوسیدہ اعتراض ہے اور جسکو قادیانی صاحب نے غیر مہذب الفاظ ملا کر اپنی

تعدد معراج کا ثبوت

طرف منسوب کر لیا ہے اور ہم اس اعتراض ثانی کے باطل کرنے کے لئے فتح الباری شرح صحیح بخاری کو بطور سند پیش کرتے ہین جو کہ ایک مسلمہ کتاب ہے۔ پس احمد عسقلانی اپنی کتاب کی جلد ہفتم کے صفحہ ۱۵۲ مین لکھتے ہین کہ امام ابو شامہ کا میلان اسی طرف ہے کہ معراج مین تعدد ہوا اور کئی دفعہ واقع ہوا۔ چنانچہ امام ابو شامہ نے اس کے ثبوت مین اس حدیث سے تمسک کیا جسکو بزار اور سعید ابن منصور نے ابی عمران الجونی کے طریق سے حضرت انس سے مرفوعاً تخریج کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے مین بیٹھا ہوا تہا کہ جبریل علیہ السلام آگیا اور میرے دونون کاندہون کے درمیان زور سے ہاتھ مارا اور ہم دونون ایک درخت کی طرف کہڑے ہوئے جس مین پرندے کے دو آشیانون کی طرح کچھ تہا۔ ایک مین جبریل بیٹھا اور دوسرے مین مین بیٹھا اور وہ درخت اونچا

وجنح الامام ابو شامة الى وقوع المعراج مراراً واستند الى ما اخرجه البزار وسعيد بن منصور من طريق ابن عمران الجوني عن انس رفعه قال بينا انا جالس اذ جاء جبريل فوكز بين كتفي فقمنا الى شجرة فيها مثل وكري الطائر فقعدت في احدهما وقعد جبريل في الآخر فارتفعت حتى سدت الخافقين - الحديث وفيه ففتح لي باب من السماء فرأيت النور الاعظم واذا دونه حجاب رفرف الدر والياقوت وقال العلامة ابن حجر ورجاله لا باس بهم - الا ان الدارقطني ذكر له قصة اخرى - الظاهر انها وقعت بالمدينة ولا بعد في وقوع امثالها

ہوتا گیا یہان تک کہ اوس نے خافقین کو روک لیا - اور سر مین ہے کہ میرے لئے آسمان کا ایک دروازہ کہولا گیا اور مین نے نورِ اعظم کو دیکہا جس کی پستی مین حجاب رفرف تہا جو موتی اور یاقوت تہا - علامہ ابن حجر کہتے ہے کہ اس حدیث کے رجال ایسے ہین جن سے کوئی خوف نہین مگر دارقطنی نے اس کے متعلق ایک دوسرا قصہ بیان کیا ہے - اور ظاہر یہی ہے کہ یہہ واقعہ مدینہ مین واقع ہوا اور ایسے وقایع کے وقوع مین کوئی استبعاد نہین - ہان مستبعد تو وہ تعدد ہے جو اوس قصہ معراج مین واقع ہو جس مین ہر نبی سے آنحضرت کا پوچہنا اور ہر دربان آسمان کا پوچہنا واقع ہے کہ کیا یہ نبی مبعوث ہو چکا ہے اور کیا پانچ نمازین فرض کی گئی ہین؟ - کیونکہ حالت بیداری مین ایسے امور کا تعدد موزون نہین ہے - پس یہی متعین ہے کہ بعض مختلف روایات کو بعض کی طرف رد کیا جاوے یا بعض کو بعض پر ترجیح دی جاوے - مگر ان تمام امور کا تعدد حالت خواب مین واقع ہونا کوئی مستبعد نہین کہ خواب مین ان امور کا متعدد طور سے وقوع بطریق توطیہ ہو - اور پہر اوسی کے مطابق حالت یقظہ مین ہو جیسے کہ قبل ازین بیان ہو چکا ہے کہ مہلب نے ایک طائفہ سے اور ابونصر بن القشیری اور ابوسعید نے شرف المصطفے مین کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کئی معراجین ہوئین - بعض تو اُن مین سے حالت یقظہ مین ہوئین اور بعض حالت خواب مین - معہذا قطب الوقت شیخ محی الدین ابن العربی

> و انما المستبعد وقوع التعدد فی قصة المعراج التی وقع فیہا سوالہ عن کل نبی و سوال اھل کل باب ہل بعث الیہ و فرض الصلوٰۃ الخمس و غیر ذلک فان تعدد ذلک فی الیقظۃ لا یتجہ فیتعین رد بعض الروایات المختلفۃ الی بعض و الترجیح الا انہ لا بعد فی وقوع جمیع ذلک فی المنام توطیۃ ثم وقوعہ فی الیقظۃ علی وفقہ کما تقدم -
>
> فتح الباری جلد (۷) صـ۱۵۲

محی الدین ابن العربی کا قول تعدد معراج اور جسمانی معراج کا ثبوت

رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ کے بقیہ جلد سوم کے صـ۳۴۴ اور باب (۳۶۷) مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج مع الجسم کے اثبات مین توضیح دلایل کے ساتھ فرماتے ہین کہ کل مواطن مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم مبارک کے ساتھ معراج ہوئی وہ ایک ہی بار ہوئی اور کل چونتیس بار جو آنحضرت کو معراج ہوئی اون مین سے ایک کے سوا باقی ہر دفعہ فقط روح کیساتھ معراج ہوتی رہی - چنانچہ اس قصہ کو اس طرح شروع فرمائی ہین فلما اصبح ذکر ذلک للناس فالمومن بہ

کہ جب صبح ہوتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات
کی اسریٰ کا واقعہ لوگون سے بیان فرمایا تو ایمان والون
نے تصدیق کردی اور جنہین ایمان نصیب ہوا اُنہون نے
آنحضرتؐ کے اس بیان کی تکذیب کی - اور جو بین بین
تھا یعنی نہ پورا مومن اور نہ پورا کافر اوسنے اوس کی
تصدیق مین شُبہہ رکھا - پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس قافلہ کا ذکر کیا اور نیز اوس شخص کا بیان فرمایا جو
وضو کر رہا تھا یہان تک کہ قافلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے ارشاد کے مُطابق بتاریخ مقرر آپہونچا اور کفّار
نے اوس شخص سے حضرت کے ارشاد کی تصدیق چاہی
پس اوسنے ویسے ہی پیالہ پانی کا اولٹ جانیکا اقرار
کیا جیسے کہ آنحضرت نے بیان فرمایا تھا - پھر کُفّار مین سے
ایک شخص نے جو بیت المقدّس کو دیکھے ہوئے تھا آنحضرتؐ
سے بیت المقدس کا نقشہ دریافت کیا - حالانکہ شب
اسریٰ مین آنحضرتؐ نے بیت المقدس کا اوسی قدر حصّہ
دیکھا تھا جسقدر حصہ مین کہ آنحضرت نے رفتار کی اور نماز پڑھی
لیکن اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس آنحضرت کی آنکھون
کے سامنے کردیا اور نقشہ بیان فرمانا شروع کردیا اور کوئی
انکار نہ کرسکا - پس اگر اسراء فقط روح کو ہوتی اور ایک
ایسی ہی رویاء ہوتی جیسے کہ کوئی سویا ہوا خواب دیکھتا ہے
تو کوئی بھی انکار نہ کرتا اور نہ کوئی جھگڑا کرتا بلکہ کُفّار کا انکار

صدّقه وغیر المؤمن به کذّبه والشاک ارتاب فیه ثم
اخبرهم بحدیث القافلة وبالشخص الذی کان
یتوضاء واذاً بالقافلة قد وصلت کما قال فسألوا
الشخص فاخبرهم بقلب القدح کما اخبرهم رسول الله
وسأل شخص من المکذبین ممن رأی بیت المقدس
ان یصفه لهم ولم یکن رأی منه صلی الله علیه وسلم
الا قدر ما مشی فیه وحیث صلی فرفعه الله له حتی
نظر الیه فاخذ ینعته للحاضرین فما انکروا من نعته
شیئاً ولو کان الاسراء بروحه ذتکون رؤیا رآها
کما یری النائم فی نومه ما انکره احد ولا نازعه احد
وانما انکروا علیه کونه اعلمهم ان الاسراء کان
بجسمه فی هذه المواطن کلها وله صلی الله علیه
وسلم اربعة وثلاثون مرة الذی اسری به منهما
اسراء واحد بجسمه والباقی بروحه رویاء رآها
واما الاولیاء فلهم اسراءات روحانیة برزخیة
یشاهدون فیها معانی متجسدة فی صور محسوسة
للخیال یعطون العلم بما تتضمنه تلک الصور من
المعانی ولهم الاسراء فی الارض وفی الهواء غیر انهم
لیست لهم قدم محسوسة فی السماء وبهذا زاد
علی الجماعة رسول الله صلے الله علیه وسلم باسراء
الجسم واختراق السماوات والافلاک حساً وقطع

اور استبعاد اسی وجہ سے تہا کہ آنحضرت صلعم نے اون کو یہی اطلاع دی
تہی کہ آنحضرت صلعم کو سب مواطن مین جسم کے ساتہہ اسرا ہوئی ہے۔
اور آنحضرت صلعم کو کل چونتیس مرتبہ معراج ہوئی۔ لیکن جسم کیساتہہ
ایک ہی مرتبہ اسرا ہوئی اور باقی معراجین فقط روح کے ساتہہ
ہوئین۔ اور قطع نظر اس کے اولیاء اللہ کے لئے بہی روحانی
اور برزخی طور سے اسرائین اور معراج ہوا کرتی ہین لیکن وہ اون
اسراآت مین اون معانی متجسدہ کا مشاہدہ کرتے ہین جو اون کی
قوت خیالیہ مین بصور محسوسہ متجسد ہوتے ہین۔ اور اون کو اون
معانی کا علم حاصل ہوجاتا ہے جو اون صورتون کے اندر مفوت
ہوتے ہین۔ اور علاوہ اسکے اولیاء اللہ کو زمین اور ہوا مین
بہی اسرا ہوتی ہے مگر آسمان مین اون کا قدم محسوس نہین ہوتا
اور اسی ایک بات مین اولیاء اللہ کی جماعت پر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی معراج کو تشرف ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و
سلم کے جسم مبارک کو اسرا ہوئی اور حساً اور عیناً آسمانون مین
خرق ہوا اور مسافت حقیقیہ اور محسوسہ قطع ہوئین۔ اور یہ سب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثون کے لئے معنیً ہے نہ
حساً۔ پس اولیاء اللہ کی معراجین روحی اور رویت قلوب اور صور
برزخیہ اور معانی متجسدہ ہین اور جب مجھے معراج ہوئی وہ بہی
اسی قسم کی تہی جسکو ہمنے اپنی کتاب الاسرار و ترتیب الرحلہ
مین ذکر کیا ہے۔ اور ہم عنقریب اہل اللہ کی اسرا کا ذکر کرتے
ہین جب مجہے علے الخصوص اللہ تعالی نے اس ہم اطلاع دی۔

مسافات حقیقیة محسوسة و ذلک کله
لورثته معنی لا حسا من السموات فما فوقها
فلنذکر من اسراء اهل الله ما اشهدنی الله
خاصة من ذلک فان اسراءهم مختلف
لانها معانی متجسدة بخلاف الاسراء
المحسوس فمعارج الاولیاء معارج ارواح
و رؤیة قلوب و صور برزخیات و معان
متجسدات - فما شهدته من ذلک وقد
ذکرنا فی کتابنا المسمی بالاسراء و ترتیب الرحلة
فتوحات مکیة باب (۳۶۷) ص ۳۴۲ بقیہ جلد ۳

واسری به الی المسجد الاقصی ثم الی السدرة
المنتهی والی ماشاء الله وکل ذلک بجسده صلی الله
علیه وسلم فی الیقظة ولکن ذلک فی موطن هو
برزخ بین المثال والشهادة جامع لاحکامها
فظهر علی الجسد احکام الروح وتمثل الروح والمعانی
الروحیة اجساداً ولذلک بان لکل واقعة من
تلک الوقائع تعبیر وقد ظهر نحو قبل وموسی
وغیرهم علیهم السلام نحو من تلک الوقائع وکذلک
لاولیاء الامة لیکون علو درجاتهم عند الله
کحالهم فی الرؤیاء والله اعلم - اما شق الصدر
و ملؤه ایماناً فحقیقته غلبة انوار الملکیة و

کیونکہ اون کی اسرا مین مختلف ہین اس لئے کہ وہ برخلاف اسرار
محسوس کے معانی متجسدہ ہوتی ہین - پس حضرت شیخ محی الدین
ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے اس تمام بیان سے ہماری مولنا

شاہ ولی اللہ کا قول جسمانی معراج کی نسبت

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے اوس قول
مکشوف کی حقیقت کھل گئی جو حقیقت معراج
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین اونہون نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو بیقظہ مین پہلے مسجد
اقصی پھر سدرۃ المنتہی پھر ماشاء اللہ تک اسرا ہوئی - لیکن یہ
سب ایسے موطن مین ہوئی جو مثال اور شہادت کے مابین
برزخ اور ہر دو کے احکام کے لئے جامع ہے - چنانچہ آنحضرت صلعم
کے جسد پر روح کے احکام ظاہر ہوگئے اور روح اور معانی روحیہ
کا تمثل بصورت اجساد ہوگیا اور اسی سے ہر اوس واقعہ کی تعبیر
ظاہر ہوتی ہے جو اسرا مین پیش آئے - اور بغیر اسرا کی اسی

انطفاء لہب الطبيعة وخضوعها لما يفيض
عليها من حظيرة القدس واما ركوبه على البراق
فحقيقته استواء نفسه النطقية على نسمته
التي هي الكمال الحيواني فاستوى راكبا
على البراق كما غلبت احكام نفسه النطقية
على البهيمية وتسلطت عليها واما تخميس صلوات
بلسان التجوز لانها خمسون باعتبار الثواب
ثم اوضح الله مراده تدريجا ليعلم ان الحرج
مرفوع وان النعمة كاملة وتمثل هذا المعنى
مستندا الى موسى عليه السلام فانه اكثر
الانبياء معالجة للامة ومعرفة بسياستها
واما بكاء موسى فليس لحسد ولكنه مثال لفقده
عموم الدعوة وبقاء كمال لم يحصله مما هو في جبلته
حجۃ اللہ ص ۳۸

قسم کے وقائع بصورت مثالی حضرت حزقیل اور موسیٰ وغیرہ صلوات اللہ علیہم پر بھی ظاہر ہوے اور اسی
طرح اولیا امت کے لیئے تاکہ عند اللہ اون کے علو درجات ویسے ہی ہون جیسے کہ وہ رویا مین دیکھین -
اسکے بعد علی الاتصال حضرت شاہ ولی اللہ نے اون تمام وقائع کی تعبیرات بیان کین جو اسرا کے
وقت پیش آئے - جیسے شق الصدر اور رکوب براق اور ملاقات انبیا اور رقی سماوات اور سدرۃ المنتہی
اور انا لبن وخمر - اور اخیر مین صلوات خمسہ کے امر کی متعلق کہا کہ وہ باعتبار ثواب کے خمسون ہی ہین اور اللہ
تعالی نے تدریجاً اپنی مراد کا اظہار فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ حرج مقصود نہین اور نعمت کامل ہوچکی ہے اور اس

حضرت موسیٰ کی بکا کی وجہ

معنی کا تمثل حضرت موسیٰ کی طرف اسلئے مستند ہوا کہ سب انبیا علیہم السلام سے زیادہ
اون کو اپنی امت کیساتھ معاملہ تہا اور سیاست امت کے امور مین وہ سب سے زیادہ معرفت رکھتے تہے اور موسیٰ کا

رونا اس جسم کیساتھ نہتا بلکہ وہ مثال تہی اور رونا اس معنی پر متمثل ہوا کہ اون کو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح دعوتِ عامہ حاصل نہوئی اور اون کو وہ کمال نہ ملا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اون کو بالمواجہ دکہائی دیا - مؤلف کہتا ہے کہ بیشک رونیکی علت وہی ہے جو حضرت ولی اللہ نے بیان کی اور اسی معنی کی طرف اوس حدیث نبوی مین اشارہ ہی جو ارشاد ہوا کہ اگر موسٰی زندہ رہتے تو میری اتباع بغیر اون کو چارہ نہتا اور اسی سے قادیانی صاحب کا اعتراض اوّل باطل ہوجاتا ہے جو اونہون نے حضرت موسٰیؑ کی بکا اور تعین مقامات انبیا کے ساتھ کیا ہے - جیسے کہ اوس کا بیان آئیگا - اور اگر ہمارے فہم نے غلطی نہین کی تو ہم حضرت ولی اللہؒ کے قول سے قطعاً استنباط کرتے ہین کہ اونہون نے حضرت ابن العربی کی طرح اور اونہین کے مسلک پر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اسراء جسدی کا اقرار کر لیا - لیکن فرق اتنا ہے کہ سوائے معراج مین آنحضرت کو روح اور دیگر معانی روحیہ باجساد مثالی ظاہر ہوئے جیسے کہ حضرت خرقیل اور موسٰی وغیرہ انبیاء علیہم السلام اور دیگر اولیاء کرام کو ایسے وقایع عالم رؤیا یا عالم کشف القلوب مین بصورت مثالی و برزخی نظر آئے اور فقط اون کی روحون کو معراجین ہوئین نہ اجساد کو چنانچہ (توراتِ سفر تکوین باب ۲۸ درس ۱۲ - ۷ امین) معراج یعقوبؑ کی نسبت لکہا ہے کہ پس بخواب دید

> لو كان موسى حيًّا في ذمته ما وسعه الا اتباعي - احمد بيهقي في شعب الايمان من حديث جابر - لو بدا لكم موسى فاتبعتموه وتركتموني لضللتم عن سواء السبيل ولو كان حيًّا وادرك نبوتي لاتبعني دارمی - اخرجہ

حضرت یعقوبؑ کی معراج

کہ اینک نردبانے بزمین برپا گشتہ سرش بآسمان می خورد و اینک فرشتگان خدا ازان بہ بالا و زیر میرفتند و اینک خداوند بران ایستادہ میگفت من خداوند خدائے پدرت ابراہیم و ہم خدائے اسحٰق ام این زمینیکہ بران بخوابی بتو و بہ ذریتِ تو میدہم و ذریت تو مانند خاک زمین گردیدہ بمغرب و مشرق و شمال و جنوب منتشر خواہند شد و اینک من باتو ام و ہر جائیکہ میروی ترا نگاہ داشتہ باین زمین باز پس خواہم آورد تا بوقتیکہ آنچہ بتو گفتہ ام بجا آورم ترا در انجا ہم نگذاشت و یعقوبؑ از خواب خود بیدار شدہ گفت بدرستیکہ خداوند درین مکان است و من ندانستم - پس ترسیدہ گفت کہ این مکان چہ ترسناک است این نیست مگر خانہ خدا و این است دروازہ آسمان ؎

مگر جائے غور ہے کہ ایسی معراج مین کیا تفوق ہے اور ایسے خوابون کو معراج نبوی سے کیا نسبت؟ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا رتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ قادیانی صاحب یا سید احمد خان کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کو ایک خواب یا رویاء قلب یا معراج روحی کہین جو بقول حضرت ابن العربی بوجہ اتم و بطریق محقق بصورت برزخیہ و معانی متجسدہ اکثر اولیاء اللہ کو اور خود اون کو ہوئی - اور اگر ہمارا فہم غلطی کرے اور بقول سید احمد خان صاحب ہم فرض کرلین کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا منشاء اس قول سے ویسا ہی نہین ہے جیسا کہ حضرت ابن العربی کا ہے اور اونہون نے اسراء نبوی کو حضرت حزقیل اور موسیٰ اور دیگر اولیاء اللہ کے وقائع کی طرح ایک رویاء روحی اور معنی برزخی خیال کیا ہے تو ہم بلاشبہہ کہہ اوٹھین گے کہ یہہ حضرت ولی اللہ کی خود اپنی معراج مکشوفہ ہے جسپر اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کو قیاس کرلیا جسکے کوئی معنی نہین اور کوئی وجہ نہین کہ اون کے کشفی قول کو اون مشاہیر اور جماہیر صحابہ کے قول پر ترجیح دی جائے جنہون نے نور نبوت سے بالمشافہ اس معنی کا استفاضہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج بالجسد بحالت یقظہ ہوئی اور آنحضرت کی روح مبارک جسم کے ساتھ پہلے بیت المقدس پھر آسمانون پر اوٹھائی گئی

چنانچہ شفاء قاضی عیاض مین ہے کہ معظم سلف اور مسلمین کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جسد کے ساتھ اور بحالت یقظہ اسراء ہوئی اور یہی حق ہے اور یہی قول ابن عباس اور جابر اور انس اور حذیفہ اور عمر اور ابی ہریرہ اور مالک بن صعصعہ اور ابی حبۃ البدری اور ابن مسعود اور ضحاک اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور ابن مسیب اور ابن شہاب اور ابن زید اور حسن اور ابراہیم اور مسروق اور مجاہد اور عکرمہ اور ابن جریج کا اور یہی عائشہ کا مذہب مختار ہے اور یہی قول طبری اور ابن حنبل اور

(وہ صحابہ اور تابعین اور ائمہ مذہب مسلمین کے اسماء جنہون نے جسمانی معراج ہونا کہا)

و ذهب معظم السلف والمسلمين الى انه اسراء بالجسد في اليقظة وهو الحق وهذا قول ابن عباس وجابر وانس وحذيفة وعمر وابي هريرة ومالك بن صعصعة وابي حبة البدري وابن مسعود والضحاك وسعيد ابن جبير وقتادة وابن المسيب وابن شهاب وابن زيد والحسن وابراهيم ومسروق ومجاهد وعكرمة وابن جريج وهو دليل قول عائشة وهو قول الطبري وابن حنبل وجماعة عظيمة من المسلمين وهو قول اكثر المتاخرين من الفقهاء والمحدثين و المتكلمين والمفسرين وعن حذيفة بن اليمان قال

مسلمین کی جماعت عظیمہ کا ہے۔ اور یہی قول اکثر متأخرین کو فقہاء اور محدثین اور متکلمین اور مفسرین کا ہے یہانتک کہ حذیفہ بن یمان نے حلف کے ساتھ کہا کہ جبرئیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسراء سے واپس ہونے تک براق کی پشت سے جدا نہوئے۔ بلکہ یہی قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اسی کی تصدیق سے اون کا لقب صدیق اکبر ہوا۔ پس قول اسراء روحی اور رویائے روحی جس کی بنا فقط دو صحابہ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے قول پر بنی جاتی ہے وہ ان جماہیر صحابہ کے اقوال کا مقابلہ نہیں کر سکتا خصوصاً اوس صورت میں جبکہ یہ خود علاوہ اسراء جسدی کے اسراء روحی کے بھی قایل ہیں اور نیز قاضی عیاض شفا میں اور علامہ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ کے مقصد خامس میں تصریح فرما رہے ہیں کہ حضرت عائشہ رض سے مذکور حدیث کا مروی ہونا باطل اور غیر ثابت ہے۔ کیونکہ اول تو اس حدیث کے راویوں میں انقطاع ہے اور ثانیاً معراج کے وقت ابھی حضرت عائشہ رض پیدا بھی نہوئی تہیں اور بقولے وہ اوسوقت

حضرت عائشہ کا قول رویائے روحی صحیح نہیں

... الله ما زالا عن ظهر البراق حتی رجعا۔
(شفاء قاضی عیاض)

عن عائشة ما فقدت (ما فقد) جسد رسول الله صلعم ويبطلها ما روي انه لم يدخل بها الا بعد الهجرة والاسراء انما كان بمكة بعد خمس سنين من البعثة فعائشة لم تحدث به عن مشاهدة لانها لم تكن حينئذ زوجه ولا في سن من يضبط ولعلها لم تكن ولدت بعد على الخلاف في الاسراء متى كان فان الاسراء كان في اول الاسلام على قول الزهري ومن وافقه بعد المبعث بعام ونصف وكانت عائشة في الهجرة بنت نحو ثمانية اعوام۔ وقد قيل كان الاسراء لخمس قبل الهجرة وقيل قبل الهجرة بعام والاشبه انه لخمس والحجة لذلك تطول ليست من غرضنا۔ فاذا لم تشاهد ذلك عائشة دل على انها حدثت بذلك عن غيرها فلم يرجح خبرها على خبر غيرها بقول خلافه مما وقع نصا في حديث ام هانی وغيره۔ وايضا فليس حديث عائشة بالثابت والاحاديث الاخر اثبت لسنا نعني حديث ام هانی وما ذكرت فيه خديجة بل الذي يدل عليه صحيح قولها انه بجسده لانكارها ان تكون رؤياه لربه رؤيا عين ولو كانت عندها مناما لم تنكره۔ شفاء قاضی عیاض۔

والمروي عند ابن اسحق حدثني بعض آل ابي بكر ان عائشة كانت تقول (ما فقد جسده الشريف) ولكن اسرى بروحه قال الشامي كذا فيما وقفت

ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں پہنچ کر نہ آئی تھین اور اون کی عمر اوس وقت آٹھ برس کی تہی وہ آپ قابل نہ تھین ایسے واقعہ کو ضبط کے ساتھہ روایت کرتین پس جبکہ اونہون نے اپنے

علیہ من نسخ السیر فقد بالبناء للمفعول وفی سندہ من انقطاع وراو مجہول۔ وقال ابن وحیۃ فی التنویر انہ حدیث موضوع علیہا۔ وقال فی معراجہ الصغیر قال امام الشافعیۃ ابو العباس بن سریج ھذا حدیث لا یصح وانما وضع ردًا للحدیث الصحیح۔ وقال التفتازانی فی الجواب علی تقدیر الصحۃ ای ما فقد جسدہ عن الروح بل کان مع روحہ وکان المعراج للجسد والروح جمیعاً۔ (زرقانی۔ مقصد خامس صـ۷)

مشاہدہ کی روایت نہین کی بلکہ غیر کی روایت بیان فرمائی تو کوئی وجہ نہین کہ اونسی اضبط اور احفظ اور اثبت احادیث کو ترک کردیا جائے خصوصًا ام ہانی کی وہ حدیث جس مین تصریح ہے کہ جسم مبارک کی ساتھہ آنحضرت کو معراج ہوئی کیونکہ اوس مین انکار کیا گیا ہے کہ آنحضرت نی اللہ تعالی کو ان آنکھون سے نہ دیکھا۔ پس اگر وہ معراج روحی کی قائل ہوتین تو ہرگز صراحت کیساتھہ رویائے عین کا انکار نہ کرتین کیونکہ روحی اور حالت منام کے واقعہ مین ایسا انکار بے وجہ ہے۔ اور زرقانی مین ابن وحیہ سے منقول ہو کہ اونہون نی تصریح فرمادی ہے کہ عائشہ کی یہ حدیث موضوع ہے اور امام الشافعیہ ابو العباس فرماتی ہین کہ صحیح حدیث کے رد کرنے کے لئے یہ حدیث وضع کی گئی ہے۔ اور شامی لکھتا ہے کہ ابن اسحٰق وغیرہ کی روایت مین لفظ ما فقد بصیغۂ مفعول جو مروی ہے یہی اکثر نسخ سیر مین پایا گیا ہے اور بتقدیر صحت اس حدیث کی علامہ تفتازانی نے اس کی اس طرح تاویل کی ہے کہ آنحضرت کا جسم مبارک روح سے مفقود نہوا۔ بلکہ جسم اور روح دونون ساتھہ ساتھہ تھے۔ اور بظاہر یہی مقصود صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ کی دوسری حدیث مین جسکو

خود عائشہؓ کی حدیث سے معراج جسمانی کا ثبوت

حاکم نے تخریج کیا ہے صریح یہی معنی ہین چنانچہ فرمایا حضرت عائشہؓ نے جبکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی گئی تو آنحضرت نے صبح ہوتے ہی لوگون سے اسریٰ شب کے واقعات بیان فرمائے پس بعض ایمان والے بہی اس کے سنتے ہی مرتد ہوگئے

اخرج الحاکم عن عائشۃ قالت لما اسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصیٰ اصبح یحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کانوا آمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر فقالوا ھل لک فی صاحبک یزعم انہ اسری بہ الی بیت المقدس وجلو قبل ان یصبح

اور حضرت ابی بکر کی طرف دوڑتے ہوئے گئے اور پوچھا
کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا صاحب زعم کرتا ہے کہ وہ آج کی
رات بیت المقدس کو گیا اور صبح ہونے سے پہلے واپس
بھی آگیا۔ ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیا میرے صاحب نے
کہا ہے؟ - اونہوں نے جواب دیا کہ ہاں کہا ہے!

قال لو قال ذلک قالوا نعم - قال لئن قال ذلک لقد
صدق - قالوا فتصدقہ انہ ذهب اللیلۃ الی بیت
المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ
بما هو ابعد من ذلک - اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ
او روحۃ فلذلک سمی ابوبکر الصدیق - ازالۃ الخفاء ص ۲۰۵

ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر میرے صاحب نے ایسا کہا ہے تو ضرور سچ کہا ہے - اونہوں نے پوچھا کہ پھر تو اوس کی
تصدیق کرتا ہے؟ - ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ہاں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں! اور یہہ کیا بلکہ اس سے
بعید تر کی بہی تصدیق کروں گا جو آسمانوں کی خبر کے متعلق غدوہ یا روحہ یعنی طلوع شمس کے قبل یا زوال کے
بعد دیگا - اور اسی وجہ سے اون کا نام صدیق ہوا -

حدیث معاویہ رض کا جواب

اور حدیث معاویہ رض کے متعلق ملا علی قاری منہاج العلوی میں لکھتے ہیں کہ وہ اسراے
نبوی کے وقت ابھی ایمان نہ لائے تھے پس اون کا
بروقت ایک سوال کے یہ جواب دینا کہ کانت رؤیا صالحۃ
اسرائے جسدی کی نسبت نہیں جو کہ ان کے ایمان سے
اول اور ان کے علم سے باہر تھا - معہذا شفا میں ہے
کہ آیۂ فتنہ میں اول تو شان نزول واقعہ حدیبیہ ہے
جس سے نفوس صحابہ میں کئی ایک شبہات گذرے اور
ثانیاً رؤیا منام میں کوئی فتنہ نہیں ہو سکتا - کیونکہ
ایسا تو ہر شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ ایک ہی
ساعت میں زمین سے آسمان اور مشرق سے مغرب
تک جا پہونچا - معہذا صحیح بخاری میں خود حضرت ابن
عباس کا قول ہے کہ رؤیا سے مراد رؤیا عین ہے

احتجوا بقولہ وما جعلنا الرؤیا فسماها رؤیا قلنا سبحان الذی
اسری بعبدہ لانہ لا یقال فی النوم اسری وقولہ فتنۃ
للناس یؤید انها رؤیۃ عین واسراء شخص اذ لیس
فی الحلم فتنۃ ولا یکذب بہ احد لان کل احد یری مثل
ذلک فی منامہ من الکون فی ساعۃ واحدۃ فی اقطار متباینۃ
علی ان المفسرین قد اختلفوا فی هذه الآیۃ فذهب
بعضهم الی انها نزلت فی قضیۃ الحدیبیۃ وما وقع فی
نفوس الناس من ذلک - شفاء قاضی عیاض ج
قال ابن الانباری الرؤیا وان کانت فی المنام فالعرب
استعملتها فی الیقظۃ کثیرا فهو مجاز مشهور کقول الراعی
فکبر للرؤیا وهش فوادہ ✦ وبشر نفسا کان قبل یلومها

رؤیا کے معنی رویت چشم بھی

جو شب اسریٰ میں آنحضرت کو نصیب ہوئی - اور یہی قول کرمانی کا ہے - معہذا علامہ خفاجی

وعلیہ اکثر المفسرین (فی آیۃ الفتنۃ) یعنی ما راٰہ لیلۃ المعراج یقظۃ علی الصحیح - (شرح درۃ الغواص للخفاجی)

شرح درۃ الغواص کے صفحہ ۱۴۷ میں ابن ابری سے نقل کرتا ہے کہ رؤیا اگرچہ خواب میں ہوتا ہے لیکن عرب نے اکثر اوس کو حالت یقظہ کے لئے استعمال کیا ہے - پس وہ مجاز مشہور ہے جیسے کہ راعی نے اپنے اشعار میں کہا اور اکثر مفسرین نے رؤیا کے یہی معنی لئے اور یہی صحیح ہیں - اور یہی معنی متنبی کے شعر سے پائے جاتے ہیں جو کہا ہے ورؤیاک احلی فی العیون من الغمض - یعنی تیرا دیدار آنکھوں میں نیند میں اونگھنے سے زیادہ تر لذیذ ہے -

اسری کے معنی سیر برفتار بھی ہے

اور اسی طرح بقول قاضی عیاض سرای کا استعمال نیند میں نہ ہوا اور اگرچہ بقول صراح سُریٰ اور مسریٰ اور اسرا سیر شب کے ساتھہ مختص ہیں یعنی بہ شب رفتن لیکن مشکوٰۃ کے باب المعجزات میں براء بن عازب کی حدیث کے الفاظ سے اسرای کا استعمال رات اور دن کبھی دونوں میں رفتار اور سیر کر نیمیں ہی ہوا - یعنی اوس سی سیر بیداری منصوص ہے نہ سیر خواب - چنانچہ عازب نے حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے قصۂ غار کی نسبت باین الفاظ استفسار کیا کہ

کیف صنعتما حین سریت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اسرینا لیلتنا ومن الغد حتی قام قایم الظہیرۃ وخلا الطریق لا یمر فیہ احد - (مشکوٰۃ)

جب تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ مکہ سے مدینہ کی طرف رات کیوقت سفر کیا تو تم دونوں کی کیا حالت رہی؟ - اسکے جواب میں حضرت ابی بکر صدیق نے فرمایا کہ ہمنے اوس تمام رات اور اوس کے دوسرے دن کی دوپہر تک اسرا یعنی سفر کیا - یہان تک کہ آفتاب سمت الراس کو آگیا اور راستے راہگذرون سے خالی ہوگئے - پس ظاہر ہے کہ اس حدیث مبارک میں بھی سرا اور اسراء دونون الفاظ کا استعمال سفر شب و روز بحالت یقظہ منصوص ہے اور اس سے سفر روحی بحالت نوم ہرگز مفہوم نہین اور لفظ لیل او رعند نے اپنا کوئی تصرف اوسکے اصلی معنی مین نہ کیا -

پس ان تمام بیانات سے قطعاً ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسرا دیگر انبیاء کی طرح روحی اور کشفی نہ تھی بلکہ آنحضرت کو جسم کے ساتھہ اسرا ہوئی - اور احادیث جو اس باب مین بطریق تواتر وارد ہین وہ

بظاہر یہی معنی کے لیے مثبت ہیں اور وہ بمجموعہ دلالت کرتی ہیں کہ مسجد حرام سے بیت المقدس اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ اور وہاں سے وراء الوراء تک ایک ہی اسرا رہے اور یہی معنی بسند انس اور ثابت بنانی کی حدیث کے طریق اجود ثابت ہیں۔ چنانچہ قاضی عیاض شفا میں لکھتے ہیں کہ ثابت نے

حدیث ثابت رضی اللہ عنہ سے معراج جسمانی کا ثبوت اور اوس کی جودت

یہ حدیث حضرت انس سے نہایت خوبی اور جودت کے ساتھ بیان کی ہے جو دوسرے کسی راوی نے حضرت انس سے ایسی باصواب روایت نہیں کی اور ثابت رضی اللہ کے غیر نے انس کی روایت میں اختلاط کر دیا خاص کر وہ حدیث جو شریک بن ابی نمر نے روایت کی۔

قال القاضی رضی الله عنه جود ثابت رحمه الله هذا الحدیث عن انس ما شاء ولم یأت احد عنه باصوب من هذا وقد خلط فیه غیره عن انس تخلیطا كثیرا لا سیما من روایة شریك بن ابی نمر - شفا ص ۸۲

احادیث کے الفاظ مختلفہ کی تطبیق

ہاں بعض احادیث کے الفاظ ہیں جو کہ غیر ثابت رضہ سے مروی ہیں مثل بین النائم والیقظان یا وهو نائم اور استیقظت وارد ہے۔ اس کی نسبت قاضی عیاض اور احمد عسقلانی فرماتے ہیں کہ ان الفاظ میں کوئی حجت نہیں۔ کیونکہ محتمل ہے کہ جبریل علیہ السلام کے آنے کے وقت یا اسرا کے شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہوں۔ اور ان الفاظ والی احادیث میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے معلوم ہو کہ تمام اسرا میں سوتے ہوں۔ ہاں لفظ ثم استیقظت فی الجملہ سونا نکلتا ہے لیکن اسکے معنی صبح کرنے کے بھی ہیں یا محتمل ہے

و قوله فی حدیث آخر بین النائم والیقظان و قوله ایضا نام بینا و قوله وهو نائم و قوله ثم استیقظت فلا حجة فیه اذ قد یحتمل ان وصول الملك الیه كان وهو نائم واول حمله والاسراء به وهو نائم ولیس فی الحدیث انه كان نائما فی القصة كلها الا ما یدل علیه ثم استیقظت وانا فی المسجد الحرام فلعل قوله ثم استیقظت بمعنی اصبحت او استیقظت من نوم آخر بعد وصوله بیته ویدل علیه ان مسراه لم یكن طول لیله وانما كان فی بعضه وقد یكون قوله استیقظت وانا فی المسجد الحرام لما كان غمره من عجائب ما طالع من ملكوت السموات والارض وخامر باطنه من مشاهدة الملاء الاعلی وما رأی من آیات ربه الكبری فلم یستفق ولم یرجع الی حال البشریة الا وهو بالمسجد الحرام - شفا ص ۸۳ و فتح الباری

کہ اسراء کے بعد گہر مین سو گئے ہون - کیونکہ اسراء مین اسقدر وقفہ تو نہ تہا کہ سونیکی مُہلت ملی ہو اور محتمل ہے کہ لیقظہ بمعنی ہوشیاری اور افاقہ کے ہو جو بعد از استغراق الی اللہ اہل اللہ کو حاصل ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیات ربانی کے دیکھنے مین اور ملکوت سموات وارض اور ملاء اعلی کے مشاہدہ مین مستغرق رہے ہون اور اوسی وقت آنحضرت کو استیقاظ اور افاقہ اوس استغراق سے ہوا ہو جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام مین واپس آ پہونچے ہون -

اسی طرح بعض احادیث جن سے شروع اسراء مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مختلف امکنہ مین ہونا پایا جاتا ہے اس کی نسبت مرقات اور لمعات مین ہے کہ ان سب روایات مین اس طرح جمع ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلعم شب اسراء مین اُمّ ہانی[1] کے گہر سوے ہوے تھے - اور اُم ہانی کا گہر ابی طالب کے کوچہ مین تہا پہر اوس کے گہر کی چہت کہل گئی اور آنحضرت صلعم نے بسبب اس کے کہ اوس مین رہا کرتے تھے اوس کو اپنا گہر کہا اور اوسی سے فرشتہ اوترا اور آنحضرت صلعم کو اوس گہر سے نکال کر مسجد کعبہ کی طرف لیگیا درحالیکہ آنحضرت اُم ہانی کے گہر آرام فرما رہے تھے اور نیند کا اثر باقی تہا پہر حطیم سے باب مسجد مین لاکر آنحضرت کو بُراق پر سوار کرایا اور مکہ مین ہونا اس غرض سے بیان فرمایا کہ یہہ واقعہ مکہ مین ہوا نہ مدینہ مین -

ثم اختلفت الروایات فی تعیین مکان الاسراء ففی بعضها انا فی الحطیم وفی بعضها فی الحجر وفی بعضها بینا انا عند البیت وفی بعضها فرج سقف بیتی وانا بمکۃ وفی بعضها اسری بہ من شعب ابی طالب وفی بعضها فی بیت ام ھانی وھو اشهر والجمع بین ھذہ الاقوال علی ما ذکر فی فتح الباری انہ بات فی بیت ام ھانی وبیتها فی شعب ابی طالب ففرج سقف بیتہ واضاف البیت الی نفسہ الشریفۃ لبیتوتتہ فیہ فنزل منہ الملک فاخرجہ من البیت الی المسجد وکان مضطجعاً وبہ اثر النعاس ثم اخرجہ من الحطیم الی باب المسجد فارکبہ البراق ثم قولہ وانا بمکۃ جملۃ حالیۃ للاشعار بان القضیۃ مکیۃ لا مدنیۃ - لمعات مرقات

قادیانی کے پہلے اعتراض کا جواب

اب ہم قادیانی صاحب کے اعتراض اول کے تفصیلی جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہین - گو اعتراض ثانی کے جواب کے ضمن مین اوس کا جواب بہی ادا ہو چکا - کیونکہ ہم بقول حضرت ولی اللہ

[1] بنت ابی طالب ۱۲ -

ذکر کر چکے ہین کہ حضرت موسیٰ کا بکا اس واسطے نہتا کہ اون کو ساتوین آسمان سے آگے کیون رفع نہ ہوئی؟ جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے۔ بلکہ اون کا حسرت بھرا رونا اوس کمال اور عموم دعوت کی فقدان سے تھا جو اونہون نے اپنے مین نہ پایا اور آنحضرتؐ کی ذات مبارک مین بالوجہہ دیکھا۔ چنانچہ اسی معنی کی طرف

بخاری باب المعراج حدیث مالک بن صعصعہ مین اشارہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے آسمان سے آگے بڑہنے لگے تو حضرت موسیٰ رونے لگے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہین کہ رونے کی علت جب اون سے دریافت کی گئی تو کہا کہ مین اس لئے روتا ہون کہ یہہ غلام نوجوان جو میرے بعد مبعوث ہوا اس کی اُمت میری اُمت سے زیادہ جنت مین داخل ہوگی۔ ابن ابی جمرہ فرماتے ہین کہ یہ رونا اپنی اُمت پر رحمت کے باعث تھا۔ کرمانی لکھتے ہین کہ غلام کا اطلاق حقارت کے لئے نہ تہا بلکہ اوس احسان خداوندی کی عظمت کے اظہار مین ہے

فلما تجاوزت بکی (ای موسیٰ) قیل لہ ما یبکیک قال ابکی لان غلاما بعث بعدی یدخل الجنۃ من اُمتہ اکثر من یدخلہا من اُمتی۔ بخاری صفحہ ۵۴۹۔ قال العلماء بکاء موسیٰ کان اسفا علی ما فاتہ من الاجر الذی یترتب علیہ رفع الدرجۃ بسبب کثرۃ من اتبعہ۔ قال ابن ابی جمرۃ ان اللہ تعالیٰ جعل الرحمۃ فی قلوب الانبیاء اکثر مما جعل فی قلوب غیرہم فلذلک بکی رحمۃ لامتہ توشیح۔ قال الکرمانی ذکر الغلام لیس للتحقیر والاستصغار بل ھو لتعظیم منۃ اللہ علی رسولہ من غیر طول العمر۔ انتہیٰ۔ وقد یطلق الغلام ویراد بہ القوی المطری الشاب ولہذا کان اھل المدینۃ یسمونہ حین ھاجر الیہم شابا وابابکر مع انہ اصغر منہ شیخا۔ لمعات بخاری۔ صفحہ ۵۴۹

جو بغیر طول عمر آنحضرتؐ پر ہوا۔ اور ملا علی قاری لکھتے ہین کہ غلام کا لفظ قوی جوان پر بہی اطلاق ہوتا ہی جیسے کہ اہل مدینہ نے ہجرت کیوقت آنحضرتؐ کو شاب بولا اور ابی بکرؓ کو شیخ کہا۔ حالانکہ ابی بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر مین کئی سال چہوٹے تھے۔ اور ہم بقوت ادلہ نہایت وثوق کے ساتھہ لکھتے ہین کہ قادیانی صاحب کا یہ بالکل زعم فاسد ہے جو اونہون نے بظاہر حدیث شریک زعم کیا ہی کہ حضرت موسیٰ یا دیگر انبیاء کے لئے خاص خاص مقامات آسمانون مین مقرر ہوگئے ہین جن سے وہ آگے نہین بڑھ سکتے۔

اور یہہ کہ حضرت موسیٰ کا رونا زیادہ تر رفع کے حصول کے لئے تھا حالانکہ قطعاً ثابت ہے کہ کل نفوس فاضلہ آسمان ہفتم تک

فیلشیعہ من کل سماء مقربوھا الی السماء التی تلیہا حتی ینتھی بہ الی السماء السابعۃ

رفع ہونیکے بعد باامر الٰہی اپنے اپنے ابدان کی طرف واپس کیے جاتے ہین - ہرچند کہ اون کے معارج اور مقامات بسیار رفیع اور اعلیٰ ہوتے ہین - چنانچہ اسی معنی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب اسریٰ مین میری گذر اوس سرخ ٹیلے کے پاس سے ہوئی جہان حضرت موسےٰ علیہ السلام اپنی قبر مین کہڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے - پھر اوسی دم بیت المقدس مین کل انبیاء کا اجتماع ہوا اور آنحضرت نے اون کی امامت کی اور پھر اون کو علیحدہ علیحدہ آسمانون مین دیکھا - چنانچہ بروایت راجح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم کو پہلے آسمان مین دیکھا اور حضرت عیسیٰ اور یحییٰ کو دوسرے آسمان مین اور حضرت یوسف کو تیسرے آسمان مین اور حضرت ادریس کو چوتھے آسمان مین اور حضرت ہارون کو پانچوین آسمان مین اور حضرت موسیٰ کو چھٹے آسمان مین اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو ساتوین آسمان مین -

جداجدا آسمانون مین انبیاء علیہم السلام کے مرئی ہونیکی حکمت

علامۂ زرقانی لکھتے ہین کہ اس سے دوسرے انبیاء کا آسمانون مین نہ ہونا لازم نہین آتا لیکن ان انبیاء کو جداگانہ آسمانون مین بالاختصاص دکہائے جانیکی حکمت بقول فتح الباری یہ بتائی گئی ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اون کا تفاضل باعتبار درجات ظاہر ہو اور علامۂ قسطلانی لکھتے ہین کہ ان حضرات کا جداگانہ آسمانون مین دکہائی دینا در اصل ان کے اون واردات

نیقول اللہ عزوجل اکتبوا کتاب عبدی فی علیین واعیدوہ الی الارض فانی منہا خلقتہم وفیہا اعیدہم ومنہا اخرجہم تارۃ اخری فتعاد روحہ فی جسدہ الحدیث عن براء بن عازب مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۲ باب ما من حضرۃ الموت

وروی احمد ومسلم والنسائی ان النبی صلعم قال مررت علی موسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ - (زرقانی)

وقد رایتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسی قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال شنوءۃ واذا عیسی قائم یصلی اقرب الناس بہ شبہا عروۃ بن مسعود الثقفی فاذا ابراہیم قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ فحانت الصلوۃ فاممتہم الحدیث ابی ھریرۃ مسلم - مشکوٰۃ - معراج

(فان قلت لم کان ھؤلاء الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام فی سموات دون غیرہم من الانبیاء) لا یلزم منہ ان لا یکون فیہا غیرہم ولم یات نص بنفی کون غیرہم فیہا (وما وجہ اختصاص کل واحد منہم بسماء مختصۃ ولم کان فی السماء الثانیۃ بخصوصہا اثنان) یحیی وعیسی (واجیب عن

خاصہ کیطرف اشارہ ہے جو اون کو اپنی اپنی قوم سے
پیش آئے اور اوسی کے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیئے مقدر ہوئے - پس پہلے آسمان میں حضرت
آدمؑ کا دکھائی دینا اس کے یہ معنی ہین کہ جس طرح حضرت
آدمؑ کا جنت سے زمین کی طرف نکلنا ہوا اوسی طرح پہلا
واقعہ آنحضرتؐ کو یہہ پیش آئیگا کہ وہ مکہ سے مدینہ کی
طرف ہجرت کرین گے - اور دوسرے آسمان مین حضرت
عیسیٰ اور یحییٰ کا دیکہنا یہ معنی رکہتا ہے کہ دوسرا واقعہ
آنحضرتؐ پر اوسی طرح پیش آئیگا جس طرح کہ حضرت عیسیٰ
اور یحییٰ کو پیش آیا - یعنی جس طرح یہود نے حضرت
عیسیٰ کی تکذیب کی اور طرح طرح کی ایذا دی اور اون کے
قتل پر آمادہ ہوگئے لیکن اللہ نے اون کو اوٹھا لیا
اور حضرت یحییٰ کو تو قتل ہی کر دیا - اوسی طرح آنحضرتؐ
کو ہجرت کے دوسرے سال یہود نے ایذا دینا شروع
کر دیا اور غلبہ کر کے آنحضرتؐ پر بارادۂ قتل پتھر پھینکنے
کو آمادہ ہوگئے لیکن حق تعالی نے اون کو حضرت
عیسیٰ کی طرح یہود کے ہاتھون سے نجات دیدی گویا
عیسیٰ کو دوسرے آسمان مین دیکہنا اسی معنی کی طرف
اشارہ ہے - اور حضرت یوسفؑ کو تیسرے آسمان مین
دکہایا جانا آنحضرت کی اوس تیسری حالت کی طرف
اشارہ ہے جو حضرت یوسفؑ کے بھائیون کی طرح

الاقتصار على هؤلاء دون غيرهم من الانبياء بانهم
امروا بملاقاة نبينا صلعم فمنهم من ادركه من اول
وهلة ومنهم من تاخر فلحقه ومنهم من فاته) وفی
فتح الباری فقيل ليظهر تفاضلهم فی الدرجات وقيل
لمناسبة تتعلق بالحكمة فی الاقتصار على هؤلاء
دون غيرهم من الانبياء انتهى - فلو اتى المصنف
بهذا كان افيد مما ذكره واسلم من الايراد او
قيل اشارة الى ما يقع له صلى الله عليه وسلم مع قومه
من نظير ما وقع لكل منهم) ووجه الاشارة الى قرينه
لصورهم كالنقال فتفسر قرينة كل واحد بما يشبهه مما
وقع له فهو تنبيه على الحالات الخاصة بهم وتمثيل
بما سيقع للمصطفى مما اتفق لهم مما قصه الله عنهم
فی كتابه (فاما ادم فوقع التنبيه بما وقع له من الخروج
الى الجنة الى الارض لما سيقع لنبينا من الهجرة الى
المدينة (ولعيسى ويحيى على ما وقع له اول الهجرة)
وهی ثانی حال له والاولى بمكة (من عداوة اليهود
وتماديهم على البغی عليه وارادتهم وصول السوء اليه)
يحيى وعيسى وهما الممتحنان باليهود واما عيسى
فكذبته اليهود واذوه وهموا بقتله فرفعه الله
واما يحيى فقتلوه ورسول الله صلى الله عليه
وسلم بعد انتقاله الى المدينة صار الى حالة ثانية

آنحضرت کو اپنے قریش بھائیوں سے تکلیفیں پہنچیں
اور وہ جنگ و جدال قایم کرکے آنحضرت کے قتل
پر آمادہ ہوگئے۔ لیکن آخر کار حق تعالیٰ نے آنحضرت
کو حضرت یوسف کی طرح اُنکے قریشی بھائیوں پر فتح یابی
دی۔ چنانچہ آنحضرت نے فتح کے دن اپنی زبان مبارک
سے قریش کو اس تشبیہ کے معنی سے آگاہ کیا۔ اور چوتھے
آسمان میں حضرت ادریس کا دیکھنا آپ کی اوس حالت
رابعہ کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت کو حاصل ہونے
والی تھی یعنی جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس
کو رفعت عطا فرمائی اوسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو
یہاں تک کہ آنحضرت کی شان و شوکت نے سلاطین
وقت کو ڈرا دیا اور آنحضرت نے اون کو اطاعت کی دعوت
کی۔ اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون کا دکھائی دینا
آنحضرت کی اوس حالت خامسہ کی طرف اشارہ ہے جو
حضرت ہارون کی طرح پیش آنے والی تھی یعنی جس طرح
حضرت ہارون قوم کی ایذا رسانی کے بعد اون کے
محبوب بن گئے اوسی طرح آنحضرت کو بغض و عداوت
کے بعد قریش بلکہ تمام عرب نے محبوب بنالیا اور چھٹے
آسمان میں حضرت موسیٰ کا دکھائی دینا آنحضرت کی اوس
چھٹی حالت کی طرف اشارہ ہے جو حضرت موسیٰ کی
طرح پیش آنیوالی تھی یعنی جس طرح حضرت موسیٰ غزوہ

من الامتحان وكانت محنته فيها باليهود اذ اذوه
فحاصروه عليه وهمّوا بالقاء الصخرة عليه ليقتلوه
فنجاه الله كما نجّى عيسى فلقائه لعيسى في السماء
الثانية تنبيه على انه سيلقى مثل حاله ومقامه
في السنة الثانية من الهجرة (وهو يوسف عليه) ما وقع
له من اخوته على ما وقع له ايضا من قريش من نصب
الحرب لهم وارادتهم اهلاكه وكانت العاقبة له
وقد اشار عليه السلام الى ذلك يوم الفتح بقوله
(لا تثريب) (وهو ادريس على رفيع منزلته عند الله تعالى
وكان ذلك مؤذنا بحالة رابعة وهو علو شانه حتى
اخاف الملوك وكتب اليهم يدعوهم الى طاعته
(ثم هارون اذ رجع قومه الى محبته بعد ان اذوه)
ولقائه في الخامسة لهارون الحبيب في قومه يؤذن
بحب قريش وجميع العرب له بعد بغضهم فيه ولقائه
في السادسة لموسى يؤذن بحالة تشبه حالة موسى
حين امر بغزو الشام فظهر على الجبابرة الذين كانوا
فيها وادخل بني اسرائيل البلد الذي خرجوا منه
بعد اهلاك عدوهم وكذلك غزا صلى الله عليه
وسلم تبوك من ارض الشام وظهر على صاحب دومة
الجندل حتى صالحه على الجزية بعد ان اتى به اسيرا
وافتتح مكة ودخل اصحابه البلد الذي خرجوا منه

شام کے لئے مامور ہوئے اور آخر کار اون جبابرہ پر فتح
پائی جو شام مین تھے - اور بنی اسرائیل کو اوس شہر مین
اون کے دشمن ہلاک کرنے کے بعد داخل کیا جس سے
وہ نکلے تھے اوسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شام
کی زمین مین غزوۂ تبوک پیش آیا اور آنحضرت صلعم کو رئیس
دومۃ الجندل پر فتح حاصل ہوئی اور وہ اسیر کرکے لایا گیا
اور جزیہ پر صلح ہوگئی - اور مکہ بھی فتح ہوا اور آنحضرت کے
اصحاب اوس شہر مین داخل ہوئے جس سے وہ نکلے تھے -
اور ساتوین آسمان مین حضرت ابراہیم کا بیت المعمور کے
ساتھ پیٹھ لگائے بیٹھا ہوا دکھایا جانا دو معنون کی طرف
اشارہ ہے - ایک یہ کہ بیت المعمور کعبۃ اللہ کے محاذی
ہے اور اوسی کی طرف ملائکہ حج کرتے ہین جیسے کہ ابراہیم
نے ہی کعبہ بنایا اور لوگون مین کعبہ کے حج کی آواز دی
اور دوسرے یہ کہ آنحضرت کا حضرت ابراہیم کو بیت المعمور
کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھا دیکھنا اس معنی کی طرف اشارہ
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخر کار بیت الحرام کا
حج کرین گے - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اخیر سال مین آنحضرت
نے نوے ہزار صحابہ کے ساتھ کعبۃ اللہ کا حج کیا -

عارف ابن ابی جمرہ کی معرفت مختلف سماوات کے مستقر کی نسبت

لیکن عارف ابن ابی جمرہ نے اس اختصاص
کی نہایت انوکھی حکمت بیان فرمائی چنانچہ
کہا کہ پہلے آسمان مین حضرت آدم اسلئے دکھائی دئے کہ وہی انبیا مین

ثم لقائه في السابعة لابراهيم لحكمتين احدهما ان
البيت المعمور بحيال الكعبة واليه تحج الملائكة كما
ان ابراهيم هو الذي بنى الكعبة واذن في الناس
بالحج اليها - والثانية ان آخر احواله صلعم حجه الى
البيت الحرام وحج معه ذلك العام نحو من تسعين الفا
ورؤية ابراهيم عند اهل التاويل تؤذن بالحج لانه
الداعي اليه والرافع لقواعد الكعبة المحجوجة
واجاب العارف ابن ابي جمرة عن وجه اختصاص
كل واحد منهم انبياء بان الحكمة في كون آدم في السماء
الدنيا لانه اول الانبياء واول الآباء وهو الاصل
فلاجل تانيس النبوة والابوة واما عيسى فانما
كان في السماء الثانية لانه اقرب الانبياء من حيث
الزمن الى النبي صلعم ولانه لا ينسخ شريعة عيسى الا
بشريعة سيدنا محمد ولانه ينزل في آخر الزمان لامة
محمد صلعم على شريعته ويحكم بها ووجه جعل هذه الحكمة كونه
في الثانية ان عيسى لما شابه المصطفى في ثاني حاله
وهو حكمه بشريعته وكونه واحدا من امته فناسب ان
يكون في السماء الثانية - وانما كان يحيى هناك
لانه ابن خالته وهما كالشيء الواحد فلاجل التزامهما
احدهما بالآخر كانا هناك معا - وانما كان يوسف
في السماء الثالثة لان على حسنه تدخل امة النبي صلعم

پہلے اور وہی آبا رمین پہلے اور وہی اصل اصول ہین اور
نیز اوس انس کے لئے جو باپ بیٹے مین ہوتا ہے سب سے
پہلے ملاقات ہوئی - اور عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان
مین اس لئے دکھلائی دئے کہ وہی باعتبار زمانہ کے دوسرے
انبیاء کی نسبت آنحضرتؐ سے قریب تر ہین اور نہیں کی شریعت
آنحضرتؐ کی شریعت سے منسوخ ہوئی اور نیز اسلئے کہ
وہ دُنیا کے اخیر دورہ مین آنحضرت کی شریعت پر اُترنے
والے اور اوسی کے مطابق حکم کرنے والے ہین - پس
چونکہ عیسے علیہ السلام اپنے دوسرے احوال مین آنحضرتؐ
سے مشابہ ہوئے اس لئے دوسرے آسمان مین اون کا
دکھایا جانا مناسب ہوا اور یحیٰی علیہ السلام کا اون کے
ساتھہ دوسرے آسمان مین ہونا اس معنی سے ہے کہ وہ
اون کے خالہ زاد بھائی ہین اور اون مین اس قسم کا اتحاد
تھا کہ وہ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوئے یہانتک
کہ وہی سب سے پہلے ہین جنہون نے تین سال کی عمر مین
نبوت پائی اور اوسی سن طفولیت مین حضرت عیسیٰ کے
کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہونیکی شہادت دی - اور حضرت
یوسف علیہ السلام تیسرے آسمان مین اس لئے دکھائی
دئے کہ اونہین کے حسن صورت پر اُمت محمدیہ جنت
مین داخل ہو گی جو باعتبار دار دُنیا اور برزخ کے مرتبہ ثالث
مین ہے - اور چوتھے آسمان مین حضرت ادریسؑ کا دکھائی دینا اس وجہ سے ہوا کہ وہ اوسی جگہ فوت ہوئے

الجنة وهي ثالث دورها الدنيا فالبرزخ فالجنة
وانما كان ادريس في السماء الرابعة لانه هناك توفي
ولم تكن له تربة في الارض على ماذكر عن كعب الاحبار
وانما كان هارون في السماء الخامسة لانه ملازم لموسى
لاجل انه اخوه وخليفته في قومه فكان هناك لاجل
هذا المعنى وانما لم يكن مع موسى في السماء السادسة
لان لموسى مزية وحرمة وهي كونه كليما وكونه اكثر
الانبياء اتباعا بعد نبينا - وانما كان ابراهيم في
السماء السابعة لانه الخليل والاب الاخير للمصطفى
فناسب ان يتجدد للنبي بلقياه انس لتوجهه بعده
الى عالم آخر وهو اختراق الحجب كما انس بابيه
آدم في اول عالم السماوات ثم في وسطه بابيه
ادريس لان الرابعة من السبع وسط معتدل
زرقانی - مقصد خامس

واتيناه الحكم صبيا اي النبوة وقال معمر كان ابن سنتين
او ثلاث فقال له الصبيان لم لا تلعب فقال ما للعب خلقت
وقيل في قوله تعالى مصدقا بكلمة من الله صدق
يحيى بعيسى وهو ابن ثلاث سنين فليشهد له
انه كلمة الله وروحه وقيل صدقه وهو في بطن
امه فكانت ام يحيى تقول لمريم اني اجد ما في بطني
يسجد لما في بطنك تحية له - شفاء ص

جیسے کہ بیہقی کعب احبار سے ثابت ہین اور اون کے لئے زمین مین کوئی تربت نہوئی - اور پانچوین آسمان مین حضرت ہارون کا دکہائی دینا اسلیئے ہوا کہ وہ حضرت موسیٰ کی مصاحب اور ملازم ہین کیونکہ اون کے بہائی ہین اور اون کے زمانۂ غیبت مین اون کی قوم مین اون کے خلیفہ ہوئے اور چونکہ حضرت موسیٰ کے لئے اون سے زیادہ تر فضیلت ہے اسلیئے کہ وہ کلیم اللہ ہین اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعد کثرت اُمت مین اونہین کا مرتبہ ہے اسلیئے حضرت ہارون پانچوین آسمان مین اور حضرت موسیٰ چھٹے آسمان مین مرئی ہوئے - اور ساتوین آسمان مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ اسلیئے دکہائی دیئے کہ مقام خُلت مین وہی مختص ہین اور انبیا مین سب سے پچھلے باپ آنحضرت کی حضرت خلیل اللہ ہی ہین لہذا مناسب ہوا کہ آنحضرت کو ایسے ارفع مکان مین ایک دوسرے عالم کیطرف ترقی فرمانے کے وقت ایک ایسے شخص سے ملاقات ہو جسکے دیکھنے سے انس حاصل ہو اور وحشت دور ہو یہی وجہ ہے کہ شروع اسراء کے وقت بیت المقدس مین کُل انبیاء کا مجمع دیکہا اور پہلے آسمان مین عروج کرنے کے وقت اپنے باپ حضرت آدم کو دیکہا اور وسط یعنی چوتھے آسمان مین حضرت ادریس کو - چنانچہ کہی لئی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ساتوین آسمان سے بہی آگے عروج فرما گئے اور ایسی جگہ جا پہونچے جہان بجز ہیبت اللہ کے کچہہ نمایان نتہا تو بغرض مزید تسکین اپنے یار غار حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز سنائی دی جس کی نسبت میزان شعرانی سے مدارج النبوۃ مین حضرت نیاز کا قول ہے - ؎

شب معراج بیچ مقام حیرت مین آنحضرت کی بعض صدیق اکبر کی آواز سے تسکین ہوئی +

بنی را داد حق تسکین بمعراج
بآوازِ ہمین صدیق اکبر
رفیقِ مصطفےٰ در غارِ تاریک
نبودہ غیرِ این صدیق اکبر

ورد فی بعض طرق احادیث الاسراء انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما دخل حضرۃ اللہ الخاصۃ بہ ارعد من ہیبۃ اللہ عز وجل وصار یتمایل کتمایل السراج الذی ہب علیہ الریح اللطیف الذی یمیلہ ولا یطفئہ فسمع فی ذلک الوقت صوتا یشبہ صوت ابی بکر رضی اللہ عنہ یا محمد قف ان ربک یصلی مع انہ تعالی لا یشغلہ شان عن شان فاستانس صلی اللہ علیہ وسلم بذلک الصوت وزال عنہ ذلک الاستیحاش الذی کان یجدہ فی نفسہ - میزان شعرانی جلد ۱ باب صفۃ الصلوۃ

مبین اندر کمالاتِ نبوت	زامت بہترین صدیق اکبر
باجماعِ صحابہ شد مقرر	نبی راجانشین صدیق اکبر
نیاز از بہر آن ہر آنش آمد	کہ بود است اینچنین صدیق اکبر

پس ان وجوہ تحقیقات سے جو علامہ زرقانی نے شرح مواہب مین ذکر کئے ظاہر ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام کے لئے اون مقامات سماوی کی کوئی تخصیص واختصاص نہین جہان جہان کہ وہ دکہائی دئے ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت آدمؑ جو پہلے آسمان مین دکہائی دئے وعیسٰیؑ وموسٰیؑ وادریسؑ اور یوسفؑ وغیرہ انبیاء علیہم السلام سبہی باعتبار درجہ اور عروج مقامی کے پستی مین ہون جو بالاتفاق ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہین اور نیز لازم آتا ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام کے معارج روحی کی حدود بہین تک محدود ہون حالانکہ احادیث صحیحہ سے بالکل ثابت ہے کہ نفوس فاضلہ کے معارج کے لئے کوئی حد نہین

نفوس فاضلہ کے معارج کے لئے کوئی حد نہین

ہے بلکہ وہ ساتوین آسمان سے بہی اوپر تک سیر کرتے ہین اور عرش وفرش یکسان اون کے لئے جولانگاہ ہے اور رفیق اعلیٰ اور خطیرۃ القدس مین روح اعظم کے پاس اون کا محل اجتماع ہے اور اون کے لئے شہداء کی طرح کوئی روک ٹوک نہین کہ جنت کی سیر کرین یا عرش وفرش کی۔ چنانچہ صحیح حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے جعفر ابن ابی طالب کو جنت مین ملائکہ کے ساتھ طیران کرتے ہوئے دیکہا اور مین نے جنت مین ایک جاریہ (ادماء العساء) یعنی گندم گون رنگ کی دیکہی تو جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ یہہ کون عورت ہے؟ تو جبریل نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے جعفر بن ابی طالب کی خواہش ایسی عورت کی نسبت دیکہی لہذا یہہ عورت اوسکے لئے پیدا فرمائی

شہداء اور علماء ربانی کے ابدان قبر مین بوسیدہ نہین ہوتے

اور علامہ زرقانی نے فتاوی رملیہ سے نقل کیا ہے کہ انبیاء اور شہداء اور علماء کے ابدان قبرون مین بوسیدہ نہین ہوتے۔ اور انبیاء اور شہداء اپنی قبرون مین کہاتے پیتے اور نماز پڑہتے اور روزہ رکہتے

وفی الفتاوی الرملیۃ الانبیاء والشہداء والعلماء لایبلون والانبیاء والشہداء یاکلون فی قبورہم و یشربون ویصلون ویصومون ویحجون واختلف ھل ینکحون نساءہم ام لا ویثابون علی صلوٰتہم وحجہم ولا کلفۃ علیہم فی ذلک بل یتلذذون ولیس ھو من قبیل التکلیف

انبیا شہدا اولیاء قبروں میں عبادت کرتے ہیں

اور حج کرتے ہیں اور اسپر ثواب پاتے ہیں۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ اپنی عورتوں

لان التکلیف انقطع بالموت بل من قبیل الکرامۃ لہم وزیادۃ درجاتہم بذلک - زرقانی صفحہ ۳۵۵

سے جماع بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ - اور اس بیرا اونہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے وہ لذت پاتے ہیں اور یہ اون کے لیئے از قبیل تکلیف نہیں - کیونکہ امر تکلیف موت کے طاری ہونے سے منقطع ہوگیا ہے بلکہ از قبیل کرامت اور ترقی درجات ہے۔ بلکہ بیہقی نے صاف صاف کہدیا ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں اذان اور اقامت کیساتھ نماز پڑہتے ہیں اور اسی طرح دوسرے انبیاء۔ چنانچہ کسیقدر قبل اس کے بیان کردیا گیا ہے۔

پس علامہ زرقانی کے بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ انبیا علیہم السلام کے جداجدا آسمانوں میں دکہائی دینے سے اون کا تعین مقام مراد نہتا بلکہ اون کا اظہار ترقی مراد تہا۔ چنانچہ اس معنی کا ثبوت اونہیں

متعدد احادیث سے ہوتا ہے جن میں حدیث ثابت کیطرح ترتیب نہیں اور ہم اون کو بقول تعدد معراج رؤیا یا روحی پر حمل کرتے ہیں - چنانچہ زرقانی اور قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ کے چہٹے اور ساتویں آسمان میں ہونیکی نسبت مالک بن صعصعہ اور شریک کی حدیث میں تطبیق کے طور پر کہا کہ اول تو ارجح روایت مالک بن صعصعہ کی ہے اور شریک کی روایت مرجوح ہے تاہم تعدد معراج کے قول پر کوئی اشکال نہیں اور قول اختیار میں ممکن ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کلیم اللہ ہونیکی فضیلت کے باعث حضرت موسیٰ کو اپنے ساتھہ ساتویں آسمان پر لیگئے ہوں اور ہم قبل اس کے بیان کرچکے ہیں کہ تعدد کے قول پر وہ سب تشتات جو قادیانی صاحب نے جا بجا ابن القیم کئے ہیں اوس وقت لازم آتے ہیں جبکہ سب معاریج

والمشہور فی الروایات ان الذی فی السابعۃ ھو ابراھیم - قال الحافظ ھو الارجح واکن ذلک فی حدیث مالک بن صعصعہ بانہ کان مسند ظہرہ الی البیت المعمور فمع التعدد لا مع القول بتعدد المعراج فلا اشکال بین الثابت المشہور انہ فی السابعۃ وبین روایتی ابی ذر وشریک انہ فی السادسۃ لحمل کل علی مرۃ ومع الاتحاد فقد مع بان موسیٰ عند الھبوط کان فی السابعۃ بان یکون صعد معہ او بعدہ لاجل المراجعۃ فی امر الصلوٰۃ ویحتمل ان یکون لقی موسیٰ فی السادسۃ فی صعدہ معہ الی السابعۃ تفضیلاً علی غیرہ من اجل کلام اللہ تعالیٰ وظہرت فائدۃ ذلک

کا حالت یقظہ مین ہوتا کہا جاوے لیکن جب ایک

> مع نبینا فیما یتعلق بامر امتہ فی الصلوۃ - زرقانی - مقصد خامس

اسرار یقظہ مین اور دوسرے اسراءات روحی اور معنوی کہے جائین جیسے کہ یہی مذہب جمہور اُمت کا ہے تو اس صورت مین کوئی مناقشہ لازم نہین آتا - جیسے کہ یہی مذہب علامہ قسطلانی اور زرقانی مالکی کا ہی -

قادیانی کے اعتراض سوم کا جواب

اب ہم قادیانی صاحب کے اعتراض ثالث کی جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہین جس مین انہون نے حدیث شریک مین تعارض بیان کیا کہ اس مین ایک طرف تو یہہ لکہدیا گیا کہ بعثت کے پہلے معراج ہوئی تہی اور پہر اوسی حدیث مین لکہدیا کہ نمازین پانچ مقرر کرکے پہر آخر کار ہمیشہ کے لئے پانچ مقرر ہوئین پس ظاہر ہے کہ جس حالت مین یہ معراج نبوت سے پہلے تہی تو اس کو نمازون کی فرضیت سے کیا تعلق تہا اور قبل از وحی جبرئیل علیہ السلام کیونکر نازل ہو گیا؟ اور جو احکام رسالت سے متعلق ہتے وہ قبل از رسالت کیونکر صادر کئی گئی؟ قادیانی صاحب کا یہ اعتراض ایسا لغو ہے جس کو خود حدیث شریک رد کرتی ہے اور وہ باواز بلند پکار رہی ہے

حدیث شریک کا بیان

کہ جو اسرار کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حالت یقظہ مین اور بعد از بعثت ہوئی وہ کوئی دوسری رات مین ہوئی اور جس رات کہ سوتے وقت مین ملائکہ قبل از وحی آئے وہ کوئی اور رات تہی اور وہ رات اسرار کی رات نہتی اور جیسے کہ سوق حدیث دلالت کرتا ہے وہ یہہ ہے کہ گویا حضرت شریک شب اسرار کا واقعہ بیان کرتے وقت کہتے ہین کہ قبل از وحی پہلے ایک رات فقط تین فرشتے آئے اور

> عن شریک بن عبد اللہ انہ قال سمعت انس بن مالک یقول لیلۃ اسری برسول اللہ صلعم من المسجد الکعبۃ انہ جاءہ ثلاثۃ نفر قبل ان یوحی الیہ وھو نائم فی المسجد الحرام فقال اولھم ایھم ھو قال اوسطھم ھو خیرھم فقال آخرھم خذوا خیرھم فکانت تلک اللیلۃ فلم یرھم حتی اتوہ لیلۃ اخری فیما یری قلبہ تنام عینیہ ولا ینام قلبہ وکذلک الانبیاء تنام اعینھم ولا تنام قلوبھم فلم یکلموہ حتی احتملوہ فوضعوہ عند بئر زمزم فتولاہ منھم جبرئیل فشق جبرئیل ما بین نحرہ الی لبتہ حتی فرغ من صدرہ وجوفہ فغسلہ من ماء زمزم بیدہ حتی انقی جوفہ ثم اتی بطست من ذھب فیہ تور من ذھب محشوا ایمانا وحکمۃ فحشا بہ صدرہ ولغادیدہ یعنی عروق حلقہ ثم اطبقہ ثم عرج بہ الی السماء الدنیا فضرب بابا من ابوابھا فناداہ اھل السماء من ھذا فقال جبرئیل قالوا ومن معک قال معی محمد قال وقد بعث قال نعم قالوا مرحبا بہ واھلا یستبشر بہ اھل السماء لا یعلم اھل السماء بما یرید اللہ بہ

آنحضرت اوس وقت مسجد حرام مین سوئے ہوئے تھے اور وہ آپس مین باتین کر کے چلے گئے۔ یہان تک کہ آنحضرت نے اون کو نہ دیکھا۔ پہر اوس رات ملائکہ آئے کہ جس رات آنحضرت کو اسری ہوئی ملائکہ کے آنے کے وقت آنحضرت کی آنکہہ بند تہی لیکن دل سویا نہتا اسی طرح کل انبیا کی حالت ہے کہ بظاہر تو اون کی آنکہین بند اور سوئی ہوتی ہین لیکن اون کے دل بیدار ہوتے ہین۔ پس ملائکہ بغیر کسی گفتگو کے آنحضرت صلعم کو چاہ زمزم کے پاس اوٹھا کرلے گئے اور اون مین سے جبرئیل نے آنحضرت صلعم کا شق صدر کر کے اپنے ہاتہہ سے آب زمزم سے اوس کو پاک وصاف کیا اور سونیکی طشت مین ایک پیالہ جو ایمان وحکمت سے لبالب تہا اوس سے آنحضرت کی سینہ مبارک کو مملو کردیا اور پہر آنحضرت صلعم کے سینہ مبارک کو ویسا ہی کردیا جیسے پہلے تھا اور آسمان دنیا کی طرف آنحضرت صلعم کو اوٹھا کرلیگیا اور آسمان کی ایک دروازہ کو کھٹکورا اور آسمان کے دربان نے پوچہا کون ہے؟۔ جواب دیا کہ جبرئیل! پہر کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے؟۔ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد صلعم ہے۔ بولا کیا یہہ مبعوث ہوچکا ہے؟۔ جواب دیا کہ ہان! بولا آنحضرت صلعم کا آنا مبارک ہو جسکے آنیکے آسمان والے منتظر اور طالب بشارت ہین۔ کیونکہ آسمان والے اوس وقت تک نہین جان سکتے کہ اللہ تعالیٰ زمین مین کیا ہونا ارادہ کرتا ہے۔ جبتک کہ خود اون کو اوس کا علم نہ دے۔ پس آسمان دنیا مین آنحضرت صلعم نے حضرت آدم علیہ السلام کو پایا اور جبرئیل نے آنحضرت سے کہا کہ یہہ تیرا باپ ہے اسکو سلام کہہ پس آنحضرت صلعم نے اون کو سلام کہا اور حضرت آدم علیہ السلام نے بہی اوس کا جواب دیکر کہا کہ میرے بیٹے مبارک ہو اور تو ہی اچہا بیٹا ہے۔

فی الارض حتی یعلمہم فوجد فی السماء الدنیا آدم فقال لہ جبرئیل ھذا ابوک فسلم علیہ فسلم علیہ ورد علیہ آدم وقال مرحبا واھلا یابنی فنعم الابن انت

حدیث شریک سے معراج مع الجسد بعد بعثت ہونیکا ثبوت

پس اس حدیث نے صاف بتلادیا ہے کہ آنحضرت کی اسرا مع الجسد بعد بعثت ہوئی جیسے کہ دربان آسمان کے دریافت کرنے سے معلوم ہے

چنانچہ عینی جلد (۱۱) صفحہ ۶۰۲ مین اسی بنا پر سے خطابی اور ابن حزم وغیرہ کی تشنیع کو باطل کر کے اخیر مین کہا ہے کہ یہی حدیث بعثت کے بعد معراج ہونے مین دلیل قوی ہے اور یہی اعتقاد ابن قیم کا ہے۔ لیکن قادیانی صاحب کی

وبسقط تشنیع الخطابی وابن حزم وغیرہما ان شریکا خالف الاجماع فانہ اقوی مایستدل بہ ان المعراج کان بعد البعثۃ وبذلک جزم ابن القیم فی ھذا الحدیث۔ عینی

کورفہمی پر حیرت ہے کہ اونہون نے کہان سے معلوم کرلیا کہ شریک نے اس حدیث مین آنحضرت کی معراج قبل از نبوت ہونا بیان کیا ہے۔ اور نہ اس حدیث مین کوئی ایسا لفظ ہے جس سے معلوم ہو کہ ہر ایک نبی کے لئے جدا جدا آسمان معین ہے جس سے آگے اون کو رفع ہونی ممکن نہین۔ بلکہ انبیاء کا آسمانون مین دکہائی دینا اور حضرت موسٰی کو چہٹے سے ساتوین آسمان پر لیجانا فقط ایک نسبتی تفاضل کا اظہار تہا یہان تک کہ حضرت موسٰی نے بتفضیل کلام اللہ گمان کیا کہ اون پر کسیکو رفعت نہوگی۔ لیکن حضرت موسٰی کے اس گمان سے یہ نہین نکلتا کہ چہٹا یا ساتوان آسمان اون کے لئے متعین ہوگیا ہے۔ کیونکہ دوسری احادیث جو اسراءات روحی پر محمول ہین وہ اس تعین کو باطل کرتی ہین۔ ہان اس مقام مین ہم قادیانی صاحب کے اوس ملخص بیان مین بالکل ہمعقیدہ ہین جو اونہون نے احادیث معراج کے مختلف الفاظ اور غیر مرتب بیانات خصوصاً حدیث شریک کے بارہ مین کہدیا کہ کیونکر ممکن ہے کہ ہر ایک راوی اون تمام الفاظ کو بصحت یاد رکہے جو آنحضرت کے منہ سے نکلے تہے۔ بلاشبہ بعض راوی بوجہ کمزوری حافظہ بعض الفاظ کو بہول گئے یا محل بے محل کا فرق یاد نہ رہا اسی وجہ سے بہی اختلافات پیدا ہوگئے۔ حتے کہ بخاری مین جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہی (ازالہ صفحہ ۹۳۵)۔ گو ان الفاظ سے قادیانی صاحب کا مطلب دوسرا ہے لیکن ہم کلمہ حق کو ملخص کرکے اوس کو اوس کی جگہ چسپان کرکے کہتے ہین کہ بیشک راویون نے واقعات اسراءات روحی اور جسدی کو ایک دوسرے سے جدا نہ کیا اور بقول شافعی ایسے اختلافات لفظی سے کوئی ڈر نہین جبکہ معنی مقصود محفوظ ہین اسی وجہ سے خذیفہ نے کہا کہ ہم عرب کی قوم احادیث بیان کرنے مین تقدیم و تاخیر کر لیتے ہین اور ابن سیرین نے کہا کہ مین ایک حدیث دس آدمیون سے سنتا تہا جسکے معنے تو ایک ہی ہوتے تہے لیکن الفاظ مین اختلاف رہتا تہا۔ فتح المغیث کے صفحہ ۳۰۰ مین کہ تابعین مین سے حسن اور شعبی اور نخعی ہمیشہ روایت بالمعنی کیا کرتے

احادیث رسول اللہ اکثر بالمعنی مروی ہین

وعن بعض التابعین قال لقیت اناسا من الصحابة فاجتمعوا فی المعنی واختلفوا علیّ فی اللفظ فقلت ذلک لبعضهم فقال لا باس به مالم یحل معناه۔ حکاه الشافعی وقال حذیفة انا قوم عرب نورد الاحادیث فنقدم ونؤخر وقال ابن سیرین کنت اسمع الحدیث من عشرة المعنی واحد واللفظ مختلف وممن کان یروی بالمعنی من التابعین الحسن والشعبی والنخعی بل قال ابن الصلاح انه الذی یشهد به

تھے - بلکہ ابن الصلاح کا قول ہے کہ اوس نے یہی حالت صحابہ اور سلف اولین کی دیکھی کہ اکثر وہ ایک معنی کو مختلف الفاظ میں بیان کرتے تھے کیونکہ اون کے مدنظر فقط معنی ہوتے تھے نہ لفظ - یہی وجہ ہے حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر معنی نہ ہوتے تو ہم کوئی حدیث بیان نہ کر سکتے - اور امام نووی کا قول ہے کہ اگر ہم چاہیں کہ کوئی حدیث ہم اونہیں الفاظ میں بیان کریں جو سنتے ہیں تو ہم اس طرح تو ایک حرف بھی روایت نہیں کر سکیں گے -

احوال الصحابة والسلف الاولين فكثيرا ما كانوا ينقلون معنى واحدا في امر واحد بالفاظ مختلفة - وما ذلك الا ان معولهم كان على المعنى دون اللفظ قال الحسن لولا المعنى ما حدثنا وقال النووي لو ردنا ان نحدثكم بالحديث كما سمعناه ما حدثناكم بحرف واحد - فتح المغيث ص ۲۷۵-۲۷۷

اور اقتراح میں شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قواعد نحویہ کے اثبات میں آنحضرت کے اوس کلام سے استدلال کیا جا سکتا ہے جسکا ثبوت ہو کہ راوی نے اوسے بلفظ مروی روایت کیا ہے اور یہ بہت کم ہے - اور یہ چھوٹی چھوٹی حدیثوں میں بھی قلت سے ہے - کیونکہ اکثر حدیثیں بالمعنی مروی ہیں جنکو عجمیوں اور مولدوں نے قبل از تدوین لے لیا اور اونہوں نے اون کو اپنی عبارات میں لا کر کمی زیادتی اور تقدیم و تاخیر اور ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بدل کر دیا - اسی وجہ سے تو دیکھتا ہے کہ ایک ہی حدیث ایک ہی قصہ میں مختلف وجوہ اور مختلف عبارات میں مروی ہوتی ہے - اسی وجہ سے علی ابن مالک نے جو قواعد نحویہ کا اثبات حدیث کے الفاظ سے کیا اوسپر اوس کے تلامذہ نے انکار کیا - ہر چند کہ شیخ سیوطی صاحب نے اخیر میں فیصلہ کر دیا کہ اشعار اور اقوال کی نسبت قواعد نحویہ کے استدلال میں حدیث کے الفاظ ہی اولے اور اثبت ہیں - الا وہ حدیث جسکے راوی میں ضعف یا شک ہو -

واما كلامه صلى الله عليه وسلم فيستدل منه بما ثبت انه قاله على اللفظ المروي وذلك نادر جدا انما يوجد في الاحاديث القصار على قلة ايضا فان غالب الاحاديث مروي بالمعنى وقد تداولتها الاعاجم والمولدون قبل تدوينها فرووها بما ادت اليهم عبارتهم فزادوا ونقصوا وقدموا واخروا وابدلوا الفاظا بالفاظ ولهذا ترى الحديث الواحد في القصة الواحدة مرويا على اوجه شتى بعبارات مختلفة ومن ثم انكر على ابن مالك اثباته القواعد النحوية بالالفاظ الواردة في الحديث - ثم اعلم ان الحديث اولى واثبت في الاستدلال من الاشعار والاقوال الا مما ثبت ضعف الراوي او الشك فيه (اقتراح شرح متن متين للمؤلف)

معراج کے ہر موطن میں انبیا صورت روحانیہ میں مری ہوئے یا جسمانی صورت میں؟

ثالث قصہ معراج میں امر بحث طلب جو باقی ہے وہ یہ ہے کہ آیا ان انبیاء علیہم السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کل مواطن میں صورت روحانیہ میں دیکھا یا بصورت جسدانی عنصری لمعات میں ہے کہ دونوں طرح ہر موطن میں دکھائی دینا محتمل ہے بایں طور کہ اون کی روحیں بصورت اجساد متمثل ہوگئی ہوں مگر عیسٰے کہ اون کا اپنے جسد کے ساتھ مرفوع ہونا ثابت ہے اور یہی مذہب ابن ملک کا مرقات میں ہے۔ لیکن

الا عیسٰی لما ثبت انہ رفع فی جسدہ۔ لمعات
و بہ قال ابن ملک۔ مرقات

زرقانی میں ہے کہ قرطبی کے نزدیک امر مقطوع یہی ہے کہ وہ اپنے اپنے اجساد کے ساتھ کل مواطن میں مرئی ہوئے کیونکہ موت عدم محض کا نام نہیں بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کرنیکا نام موت ہے اور یہ بالکل ثابت ہوچکا ہے کہ زمین انبیاء کے اجساد کو نہیں کھاتی اور آنحضرت بیت المقدس میں انبیاء کے مجمع کے امام بنے جن میں عیسٰے بھی تھے اور موسٰی کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر ان سبکو آسمانوں میں دیکھا جس سے قطعًا افادہ ہوتا ہے کہ انبیا کی موت درحقیقت ایک قسم کی غیبت ہے جو ہم اونکو نہیں دیکھتے باوجودیکہ وہ زندہ ہیں۔ مگر جسکو کہ اللہ تعالیٰ یہہ کرامت بخشے وہ اون کو دیکھتا ہے اور ایک دفعہ زمین پر اور اوسی ساعت آسمانوں پر دیکھنے میں کوئی محال نہیں کیونکہ انبیاء کی سیرگاہیں بے نہایت ہیں جہاں چاہیں ایک آن میں جا پہنچتے ہیں اور پھر لوٹ آتے ہیں۔ انتہیٰ۔

و فی تذکرۃ القرطبی عن شیخہ الموت لیس بعدم محض و انما ھو انتقال من حال الی حال و قد صح ان الارض لا تاکل اجسادھم و انہ اجتمع مع الانبیاء لیلۃ الاسراء فی بیت المقدس و فی السماء و رای موسے قائما یصلی فی قبرہ واخبر بانہ یرد السلام علی کل من یسلم علیہ الی غیر ذلک مما یحصل من جملتہ القطع بان موت الانبیاء انما ھو راجع الی ان غیبوا عنا بحیث لا ندرکھم و ان کانوا موجودین احیاء او لا یراھم احد من نوعنا الا من خصہ اللہ بکرامتہ من اولیائہ انتہی و لا تدافع بین رؤیتہ موسی یصلی فی قبرہ و بین رؤیتہ فی السماء لان للانبیاء مراتع و مسارح یتصرفون فیما شاؤا ثم یرجعون۔ زرقانی

طریق دوم

(توفی کے معنی بجز موت کے اور کوئی نہیں)

بقول قادیانی صاحب توفی کے معنی موت ہی ہیں اور اسکے دلائل

حضرت عیسیٰ کے متعلق قرآن کریم مین لفظ توفی وارد ہے جسکے معنی حقیقی موت اور قبض روح ہین۔ اور علاوہ محل متنازعہ فیہ کے یہ لفظ تیئیس جگہ قرآن کریم مین لکھا گیا ہے اور ہر ایک جگہ موت اور قبض روح کے معنون مین استعمال کیا گیا ہے اور ایک ہی ایسا مقام نہین جس مین توفی کا لفظ کسی اور معنی پر استعمال کیا گیا ہو

(ازالہ صفحہ ۳۳۱)

و مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین - اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی ح ۸ آل عمران - جزو (۳)

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علے کل شئ شھید - ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم - قال اللہ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم لھم جنات تجری من تحتھا الانھار - ۱۶ - مائدہ (۷)

اور جب عرب کے قدیم و جدید اشعار و قصاید کا تتبع کیا گیا تو یہ ثابت ہوا کہ جہان جہان توفی کے لفظ کا ذوی الروح سے یعنی انسانون سے علاقہ ہے اور فاعل اللہ جلشانہ کو ٹھیرایا گیا ہے اون تمام مقامات مین توفی کے معنے موت و قبض روح کے لئے گئے ہین۔ لغات کی کتابون مین صراح و قاموس وغیرہ پر نظر ڈالنے سے ایسا ہی معلوم ہوا اور اسکے بعد اس عاجز نے حدیثون کی طرف رجوع کیا تا معلوم ہو کہ آنحضرت کے زمانہ مین صحابہ اور خود آنحضرت نے اس لفظ کو ذوی الروح کی طرف منسوب کر کے کن کن معنون مین استعمال کیا ہے سو اس تحقیقات کے لئے مجھے بڑی محنت کرنی پڑی اور ان تمام کتابون صحیح بخاری صحیح مسلم ترمذی و ابن ماجہ ابو داؤد۔ نسائی۔ دارمی۔ موطا۔ شرح السنہ وغیرہ وغیرہ کا صفحہ صفحہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان تمام کتابون مین جو داخل مشکوٰۃ ہین تین سو چھیالیس ۳۴۶ مرتبہ مختلف مقامات مین توفی کا لفظ آیا ہے اور تمام جگہ وہ الفاظ موت اور قبض روح کے معنے مین ہی آئے ہین اور بشرط کیساتھ کہتا ہون کہ ہر ایک جگہ جو توفی کا لفظ ان کتابون کی احادیث مین آیا ہے بجز موت اور قبض روح کے معنی کے اور کوئی معنے نہین اور بطور استقرا ان کتابون سے ثابت ہے کہ بعد بعثت اخیر عمر تک کبھی آنحضرت صلعم نے توفی کا لفظ بجز اس معنی کے استعمال نہین کیا اور کچھہ شک نہین کہ استقرا بھی ادلۂ یقینیہ سے ہے اور امام محمد اسمٰعیل بخاری نے اس جگہ اپنی صحیح مین ایک لطیف نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ کم سے کم سات ہزار مرتبہ توفی کا لفظ آنحضرت کے منہہ سے بعثت کے بعد اخیر عمر تک نکلا اور ہر ایک کے یہی معنی ہوئے۔ سو بخاری کا ممنون و مشکور

ہونا چاہئے۔ انتہیٰ ازالہ صفحہ ۸۸۵

توفی کر حقیقی معنی موت نہیں اور قادیانی کے ادلہ کا رد

چونکہ قادیانی صاحب نے اس ایک مسئلہ کو کمنوب عربی کے صفحہ ۱۳۳ میں اپنے تمام ابحاث وفروعات اور دعاوی عیسائیت کا اصل اصول ٹھیرایا ہے اور اسی ایک امر کے اثبات کرنے کیلئے اونہون نے کتابون کے سینکڑون ورق کالے کردئے۔ لہذا ہم نہایت آسانی کے ساتھہ تارعنکبوت توڑکر پردہ ازکار اوٹھا دیتے ہین تاکہ اون کی ساری جعلسازی اور چالبازی معلوم ہوجائے اور اصلی امر کے انکشاف مین کسی شک وشبہہ کو گنجایش نہ رہے۔ اور حاصل اس کی کہ ان ہر دو آیات قرآنی کی تفسیر کرین جن کو حضرت عیسیٰ صلواۃ اللہ علیہ کے توفّی سے تعلق ہے اوّل خود لفظ توفّی کے معنی باعتبار اون کے

وہ لغت عرب جو قرآن کی تفسیر مین معتبر ہے

لغت کو بیان کرتے ہین جس کی زبان مین قرآنِ مجید نازل ہوا اور وہ بقول ابوحیان

فقط چہہ قبیلے ہین ۱۔ قیس ۲۔ تمیم ۳۔ اسد و ۴۔ ہذیل۔ ۵۔ بعض کنانہ ۔ ۶۔ بعض طایٔہ اور ساتوان قبیلہ ۷۔ قریش ہے جو تمام قبایل عرب سے باعتبار زبان کے اجود ہین اور ماخذ لسانی مین یہی ساتون قبیلے معتمد علیہ ہین اوران کے ماسوا کے لغت کا کوئی اعتبار نہین۔ لہذا خضرمی کی زبان سے اور اُن بادیہ نشینون کی زبان سے استدلال نہ کیا گیا جو دوسری اُمتون کی مجاورت مین سکونت رکہتے ہین۔ اسی طرح لغت لخم اور لغت خذام سے استدلال نہ کیا گیا۔ کیونکہ وہ اہل مصر سے مجاورت رکہتے ہین اور قبایل قبط اور قضاعۃ اور غسان اور ایاد کے لغت سے اسلئے استدلال نہ کیا گیا کہ وہ اہل شام سے مجاورت رکہتے ہین اور اکثر اون کے نصاریٰ

ماخذ العربیّۃ ستّ قبایل ۱قیس و۲تمیم و۳اسد و۴ھذیل و۵بعض کنانۃ و۶بعض طایٔۃ و۷قریش اجود العرب لسانًا فی الاقتراح لانہم المعتمدون فی ماخذ اللسان نقلہ ابوحیان فی شرح التسہیل عن الفارابی وبالجملۃ لم یوخذ عن خضرمی قط ولا عن سکّان البوادی المجاورین لسائر الامم فلم یوخذ عن لخم ولا من خذام فانہم کانوا مجاورین لاھل المصر والقبط ولا من قضاعۃ ولا من غسّان ولا من ایاد لمجاورتہم لاھل الشام واکثرہم من نصاریٰ یقرؤن فی صلواتہم بغیر العربیّۃ ولا من تغلب ونمرۃ لمجاورتہم بالیونان ولا من بکر لمجاورتہم القبط والفرس ولا من عبد القیس لانہم کانوا سکان البحرین مخالطین للہند والحبشۃ ولا بنی حنیفۃ وسکّان الیمامۃ ولا من ثقیف وسکان الطائف لمخالطتہم تجار الامم المقیمین عندہم ۔ و اما الشعراء الذین

مین سی ہین جو اپنی نماز ہین غیر عربی الفاظ سے قرائت کرتی ہین اور نہ تغلب اور نمرہ کی لغت سے جو یونان سے مجاور رہتے ہین اور نہ بکر کے لغت سے جو قبط اور فارس کی مجاور رہتی ہین اور نہ عبد القیس کی لغت سے جو ساکنین بحرین اور اہل ہند اور حبشہ سے مخالطت رکھتی ہین اور نہ بنی حنیفہ اور سکان یمامہ اور ثقیف اور سکان طائف کی لغت سے اسلیئے کہ ان کو اون لوگون سے مخالطت رہی جو تجارت کے لئے غیر عرب سے آکر اون کے پاس مقیم رہتے ہین۔ اور شعراء مین سے صرف جاہلیون جیسے امرء القیس اور مخضرمیون جن کو دونون دولتین نصیب ہوئین اور اسلامیون جو صدر اسلام مین ہوئے جیسے جریر اور فرزدق وغیرہ کے نظم و نثر سے استدلال کیا اور مولدون جیسے بشار اور محدثون جیسے ابی تمام اور بحتری اور متاخرین جیسے شعراء حجاز اور عراق ان تینون کے نظم و نثر سے بالاتفاق استدلال نہ کیا اور اسی وجہ سے متنبی اور ابی تمام اور بحتری کے اشعار مین اون کے دیوالون کی شروح مین تخطیہ کیا گیا اور اسکی تفصیل سے قواعد نحویہ کے ثبوت مین استدلال کیا گیا۔ پس ان کے اور بجز کلام اللہ کے کسی کے قول کو کلام اللہ کی لغات پر بطور استدلال پیش نہین کیا جاتا اور اسی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث مرویہ سے قواعد نحویہ کے اثبات مین استدلال کرنا جایز نہ کہا گیا کیونکہ اون کے حاملین غیر عرب ہوئے۔ اور بجز چند احادیث کے کوئی حدیث بھی بلفظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مروی نہوئی جسکو لغت عرب کے اثبات مین استدلال کی طرح پر پیش کیا جاسکے جیسے کہ طریق اول مین بیان ہوا

یعتمد علیہم نثرا و نظما فہم اما جاہلیون کامرء القیس او مخضرمیون الذین ادرکوا الدولتین وکانوا شعراء فی الجاہلیۃ او اسلامیون ولدوا فی صدر الاسلام کجریر و فرزدق ولکن المولدون کبشار او المحدثون کابی تمام والبحتری او المتاخرون کمن حدث بعدہم من شعراء الحجاز والعراق فلا یستدل باشعار ھؤلاء الثلاثۃ بالاتفاق ولذا اتری خطئوا المتنبی وابا تمام والبحتری فی مواقع کثیرۃ کما ھو مشروح فی شروح دواوینہم انتہی ملخصاً عن شرح المتن المتین للمؤلف

حضرت شاہ ولی اللہ رح حجۃ اللہ البالغہ کے باب (؟) مین آنحضرت صلعم سے اخذ حدیث کی کیفیت مین لکھتے ہین کہ امت محمدیہ صلعم نے آنحضرت صلعم سے دو طرح تلقی کی۔ ایک تو تلقی ظاہر ہے جسکی نقل

واعلم ان تلقی الامۃ منہ الشرع علی وجہین احدہما تلقی الظاہر ولا بدان یکون بنقل اما متواترا او غیر متواتر والمتواتر منہ لفظا کالقران العظیم وکذلک لیسیر من الاحادیث منہا قولہ صلعم انکم سترون ربکم الحدیث

لفظاً بطریقِ تواتر ہو جیسے قرآن عظیم اور جیسے بہت تھوڑی حدیثین جن مین سے ایک حدیث جس کے
الفاظ یہہ ہین کہ اِنَّکُم سَتَرَوْنَ رَبَّکُم کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا القَمَرَ الحدیث - پس اس تمام بیان سے واضح ہے کہ
قرآن مجید کے الفاظ کے اطلاق کے لیئے اولاً بالاصل اعراب کے لغت سے استدلال ہو سکتا ہے جن کی زبان مین
کسی قسم کا شائبہ نہوا اور غیر عرب کی احادیث مرویہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف معنی منسوب ہین
وہ لغتِ قرآن کی کبھی مفسر نہین ہو سکتین - پس بقول صاحب محصول کلام اللہ کے معنی سمجھنے کے لیئے

کلام اللہ کے معنی سمجھنے کے لیئے صرف و نحو کی طرح معرفت لغت عرب واجب ہے

جیسے کہ نحو و صرف کی معرفت واجب ہے اوسی طرح لغاتِ عرب کی معرفت واجب اور فرض
کفایہ ہے - چنانچہ اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لحن یعنی لغت عرب کے تعلم کے لیئے
امر کیا - دیکھو شفا صفحہ ۱۹۴ - لہذا ہم اولاً لفظ توفی کے اشتقاق صغیر و کبیر اور حسب لغات عرب اوس کے
استعمالات کے شواہد بیان کرتے ہین جو اہل لغات نے اون کو اپنی کتابون مین لکھا - پس معلوم کرنا چاہیئے

توفی کے معانی

کہ توفی کا مشتق منہ وَفٰی ہے یعنی وَ ف یٰ اور یہہ مادہ اپنی ہیئت شخصی اور صنفی یعنی
صیغہ ہاے مجرد و مزید مین از روے استقرار افادہ معنی تمام و کمال مین علی قدر المشترک کبھی قاصر رہا -
پس وفا کا صیغہ اپنی ہیئت شخصیہ کے اعتبار سے کئی معنون مین مستعمل ہوا جنکے بعض حسب ذیل ہین :

(۱) قول مین پورا نکلنا - چنانچہ لسان العرب مین ہے وفی فلان ای تم لنا قولہ ولم یغدر

(۲) خُلق شریف اور عالی اور رفیع جیسے ابوبکرؓ نے عرب کے اس قول سے استنباط کیا الزہراوی فلو ای

الخلوق الشریف العالی الرفیع من قولہم وفی الشعر فہو واف اذا زاد

(۳) بڑھنا اور زیادہ ہوجانا جیسے وفی الشعر فہو وافِ اذا زاد یعنی بال بڑھ گئے -

(۴) درازی عمر - چنانچہ دعا کے وقت کہا جاتا ہے مات فلان وانت بوفاہ ای بطول عمر تدعو لہ بذلک

اور یہہ معنی ابن اعرابی سے منقول ہین -

(۵) بلندی اور بلندی پر چڑھنا - محیط المحیط مین ہے اوفی الشرف عن الارض - لسان العرب مین ہے

اوفی اشرفت و اتی و قولہ　　　ای کلما اشرفت علی مربأ من الارض

شراح مین ہے ہ اوفی علیہ ای اشرف

(۶) مجازی طور پر بمعنی موت - تاج العروس شرح قاموس میں ہے ومن المجاز ادرکتہ الوفاۃ ای الموت والمنیۃ وتوفی فلان اذا مات -

اور یہ صیغہ اپنی ہیئت صنفیہ کے اعتبار سے اکثر حسب ذیل معنوں میں مستعمل ہوا :-

باب افعال

(۱) پورا کر کے لینا ایک چیز کا - لسان العرب میں ہے اوفی الرجل حقہ ووفاہ ایاہ بمعنی اکملہ لہ واعطاہ وافیاً - وتوفاہ ھو -

باب تفعیل

(۲) پورا کر کے دینا - جیسے وفاہ ایاہ ای اعطاہ وافیاً وفی التنزیل العزیز ووجد اللہ عندہ فوفاہ حسابہ وتوفاہ ھو منہ واستوفاہ لم یدع منہ شیئاً -

باب تفعل و استفعال

(۱) ایک چیز کو بالتمام پکڑنا - لسان العرب میں ہے توفیت المال منہ واستوفیتہ اذا اخذتہ کلہ

(۲) پوری گنتی کرنا - لسان العرب میں ہے توفیت عدد القوم اذا عددتہم کلہم - ومن ذلک قولہ عزوجل اللہ یتوفی الانفس حین موتہا ای یستوفی مدد آجالہم فی الدنیا - وقیل یستوفی تمام عددہم الی یوم القیامۃ واما توفی النائم فہو استیفاء وقت عقلہ وتمییزہ الی ان نام - اور صاحب تاج العروس نے اس کی شہادت میں کہا وانشد ابوعبیدۃ لمنظور الوبری اوالغبری ؎

اِنَّ بَنِی الْاَدْرَدِ لَیْسُوْا مِنْ اَحَدْ	وَلَا تَوَفَّاھُمْ قُرَیْشٌ فِی الْعَدَدْ

ای لا تجعلہم قریش تمام عددہم ولا تستوفی بہم عددہم

(۳) سوال کرنا - لسان العرب میں ہے قال الزجاج فی قولہ تعالیٰ حتی اذا جاءتہم رسلنا یتوفونہم ای سالوہم ملائکۃ الموت عند المعاینۃ فیعترفون عند موتہم انہم کانوا کافرین - (اعراف)

(۴) عذاب دینا - قال الزجاج ویجوز ان یکون حتی اذا جاءتہم ملائکۃ العذاب یتوفونہم عذاباً وھذا کما تقول قد قتلت فلاناً بالعذاب وان لم یمت - ودلیل ھذا القول قولہ تعالیٰ ویاتیہ الموت

من کل مکان وما ھو بمیت۔

قرآن کریم اور ابونواس کے شعر میں توفی کے معنی سلانا با وجود یکہ فاعل خدا اور مفعول ذی الروح بجسد خود در وح بھی ہے۔

(۵) سلانا ۔ جیسے کہ ابونواس نے کہا ۵

فلما توفاہ رسول الکری	ودبت العینان فی الجفن

اور اسی معنی مین ہے ھو الذی یتوفیکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنہار ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمّٰی (انعام) مجمع البحار مین ہے ای ینیمکم ۔ پس اس آیت کریمہ مین فاعل اللہ ہے اور مفعول ذوی الروح انسان لیکن معنی موت ہرگز مقصود نہیں ۔ اور اسی طرح آیہ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمّٰی ۔ (زمر) اور اس آیت کریمہ نے قطعاً فرق کردیا کہ توفی اور چیز ہے اور موت اور چیز ۔ اور اسی طرح نیند ایک تیسری چیز ہے ۔

(۶) مجازاً میت پر بعد تحقق موت ۔ چنانچہ تاج العروس مین ہے ومن المجاز ادرکتہ الوفاۃ ای الموت والمنیۃ ۔ وتوفی فلان اذا مات ۔ وتوفاہ اللہ عزوجل اذا قبض نفسہ وفی الصحاح روحہ ۔ یعنی توفی کا اطلاق اوس شخص پر مجازاً بمعنی موت ہوتا ہے جس کی موت متحقق ہوگئی ہو اور اوس کا نفس قبض ہوچکا ہو ۔ اور مجمع البحار مین ہے وقد یکون الوفاۃ قبضاً لیس بموت ۔ چنانچہ یہی معنی سورۂ انعام اور زمر کی آیات سے ظاہر ہین کہ قبض نفس مستلزم موت نہین

توفی کے معنی استیفاء عمر حدیث نبوی مین

(۷) معنی استیفاء عمر ۔ جیسے مجمع البحار مین ہے متوفیک ای مستوفیک کونک فی الارض ۔ تکملہ مجمع البحار مین ہے توفی اصحابہ الذین اکلوا من الشاۃ ظاہرہ لا یلایم ما روی انہ لم یصب احد منہم شئ ۔ پس اس حدیث مین توفی کے معنی موت نہین بلکہ اکمال عمر ہے ۔

پس ان تمام شواہد سے ظاہر ہے کہ مادہ وفی کا اپنی ہیئت شخصیہ اور صنفیہ کے ساتھ کبھی تو لغات عرب مین درازئی عمر کے معنی مین مستعمل ہوا اور کبھی بلندی اور بلندی پر چڑہنے کے معنی مین اور کبھی پورا گننے اور پورا لینے اور پورا دینے اور کبھی اکمال عمر اور اتمام مدت کے معنی مین اور کبھی مجرد سوال اور مجرد عذاب کے معنی مین اور کبھی مجرد قبض اور اتمام اخذ کے معنی مین اور کبھی سلانے اور کبھی مجازاً معنی موت مین اور کبھی رفع بلا موت کے معنی مین چنانچہ یہان اسی اخیر معنی کی طرف امام فخرالدین الرازی نے اپنی تفسیر مین صحت کی نسبت

کر کے کہا کہ توفی کے حقیقی معنی تو ایک شی کا پورا پکڑنا ہے اور اس لفظ کا استعمال حق تعالی نے اس مقام پر اسلیئے کیا تاکہ جن لوگون کے دل مین یہہ خطرہ گذرے کہ مرفوع فقط روح ہوئی نہ جسم سمیت اونکو معلوم ہو جائے کہ حضرت عیسی بتمامہ یعنی روح مع جسد مرفوع ہوئی اور اس کی صحت پر دوسری آیت پیش کی یعنی و ما یضرونک من شیئ اور بصورت جواب و سوال کہا کہ اگر کوئی یہہ کہے کہ اس صورت مین توفی عین الرفع ہو جانے سے تکرار لازم آئیگا تو ہم اس کے جواب مین کہین گے کہ انی متوفیک حصول توفی پر دلالت کرتا ہے اور توفی ایک معنی جنسی ہے جسکے تحت مین کئی انواع ہین - بعض توفی موت

انی متوفیک - التوفی اخذ الشیء وافیا ولما علم الله ان من الناس من یخطر ببالہ ان الذی رفعہ الله هو روحہ لا جسدہ ذکر هذا الکلام لیدل علی انہ علیہ الصلوۃ والسلام رفع بتمامہ الی السماء بروحہ وجسدہ ویدل علی صحۃ هذا التاویل قولہ تعالی وما یضرونک من شیء فان قیل فعلی هذا الوجہ کان التوفی عین الرفع الیہ فیصیر قولہ ورافعک الی تکرارا قلنا قولہ انی متوفیک یدل علی حصول التوفی وهو جنس تحتہ انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد الی السماء فلما قال بعدہ رافعک الی کان هذا تعیینا للنوع ولم یکن تکرارا - تفسیر کبیر - وقال ابن جریر توفیہ هو رفعہ - ابن کثیر -

سے ہوتی ہے اور بعض آسمان پر اوٹہا لیجانے سے اور جب اس توفی کے بعد رافعک کہا تو توفی اپنی نوعی معنی مین متعین ہو گیا اور تکرار جاتا رہا اور ابن جریر نے تصریح کر دی کہ توفی عیسے کی رفع ہے -

توفی کے معنی مین قادیانی کے الہامات کا تناقض اور ثبوت معنی رفع اور اکمال

اور طرفہ امر یہہ ہے کہ قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کے ص۵۱۹ مین توفی کے معنی اپنی الہامی عبارت مین موت نہ لکھے بلکہ لکھا کہ انی متوفیک مین تجھکو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اوٹھاؤن گا اور ص۵۵۶ مین اسی توفی کے معنی الہامی عبارت مین یون لکھے یا عیسی انی متوفیک و رافعک الی - یعنی اے عیسی مین تجھے کامل اجر بخشون گا اور اپنی طرف اوٹھاؤن گا - یعنی رفع درجات کرون گا یا وفات دون گا اور دنیا سے اپنی طرف اوٹھاؤن گا - مگر یاد رہے کہ قبل اس کے قادیانی صاحب اسی کتاب کے ص۴۹۸ و ۴۹۹ اور ص۵۰۵ مین حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ اس دنیا مین تشریف لانے اور نہایت جلالت کے ساتھہ دنیا پر اترنیکا الہامی وعدہ تحریر کر چکے ہین جو ہمنے قبل ازین اول

کتاب مین نقل کردیا ہے۔ پس جبکہ خود اون کے بیانات اور الہامات مین تناقض اون کے دعاوی کی تکذیب علی رؤس الاشہاد کر رہا ہے تو اب ہمین ضرورت نہین رہی کہ اس حرف سیاہ کیلئے اپنے قلم کو آلودہ کرین مگر مقام حیرت اون کا یہہ دعوی ہے جو وہنون نے قرآن کریم کی طرف نسبت کرکے کہا کہ یہہ لفظ توفی تیئیس ۲۳ جگہ قرآن کریم مین لکھا گیا ہے اور ہر ایک جگہ موت اور قبض روح کے معنون مین استعمال کیا گیا ہے۔ اور ایک بھی ایسا مقام نہین جس مین توفی کا لفظ کسی اور معنی پر استعمال کیا گیا ہو اور ایسا ہی عرب کے قدیم و جدید اشعار و قصاید کا تتبع کیا گیا تو یہہ ثابت ہوا کہ جہان جہان توفی کے لفظ کا ذوی الروح سے یعنی انسانون سے تعلق ہے اور فاعل اللہ جلشانہ کو ٹہیرایا گیا ہے ایسا ہی لغات کی کتابون صراح و قاموس وغیرہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا۔ اور ایسا ہی صحاح ستہ کے علاوہ اور کتابون کے صفحات دیکہنے سے معلوم ہوا۔ حالانکہ ہم قرآن و سنت کے الفاظ سے اور نیز کتب لغت کی بیانات سے ثابت کر چکے ہین کہ توفی کے حقیقی معنی موت نہین ہین بلکہ توفی سے یہہ معنی قرینہ قطعی کے موجود ہونیکے وقت مراد ہوتے ہین اور محقق الموت اشخاص پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے تاکہ ارواح کی بقا پر دلالت کرے اور اسی قسم کا کا اطلاق احادیث کی کتابون مین محقق الموت اشخاص پر ہوا۔ معہذا سورہ انعام اور سورہ زمر کی ہر دو آیات جن مین فاعل اللہ جلشانہ ہے اور مفعول ذوی الروح شاہد عادل ہین کہ توفی کے معنی موت نہین بلکہ اخذ اور استیفا ہین۔ کیونکہ آخر الذکر آیت کریمہ مین فعل توفی کا تعلق وقوعی النفس کے ساتھ ہوا ہے۔ پس اگر توفی کے معنی موت ہون تو اس سے نفوس اور ارواح کی موت لازم آئیگی جو بالکل مصادم اور مناقض امر نبوت ہے۔ کیونکہ روحون کا ابدی ہونا لسان شرع سے ثابت ہے اور اسی پر حشر و نشر اور نار و جنت کی سزا و جزا کا دار و مدار ہے۔ ہان لفظ موت جو النفس کی طرف مضاف ہے مریض دل والون کیلئے موجب اشتباہ ہے مگر یاد رکہنا چاہیئے کہ یہہ لفظ اس مقام پر صرف اپنے اصطلاحی اور عرفی اور رسمی معنی ہدم وطن مالوف اور تخریب بنائے عمورہ مین مستعمل ہے نہ کہ ذات النفس کی تخریب اور ہدم پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ ہماری ساری بیانات کی بصداقت حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم کے قول سے تقویت پاتی ہے جو بیضاوی اور خازن وغیرہ مین منقول ہے

عن ابن عباس رضی فی ابن آدم نفس و روح بینهما شعاع مثل شعاع الشمس فالنفس هی التی بها العقل

کہ ابنِ آدم مین ایک نفس اور ایک روح ہے اور ان مین شعاع
آفتاب کی طرح تعلق شعاعی ہے۔ پس نفس وہ ہے جس سے
عقل اور تمیز حاصل ہے اور روح وہ ہے جس سے تنفس اور تحرک
ہوتا ہے۔ پس آدمی جب سوتا ہے اوس وقت اللہ تعالیٰ
اوسکے نفس کو قبض کرلیتا ہے اور اوس کی روح کو قبض نہین
کرتا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نیند کے
وقت روح بدن سے نکل جاتی ہے اور اوس کی شعاع جسم
مین باقی رہتی ہے اوسی سے خواب دیکھتا ہے اور جس وقت
کہ نیند سے ہوشیار ہوتا ہے تو روح ایک لحظہ سے بھی
کم مین سرعت کے ساتھہ عود کرآتی ہے۔ اور
سوئے ہوئے کا نفس جو شے کہ آسمانون مین
دیکھتا ہے وہ سچا خواب ہے اور جو ارسال بعد دیکھتا ہے
شیطان کی تلقین ہونے سے سچائی نہین رہتی۔ اور

والتمیز والروح ھی التی بھا النفس والتحرک فاذا
نام العبد قبض اللہ نفسہ ولم یقبض روحہ وعن
علی رض قال یخرج الروح عند النوم ویبقی شعاعہا
فی الجسد فبذلک یری الرؤیا فاذا انتبہ من
النوم عاد الروح الی جسدہ باسرع من لحظۃ
وعنہ ما رأت نفس النائم فی السماء فھی الرؤیا
الصادقۃ وما رأت بعد الارسال فیلقنھا
الشیطان فھی کاذبۃ وعن سعید بن جبیر ان
ارواح الاحیاء وارواح الاموات تلتقی فی المنام
فیتعارف منہا ما شاء اللہ ان یتعارف فیمسک
التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی
اجسادھا الی انقضاء مدۃ حیاتہا۔
(خازن - مدارک - بیضاوی)

سعید بن جبیر کا قول ہے کہ نیند مین زندون اور مُردون کی روحین باہم ملاقات کرتی ہین اور حسبِ مشیّت
ایزدی اون مین پہچان ہوتی ہے اور موت والی روح عود نہین کرتی اور نیند والی روح اپنے بدن کی طرف
واپس آجاتی ہے یہان تک کہ اوس کی مُدّتِ حیات ختم ہوئے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات مین توفی کے معنی حقیقی

اور اگر اون معانی کو جن مین توفّی کا استعمال لسان العرب مین ہوا زیر نظر رکھکر کلام اللہ کے
اون تیئیسون مقامات مین ذرا بھی غور کیا جاوے تو روشن دلون پر ظاہر ہوجائیگا کہ اون سب
مقامات مین لفظ توفّی ان معانی کو ہم آغوش کرنیکے لئے بالکل آمادہ ہے۔ مثلاً سورۂ نسار[1] مین یتوفّٰھن
الموت ظاہر ہے کہ یہان توفّی کے معنی موت نہین۔ بیضاوی مین ہے ای یستوفی ارواحھن الموت۔
پس یہان توفی بمعنی استیفار ہوئی۔ اور اسی طرح سورۂ آلِ عمران[2] مین وتوفّنا مع الابرار۔ بیضاوی مین ہے

ای مخصوصین بصحبتہم معہ و دینی فی زمرتہم - پس یہان توفّی کے معنی عملاً موت نہین بلکہ گنتی اور شمار کے معنی مُراد ہین - یعنی اللہ کے یاد کرنیوالے بندے ہروقت اللہ سے دعا ئین مانگتے ہین کہ ای رب ہمکو پاک لوگون کی صحبت مین رکھ اور اونہین کی زمرہ مین محسوب کر کر اور ایسا ہی انّ الذین توفّیہم الملائکۃ - بیضاوی مین ہے وقرء توفّاہم علی مضارع وفّیت بمعنی ان اللہ یوفّی الملائکۃ انفسہم فیتوفّونہا ای یمکنہم من استیفائہا فیستوفونہا - پس یہان بہی توفّی بمعنی استیفا رہے - اور ایسا ہی سورہ یوسف مین حضرت یوسفؑ کا دعا مانگنا توفّنی مسلماً والحقنی بالصالحین - بیضاوی مین ہے ای اقبضنی پس بقول بیضاوی یہان توفّی بمعنی قبض ہے - لیکن معنی استیفار عُمر بہی بالکل مطابق ہین - اور ایسا ہی دوسری آیات مین لفظ توفّی ہرگز معنی موت مین حقیقی طور سے منصوص نہین ہے - اور شعرا ءجاہلیت جیسے منظور وبری اور ابی نواس کے محاورات نے بہی ثابت کر دیا کہ توفّی معنی موت کے لئے موضوع نہین - اور ایک حدیث مین جسکو صاحب تکملہ مجمع البحار نے نقل کیا ہے توفّی بمعنی موت مستعمل نہ ہوئی بلکہ بمعنی اکمال عُمر مستعمل ہوئی - اور یہہ توہم بسط کے ساتھ ثابت کر چکے ہین کہ بہت کم اور معدودے چند احادیث ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مین مروی ہوئین - پس اوّل قادیانی صاحب کو لازم ہے کہ اُمت کے علماء کی قول سے ثابت کرین کہ جن احادیث مین لفظ توفّی مستعمل ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دہن مبارک سے نکلا ہوا لفظ ہے اور یہہ کہ اون راویون نے جوکہ عرب نتہے بلکہ عجمی جیسے امام بخاری اور مُسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اونہون نے اپنی احادیث مین ان الفاظ کو بالمعنی روایت نہین کیا اور سب سے زیادہ تر اہم یہہ سوال ہے کہ کیا اونہون نی توفّی کا اطلاق ان احادیث مین اون اشخاص پر نہ کیا جنپر کہ موت کا آنا متحقّق الوقوع ہوچکا تہا؟ یا اون اشخاص پر کیا جو ابہی زندہ تھے اور مرنیوالے تھے مگر قادیانی صاحب یہہ بہی ثابت نکر سکینگے کہ اس کا اطلاق ان احادیث مین اون اشخاص پر ہوا ہے جن پر ابہی موت وارد نہ ہوئی تہی - اور عجب ہے کہ قادیانی صاحب نے چالیس ہزار لغت عرب کی تعلیم ہونے پر بہی کوئی ایک جاہلیت کا شعر بہی اپنے دعویٰ کی ثبوت مین پیش نہ کیا اور لغت کی مشہور کتابین یعنی تاج العروس اور لسان العرب اور محیط المحیط اور مجمع البحار کیونکر نظر انداز ہو گئین؟ اور ابونواس اور منظور وبری کے

اشعار وہ کیسے بہول گئے؟ اور کیون الہام الٰہی نے اون کی تائید نہ کی۔ پس اہل بصارت پر ہمارے ان بیانات سے واضح ہے کہ قادیانی صاحب کا استقرار کا دعوی بہی ایسا ہی ہیچ و پوچ ہے جیسا کہ اون کا دعوی ہدانی اور قادیانی صاحب نے علاوہ اس کے اوس لطیف نکتہ کا پتہ نہ دیا کہ امام بخاری نے کہان اور کس موقع پر توجہ دلائی ہے کہ کم سے کم سات ہزار مرتبہ توفی کا لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مونہہ سے بعثت کی بعد اخیر عمر تک نکلا ہے اور ہر ایک کے حقیقی معنی قبض روح اور موت ہین۔ ہان ہمارا استقرار قادیانی صاحب کے بیانات اور دعاوی کو لغو ثابت کر رہا ہے اور علمار اُمت کا بیان کہ بجز چند احادیث کے کوئی حدیث بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ مین مروی ہونا قطعی طور سے ثابت نہین اون کو جھٹلا رہا ہے۔ کاش کہ قادیانی صاحب اپنی اس درجہ کی کم علمی کو مدنظر رکھکر سر در گریبان کر لیتے اور ان امام بخاری جیسے معظم علمار ملت کیطرف جھوٹی نسبت نہ کرتے۔ لیکن اس مین شک نہین کہ امام بخاری نے کتاب التفسیر مین سورۂ مائدہ کی آیہ وَ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ۔ الخ کی تفسیر بصیغہ استقبال یعنی یقول وَاِذْ ہٰہُنَا صِلَۃٌ کے ساتھ کرکے بعد سورہ آل عمران کے لفظ متوفیک کی تفسیر فقط اسی قدر الفاظ مین بیان کر دی ہے کہ وقال ابن عباس متوفیک ممیتک۔ مگر اس سے ثابت نہین ہوتا کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے کہ اس آیت مین توفی کے معنی موت ہین اور کیونکر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اصحاب روایت کی مدنظر فقط روایت کے اوس سلسلہ کو بیان کرنا ہے جو اون کو ملا۔ اور اس روایت کے بیان سے وہ روایت ہرگز صاحب روایت کا مذہب نہین بن سکتی جبتک کہ اصحاب روایت خود اس کی نسبت اپنا مذہب ہونا بیان نہ کرین اور اگر ایسا ہی مان لیا جاوے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم ہے تو لیجئے امام بخاری نے کتاب الانبیاء مین ایک باب بعنوان باب نزول عیسی ابن مریم صلے اللہ علیہ وسلم مرتب کیا ہے جس مین ایک حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے مرفوعاً اس طرح نقل کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس ذات کی قسم کہ جسکے ہاتھ مین میری جان ہے بالضرور قریب ہی ابن مریم تم مین بصورت حاکم عادل اُترین گے۔ پہر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے

امام بخاری کا مذہب کہ عیسی ہی اللہ ابہی مرے نہین

قال رسول اللہ صلعم و الذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب۔ الخ ثم یقول ابوہریرۃ واقرؤا ان شئتم و ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا
(پ ۶ ع ۱۲)

اپنی طرف سے یہ آیت بطریق شہادت پیش کی کہ کوئی اہل کتاب نہین مگر یہہ کہ وہ ابن مریم پر ضرور ایمان لائیگا قبل اس کے کہ ابن مریم فوت ہوجائے اور قیامت کے دن اون پر گواہی دیگا - اور دوسری حدیث یون نقل کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جبکہ ابن مریم تم مین اوتریگا اور امام تمہارا تمہین مین سے ہوگا - اور احمد اور مسلم رضہ نے بروایت جابر مرفوعاً روایت کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے عیسی بن مریم اوتریگا اور اون کا امیر حضرت عیسیٰ سے کہیگا کہ آ ہمارے لئے نماز مین امامت کر عیسیٰ کہیگا نہین تمہارے ہی بعض تم پر امیر ہین اور یہہ فقط اس امت کی بزرگی اور حرمت کے باعث کہین گے - پس اس باب کا عنوان اور معنون سے دو صاف بتلا رہے ہین کہ امام بخاری کا مذہب صحیح یہی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ فوت نہین ہوئے اور وہ دوبارہ آسمان سے اوترین گے اور ابن عباس کا قول فقط حسب منصب روایت نقل کردیا ہے کیونکہ دوسری کتب صحاح جیسے صحیح نسائی اور اس کی علاوہ

> قال رسول اللہ صلعم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم - (ابی هریرة)
> فینزل عیسی ابن مریم فیقول امیرهم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امیر تکرمة اللہ هذه الامة - (احمد و مسلم از جابر رض مشکوة)

ابن عباس کا مذہب کہ عیسیٰ ابتک زندہ موجود ہین

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ سے اپنی تراجم مین حضرت ابن عباس سے حضرت عیسیٰ بن مریم کا زندہ آسمان پر اوٹھایا جانا ثابت ہے اور شیخ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے دُر منثور کی جلد دوم صـ۳۶ مین بسند صحیح کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالی نے عیسیٰ نبی اللہ جبکہ اوس کی تکذیب کرنے والے زیادہ ہوگئے وحی بھیجی کہ انی متوفیک و رافعک الی و انی سابعثک علی الاعور الدجال فتقتله ثم تعیش

> عن ابن عباس ان رهطا من الیهود سبوه و امه فدعا علیهم فمسخهم قردة وخنازیر فاجتمعت الیهود علی قتله فاخبره اللہ بانه یرفعه الی السماء و یطهره من صحبة الیهود -
> صحیح نسائی ابن ابی حاتم - ابن مردویہ
> قال ابن عباس سیدرک اناس من اهل الکتاب عیسی حین یبعث فیؤمنون به - فتح البیان

بعد ذلک اربعا و عشرین سنة ثم امیتک میتة الحی - اه - یعنی اے عیسیٰ مین تجھے اپنی طرف اوٹھاؤن گا اور عنقریب یہ دجال اعور کیطرف بھیجون گا پھر تو اوس کو قتل کرکے چوبیس برس تک زندہ رہیگا اور پھر تجھے اوسی طرح موت دون گا جس طرح زندہ لوگ مرتے ہین - اور مطر وراق نے کہا

مطر وراق کا قول کہ متوفیک کے معنی موت نہین

کہ متوفیک مین وفات موت نہین ہے اور ہم دعوی کے ساتھہ کہتے ہین کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی
یہی مذہب ہے کہ عیسی نبی اللہ کے لئے لفظ متوفیک مین موت مقصود نہین۔ اسی وجہ سے اونہون نے
ایک باب کتاب الانبیاء بعنوان باب نزول عیسی ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم مرتب کرکے اوسکی شہادت
مین دو احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معنون فرمائین جن سے نہ فقط اون کا نزول ثابت ہوتا
ہے بلکہ حضرت عیسی کی حیات بوجہ اتم اور اس بارہ مین آیت قرآنی کی تفسیر ابن اولوالعزم صحابی کے
قول واستنباط سے معلوم ہوتی ہے جسکا دامان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علوم نبوت سے بالب کردیا۔
اور اسی وجہ سے اونہون نے اپنی طرف سے اس لفظ کے معنی مین تو تعرض نکیا بلکہ اس سے زیادہ تر اہم اور
موہم الفاظ کی تفسیر کی طرف توجہ فرمائی جنکو قادیانی صاحب نے بوجہ خودغرضی سیاق سے آنکھ بند کرکے
اپنی دستاویز بنالی اور کہا کہ "منجملہ افادات بخاری جس کا ہمین شکر کرنا چاہئے ایک یہہ ہے کہ اونہون نے
مسیح ابن مریم کے وفات کے بارہ مین ایک قطعی فیصلہ ایسا دیدیا ہے کہ جس سے بڑھکر متصور نہین اور وہ یہہ ہے
کہ امام بخاری نے اپنی صحیح مین اسی غرض سے آیہ کریمہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم کو کتاب التفسیر
مین لایا تا کہ لوگون پر ظاہر کرے کہ توفیتنی کے لفظ کی صحیح تفسیر وہی ہے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اشارہ فرماتے ہین یعنی مار دیا اور وفات دیدی اور حدیث یہہ ہے: "عن ابن عباس یجاء برجال
من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول
کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ بخاری صفحہ ۶۶۵"
پس اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے اپنے اور مسیح ابن مریم کے قصہ کو ایک ہی رنگ کا قصہ قرار دیکر وہی لفظ
فلما توفیتنی اپنے حق مین استعمال فرمایا جو عیسی ابن مریم نے اپنے حق مین کہا اور ظاہر ہے کہ مدینہ منورہ مین
آنحضرت صلعم کا مزار شریف موجود ہے اور اس سے بکلی منکشف ہوگیا کہ دونون برابر طور پر اثر آیت فلما توفیتنی سے
متاثر ہین۔ انتہی ملخصا۔ ازالہ صفحہ ۸۸۹"

امام بخاری کا مذہب کہ اذ قال اللہ مین اذ حرف صلہ ہے اور معنی میں مستقبل کے

پس امام بخاری نے ایسے ہی ایہام اور ابہام کے رفع کرنے کے لئے اس حدیث کے قبل اپنا مذہب
بیان کردیا کہ اس آیت کریمہ مین مسیح ابن مریم کے حق مین اونکی لفظ و اذ قال اللہ بمعنی

یقول سے ہے اور لفظ اذ صلہ یعنی زایدہ ہے یعنی امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
اپنی قوت اجتہادیہ سے اپنا مذہب اس آیت کریمہ اور اس قصہ حدیث کے
متعلق بیان کر دیا کہ یہہ سارا قصیہ امر کل سوال وجواب قیامت کے دن ہوگا
اور کلمہ اذ نے یہان بمعنی ماضی مین اپنا کوئی مخالف اثر نہ کیا جیسے کہ
قادیانی صاحب نے اپنے متعدد رسائل مین زعم کرلیا ہے کہ یہان ماضی کا
صیغہ کلمہ اذ کے آنے سے معنی مضیت مین منصوص ہوگیا اور جسنے کہ
یہان ماضی کو بمعنی مضارع کہا اوس کو ظالمین اور کاذبین مین سے
ہونیکی نسبت اپنے مکتوب عربی کے صفحہ ۱۳۵ مین کی۔ پس اون کے زعم فاسد
مین اون کے مستند امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کاذب اور ظلم ہون گے
جنھون نے اپنی کتاب بخاری مین تصریح کردی کہ یہہ سارا واقعہ قیامت کے
دن ہوگا اور ماضی یہان بمعنی مستقبل ہے اور لفظ اذ صلہ ہے۔

غرضہ ان لفظۃ قال فی قولہ واذ
قال اللہ یا عیسی ابن مریم ءانت
قلت بمعنی یقول لان اللہ تعالیٰ
انما یقول ھذا القول فی یوم القیامۃ
تو بیخا للنصاری قولہ اذ ہہنا صلۃ
ای زایدۃ لان اذ للماضی وہہنا
المراد بہ المستقبل (قسطلانی)

فان الصیغۃ تدل علی الزمان الماضی
ن الحرف ہہنا کالقاضی ثم ان کنت
لا ترضی بحکم الحرف تجعل الماضی مستقبلا
بلتبدیل الحرف فہذا ظلم منک و
من امثالک تکون فی ھذا ایضا من الکاذبین (ص ۱۳۵)

لفظ اذ اور ماضی بمعنی مستقبل کی نحوی تحقیقات

بیضاوی اور متن متین مین ہے کہ کلام اللہ مین حروف
زیادۃ کا آنا اس معنی سے نہین کہ وہ اپنے معنی کے افادہ
مین قاصر ہین بلکہ وہ محسنات بدیع کی طرح موکدات اور محسنات ہین اور
اون کے نہونے سے معنی مین کوئی کمی نہین ہوتی۔ اور سر اس مین یہہ ہے
کہ ان کا مفاد در حقیقت اُن کے اپنے معنی نہین بلکہ اُن کی وضع اسلئے
ہے کہ غیر کے ساتھ مذکور ہونے سے اوسکے معنی مین وثاقت اور قوت
پیدا کردین۔ اور اگرچہ کلمہ اذا کی طرح کلمہ اذ نے بھی کلام اللہ کی دوسری
آیات جیسے ولو تری اذ فزعوا یعنی اذا فزعوا۔ اور جیسے قول راجز

ولا ایراد بالزیادۃ عدم الافادۃ۔
موکدات ومحسنات کمحسنات البدیع
والسران مفادھا بیس معناھا۔ متن متین
ولا لغنی بالمزید اللغو الضایع فان
القران کلہ ھدی بل مالم یوضع لمعنی
یراد منہ وانما وضعت لان تذکر
مع غیرہا فیفید لہ وثاقۃ وقوۃ
(بیضاوی)

ثم جزاک اللہ عنی اذ جزا	جنات عدن فی السموات العلی	وھو زیادۃ فی الصلۃ غیر قادح فیہ

مین بقول خازن معنی استقبال کا افادہ کیا لیکن اس کا سر اور اس کا اصل اصول قواعد نحو کے مطابق

جیسے کہ متن متین وغیرہ مین ہے یہہ ہے کہ جب کسی ایسی امر مستقبل کا اخبار منظور ہو جسکے آیندہ وقوع کے لئے اوقعہ قطع مقصود ہو تو وہ امر صیغہ ماضی کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے - اور اگر زیادہ ترشانت اور قوت کے ساتھ اس معنی کا افادہ مقصود ہو تو کلمہ آذ کی طرح حرف موکد اوسکے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے - چنانچہ اسی وجہ سے سورہ مائدہ کی اس آیت مین صیغہ ماضی حرف آذ کے ساتھ استعمال کیا گیا - اور اس امر کی دلیل کہ یہہ واقعہ قیامت کے دن وقوع مین آیگا خود اسی آیت کے بعد اللہ تعالی کا قول ہے - چنانچہ شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ دُررِ منثور مین اس آیت کے متعلق قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اون سے کسی نے پوچھا کہ اس آیت کا قصہ کب ہوگا ؟ تو کہا کہ قیامت کے دن کیا تو نہین دیکھتا کہ خدا خود فرماتا ہے کہ یہہ تمام باتین اوسی دن ہون گی جس مین سچون کو سچائی نفع دیگی یعنی قیامت کے دن - اور اسی معنی کے اصح ہونیکی نسبت امام فخر الدین رازی اور زمخشری نے اپنی تفسیر مین صراحت کی اور کہا کہ واذ قال اللہ یا عیسے ابن مریم کا عطف اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک پر ہے - جو بقول بیضاوی وکشاف یوم یجمع کا بدل اور بطریق نادی اصحاب الجنۃ بمعنی مستقبل ہے - پس اس آیت کا مقدم اور موخر دونون اس معنی کے لئے موکد ہین کہ ان تمام جواب وسوال کا وقوع قیامت کے دن ہوگا نہ کہ اسکے قبل ہو چکا جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد امر اسی بنائے فاسد پر اونھون نے بخاری کی حدیث ابن عباس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد یعنی عیسی صلوات اللہ علیہ کا قول بلفظ ماضی حکایت فرمائی سے یہہ اعتقاد کر لیا کہ آنحضرت اور عیسی بن مریم دونون برابر طور پر اثر توفی سے متاثر ہو گئے ہین اور یہہ کہ آنحضرت صلعم نے اس حدیث مین توفی کی تفسیر ما دیا اور وفات دیدی ارشاد فرمائی جس سے بکلی منکشف ہو گیا کہ مسیح ابن مریم بھی وفات پا گئی اور آنحضرت صلعم بھی وفات پا گئے -"

ان نبی بمعنی المستقبل اذا اخبر بہ عن مستقبل مع قصد القطع بوقوعہ کقولہ تعالی ونادی اصحاب الجنۃ وسیتبین -
(متن متین وشرحہ للمؤلف)

فلما توفیتنی کا تعلق قیامت کے دن سے ہے

اخرج عبد الرزاق وابن جریر وابن ابی حاتم عن قتادہ فی قولہ أانت قلت للناس اہ متی یکون ذلک قال یوم القیامۃ الا تری انہ یقول ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم - درمنثور

یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک بدل من یوم یجمع وھو علی طریقۃ ونادی اصحاب الجنۃ - بیضاوی کشاف

حالانکہ خود یہی حدیث بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے ارشاد کی وقت زندہ موجود اور اثر توفی سے محفوظ تھے اور یہہ حدیث اور مذکور آیت فرقانی دونون تبلا رہی ہین کہ اس توفی کے ساتھہ دونون حضرات کی اعتذار اور اقرار کا زمان و مکان قیامت کا دن ہوگا جیسے کہ قبل ازین مدلل بیان کر دیا گیا۔

پس اس حدیث مین کوئی دلالت نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد مین عیسی صلوات اللہ علیہ کے متعلق خبر دی ہو کہ وہ مر چکے یا مرنیکے بعد قبل از روز قیامت اون سے یہہ سوال وجواب ہو چکا اور وہ اپنی توفی موت کا اعتذار بارگاہ رب العزت مین کر چکے۔ پس اگر قادیانی صاحب اپنے دعاوی کا ثبوت اس حدیث سے استنباط کر کے دکھلاوین تو ہم نہایت انصاف اور سچائی کے ساتھہ قبول کرنے کے لئے آمادہ ہین لیکن افسوس کہ اون کے موجودہ دعاوی کے استنباط سے قرآن اور حدیث کی الفاظ تبری کا اظہار فرما رہے ہین۔

ہان لفظ توفی کے مشترکہ اطلاق نے اون کو لغزش دیدی اور اونہون سے اس لفظ کے جنسی معنی کی تنویع دونون حضرات کے حالات خاصہ کے ساتھہ نہ کی جیسے کہ سورہ زمر کی آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی مین اگرچہ مختلف النوع انفس ایک ہی طور پر توفی کا اطلاق ہوا لیکن نفوس مایتہ اور نائمہ نے اپنی اپنی توفی کو جدا جدا کر کے ثابت کر دیا کہ موت والے نفوس کی توفی اور ہے اور سونیوالے نفوس کی توفی اور ہے۔ اسی طرح اس حدیث مین اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی طور پر اپنے اور عیسی بن مریم پر توفی کا اطلاق کیا۔ لیکن اون کے حالات خاصہ نے توفی کی تنویع کردی اور چونکہ احادیث متواتر بالمعنی سے حضرت عیسی کی حیات ثابت ہے جیسے کہ اس کا بیان کسیقدر ہوا اور ہوگا۔ لہذا اون کی توفی بہ ہیئت شخصی اپنے حقیقی معنی رفع اور بلندی پر چڑھنے اور طول عمر کی مستلزم ہوئی اور اگر ہم اس آیت کریمہ مین مجازاً وہ معنی توفی مرادلین جو مستلزم موت ہے تو یہی آیت کریمہ اپنے مقدم اور موخر اور سیاق وسباق کی لحاظ سے سفارش کر رہی ہے کہ آنحضرت صلعم کی اس ارشاد کے وقت ابھی عیسی صلوات اللہ علیہ پر موت وارد نہین ہوئی اور اون کی موت کسی دوسرے وقت پر منحصر ہے۔ جیسے کہ ازالۃ الخفاء ص۲ مین بحوالہ خصائص ابی نعیم خود ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی والد سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونہون نے

(حاشیہ: نزول عیسی علامت قیامت ہے)

(حاشیہ: وفی حدیث ابن عباس عن ام الفضل لما ولد عبد اللہ ای ابن عباس)

کہ جب ابن عباس تولد ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ ابو الخلفا رہے یعنی کل خلیفوں کا باپ ہے۔ چنانچہ اسی کی اولاد میں سے وہ خلیفہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیگا۔ اور جیسے کہ یہی افادہ حضرت ابن عباس کا اپنی تفسیر میں ہے جو فرمایا یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک مقدم ومؤخر یقول انی

قال رسول اللہ صلعم اذھبی بابی الخلفاء فاخبرنا لک العباس فاتاہ فذکرلہ فقال ھو ما اخبرت ھذا ابو الخلفاء حتی یکون منہم من یصلی بعیسی علیہ السلام
عزاہ فی الخصائص لابی نعیم۔ ازالۃ الخفا منہ ۲۴

رافعک الی ثم متوفیک قابضک بعد النزول۔ اور جیسے کہ شیخ سیوطی نے اتقان کے باب (۴۴) قرآن کے مقدم ومؤخر میں قتادہ سے بیان کیا۔ اور اس کی مؤید امام رازی کا چوتھا قول ہے جس میں بیان ہے کہ واو عاطفہ ترتیب کا افادہ نہیں دیتا اور ایسا بہت سی آیات قرآنی میں ہے جیسے لولا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزاما واجل مسمی۔ قال قتادۃ ھذا من تقادیم الکلام یقول لولا کلمۃ واجل مسمی لکان لزاما۔ اور خود قواعد کلام عرب میں یہی صراحت ہے کہ واو عاطفہ ترتیب کا افادہ نہیں دیتا۔ چنانچہ ایک ہی واقعہ کے متعلق قرآن کریم کا متعدد جگہ فرمانا وادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ اور دوسری جگہ فرمانا وقولوا حطۃ وادخلوا الباب سجدا اس ترتیب کو باطل کرتا ہے۔ اور یہی مذہب صحیح ہے جیسے کہ ہماری شرح متن متین میں مبسوط ہے۔ اور خود حق تعالیٰ نے سورہ زخرف میں حضرت عیسیٰ کو علامت ساعت قیامت مقرر فرمایا ہے۔ جیسے کہ یہی مفاد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرارت کا ہے اور باعتبار ظہور مرجع کے بجز عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے اِنَّہٗ کی ضمیر کسی دوسری طرف راجع کرنا خلاف سیاق آیت ہی۔ اور یہی معنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مفاد ہے جسکو امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں اور حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں شب اسری

ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون وقالوا ءالھتنا خیر ام ھو ما ضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون ان ھو الا عبد انعمنا علیہ وجعلناہ مثلا لبنی اسرائیل ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا واتبعون ھذا صراط مستقیم ولا یصدنکم الشیطان انہ لکم عدو مبین۔ ای ان عیسی شرط من اشراطھا تعلم بہ وقرءہ ابن عباس لعلم وھو العلامۃ۔ (کبیر)

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیلۃ اسری بی ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ قال فتذاکروا امر الساعۃ قال فردوا امرھم الی ابراھیم فقال لا علم لی بہا فردوا امرھم الی عیسیٰ فقال عیسیٰ اما وجبتہا فلا یعلم بہا احد الا اللہ عز وجل وفیما عہد الی ربی ان الدجال خارج ومعی قضیبان فاذا رانی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیہلکہ اللہ اذا رانی - الحدیث - قال ففیما عہد الی ربی عز وجل ان ذلک اذا کان کذلک فان الساعۃ کالحامل المتم لا یدری اھلہا متی تفجأھم بولادھا لیلا او نہارا - (احمد ابن ابی شیبہ سعید بن منصور بیہقی - دُرِ منثور - ابن کثیر)

ہین حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ صلوات اللہ علیہم سے ملا اور اون کے درمیان امرِ ساعت کا ذکر آیا اور سب نے اس امر مین حضرت ابراہیمؑ کو حکم بنایا اور اونہون نے لاعلمی بیان کی - پھر موسیٰؑ کی طرف رجوع کی اور حضرت موسیٰؑ نے بھی لاعلمی ظاہر فرمائی - پھر عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کیطرف رجوع کی تو حضرت عیسیٰؑ نے اس کے جواب مین ارشاد فرمایا کہ قیامت کا ٹھیک وقت تو بجز اللہ کے کوئی نہین جانتا لیکن جو عہد کہ میرے رب نے مُجھہ سے کیا ہے اوس مین ایک یہہ ہے کہ دجّال خروج کریگا اور میرے ساتھہ دو چھڑی رہین گی - پس جبکہ دجّال مُجھکو دیکھیگا تو سیسے کی طرح پگھلیگا اور پھر اوسکو ہلاک کریگا - اور اسی مین ہے کہ رب تعالےٰ نے مُجھہ سے یہہ بھی عہد کیا کہ جب ایسا ہوگا تو اوس وقت ساعت کا وقت اس مثال پر ہوگا جیسے کوئی حاملہ عورت جسکے وضع حمل کے دن پورے ہوگئے ہون لیکن یہہ معلوم نہین ہوتا کہ کس وقت ناگہان رات دن مین بچّہ جنتی ہے - اور حاکم نے مُستدرک مین اسی حدیث کے اخیر مین کہا فذکر من خروج الدجّال فاھبط فاقتلہ - اور حاکم نے اس کا اسناد صحیح کہا

انجیل سے عیسیٰؑ کے دوبارہ آنیکا ثبوت

اور انجیل مطبوعہ بیروت ۱۸۷۰ء کے صحاح (۱۴) مین ہے کہ حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ نے حواریون سے کہا کہ مین تمکو یتیم نہین چھوڑونگا اور عنقریب تمہاری طرف آؤنگا اور تم مجھے دیکھوگے کہ مین زندہ ہون - خیر الدین آفندی

لا اترککم یتامیٰ انی اتی الیکم بعد قلیل وانتم فتروننی انی انا حی - (انجیل مطبوعہ بیروت ۱۸۷۰ء صحاح (۱۴) الجواب الفسیح لخیر الدین افندی صفحہ ۸۹

الجواب الفسیح مین لکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰؑ کا یہہ قول ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کے بالکل مُطابق ہے جو فرمایا کہ ابن مریم تم مین بصورتِ حکم عادل نزول کریگا -

اور دُر منثور جلد دوم ص۲۶ مین حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے کہ تحقیق عیسی نہین مرا اور وہ قیامت کے قبل تمہاری طرف واپس آنے والا ہے۔

قال رسول اللہ صلعم للیہود ان عیسی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ در منثور

مذہب بخاری وغیرہ یہی رسول اللہ مقبرہ مین دفن ہونگے

اور خود بخاری نے اپنی تاریخ مین اور طبرانی نے عبد اللہ بن سلام سے روایت کی کہ عیسی بن مریم آنحضرت اور صاحبین کے ساتھ دفن کیا جائیگا اور عیسی صلوات اللہ علیہ کی قبر چوتھی ہوگی۔

اخرج البخاری فی تاریخہ والطبرانی عن عبد اللہ بن سلام قال یدفن عیسی بن مریم مع رسول اللہ وصاحبیہ فیکون قبرہ رابعاً۔

اور ترمذی نے بطریق حسن محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے اونسے اپنے باپ سے اونسے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ توراۃ مین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور یہہ کہ عیسی بن مریم اون کے ساتھ دفن کیا جائیگا لکھا ہوا ہے۔

اخرج الترمذی وحسنہ عن محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد وعیسی بن مریم یدفن معہ۔ قال ابو مودود وقد بقی فی البیت موضع قبر۔ دُر منثور مشکوۃ ص۵۱۵

اور ابن جوزی نے کتاب الوفاء مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسی بن مریم زمین کی طرف اُتریگا پہر نکاح کریگا اور صاحب اولاد ہوگا اور پینتالیس برس تک زمین پر رہیگا پہر وفات پائیگا اور میرے ساتھ میرے مقبرہ مین دفن ہوگا اور مین اور وہ ایک ہی مقبرہ سے ابی بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان قیامت کے دن اٹھین گے۔

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلعم ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکرؓ وعمرؓ۔ رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء مشکوۃ۔ ای فی مقبرتی وا عبر عنہا بالقبر لقرب قبرہ بقبرہ فکانہما فی قبر واحد (مرقات جلد ۵)

امام ذہبی کا مذہب عیسی ابہی زندہ ہے اور وہی پچہلا آخر صحابی ہے

اور زرقانی مین اصابہ سے منقول ہے کہ امام ذہبی نے تجرید مین ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسی بن مریم بنت عمران رسول اللہ

وفی الاصابۃ عیسی بن مریم بنت عمران رسول اللہ وکلمتہ القاہا الی مریم ذکرہ الذہبی فی التجرید مستدرکا علی من قبلہ

سے شب اسراء میں ملاقات فرمائی اور سلام کہا۔ پس
عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی ہے اور صحابی بھی اور صحابہ میں
سے وہی ایک صحابی ہے جو سب سے پیچھے وفات پائیگا
اور اسی پر ذہبی کا اعتماد ہے بلکہ یہی قول علماء کی ایک
جماعت کثیرہ کا ہے۔ علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ شب
اسراء کے سوا بھی کئی دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ علیہ کا اجتماع ہوا۔ چنانچہ
ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ ہمنے
آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ کے ہم دیکھ
رہے ہیں کہ آپ نے کسی سے مصافحہ کیا ہے لیکن جس سے
آپ نے مصافحہ کیا ہے اوس کو ہم نہیں دیکھتے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عیسیٰ بن مریم ہے - میں اوس کے انتظار میں رہا یہانتک کہ اوس نے
طواف ختم کرلیا - اور میں نے اوس کو سلام کہا اور نیز ابن عدی نے انس سے روایت کی ہے کہ ہم بہت سے
صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہم کے ساتھ تھے کہ ناگہاں ایک چادر اور ایک ہاتھ دیکھا اور ہمنے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول یہ چادر اور ہاتھ کیسا ہے جو ہمنے دیکھا
آنحضرت صلعم نے دریافت فرمایا کہ کیا تمنے دیکھا؟ ہمنے کہا ہاں! آنحضرت نے فرمایا کہ وہ عیسیٰ بن مریم تھا
جسنے مجھپر درود کہا - اور فتوحات مکیہ باب (۳۶۷)

فقال رأى النبي صلعم ليلة الاسراء وسلم عليه فهو نبي
وصحابي وهو آخر من يموت من الصحابة وهو الذي
عول عليه الذهبي بل ذهب اليه جمع من العلماء
وكان اجتماعه به مرات في غير ليلة الاسراء روى
ابن عساكر عن انس قلنا يا رسول الله رأيناك صافحت
شيئا ولا نراه قال ذاك اخي عيسى ابن مريم انتظرته
حتى قضى طوافه فسلمت عليه وروى ابن عدي
عن انس بينا نحن مع النبي صلعم اذ رأينا بردا ويدا
فقلنا يا رسول الله صلعم ما هذا البرد الذي رأينا واليد
قال قد رأيتموه قلنا نعم قال ذاك عيسى بن مريم
صلى علي - زرقانی ص ۳۴۳-۳۴۴ ج (۵)

شب معراج میں عیسیٰ اپنے جسد عنصری کے ساتھ مرئی ہوئے

بقیہ جلد (۳) ص۴۷ میں حضرت
شیخ محی الدین ابن العربی حدیث معراج
میں لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے
آسمان پر گئے تو وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت

فاستفتح جبريل السماء الثانية كما فعل في الاول
وقال وقيل له فلما دخل اذا بعيسى عليه السلام بجسده
عينه فانه لم يمت الى الآن بل رفعه الله الى
هذه السماء واسكنه بها وحكمه فيها وهو شيخنا الاول
الذي رجعنا على يديه وله بنا عناية عظيمة لا

نے اون کے بعینہ جسد مین دیکھا - کیونکہ وہ ابھی تک نہین مرے بلکہ اون کو اس آسمان کی طرف اللہ تعالےٰ نے اوٹھا لیا اور

يخفض عنا ساعة واحدة وارجو ان ادركه في نزوله ان شاء اللہ تعالےٰ - (فتوحات مکیة)

اسی آسمان مین اون کو سکونت اور حکومت عطا کی - پھر حضرت شیخ فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰ ہی ہمارا پہلا پیر ہے جن کے ہاتھ پر ہمنے بیعت کی اور ہمارے حال پر اون کو اتنی بڑی عنایت ہے کہ ایک ساعت بھی ہم سے غافل نہین - اور میرا مدعا ہے کہ مین نزول کے وقت اون کو پالون گا - ان شاء اللہ تعالےٰ -

رسول اللہ کا ارشاد کہ عیسیٰ ابھی مرے نہین

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ربیع سے روایت کی کہ نصاریٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عیسےٰ بن مریم کے متعلق بحث کرنے لگے کہ اوس کا باپ کون ہے ؟ اور اللہ تعالیٰ پر کذب اور بہتان باندہنے لگے اوس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے ارشاد فرمایا کیا تم نہین جانتے کہ کوئی فرزند ایسا نہین جو اپنے باپ سے مشابہ نہ ہو - نصاریٰ نے کہا بیشک - پھر فرمایا کیا تم نہین جانتے

روی ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ربیع قال ان النصاریٰ اتوا النبی صلعم فخاصموہ فی عیسےٰ بن مریم وقالوا لہ من ابوہ وقالوا علی اللہ الکذب والبہتان فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وہو یشبہ اباہ قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء - الحدیث

کہ ہمارا رب زندہ ہے جسپر موت نہین آئیگی اور عیسیٰ پر موت آنیوالی ہے - سو اس حدیث میں آنحضرت نے ارشاد فرمادیا کہ عیسےٰ بن مریم ابھی مرے نہین بلکہ آیندہ مرنیوالے ہین اور اسی طرح اسحاق

ابن عباس کا قول کہ فرمایا رسول اللہ نے عیسیٰ بن مریم آسمان سے اتریگا

بن بشر اور ابن عساکر نے اپنی مسانید مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مین روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

روی اسحٰق بن بشر و ابن عساکر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم فعند ذلک ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء - الحدیث

کہ جبکہ دجال مسلط ہوگا اور مومن بیت المقدس مین جمع ہون گے تو میرے بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے اترینگے -

بروایت حاکم علیؓ اوس شب کو قتل ہوئے جس شب مین عیسیٰ آسمان پر گئے

اور حاکم نے حریث بن مخشی سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ اکیسوین رمضان کی صبح کو قتل کیے گئے - اور مین نے حسن بن علیؓ کو کہتے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ

روی الحاکم عن حریث بن مخشی ان علیاً قتل صبیحة احدی وعشرین من رمضان سمعت الحسن بن علی یقول قتل لیلة انزل القرآن ولیلة اسری بعیسیٰ لیلة قبض

اوسی رات قتل ہوئے جس رات کہ آسمانون سے قرآن کا نزول ہوا اور جس رات عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو اسرا ہوئی اور جس رات کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ کی روح قبض کی گئی۔

امام ابوحنیفہ اور دیگر ائمہ مالکیہ وغیرہ کا مذہب کہ عیسےٰ آسمان سے اُترینگا

اور امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر مین تحریر فرماتے ہین کہ دجّال کا نکلنا اور یاجوج وماجوج کا نکلنا اور آفتاب کا جانب مغرب سے طلوع کرنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اوترنا اور دوسری علامات

خروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من المغرب ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامۃ علی ما وردت بہ الاخبار الصحیحۃ حق کاین فقہ اکبر

جو اخبار صحیحہ مین ہین سب کا ہونا برحق ہے۔ اور یہی مذہب کُل ائمہ شفعویہ کا ہے جیسے کہ ائمہ صحاح ستّہ اور شیخ سیوطی وغیرہ کی تصریح سے ظاہر ہے۔ اور یہی مذہب ائمہ مالکیہ کا ہے جیسے کہ شیخ الاسلام احمد نفراوی المالکی نے فواکہ دوانی مین تصریح کردی کہ اشراط ساعت سے ہے آسمانون سے عیسیٰ علیہ السلام کا اوترنا۔ آہ۔ اور جیسے کہ علاّمہ زرقانی مالکی نے شرح مواہب قسطلانی مین نہایت بسط اور کثرت

علاّمہ زرقانی مالکی کا نزول عیسیٰ کے اثبات مین بحث بسیط کرنا

افادات کیساتھ اس کی متعلق بحث کی جس کو ہم اس موقع پر ذیل مین نقل کرتے ہین جس سے قادیانی صاحب کے شُبہات اور اوہام کا ازالہ بوجہ اتم ہوتا ہے:۔ پس جس وقت کہ ہمارے سردار عیسیٰ صلوات اللہ علیہ آسمانون سے اوترین گے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مُطابق حکم کرین گے پھر شریعت محمّدی کے احکام کا استفاضہ اون کو بذریعہ الہام ہو یا بذریعہ روح محمّدی یا کسی اور طریقہ سے جو اللہ چاہیگا یعنی کتاب وسنّت سے بطریق استنباط یا مثل اس کے کسی دوسرے طریقہ سے چنانچہ شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو ہماری شریعت کے احکام کسطرح

فاذا انزل سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام فانہ یحکم بشریعۃ نبینا صلعم بالہام او اطلاع علی الروح المحمدی او بما شاء اللہ) من استنباط لہا من الکتاب والسنۃ ونحو ذلک وقد سُئل السیوطی بای طریق تصل احکام شرایعنا الی عیسیٰ ما جاب بان الانبیاء کانوا یعلمون فی زمانہم بجمیع شرایع من قبلہم ومن بعدہم بالوحی من اللہ علی لسان جبرئیل و بالتنبیہ علی بعد ذلک فی الکتاب الذی انزل علیہم و بان عیسیٰ ینظر فی القرآن فیفہم منہ جمیع احکام ھذہ الملۃ من غیر احتیاج الی مراجعۃ الاحادیث کما فہم النبی صلعم ذلک من القرآن

عیسیٰ کو شریعت محمدیہ کے احکام کس طرح پہنچینگے

پہونچینگے؟ تو اونہون نے (۱) جواب
دیا کہ کل انبیاء اپنے اپنے زمانون مین
ماقبل اور مابعد انبیاء صلوات اللہ علیہم کی کل شرائع
کو جبرئیل کی زبانی بطریق وحی اور اپنی اپنی منزلہ کتابون
مین بطریق تنبیہ جانتے ہین اور (۲) عیسیٰ قرآن کریم
مین نظر اور غور کرنے سے احادیث رسول اللہ کی
طرف رجوع کرنے کے بغیر اس ملت کے احکام سمجہہ لینگے
جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے
احکام ملت استنباط فرمائے۔ کیونکہ قرآن کریم شریعت
کے کل احکام پر حاوی ہے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے قرآن کریم سے احکام شریعت کا استنباط
اپنے اوس خداداد فہم اور عقل کے ساتہہ کیا جو اونہین
کے ساتہہ مختص ہوا اور پہر احکام مستنبط کو احادیث مین
مشرح فرمایا اور اونکے افہام اوس شے کے ادراک
سے قاصر ہین جو صاحب نبوت ادراک کرتا ہے اور چونکہ
عیسیٰ صلوات اللہ علیہ بہی ایک نبی اللہ ہین اس لئے بعید
نہین کہ قرآن کریم سے اوسی طرح احکام ملت کا ادراک
کرین جس طرح کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادراک کیا
اور (۳) عیسےٰ صلوات اللہ علیہ آنحضرت صلعم کے صحابہ مین
معدود ہین۔ کیونکہ کئی بار آنحضرت صلعم کیساتہہ اون کو اجتماع
ہوا۔ پس کوئی مانع نہین کہ اونہون نے آنحضرت سے

فيستنبط نظري علي جميع احكام الشريعة وفهمها نبينا لفهمه
الذي اختص به ثم شرحها لامته في السنة - وافهام
الامة تقصر عن ادراك ما ادركه صاحب النبوة وعيسى
نبي فلا بعد ان يفهم من القرآن كفهم النبي صلى الله عليه
وسلم - وبان عيسى عم معدود في الصحابة لانه اجتمع بالنبي صلعم
غير مرة فلا مانع ان يتلقى منه احكام شريعته المخالفة
لشريعة الانجيل لعلمه بانه سينزل في امته ويحكم فيهم
بشرعه فاخذ عنه بلا واسطة والى هذا اشار جماعة
من العلماء - قال ورأيت عبارة للسبكي نصها انما
يحكم عيسى بشريعة نبينا بالقرآن والسنة فترجح ان
اخذه السنة بطريق المشافهة بلا واسطة - وبانه اذا
نزل يجتمع بالنبي صلعم في الارض كما صرح به في احاديث
فلا مانع ان ياخذ عنه ما احتاج اليه من احكام
شريعته - واستدل السيوطي لكل واحد من هذه
الاربع بما يطول ذكره وذكر انه اعترض عليه في الجواب
الاول بلزوم ان القرآن متضمن في الكتب السابقة
فاجاب بانه لا مانع من ذلك فقد دلت الاحاديث
على ثبوت هذا اللازم وقال تعالى وانه لتنزيل
رب العلمين الى قوله وانه لفي زبر الاولين ثم ساق الاثار
ذلك في نحو ورقة - ثم قال ان السائل لنفسه ساله
ثانيا هل ثبت ان عيسى ينزل عليه الوحي بعد نزوله

شریعت محمدیہ کے اون احکام کی تلقی کی ہو جو شریعت انجیل
کے مخالف ہین کیونکہ اون کو معلوم تھا کہ وہ عنقریب
اُمت محمدیہ مین اونرنے والی ہین اور اون مین اونہین
کی شریعت کی مُطابق حکم کرین گے - لہذا عیسے صلوات اللہ
علیہ نے آنحضرت صلعم سے بلا واسطہ اُن احکام کی تلقی کی
اور اسی معنی کی طرف علمار کی ایک جماعت نے اشارہ کیا
شیخ سیوطی فرماتے ہین کہ مین نے امام سُبکی رضی اللہ عنہ
کی عبارت دیکھی جس مین اونہون نے تنصیص کی ہے
کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلعم کی شریعت کی مُطابق
قرآن اور سنت کیساتھ حکم کرین گے جس سے اس معنی کو
ترجیح ہوتی ہے کہ اونہون نے آنحضرت صلعم سے بالمشافہ
اور بلا واسطہ سنت کی تلقی کی - اور (تم) عیسی صلوات اللہ
علیہ جب نزول فرماوین گے تو اون کو آنحضرت صلعم کے ساتھ
زمین پر اجتماع اور مصاحبت ہوگی جیسے کہ یہہ معنی کئی
حدیثون مین صراحت کئی گئی ہین پس کوئی مانع نہین کہ
عیسیٰ صلوات اللہ علیہ ضرورت کیوقت آنحضرت صلعم سے
احکام شریعت کی تلقی کرین -
اور شیخ سیوطی رضہ نے ان چارون وجوہات کے اثبات
مین مدلل طور سے استدلال کیا جسکا یہان ذکر کرنا باعث
طوالت ہے - اور بیان کیا کہ جواب اول کی نسبت کسی نے
اون پر اعتراض کیا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ قرآن کریم پر

فاجاب نعم روی مسلم وغیرہ اثناء حدیث اوحی اللہ
الی عیسی انی قد اخرجت عبادا من عبادی لا یدان
لاحد بقتالهم فحرز عبادی الی الطور ویبعث اللہ یاجوج
وماجوج وهم من كل حدب ينسلون فيمر اوائلهم على
بحيرة طبرية فيشربون ما فيها ويمر آخرهم فيقولون
لقد كان بهذه مرة ماء ويحصر نبي الله عيسى عليه
الصلوة والسلام واصحابه ثم يهبط نبي الله عيسى
واصحابه الى الارض - اه " فهذا صريح في انه يوحى
اليه بعد نزوله - والذى يتقطع به - ان الجائي اليه
جبريل لانه السفير بين الله وبين انبيائه كما صرحت
الآثار بذلك وساقها ثم قال وقد زعم ان عيسى
اذا نزل لا يوحى اليه حقيقة بل وحى الهام وهو
ساقط مهمل لمنابذته لحديث مسلم وغيره ولان
ما توهمه من تعذر الوحى الحقيقي فاسد لانه نبي
فاي مانع من نزول الوحى اليه - فان تخيل انه
ذهب منه وصف النبوة فهو قول يقارب الكفر
لان النبوة لا تذهب ابدا ولا بعد موته - وان
تخيل اختصاص الوحى بزمن دون زمن فهو قول
لا دليل عليه ويبطله ثبوت الدليل على خلافه انتهى
فيأخذ عنه ما شرع الله له ان يحكم به في امته
فلا يحكم لشيء من تحريم وتحليل الا بما كان يحكم نبينا صلعم

کتب بقہ مشتمل ہین اور شیخ نے جواب دیا کہ اس مین کوئی
مانع نہین کیونکہ احادیث نبویہ سے اس معنی کا ثبوت ملتا
ہے اور خود خدا قرآن کریم مین فرماتا ہے کہ قرآن رب العالمین
کا اوتارا ہوا زبر اولین مین ہے۔ پھر ایک ورق مین
اسکے ادلہ بیان کئے۔ اور کہا کہ اوسی سایل نے پھر
دوسری دفعہ پوچھا کہ کیا یہہ ثابت ہے

عیسیٰ پر نزول کے بعد وحی اترنا

کہ اوترنے کے بعد عیسیٰ پر وحی کا نزول
ہوگا۔ اس کی جواب مین کہا ہان کیونکہ مسلم وغیرہ نے
(النواس بن سمعان کی) حدیث کے درمیان روایت
کی ہے کہ عیسیٰ پر اللہ تعالیٰ وحی کریگا کہ مین نے اپنے
بندون مین سے ایسے بندے نکالی ہین کہ جن کے
قتال کی تجھے طاقت نہین۔ پس میرے بندون کو
کوہ طور کی طرف لیجا اور اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو بھیجیگا
جو ہر بلند اور سخت زمین سے دوڑتے آئینگے اور
اون کے پیشیر وبحیرہ طبریہ پر گذرینگے اور اوس کا
سارا پانی پی جاوینگے اور اون کے پس رو جب
اوس تالاب پر گذرینگے تو کہینگے کہ کبھو فقط
اس تالاب مین پانی ہوگا اور عیسیٰ نبی اللہ اپنے اصحاب
سمیت طور کے غار مین محصور رہینگے اور یاجوج
وماجوج کے نابود ہونے کے بعد عیسیٰ نبی اللہ اپنے اصحاب
کے ساتھہ زمین کی طرف اوترینگے۔ پس یہہ حدیث

ولا یحکم بشریعتہ التی انزلت علیہ فی اوان رسالتہ ودولتہ
فھو تابع لنبینا صلعم وقد نبہ علی ذلک الترمذی
الحکیم فی کتاب ختم الاولیاء واعرب عنہ حسنا عنقاء
مغرب وکذا الشیخ سعد الدین التفتازانی فی شرح
عقاید النسفی وصحح انہ یصلی بالناس ویؤمہم ویقتدی
بہ المھدی لانہ فضل منہ فامامتہ اولی انتہی)
کذا جزم بہ اعتمادا علی تعلیلہ وورد ما یشھد لہ
فی بعض الآثار وعورض بحدیث الصحیحین عن
ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم کیف انتم اذا نزل
ابن مریم فیکم وامامکم منکم ولمسلم ایضا کیف بکم
اذا نزل ابن مریم فیقال صل بنا فیقول لا ان بعضکم
علی بعض امراء تکرمۃ لھذہ الامۃ ولاحمد من
حدیث جابر فاذاھم بعیسی فیقال تقدم فیقول
لیتقدم امامکم فلیصل بکم۔ ولابن ماجہ فی حدیث
ابی امامۃ وکلھم ای المسلمین ببیت المقدس وامامھم
رجل صالح قد تقدم لیصلی بھم اذ نزل عیسی فرجع
الامام ینکص لیتقدم عیسی فیقف عیسی بین کتفیہ
ثم یقول تقدم فانھا لک اقیمت وروی ابو نعیم
عن ابی سعید مرفوعا منا الذی یصلی عیسی بن
مریم خلفہ ای من اھل البیت۔ وجمع بان عیسی
یقتدی بالمھدی اولا لیظھر انہ نزل تابعا لنبینا

صریح بیان کر رہی ہے کہ عیسیٰؑ پر نزول کے بعد وحی اُتریگی
اور یہ امر قطعی ہے کہ وحی لانیوالا جبرئیلؑ ہی ہے کیونکہ اللہ
اور انبیاء اللہ کے درمیان وہی سفیر ہے جیسے کہ آثار
مین شرح ہی اور شیخ نے بالتفصیل اون کو لکھا۔

عیسیٰ پر وحی حقیقی ہوگی کیونکہ وہ نبی ہین

پھر شیخ نے کہا کہ بعض کا زعم ہے کہ عیسیٰ
جب اوتر لیگا تو وحی حقیقی اوس کی طرف
نہ اوتریگی بلکہ اوس کو وحی مجازی ہوگی یعنی الہام حالانکہ
یہ بالکل باطل اور مہمل ہے کیونکہ مسلم وغیرہ کی حدیث اسکو
رد کر رہی ہے اور نیز جس معنی سے کہ وحی حقیقی اوس کے
نزدیک متعذر ہے در اصل وہ خود فاسد ہے کہ عیسیٰ
صلوات اللہ علیہ نبی ہین پس وحی حقیقی کی نزول مین کون
مانع ہے۔ پس اگر اس خیال سے کہے کہ عیسیٰؑ سے

عیسیٰ سے بعد نزول سلب نبوت ہونیکا اعتقاد کرنا کفر ہے

وصف نبوت جاتا رہا ہے تو یہ ایسا قول
ہے جو کفر تک پہونچا دیتا ہے کیونکہ کبھی
کسی نبی کی نبوت نہین جاتی نہ مرنے کے قبل اور نہ مرنے
کے بعد۔ اور اگر اس خیال سے کہے کہ وحی حقیقی نبی کے
ایک خاص زمانہ کے ساتھ مختص ہوتی ہے تو یہ ایسا
قول ہے جسپر کوئی دلیل نہین اور اسکو اسکے خلاف دلائل
کا ثبوت باطل کرتا ہے۔ انتہی۔ (الحاصل عیسیٰ صلوات اللہ

عیسیٰ کوئی جدید شریعت نہ لائیگا بلکہ شریعت محمدیہ پر عمل کریگا

علیہ آنحضرتؐ سے اون شرائع کی تلقی
فرماوینگے جن کا حکم امت محمدیہ مین اللہ

حاکما بالشرع ثم بعد ذلک یقتدی المهدی بعلی
اصل القاعدة من اقتداء المفضول بالافضل قال
ابن الجوزی لو تقدم عیسی اماما لوقع فی النفس
اشکال ولقیل اتراه تقدم نائبا او مبتدئا شرعا
فیصلی ماموما لئلا یتدنس بغبار الشبهة وجه قوله
لا نبی بعدی - وفی صلوة عیسی خلف رجل من هذه
فاعل یتدنس ۱۲
الامة مع کونه فی اخر الزمان وقرب قیام الساعة
دلالة للصحیح من الاقوال ان الارض لا تخلو عن
قائم لله بحجة - وقیل معنی وامامکم منکم انه یحکم
بالقرآن لا بالانجیل کما فی روایة لمسلم وامکم منکم
قال ابن ابی ذئب معناه وامکم بکتاب ربکم وعلیه
لم یتبین ان عیسی اذا نزل یکون اماما او ماموما
لکن ینکر علیه روایة احمد ومسلم فانهما صریحان
لا یقبلان هذا التاویل - وقال ابو الحسن الابری
فی مناقب الشافعی تواترت الاخبار ان المهدی
من هذه الامة وان عیسی یصلی خلفه ذکر ذلک ردا
لحدیث ابن ماجة عن انس ولا مهدی الا عیسی
(ثم هو علیه السلام وان کان خلیفة فی الامة المحمدیة
فهو رسول نبی کریم علی حاله لا کما یظن بعض الناس
انه یاتی واحدا من هذه الامة) بدون نبوة
ورسالة وجهل انهما لا یزولان بالموت کما تقدم

کو منظور ہوگا اور کسی شئی کی تحریم یا تحلیل کے متعلق کوئی
جاریہ حکم بجز حکم نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہ کرین گے
اور نہ اپنی شریعت منسوخہ کے مطابق حکم کرین گے
کیونکہ وہ ہر امر مین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
تابع رہین گے۔ چنانچہ اس معنی پر حکیم ترمذی نے کتاب
ختم الاولیاء مین تنبیہہ کر دی ہے اور صاحب عنقاء
مغرب نے اس کی صراحت کی اور اسی طرح شیخ سعد الدین
تفتازانی نے شرح عقاید نسفی مین اور اسنے اس
امر کی تصحیح کی کہ عیسٰی لوگون کی امامت کرین گے
اور مہدی اون کا اقتدا کرین گے کیونکہ وہ افضل ہے
لہذا اوسی کی امامت اولی ہے۔ انتہی۔ اگرچہ اس تعلیل
پر اعتماد کرنے سے یقین کیا جاتا ہے کہ عیسٰی
ہی امامت کرین گے اور بعض آثار بھی اسکی شاہد
ہین لیکن صحیحین کی حدیث اسکی معارض ہے جو ابی ہریرہ سے مروی
ہے کہ کہا اوسنے فرمایا رسول اللہ ص نے اوس وقت تمہاری
کیا کیفیت ہوگی جبکہ ابن مریم تم مین اوترلیگا اور امام
تمہارا تمہین مین سے ہوگا۔ اور نیز مسلم کی دوسری
حدیث کہ اوس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جبکہ
ابن مریم ع تم مین اوترلیگا اور اوسکو کہا جاویگا کہ ہماری
امامت کر اور وہ از روے تکریم امت محمدیہ کہیگا نہین
تمہارے ہی بعض تم پر امیر ہین اور نیز احمد کی حدیث

عیسٰی نبی اللہ کی امامت مہدی موعود کرینگا اور امامکم منکم کی تفسیر۔

فکیف بمن ھو حی (نعم ھو واحد من ھذہ الامۃ
مع بقائہ علی نبوتہ و رسالتہ (لما ذکر من وجوب
اتباعہ لنبینا صلعم و الحکم لشریعتہ فان قلت قد
ورد فی صحیح مسلم) و البخاری ایضاً (قوله صلعم
لیوشکن لن ینزل فیکم ابن مریم حکما) ای حاکماً
(مقسطا) ولفظ البخاری حکماً عدلاً و فی مسلم عن
ابی ھریرۃ مرفوعاً ینزل عیسی بن مریم علی المنارۃ البیضاء
شرقی دمشق و فی الصحیحین عنہ رفعہ ینزل عیسی
فیقتل الدجال (فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر) ای یبطل
دین النصرانیۃ لکن فی الطبرانی الاوسط باسناد
لا باس بہ عن ابی ھریرۃ و یقتل الخنزیر و القردۃ
(و یضع الجزیۃ) و فی روایۃ و یضع الحرب و بقیۃ
الحدیث فی الصحیحین و یفیض المال حتی لا یقبلہ
احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا
و ما فیھا ثم یقول ابو ھریرۃ اقرؤا ان شئتم و ان من
اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ و یوم القیامۃ
یکون علیھم شھیدا۔ قال الحافظ و المعنی ان الدین
یصیر واحدا فلا یبقی احد من اھل الذمۃ یؤد
الجزیۃ وقیل معناہ یکثر المال فلا یبقی من یمکن
صرف مال الجزیۃ لہ فیترک الجزیۃ استغناء عنھا
وقال عیاض یحتمل ان المراد بوضعھا تقریرھا

جو جابر رضہ سے مروی ہے کہ ناگہان عیسی کا اون مین
اوترنا ہوگا اور اوسے کہا جاویگا کہ آگے ہو وہ کہیگا
کہ تمہارا ہی امام تمہارے آگے ہونا چاہیئے اور وہی تمہاری
نماز پڑھاوئے - اور نیز ابن ماجہ کی حدیث جو ابی امامہ
سے مروی ہے کہ سب لوگ بیت المقدس مین جمع ہونگے
اور اون کا امام ایک مرد صالح ہوگا جو نماز پڑھانیکے
لئے اون کے آگے ہوگا اوس وقت ناگہان عیسیٰ کا
اوترنا ہوگا اور امام پچھلے پاؤن لوٹنے لگیگا کہ عیسیٰ
آگے ہو جاوے - لیکن عیسیٰ اوس کے دونون کاندہون
کے درمیان کہڑا ہوکر کہیگا کہ آگے ہو کر اس نماز کی اقامت
تیرے ہی لئے کہی گئی ہے - اور نیز ابو نعیم کی حدیث جو
ابو سعید سے مرفوعاً مروی ہے کہ وہ شخص ہم مین سے ہی
ہے جسکے پیچھے عیسےٰ بن مریم نماز پڑہین گے یعنی وہ شخص
اہل بیت نبی صلعم مین سے ہے - اور اس تعارض کے دفع
کرنے کے لئے اس طرح تطبیق کی گئی ہے
کہ ابتدا مین تو عیسیٰ مہدی کا اقتدا کرینگے
تاکہ معلوم ہو جاوے کہ عیسیٰ علیہ السلام بصورت تابع اور
حاکم بشریعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم اوترا ہے - پہر اس کے
بعد مہدی رض اون کا اقتدا کرینگے تاکہ اصل قاعدہ اقتدا
سے انحراف نہ ہو - ابن جوزی کہتے ہین کہ اگر عیسیٰ دہلۂ
اول مین امام بن جائین گے تو ضرور نفوس مین ایک

امامت مہدی اور عیسیٰ مین جو احادیث کا تعارض ہے اوس مین مطابقت

على الكفار من غير محاباة وتكون كثرة المال بسبب
ذلك وتعقبه النووي (وان الصواب في معناه انه
لا يقبل الجزية ولا يقبل الا الاسلام او القتل)
ان امتنعوا منه قال الحافظ يؤيده رواية احمد
من وجه اخر وتكون الدعوى واحدة (وهذا خلاف
ما هو حكم الشرع اليوم فان الكتابي اذا بذل الجزية
وجب قبولها ولم يجز قتله ولا اكراهه على الاسلام
واذا كان كذلك فكيف يكون عيسى عليه السلام حاكما
بشريعة نبينا صلى الله عليه وسلم - فالجواب انه لا
خلاف انما ينزل حاكما بهذه الشريعة المحمدية)
لحديث عبد الله بن مغفل ينزل عيسى بن مريم مصدقا
بمحمد على ملته رواه الطبراني (ولا ينزل نبي برسالة
مستقلة وشريعة ناسخة بل هو حاكم من حكام
هذه الامة واما حكم الجزية وما يتعلق بها
فليس حكما مستمرا الى يوم القيامة بل هو مقيد
قبل نزول عيسى وقد اخبر نبينا صلى الله عليه وسلم
وليس عيسى هو الناسخ بل نبينا صلعم هو المبين
للنسخ) بقوله ويضع الجزية (فدل على ان الامتناع
في ذلك الوقت من قبول الجزية هو شرع نبينا
صلعم اشار اليه النووي في شرح مسلم فان قلت
ما المعنى في تغيير حكم الشرع عند نزول عيسى عليه الصلوة

وسوسہ واقع ہوگا۔ اور کہنے والا کہیگا کہ کیا نائب ہوکر آگئے
ہٹ گئے ہیں بانی شریعت کیساتھہ اترے ہین پس
اسی وسوسہ کے ازالہ کے لئے مقتدی بنکر نماز پڑہینگے
تاکہ شبہہ کے غبار سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
اس ارشاد کا مُنہہ آلودہ نہو جو فرمایا کہ میرے بعد کوئی
نبی نہین۔ اور اس اُمت کے ایک مرد کے پیچھے جو زمانہ
قُرب قیامت مین ہوگا عیسٰے کا نماز پڑہنا اون اقوال
صحیحہ کی دلیل ہے جن مین ارشاد ہے کہ زمین کبھی ایسے
شخص سے خالی نہوگی جو اللہ کے لئے حُجت کیساتھہ کہڑا ہے

اماکم منکم کے دوسرے معنی

اور بعض نے اماکم منکم کے معنے یون کہے ہین
کہ عیسٰی قرآن کے ساتہہ حکم کریگا نہ انجیل کے
ساتہہ۔ جیسے کہ مُسلم کی ایک روایت مین ہے۔ ابن ابی
ذئب کہتے ہین کہ اس لفظ کے معنی یہہ ہین کہ تمہارا امام
تمہارے رب کی کتاب کے ساتہہ ہوگا اور اس معنی کی رُو
سے نہ معلوم ہوسکا کہ عیسٰے نزول کے وقت امام ہوگا یا
مُقتدی۔ لیکن اسپر احمد اور مُسلم کی روایت وارد ہوتی ہے
جن مین ایسی صراحت ہے جو قابل تاویل نہین۔ اور ابوالحسن
فرماتے ہین کیا تو مناقب الشافعی مین نہین دیکہتا کہ
اس معنی کے متعلق اخبار متواترہ ہین کہ مہدی اسی اُمت
مین سے ہے اور عیسٰی اوس کے پیچھے نماز پڑہیگا جسکو
اوسنے ابن ماجہ کی اوس حدیث کے رد کرنے کے لئے

والسلام فی قبول الجزیة واجاب ابن بطال)
ابو الحسن علی فی شرح البخاری (بانا انما قبلناها لحاجتنا
لاحتیاجنا الی المال ولیس یحتاج عیسی علیه الصلوة
والسلام عند خروجه) ای ظهوره ونزوله من السماء
الی الارض (الی مال لانه یفیض فی ایامه المال
حتی لا یقبله احد فلا یقبل الا القتل او الایمان
بالله وحده۔ انتهی و اجاب الشیخ ولی الدین
ابن العراقی بان قبول الجزیة من الیهود والنصاری
لشبهة ما بایدیهم من التوراة والانجیل وتعلقهم
بزعمهم بشرع قدیم فاذا نزل عیسی علیه السلام زالت
تلک الشبهة بحصول معاینته فصاروا کعبدة
الاوثان فی انقطاع شبهتهم و انکشاف امرهم
فعوملوا معاملتهم فی انه لا یقبل منهم الا الاسلام
والحکم یزول بزوال علته قال و هذا معنی حسن
مناسب لم ار من تعرض له قال و هذا اولی
مما ذکره ابن بطال انتهی) و فی الفتح قال العلماء
الحکمة فی نزول عیسی دون غیره من الانبیاء
الرد علی الیهود فی زعمهم انهم قتلوه فبین الله
کذبهم و انه الذی یقتلهم او نزوله لدنو اجله
لیدفن فی الارض اذ لیس لمخلوق من التراب
ان یموت فی غیرها وقیل انه دعا الله لما رای

بیان کیا جو حضرت انس سے مروی ہے کہ کوئی مہدی بجز
عیسٰی کے نہیں - پس عیسٰی صلوات اللہ علیہ اگرچہ اُمّت
محمدیہ مین خلیفہ ہون گے لیکن وہ بدستور رسول اور نبی
کریم ہون گے نہ جیسے کہ بعض کا گمان ہے کہ وہ نبوّت اور
رسالت سے الگ ہوکر ایک اُمّتی بن کر اوترین گے -
حالانکہ یہہ شخص اس بات سے جاہل اور ناواقف ہے کہ
رسالت اور نبوت کا انفکاک جبکہ موت سے بھی نہین ہوتا
تو اوس شخص سے کیسے انفکاک ہو سکتا ہے جو ابھی زندہ
ہے - ہان وہ اُمّتِ محمدیہ کا ایک فرد ہے - جو اپنی نبوّت
اور رسالت پر بدستور باقی رہیگا جیسے کہ قبل اس کے
بیان ہوا کہ اوسپر ہمارے نبی کا اتباع اور اوسکی شریعت
کے مطابق حکم کرنا واجب ہے - پس اگر تو کہے کہ صحیح
مسلم اور بخاری دونون مین وارد ہے کہ ضرور عنقریب
ابن مریم تم مین بصورت حاکم مقسط اور عادل نازل ہوگا
اور نیز مسلم مین ابی ہریرہ سے مرفوعاً ہے کہ دمشق کے
مشرقی منارہ بیضا پر عیسٰی بن مریم کا نزول ہوگا - اور
صحیحین مین ابی ہریرہ سے مرفوعاً ہے کہ عیسٰی اوتریگا
اور دجال کو قتل کریگا - اور پہلی روایت کے بعد ہے
کہ صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا - یعنی دین نصرانیہ
کو باطل کریگا - اور طبرانی اوسط مین ابی ہریرہ سے باسناد
لاباس بہ ہے کہ خنزیر اور بندر کو قتل کریگا

وضع جزیہ کے متعلق بحث

صفة محمد و امته ان يجعله منهم فاستجاب الله
دعاءه و ابقاه حتى ينزل في اخر الزمان مجددا لامر
الاسلام فيوافق خروج الدجال فيقتله و الاول
اوجه - و في مسلم عن ابن عمرو انه يمكث في الارض
بعد نزوله سبع سنين و روى ابو نعيم بن حماد
في كتاب الفتن من حديث ابن عباس ان عيسى
اذ ذاك يتزوج في الارض و يقيم بها تسع عشرة سنة
و باسناد فيه مبهم عن ابي هريرة يقيم بها اربعين
سنة و روى احمد و ابو داود باسناد صحيح عن ابي
هريرة مرفوعا ينزل عيسى عليه الصلوة والسلام
وعليه ثوبان ممصران فيدق الصليب و يقتل
الخنزير و يضع الجزية و يدعو الناس الى الاسلام
و يهلك الله في زمانه الملل كلها الا الاسلام
و تقع الامنة في الارض حتى ترتع الاسود مع
الابل و تلعب الصبيان بالحيات فيمكث في الارض
اربعين سنة ثم يتوفى و يصلي عليه المسلمون
انتهى - قال ابن كثير يشكل عليه خبر مسلم انه
يمكث في الارض سبع سنين اللهم الا ان تحمل
هذه السبع على مدة اقامته بعد نزوله تكون
مضافة الى مكثه فيها قبل رفعه الى السماء و
كان عمره اذ ذاك ثلاثا و ثلاثين سنة على المشهور

اور جزیہ اوٹھا دیگا - اور ایک روایت مین لڑائی اوٹھا دیگا
اور صحیحین مین بقیہ حدیث ہے کہ مال بہا دیگا یہانتک
کہ کوئی اوس کو قبول نہ کریگا اور اوس وقت ایک سجدہ
دنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا - پھر ابوہریرہ کہتے رہے
کہ اگر تم اس کا ثبوت چاہتے ہو تو قرآن کی یہہ آیت پڑہو
کہ کوئی اہل کتاب نہین جو عیسیٰ پر ایمان نہ لائیگا قبل
اس کے کہ عیسیٰ مرے اور عیسیٰ اون پر قیامت کے دن
شہادت دیگا - حافظ ابن حجر فرماتے ہین کہ اس حدیث
کے یہ معنی ہین کہ اوس وقت ایک ہی دین ہو جاویگا -
اور دنیا کے تختہ پر کوئی اہل ذمہ باقی نہ رہیگا جو جزیہ ادا
کرے - اور بعض نے اس کی معنی یون کہے ہین کہ مال
اسقدر زیادہ ہو جاویگا کہ کوئی مصرف جزیہ کا باقی نہ رہیگا
پس بوجہ استغنا جزیہ کا لینا ترک کردیا جائیگا - اور قاضی
عیاض کا قول ہے کہ محتمل ہے کہ وضع سے مراد تقرر ہو یعنی
عیسیٰ کفار پر بلا محابا جزیہ معین فرمائیگا اور مال کی کثرت
اسی سبب سے ہوگی - لیکن امام نووی نے اس قول کا
پیچھا کر کے اسکو رد کردیا - پس اس کے صحیح معنی یہی ہین
کہ عیسیٰ نہ جزیہ قبول کریگا اور نہ اسلام کے سوای کوئی
دوسری چیز - اور اگر اونہون نے اسلام قبول نہ کیا
وضع جزیہ کے صحیح معنے
تو قتل کریگا - حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے
ہین کہ اس معنی کی مؤید امام احمد کی روایت ہے جو دوسرے

قال فی مرقاة الصعود دون ان تمت سنین اجمع بذلک
ثم رائیت البیہقی قال فی کتاب البعث والنشور
ھکذا فی ھذا الحدیث ان عیسیٰ یمکث فی
الارض اربعین سنۃ وفی مسلم من حدیث عبد اللہ
بن عمرو فی قصۃ الدجال فیبعث اللہ عیسیٰ بن
مریم فیطلبہ فیہلکہ ثم یلبث الناس بعدہ سبع
سنین لیس بین اثنین عداوۃ وقال البیہقی
ویحتمل ان قولہ ثم یلبث الناس بعدہ ای بعد موتہ
فلا یکون مخالفا للاول انتہی - فترجح عندی
ھذا التاویل من وجوہ احدھا ان حدیث مسلم
لیس نصا فی الاخبار عن مدۃ لبث عیسیٰ وخبر
ابی داؤد نص فیہا - والثانی ان ثم تویید ھذا
التاویل لانہا للتراخی والثالث قولہ یلبث الناس
بعدہ فیتجہ ان الضمیر فیہ لعیسیٰ لانہ اقرب
مذکور - والرابع انہ لم یرد فی ذلک سوی
ھذا الحدیث الواحد المحتمل ولا ثانی لہ وورد
مکث عیسیٰ اربعین سنۃ فی عدۃ احادیث
من طرق مختلفۃ فحدیث ابی داؤد ھذا اھو
صحیح فھذہ الاحادیث المتعددۃ المصرحۃ
اولی من ذلک الحدیث الواحد المحتمل انتہی
ویؤیدہ ان حدیث رفعہ وھو ابن ثلاث

طریق سے ہے اور دونون کا دعوی واحد ہے - اور یہہ
اگرچہ ہماری شریعت کے موجودہ حکم کے برخلاف ہے
کیونکہ کتابی جبکہ جزیہ دینا قبول کرے تو اوس کا قبول
کر لینا واجب ہے اور قتل جائز نہین اور نہ اسلام پر زبردستی
مجبور کرنا اور ایسی صورت مین عیسیٰؑ خلاف حکم موجودہ
کرنے مین حاکم شریعت نبی کیونکر رہ سکتے ہین؟ پس
اس کا جواب یہی ہے کہ بلاشک وہ شریعت محمدیہ کے
مطابق حکم کرین گے جیسے کہ حدیث عبد اللہ بن مغفل مین
ہے کہ عیسیٰ بن مریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مصدق
اور اون کی ملت پر نازل ہون گے جسکو طبرانی نے
روایت کیا - اور یہ بالکل مقرر ہے کہ کوئی نبی رسالت
مستقلہ اور شریعت ناسخہ کے ساتھ آنحضرتؐ کے بعد نہ
اوٹھیگا - بلکہ اسی اُمت کے حکام کی طرح ایک حاکم ہوگا
لیکن حکم جزیہ اور اوس کے متعلق امر کوئی استمراری
حکم نہین جو قیامت تک ہوگا بلکہ یہہ حکم نزول عیسیٰ کے
ماقبل تک محدود اور مقید ہے -
پس عیسیٰ اس حکم کا ناسخ نہین بلکہ خود ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہین جنہون نے اس کے

وثلاثين انما يروى عن النصارى فعند الحاكم
عن وهب بن منبه قال ان النصارى تزعم
فذكر الحديث الى ان قال وانه رفع وهو ابن
ثلاث وثلاثين وفيه عبد المنعم بن ادريس كذبوه
ولو صح فهو عن النصارى كما ترى والثابت في الاحاديث
النبوية انه رفع وهو ابن مائة وعشرين روى
الطبراني والحاكم في المستدرك عن عائشة ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال في مرضه الذي توفي فيه
لفاطمة ان جبرئيل كان يعارضني القرآن في كل
عام مرة وانه عارضني بالقرآن العام مرتين اخبرني
انه لم يكن نبي الا عاش نصف الذي قبله و
اخبرني ان عيسى بن مريم عاش عشرين ومائة
ولا اراني الا ذاهبا على راس الستين ورجاله ثقات
وله طرق وذكر ابن عساكر ان وفاة عيسى تكون
بالمدينة فيصلى عليه هناك ويدفن بالحجرة
النبوية وقال الحافظ في موضع اخر رفع عيسى
وهو حي على الصحيح ولم يثبت رفع ادريس وهو
حي من طريق مرفوعة قوية - انتهى - زرقانی ص ۳۵

ناسخ کا وقت بیان فرما دیا کہ عیسیٰ جزیہ اوٹھا دیگا -
پس معلوم ہوگیا کہ اوس وقت جزیہ کا قبول نہ کیا جانا ہمارے ہی نبیؐ کی شریعت کے حکم کے مطابق ہے
چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین اس معنی کی طرف اشارہ کر دیا ہے - پس اگر تو کہے کہ نزول عیسیٰ کے

وقت قبول جزیہ کے ایک حکم شرعی کے بدل دینے مین کیا حکمت ہے تو اس کا جواب ابن بطال ابوالحسن علی
نے شرح بخاری مین یون دیا ہے کہ ہمنے اس وقت جزیہ لینا اسلیئے قبول کیا ہے کہ ہم مال کے محتاج ہین
اور عیسیٰ کو آسمانون سے نزول کے وقت مال کی حاجت نرہیگی اور اون کے زمانہ مین مال کی اتنی کثرت
ہوگی کہ کوئی اوسے قبول نہ کریگا - پس عیسیٰ بجز ایمان خداے واحد یا قتل کے قبول نکریگا - انتہیٰ اور شیخ
ولی الدین ابن العراقی نے یون جواب دیا ہے کہ اس وقت یہود اور نصاریٰ سے جزیہ اسلیئے قبول کیا
گیا ہے کہ اون کے ہاتھون مین توریت اور انجیل کے ہونے اور اون کے زعم مین شرع قدیم کے ساتھہ تمسک
ہونے کا شبہہ ہے پس جس وقت کہ عیسیٰ علیہ السلام اوتر یگا اوس وقت حصول معاینہ سے یہ شبہہ دور ہوجایگا
اور اون کی حالت وثن پرستون کی سی ہوجاویگی اور اونہین کیطرح اون کے ساتھہ بھی معاملہ کیا جاویگا
اور بجز اسلام کے اون سے کوئی شے قبول نہ کیجائیگی اور حکم کا زوال اوس کی علت کے زوال سے ہوتا ہے - اور
کہا کہ یہہ اچھی اور مناسب وجہ ہے جسپر مین نے کسی کو متعرض نہ دیکھا اور ابن بطال کے جواب سے بہتر ہے - انتہیٰ

عیسیٰ نبی اللہ کے آسمانون سے اوترنے کے اسرار

اور فتح الباری مین ہے کہ علماء کہتے ہین علے الخصوص عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے نزول
مین حکمت یہی ہے کہ (۱) یہود کو اپنے اس زعم مین ندامت اور حسرت ہو کہ اونہون نے
عیسیٰ کو قتل کر دیا - پس عیسیٰ کے نزول سے اللہ تعالیٰ ظاہر کر دیگا کہ وہ اپنے زعم مین جھوٹے ہین بلکہ
وہ خود عیسیٰ کے ہاتھہ سے قتل ہون گے یا (۲) اجل نزدیک ہوجانے سے تاکہ زمین مین دفن کیئے
جاوین اس لیئے کہ جو شے کہ مٹی سے مخلوق ہے اوس کو لئے جایز نہین کہ مٹی کے سوا کسی اور جگہ مرے
اور (۳) بعض کا قول ہے کہ جب عیسیٰ نے محمد اور امت محمدیہ کی صفت دیکھی تو اللہ سے دعا مانگی کہ اے
خدا! مجھے بھی امت محمدیہ مین سے کر پس اس کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی اور اوسکو زندہ رکھا تاکہ
آخر زمانہ مین امر اسلام کا مجدد ہو کر اوترے اوس وقت دجال کو پائیگا اور اوس کو قتل کریگا - لیکن وجہ
اول بہت مناسب ہے - اور مسلم مین ابن عمر سے ہے کہ عیسیٰ نزول کے بعد سات (۷) برس تک زمین مین

نزول کے بعد عیسیٰ کے قیام مین اختلاف کی توجیہ

اقامت کریگا - اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن مین ابن عباس کی حدیث سے روایت
کی ہے کہ عیسیٰ نزول کے بعد زمین مین نکاح کریگا اور انیس (۱۹) برس تک اقامت کریگا

اور ابی ہریرہؓ سے اسناد مبہم سے مروی ہے کہ عیسیٰ چالیس برس تک اقامت کریگا جسکو احمد نے روایت کیا
اور ابو داؤد نے صحیح اسناد کیساتھ ابی ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ عیسیٰ دو زرد رنگ کپڑے اوڑھے
ہوئے اوتر ینگے اور صلیب کو توڑینگے اور خنزیر کو قتل کرینگے اور جزیہ اوٹھا دینگے - اور لوگون
کو اسلام کی دعوت دینگے اور اوس کے زمانہ مین اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا کُل ملّتین نابود کر دیگا
اور زمین مین ایسا امن ہوگا کہ شیر اور اونٹ ملکر چرینگے اور خُرد سال بچے سانپون کے ساتھ کھیلینگے
پھر چالیس برس تک زمین مین اقامت کرینگے پہر فوت ہو جاوینگے اور مُسلمان اونکے جنازہ کی نماز پڑینگے انتہی
ابن کثیر کہتا ہے کہ مُسلم کی حدیث اس کی معارض ہے جس مین مذکور ہے کہ عیسیٰ زمین مین سات برس
تک اقامت کریگا - ہان اوس صورت مین معارض نہین جب کہ یہہ سات برس نزول کے بعد مدت اقامت
پر محمول ہون اور قبل از رفع مدت مکث کیساتھہ منضم کئے جائین جو کہ بقول مشہور تینتیس برس ہین چنانچہ
شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب مرقات الصعود مین لکھتے ہین کہ مین کئی سال تک ان احادیث
مین اسی طرح تطبیق کرتا رہا - پہر بیہقی کی کتاب "البعث والنشور" مین دیکھا کہ اوس نے بھی اسی طرح اس
حدیث کی نسبت کہا کہ عیسیٰ زمین مین چالیس برس تک اقامت کریگا اور قصہ دجال کے متعلق
مُسلم مین عبداللہ بن عمر کی حدیث مین ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجیگا تاکہ دجال کی تلاش کر کر
اوس کو ہلاک کرے - پھر اس کے بعد سات برس تک لوگ اس طرح ملکر رہینگے کہ کسی اثنین مین باہم
عداوت نہ ہوگی - بیہقی نے کہا محتمل ہے کہ بعدہ سے مُراد بعد موتہ ہو جو اوّل کے مخالف نہین انتہی -
یہ تاویل میرے نزدیک کئی وجوہ سے راجح ہے - اوّل اس لئے کہ مُسلم کی حدیث مدت لبث عیسیٰ کی
نسبت نص نہین اور ابو داؤد کی حدیث اس معنی مین نص صریح ہے - دویم یہہ کہ کلمہ ثم اس تاویل کا مؤید
ہے اسلئے کہ وہ تراخی کا افادہ کرتا ہے - سوم اسلئے کہ بعدہ کی ضمیر انسب ہے کہ عیسیٰ کی طرف راجع ہو اسلئے
کہ قریب تر مرجع مذکور عیسیٰ ہی ہے - چہارم اسلئے کہ اس باب مین اس حدیث محتمل کے سوای کوئی دوسری
حدیث وارد نہین ہوئی حالانکہ چالیس برس کی مُدت اقامت کئی حدیثون مین مختلف طریقون سے مذکور ہے
پس ابو داؤد کی حدیث ہی صحیح ہے - اور یہہ متعدد اور صریح حدیثین مسلم کی واحد اور محتمل حدیث سے اولیٰ ہین انتہی

عیسیٰ کس عمر میں مرفوع ہوئے

اور حدیث رفع کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ تینتیس برس کی عمر میں مرفوع ہوئے۔ اسکا نصاریٰ سے مروی ہونا اسی حدیث کا مؤید ہے۔ چنانچہ حاکم کے نزدیک وہب ابن منبہ سے مروی ہے کہ اوس نے کہا نصاریٰ کا زعم ہے کہ عیسیٰ تینتیس برس کی عمر مین مرفوع ہوا اور اسکے راویون مین عبدالمنعم بن ادریس ہے جو متہم بالکذب ہے اور اگر صحیح بھی فرض کی جاوے تو وہ نصاریٰ کا زعم ہے کیونکہ جو امر کہ احادیث نبویہ مین ثابت ہی وہ یہہ ہے کہ عیسیٰ ایک سو بیس برس کی عمر مین مرفوع ہوا۔ چنانچہ طبرانی اور حاکم نے مستدرک مین عایشہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت مین فاطمہ رضؓ سے فرمایا کہ جبریل ہر سال ایکدفعہ میرے ساتھ قرآن کا مذاکرہ کیا کرتا تھا اور اس سال اوسنے دو دفعہ ذکر کیا ہے اور اوسنے مجھے اطلاع دی ہے کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی سے نصف زمانہ زندہ رہا اور عیسیٰ بن مریم ایک سو بیس برس زندہ رہا اور مجھے اسکے نہین کہ مین ساٹھہ برس کے سرے پر رخصت ہونیوالا ہون۔ اس حدیث کے راوی ثقہ ہین اور کئی طریق سے مروی ہے۔ اور ابن عساکر کا بیان ہے کہ عیسیٰؑ کی وفات مدینہ مین ہوگی اور وہین اوس پر نماز جنازہ پڑہی جاویگی اور حجرۂ نبوی مین دفن کیا جائیگا۔ چنانچہ

عیسیٰ کا مدفن مدینہ منورہ ہے

ترمذی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ توریت مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت اور عیسیٰ ابن مریم کا اون کے ساتھ دفن کیا جانا لکھا ہوا ہے۔ اور حافظ علیہ الرحمۃ نے دوسری جگہ تصریح کردی کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ اوٹھائے گئے اور یہی صحیح ہے۔ لیکن حضرت ادریس کا زندہ اوٹھایا جانا بطریق مرفوع اور قوی ثابت نہین ہوا۔ انتہیٰ ملخصاً۔

اور صحابہ و تابعین اور ائمہ کے نام جن کا مذہب ہے کہ عیسیٰ زندہ ہے اور وہ آسمان سے اوتریگا

پس ہمارے ان تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ کل محدثین اور ائمہ مذاہب اربعہ اور اصحاب روایت و درایت اور صحابہ کرام جیسے حضرت عمر رضؓ اور ابن عمر اور حضرت ابن عباس اور حضرت علی اور عبداللہ ابن مسعود اور ابی ہریرہ اور عبداللہ بن سلام اور ربیع اور انس اور کعب اور حضرت ابوبکر الصدیق رضؓ جیسے کہ ان کا قول اپنے مقام پر آئیگا اور جابر اور ثوبان اور عائشہ اور تمیم داری وغیرہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد اور بیہقی اور طبرانی اور عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ

ف اس کی تردید انشاءاللہ عنقریب آتی ہے۔ ۱۲

اور حاکم اور ابن جریر اور ابن حبّان اور امام احمد اور ابن ابی حاتم اور عبدالرزاق اور قتادہ اور سعید بن منصور
اور ابن عساکر اور اسحٰق بن بشر اور ابن ماجہ اور ابن مردویہ اور بزاز اور شرح السنۃ اور نعیم اور شیخ سیوطی اور
علّامہ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی اور قسطلانی اور امام ابوحنیفہ اور کل ائمہ شافعیہ اور مالکیہ اور صوفیہ اور تابعین
جیسے ابن سیرین اور امام شوکانی اور ابن قیم وغیرہ کا اوس پر اجماع ہے کہ عیسٰی نبی اللہ علیہ السلام زندہ
آسمانوں پر اوٹھائے گئے اور قبل از قیامت آسمانوں سے اُتریں گے - اور شیخ سیوطی نے کتاب الاعلام
مین تصریح کردی کہ عیسٰی نبی اللہ جو بعد از نزول
آسمانوں سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کی شریعت کے مطابق حکم کریگا - اسپر اجماع
اُمت ہے جیسے کہ ہمنے اوپر بعض کی عبارات
بعینہا نقل کردی ہین - پس نہایت تعجب
اور حیرت کی بات ہے جو قادیانی صاحب نے

انہ یحکم بشرع نبینا و وردت بہ الاحادیث و انعقد علیہ
الاجماع - کتاب الاعلام للسیوطی - وقد تواترت الاحادیث
بنزول عیسٰی جسماً اوضح ذلک الشوکانی فی مولف مستقل یتضمن
ذکر ما ورد فی المنتظر والدجال والمسیح وغیرہ فی غیرہ وصحح الطبری
ہذا القول و وردت بذلک الاحادیث المتواترۃ -
فتح البیان ص۳۴۴ ج (۲)

اپنے مکتوب عربی کے ص۱۱۱ سے ص۱۵۱ تک
متعدد مقامات مین تصریح
کردی کہ اکثر اکابر اُمت اور

> قادیانی کا جھوٹا دعوی کہ عیسٰی کے مرجانے پر اجماع اُمت ہے

ائمہ مسیح کے مرجانے کے قایل ہین اور اوس کی
حیات پر اجماع نہین بلکہ اوس کی موت پر
اجماع ہے اور صحابہ اور تابعین اور ائمہ تبع تابعین
اُس کی موت کے قایل ہین اور یہی مذہب
مالک اور ابن حزم اور امام بخاری وغیرہ اکابر
محدثین کا ہے اور اسی پر اتفاق اکابر معتزلہ
اور بعض اولیاء کرام کا ہے اور رجوع کا لفظ

ولکن ذلک ذہب الیہ کثیر من الاکابر والائمۃ وما جاء لفظ رجوع
المسیح فی بناء خیر البریۃ ص۱۱۱ وما جاء لفظ النزول من السماء فی
الحدیث ص۱۲۱ و رجل ذہب الائمۃ الفقہاء الی موت عیسٰی و قالوا
انہ مات ولحق الموتی کما ہو مذہب مالک وابن حزم والامام
البخاری وغیرہ ذلک من اکابر المحدثین وعلیہ اتفق جمیع اکابر المعتزلین
ولبعض کرام الاولیاء واعلم ان الاجماع لیس علی حیاتہ بل نحن احق
ان ندعی الاجماع علی مماتہ ص۱۳۲ وان الصحابۃ والتابعین و
الائمۃ الاتون بعدہم ذہبوا الی موت عیسٰی ثم لا یمکن لاحد ان
یاتی باثر من الصحابۃ او حدیث من خیر البریۃ فی تفسیر لفظ التوفی
بغیر معنی الاماتۃ ابداً ولو ماتوا بالحسرۃ ص۱۳۵ اما تری کیف تحنوا

کسی حدیث نبوی مین نہین آیا اور آسمان سے
نزول کا لفظ بہی کسی حدیث مین آیا ورنہ
متقدمین کے ملفوظات ورکتب مین ۔
کیا تم ان الفاظ کو خاتمون کی طرح اپنے دل
سے تراشتے ہو؟ اور تم ہرگز ان الفاظ کو رسول کریم اور متقدمین کے کلام مین بانتوفی کے لفظ بعبر
معنی موت مین نہ پا سکوگے گرچہ حسرت اور ندامت سے تنہہ مرجا ہو۔

من عند النفسہم نزول المسیح من السماء ولن نجد لفظ السماء
فی ملفوظات خیر الانبیاء ولا فی کلمہ الاولین شئا ولا تجدون
لفظ الرجوع فی کلمہ سید المرسلین فصلی الانبیاء انہم یحملا
او تنحتون لفظ الرجوع من عند انفسکم کالذی ثبین شئا ۔لکتوبات قبلی

حالانکہ خود ابن عباس کی حدیث مین آسمان سے نزول ہونے کا لفظ موجود
ہے اور اسی طرح فقہ اکبر مین امام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے قول مین آسمان
سے نزول کا لفظ موجود ہے۔ اور در منثور مین حضرت حسنؓ کی حدیث مین لفظ
راجع الیکم مذکور ہے اور صحیح نسائی مین رافع الی السماء کا لفظ بروایت ابن عباسؓ اور ابی ہریرہؓ کی
حدیث مین جس کو ابن عساکر نے روایت کیا لفظ
لیہبطن عیسیٰ بن مریم حکماً عدلاً واقع ہے جو بلندی سے
پستی کی طرف اوترنے کے لئے مخصوص ہے۔ اور ربیع

احادیث مین نزول رجوع رفع الی السماء
ہبوط ہی اسدۃ ابندہ مرنگہ عیسیٰ
رسول اللہ حج کریگا۔ رسول اللہ کی
قبر پر ٹہیریگا۔ رسول اللہ اوس کے
سلام کا جواب دین گے۔

لیہبطن عیسیٰ بن مریم حکماً عدلاً واماماً مقسطاً
فلیسلکن فج الروحاء حاجاً او معتمراً ولیقفن علی
قبری لیسلمن علی ولاردن علیہ ۔ (از ابی ہریرۃ)

کی حدیث مین آنحضرتؐ نے فرمادیا کہ عیسیٰؑ پر آیندہ موت آیگی۔ اور مسلم کی حدیث مین عیسیٰ کے ساتھ
وصف نبی اللہ مذکور ہے - اور علامہ ذہبی نے تصریح کردی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ نبی ہے اور صحابی
بھی کیونکہ شب اسرا مین اونہون نے آنحضرتؐ کو دیکھا - اور علامہ زرقانی مالکی اور ابن حجر وغیرہ نے ابن
عساکر کی حدیث سے ثابت کردکھایا ہے کہ عیسیٰ نے شب اسرا کی علاوہ کئی بار آنحضرتؐ سے بالمشافہ مصافحہ
اور ملاقات کی اور صحابہ کرام نے اون کو بچشم خود دیکھا۔

بلکہ زریب بن برثملا وصی عیسیٰؑ نے
جواب تک کوہ حلوان مین زندہ
موجود ہین اونہون نے نضلہ بن معاویہ کو آسمان سے

زریب بن برثملا وصی عیسیٰ کا
انتظار عیسیٰ مین اب تک کوہ حلوان
مین زندہ موجود ہونا ؟؟

وروی (ای ابن عباس) ان عمر رضی اللہ عنہ
کتب الی سعد بن ابی وقاص وھو بالقادسیۃ
بقول لہ وجہ نضلۃ بن معاویۃ الانصاری

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی اطلاع دی- ازالۃ الخفا مکاشفات
امیر المومنین عمر بن الخطاب مین بروایت ابن عباس ہے
کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو جو قادسیہ
مین حاکم تھا لکھا کہ نضلہ بن معاویہ انصاری کو حلوان
عراق کی طرف روانہ کرنا کہ اوس کے اطراف سے اموال
غارت حاصل کرین- چنانچہ سعد نے نضلہ کو تین سو سوار کی
معیت مین بھیجا یہان تک کہ حلوان عراق مین آئے اور
اوس کے اطراف واکناف مین لوٹ کی بہت سی غنیمت اور
قیدی لارہے تھے کہ اون کو عصر کے وقت نے تنگی کی اور
قریب تھا کہ آفتاب غروب ہوجاوے اوسوقت نضلہ نے قیدیون اور
غنیمت کو کوہ حلوان کے ایکطرف پناہ دی اور کھڑے
ہوکر اذان کہنی شروع کی اور جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو
ناگہان ایک مجیب نے پہاڑ مین سے اجابت کے ساتھ
کہا کہ اے نضلہ تو نے خداوند بزرگ کی تکبیر کہی ہے پھر نضلہ
نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ- تو مجیب نے جواب دیا کہ
نضلہ یہہ کلمۂ اخلاص ہے- پھر نضلہ نے کہا اشہد ان محمدا
رسول اللہ تو مجیب نے کہا کہ یہہ وہی ہے کہ جس کی بشارت
ہمکو عیسیٰ بن مریم نے دی اور جس کی اُمت کے سرے پر
قیامت قایم ہوگی- پھر نضلہ نے کہا حی علی الصلوٰۃ تو مجیب
نے کہا اوس کے لئے خوشی ہے جو نماز کی طرف قدم اوٹھاوے
اور اسپر مواظبت کرے- پھر نضلہ نے کہا حی علی الفلاح-

الی حلوان العراق لیغیروا علی ضواحیہا فبعث سعد
نضلۃ فی ثلث مایۃ فارس فخرجوا حتی اتوا
حلوان العراق فاغاروا علی ضواحیہا واصابوا
غنیمۃ وسبیا فاقبلوا یسوقونہا حتی ارہقتہم العصر
وکادت الشمس تغرب فالجاء نضلۃ السبی والغنیمۃ
الی صفح جبل ثم قام فاذن فقال اللہ اکبر اللہ اکبر
فاذا مجیب من الجبل یجیبہ کبرت کبیرا یا نضلۃ
ثم قال اشہد ان لا الہ الا اللہ قال کلمۃ الاخلاص
یا نضلۃ ثم قال اشہد ان محمدا رسول اللہ قال ہو
الذی بشرنا بہ عیسیٰ بن مریم علی راس امتہ
تقوم الساعۃ فقال حی علی الصلوۃ فقال طوبی
لمن مشی الیہا وواظب علیہا قال حی علی الفلاح
قال افلح من اجابہ قال اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ
قال اخلصت کلمۃ الاخلاص کلہا یا نضلۃ حرم اللہ
بہا جسدک علی النار- فلما فرغ من اذانہ قاموا
فقالوا من انت یرحمک اللہ أملک انت ام من
الجن او طائف من عباد اللہ قد اسمعتنا صوتک
فارنا صورتک فان الوفد وفد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ووفد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
قال فانفلق الجبل عن ہامۃ کالرحا ابیض الراس
واللحیۃ علیہ طمران من صوف قال السلام علیکم

تو مجیب نے کہا اوس کیلئے فراخی ہے جو بس کی جانب ہے
پھر نضلہ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ تو مجیب نے جواب
دیا اے نضلہ تونے کل کلمہ اخلاص اچھی طرح کہا - اللہ نے تیرا جسم
آگ پر حرام کردیا ہے - پس جبکہ نضلہ اذان کہنے سے فارغ
ہوگیا تو سب لوگ کھڑے ہوکر کہنے لگے خدا تجھپر رحم کرے
تو کون ہے - کیا تو فرشتہ ہے یا جن یا اللہ کے بندون
مین سے کوئی بندہ ہے؟ تو نے ہمکو اپنی آواز سنائی ہے
پس ہم کو اپنی صورت بھی دکھا کیونکہ یہ لشکر رسول اللہ صلعم
اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا بھیجا ہوا ہے - پس
اوسی وقت چکی کے پاٹ کی طرح اوس شخص کا سر پہاڑ کی
شگاف سے ظاہر ہوگیا جسکے سر اور ریش کے بال سفید
اور اوسپر پشم کے دو پرانے کپڑے تھے اور اوسنے ہمکو
خطاب کرکے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا اور ہم نے
اوس کا جواب وعلیک السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ کہکر پوچھا
خدا تجھپر رحم کرے تو کون ہے؟ - اوس نے جواب دیا کہ مین
زریت بن برثملا خدا کے عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا وصی ہون
اوسنے مجھے اس پہاڑ مین ساکن کیا ہے اور آسمان سے
نزول کے وقت تک طول بقائی کی دعا میرے لئے کی ہے
پس میری طرف سے عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کہنا اور کہو
اے عمر استوار اور قریب ہوجا کیونکہ امر موعود نزدیک ہوگیا
ہے - اور ان بہت سی خصائل کی اطلاع دیجئے کہ جنکے امر

ورحمة الله وبركاته فقالوا وعليك السلام ور
رحمة الله وبركاته من انت يرحمك الله قال
زريت بن برثملا وصي العبد الصالح عيسى بن
مريم اسكنني هذا الجبل ودعا لي بطول البقاء
الى حين نزوله من السماء فاقرئ عمر مني السلام
وقل يا عمر سدد وقارب فقد دنا الامر و
اخبره بهذه الخصال التي اخبركم بها يا عمر اذا ظهرت
هذه الخصال في امة محمد صلى الله عليه وسلم -
فالهرب الهرب اذا استغنى الرجال بالرجال والنساء
بالنساء وانتسبوا الى غير مناسبهم وانتموا الى غير
مواليهم ولم يرحم كبيرهم صغيرهم ولم يوقر صغيرهم
كبيرهم وترك المعروف فلم يؤمر به وترك المنكر
فلم ينه عنه وتعلم عالمهم العلم ليجلب به الدنانير
والدراهم وكان المطر قيظا والولد غيظا وطولوا
المنارات وفضضوا المصاحف وزخرفوا المساجد
واظهروا الرشا وشيدوا البنا واتبعوا الهوى
وباعوا الدين بالدنيا وقطعت الارحام وبيع
الحكم واكلوا الربوا فصار الغنى عزا وخرج الرجل
من بيته فقام اليه من هو خير منه فسلموا عليه
وركب النساء السروج ثم غاب عنهم فلم يروه فكتب
نضلة بذلك الى سعد وكتب سعد بذلك الى

کیا جو اس حدیث مین حاشیہ پر مذکور ہین اور اسکے بعد غائب ہوگیا اور وہ اوسکو نہ دیکھہ سکے - پھر نضلہ نے یہہ سارا قصہ سعد بن ابی وقاص کی طرف لکھا اور اوسنے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا اور حضرت عمر رض نے اسکے جواب مین سعد کو لکھا کہ تو اپنے ساتھ کے مہاجرین اور انصار کی معیت مین اس پہاڑ پر جا اور اگر زریت بن برثملا سے ملے تو میری طرف

عمر فکتب الیہ عمر ہزا انت ومن معک من المہاجرین والانصار حتی تنزلوا بعد الجبل فان تقیتہ فی قرہ منی السلام فخرج سعد فی اربعۃ الاف من المہاجرین والانصار حتی نزلوا ذالک الجبل ومکث اربعین یوما ینادی بالصلوۃ فلا یجد ون جوابا ولا یسمعون خطابا (ازالۃ الخفا مآثر امیر المومنین عمر رض ص۱۶۸ ج (۲)

سے اوس کو سلام کہدے - چنانچہ سعد حکم کے مطابق چار ہزار مہاجرین اور انصار کی معیت مین اوس پہاڑ پر گیا اور چالیس دن تک وہان نماز کی ندا کرتا رہا لیکن اون کو کوئی جواب یا خطاب نہ سُنائی دیا - پس ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث نے کئی امور پر اطلاع دیدی -

چار ہزار مہاجرین اور انصار حضرت عمر کے ساتھ زریت بن برثملا وصی عیسیٰ کو دیکھنے گئے

آوّل وصی عیسیٰ کا اسقدر زمانہ دراز تک بغیر اکل و شرب کے زندہ رہنا - دویم عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے نزول کی بشارت دینا - سوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ چار ہزار صحابہ مہاجرین و انصار عیسیٰ نبی اللہ کے نزول پر ایمان لاتے تھے کہ نضلہ اور تین ۳۰۰ سو سوار کی رویت وصی عیسےٰ کو تسلیم کرکے اپنا سلام وصی عیسیٰ کی طرف بھیجا - کیا اس کے بعد کوئی شخص جو خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہے رسول اللہ ؐ کے صحابہ کیطرف خیانت کی نسبت کرسکتا ہے؟ جیسے کہ قادیانی صاحب نے کی - اور مسیح کی حیات اور رجوع کے قایل کو مکتوب عربی کے ص۱۴۹ مین محجوب اور مجہول اور کوردل اور ظالم کہا جس سے یہہ چار ہزار صحابہ مہاجرین و انصار بھی باہر نہین ہو سکتے -

حضرت سلمان فارسی نے وصی عیسیٰ کو دیکھا

بخاری جلد اوّل کے صفحہ اخیر کے حاشیہ پر کرمانی اور قسطلانی سے اور اکمال مین ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے وصی عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا - اور حضرت سلمان نے بقولے دو سو پچاس ۲۵۰ برس اور بقولے تین سو پچاس برس عمر پائی اور ہجرت کی چھتیسوین سال مدائن مین وفات پائی - حضرات القدس مین ہے " وبروایت اکثر سہ صد و پنجاہ سال بودہ است در ۳۶ھ از ہجرت در مدائن رحلت نمودہ و حضرت امیر کرم اللہ وجہہ در یک شب از مدینہ بمدائن رفتہ سلمان را غسل دادہ در ہمان شب بمدینہ سکینہ مراجعت فرمودہ است "

اور ہم اوپر ذکر کر چکے ہین کہ خود خدا تعالیٰ نے قرآن کریم مین توفی غیر معنے موت کے لئے سورۂ زمر مین منصوص فرمائے

اور یہہ دعوی کہ کل اکابر معتزلہ کا اسپر اتفاق ہے کہ عیسیٰ پر موت وارد ہوگئی اسکو علامہ زمخشری معتزلی کا قول جو تفسیر کشاف مین ہے رد کرتا ہے کیونکہ اونھون نے آیہ متوفیک کے تحت مین اس طرح لکھا ہے کہ مین تیری اجل پوری کرون گا یعنی مین تجھکو کفار کے ہاتھون سے بچاؤن گا اور تجھکو اوس اجل اور زمانہ تک مہلت اور وقفہ دون گا جو تیرے لئے مین نے لکھدیا ہے اور تجکو اپنی موت سے مارون گا اور تجھکو اپنے آسمان اور اپنے ملائکہ کے مقر کی طرف اوٹھاون گا -

[حاشیہ: معتزلہ کے نزدیک حیات عیسیٰ]

انی متوفیک ای مستوفی اجلک ومعناہ انی عاصمک من ان یقتلک الکفار ومؤخرک الی اجل کتبتہ لک ومميتك حتف انفك لا قتلا بايديهم ورافعك الى سمائي ومقر ملائكتي - (کشاف)

ہان تفسیرون مین مفسرین نے یہہ نصاری کا قول ذکر کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام رفع کے قبل سات ساعت تک مرے رہے - اور وہب کا قول ہے کہ تین دن تک مرے رہے - پہر خدا نے اون کو زندہ کر کے آسمان کی طرف اوٹھالیا - اور جیسے کہ اسی قسم کا مفاد اوس حدیث کا ہے جسکو حاکم نے مستدرک مین عائشہ رض سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ ع ایک سو بیس برس تک زندہ رہے اور ہر نبی اپنے ماقبل نبی کی نصف عمر پاتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین ساٹھہ برس کے سرے پر جانے والا ہون - پہلے قول کو سب نے نصاری ہی کی طرف منسوب کیا اور حدیث عائشہ کو ذکر کر کے حافظ ابن حجر عسقلانی نے خود غیر معتبر ٹھیرایا اور کہا کہ صحیح یہی ہے کہ عیسیٰ زندہ اوٹھایا گیا - اور ابن عساکر کی حدیث اوس کی بعد نقل کر کے ثابت کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مدینہ منورہ مین فوت ہون گے - بلکہ خود اس حدیث عائشہ کی الفاظ کی رکاکت اوس کی سخافت اور موضوعیت کی شاہد ہے - کیونکہ اگر کتب سیر و تواریخ پر بنظر استقراء نظر ڈالی جاوے تو کبھی یہہ قضیہ ثابت نہوگا کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی کی نصف عمر پاتا ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز دہلوی رح عجالہ نافعہ مین حدیث کے وضع اور کذب راوی کی علامات مین سے اول

قيل اماته الله سبع ساعات ثم رفعه الله الى السماء واليه ذهب النصارى - (بيضاوى)

وقال وهب توفى الله عيسى ثلاث ساعات من النهار ثم احياه ثم رفعه الله اليه وقال محمد بن اسحق ان النصارى يزعمون ان الله توفاه سبع ساعات من النهار ثم احياه ورفعه اليه (معالم التنزيل)

[حاشیہ: حضرت عیسیٰ کا ایک سو بیس برس کی عمر مین مرجانا غلط ہے]

[حاشیہ: حدیث عائشہ کی رکاکت]

علامت وضع یہ لکھتے ہیں کہ راوی تاریخ مشہور کے خلاف روایت کرے۔ اور قطع نظر اس کی بعض ذی خبرہ نے تصریح کردی ہے کہ زمانہ فترت رسل میں عیسیٰ کے بعد چار نبی گذرے۔ چنانچہ علامہ خیر الدین الفندی نے جواب فصیح میں اُن کے اثبات میں متعدد احادیث پیش کیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے تصریح کردی کہ زمانہ فترت میں کسی ایسے نبی کا وجود ممتنع نہیں جو رسول اخیر کی شریعت کی طرف دعوت دے اور خود

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر (۶۳) برس ہونی ہی صحیح ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری صا۵ وصلا۶۴ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ترسیٹھ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔ اور یہی مذہب جمہور کا ہے اور یہی صحیح ہے۔ پس کوئی وجہ وجیہہ نہیں کہ حاکم کی اوس حدیث کو صحیح مان لیا جاوے جس میں عیسیٰ کی عمر ایک سو بیس۱۲۰ برس بروایت عائشہؓ بیان کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی سی نصف عمر پاتا ہے اور آنحضرت صلعم ساٹھ برس کے سرے پر وفات پا گئے۔

عن عائشة ان النبی صلعم توفی وھو ابن ثلث وستین قال ابن شهاب واخبرنی سعید بن المسیب مثله بخاری صا۵ واخرج مسلم من وجه اٰخر عن انسؓ عاش ثلاث وستین وھو موافق لحدیث عائشة الماضی قریبا وبه قال الجمھور فتح الباری حاشیہ بخاری صا۵

وروی عن ابن عباس توفی وھو ابن خمس وستین بادخال سنتی الولادة والوفاة وقیل ابن ستین کما روی عن انس بالغاء الکسر قال فی المرقاة والصحیح ثلث وستون (حاشیہ بخاری صلا۶)

حالانکہ چار ہزار صحابی سے زیادہ صحابہ اور چاروں مذاہب کے ائمہ کا یہی مذہب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ اوٹھائے گئے اور وہی عیسیٰ دوبارہ آسمان سے نزول فرمانے والے ہیں۔ اور قرآن و سنت نے اون کا نزول علامت ساعت ہونا بیان فرمایا۔ بلکہ حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آیۂ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته میں مراد خروج عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ علیہ ہے اور کہا کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور

وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن کے متعلق تحقیق

عیسیٰ ابھی زندہ ہے

ابن کثیر نے حسن بصری سے روایت کی کہ کل اہل کتاب عیسیٰ پر قبل از موت عیسےٰ ایمان لائینگے اور خدا کی قسم وہ ابھی زندہ اللہ کے پاس ہے اور جب اونزیگا سب

وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته عیسیٰ واللہ انه لحی الاٰن عند اللہ ولکن اذا نزل اٰمنوا به اجمعون۔ (ابن کثیر از حسن بصری)

اون پر ایمان لائینگے - اور ابن جریر نے بھی اس قول کی صحت پر فتوی دیا۔ تفسیر مظہری کو صفحہ ۳۸

توفی کے معنی بقول مظہری رفع الی السماء

متن ہے کہ میرے نزدیک ظاہر یہی ہے کہ توفی کے معنی رفع بلا موت ہے اور اس معنی کے لئے ہر شخص کا وجدان آیۂ و ما قتلوہ و ما صلبوہ کے ملاحظہ کے بعد شہادت دیتا ہے اور اگر اس سے موت کی نفی مقصود نہ ہوتی تو نفی قتل سے کیا فائدہ کیونکہ قتل کا منشا بھی تو موت ہی ہے۔

و الظاهر عندي ان المراد بالتوفي هو الرفع الى السماء بيشهد به الوجدان بعد ملاحظة قوله تعالى و ما قتلوه و ما صلبوه ولولا نفي الموت عنه لما كان من نفي القتل فائدة اذ الغرض من القتل الموت - مظهري صفحہ ۳۸

شاہ ولی اللہ کا قول عیسی آسمان پر زندہ ہے

اور حضرت شاہ ولی اللہ فوز الکبیر میں لکھتے ہیں "و نیز از ضلالت ایشان یعنی نصاری یکے آنست کہ جزم میکنند کہ حضرت عیسی علیہ السلام مقتول شدہ است و فی الواقع در قصۂ عیسی اشتباہے واقع شدہ بود رفع بر آسمان را قتل گمان کردند و کابراً عن کابر ہمان غلط را روایت نمودند - خدا تعالی در قرآن شریف ازالۂ شبہ فرمود کہ ما قتلوہ و ما صلبوہ و لکن شبہ لھم" انتہی - اور مظہری میں ہے کہ بل رفعه الله اليه ردّ و انكار لقتله و اثبات لرفعه - بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہی ایک آیت عیسی صلوات اللہ علیہ کے رفع جسم پر نص منصوص ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ قتل اور صلب اجسام سے تعلق رکھتا ہے پس اس آیت میں جس جسم کے قتل اور صلب کی نفی کی گئی ہے اوسی کی طرف رفع کی اضافت بھی کی گئی ہے۔

عیسی زمانہ کہولت کے بعد مرینگے

آیہ تکلم الناس فی المھد و کھلا کے متعلق مظہری میں ہے کہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عیسی صلوات اللہ علیہ معمر ہونگے اور سن کہولت کے قبل نہ مرینگے اور نیز اس طرف اشارہ ہے کہ اون کا سن شریف زمانہ کہولت سے تجاوز نہ کریگا - حسن بن فضل کا قول ہے کہ کھلا سے مراد نزول آسمان سے بعد کا زمانہ ہے - کیونکہ عیسی علیہ السلام سن کہولت کو قبل آسمان کی

و تكلم الناس في المهد و كهلا فيه اشارة الى انه يعمر و لا يموت حتى يكهل و الى ان سنه لا يتجاوز الكهولة - قال الحسن بن فضل و كهلا يعني بعد نزوله من السماء فانه رفع الى السماء قبل سن الكهولة و قال اهل التاريخ حملت مريم بعيسى و لها ثلاث عشر سنة و ولدت عيسى ببيت لحم لمضي خمسين و ستين سنة من غلبة الاسكندر

طرف اوٹھائے گئے۔ اور در منثور مین اہل تاریخ کا قول ہے کہ مریم علیہا السلام تیرہ ۱۳ برس کی سن مین حاملہ ہوئین اور عیسی کے تولد کا زمانہ وہ ہے جبکہ سکندر کو بابل کے فتح کیے ہوئے ابھی پینسٹھ برس گذرے تھے اور تینتیس برس کی عمر مین عیسی پر وحی کا نزول ہوا۔ اور تین برس تک اونہون نے دعوت نبوت کی اور آسمان کی طرف رفع کے بعد مریم علیہا السلام چھہ سال تک زندہ رہین۔ اور معالم التنزیل مین مجاہد رضی اللہ عنہ کا قول اگرچہ یہہ ہے کہ کہل کے معنی حلیم ہین لیکن مراد زمانہ کہولت ہی۔ کیونکہ عرب کہولت کے ساتھ مدح اسلئے کرتی ہین کہ وہی زمانہ استحکام عقل اور جودت رائے اور تجربہ کے حق مین حالت وسطی ہے۔ کیونکہ قبل اس زمانہ کے تجربہ ناقص رہتا ہے۔ اور خود اشعار عرب مین کہل کا لفظ زمانہ کہولت کی معنی مین مستعمل ہوا۔ چنانچہ رضی مین ہے

على ارض بابل و اوحى الله الى عيسى وهو ابن ثلاث ثلثين سنة وكانت نبوته ثلاث سنين وعاشت مريم بعد رفعه ست سنة (مظہری - در منثور بتخریج حاکم عن مصعب)

وكهلا قال مجاهد معناه حليما والعرب تمدح الكهولة لانه الحالة الوسطى فى استحكام العقل وجودة الراى والتجربة فان قبل ذلك يقل التجربة - (معالم)

اذا المرء اعيته المروة ناشيا	فمطلبها كهلا عليه شديد

والمراد ان المرء اذا لم يكتسب المجد المؤثل بطلب العلوم والاعمال الصالحة ومنعته المفاخرة والمآثر النبوية فى اوان الشباب فطلب تلك المنازل فى حال الكهولة شديد عليه - (رضی ص ۲۸)

اور قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ مایدہ مین آیہ تکلم الناس فی المہد وکہلا کے متعلق لکھتے ہین کہ قیامت کے دن حق تعالی اپنے امتنانِ نعمت جتلاتے وقت کہینگے کہ اے عیسی ابن مریم تو اون نعمتون کو یاد کر جو تجھے اور تیری ماں کو عطا ہوئین جبکہ تجھے مین نے روح القدس کی ساتھہ تائید دی اور تو زمانہ مہد مین اور زمانہ کہولت مین بلا تفاوت لوگون سے باتین کرتا تہا۔ اور مراد اس سے یہہ ہے کہ اللہ تعالی

اذ قال الله يا عيسى ابن مريم اذكر نعمتى عليك وعلى والدتك اذ ايدتك بروح القدس تكلم الناس فى المهد وكهلا - اى كائنا فى المهد وكهلا والمعنى تكلمهم فى الطفولة والكهولة على سواء والمعنى الحاق حاله فى الطفولة بحال الكهولة فى كمال العقل والتكلم وبه استدل على انه سينزل فانه رفع قبل ان اكتهل (بيضاوى مائدة)

نے حضرت عیسیٰ کی حالت طفولیت کو باعتبار کمال عقل حالت کہولت کے ساتھ لاحق فرما دیا اور اسی سے
استدلال کیا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عنقریب آسمانون سے اوترین گے کیونکہ وہ زمانہ کہولت کے
قبل اوٹھائے گئے - پس یہ آیت بالنجواے خود حسب بیان مظہری و بیضاوی وغیرہ صاف دلالت
کر رہی ہے کہ عیسیٰ کی عمر زمانہ کہولت سے تجاوز نہ کریگی - اور وہ قبل از کہولت آسمانون کی طرف اٹھائے
گئے جیسے کہ یہی مذہب کل ائمہ کا ہے اور یہ حدیث عائشہ کے منطوق کو باطل کر رہی ہے جس مین بیان ہے
کہ عیسیٰ کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی کیونکہ یہ عمر سن کہولت سے تجاوز کرکے شیخوخیت مین محسوب ہے -

عیسیٰ ابن مریم کے فوت ہوجانے پر امام بخاری کے اقوال سے قادیانی کا استدلال اور اوس کا ابطال

اور ان تمام بیانات سے جو طریق دوم مین مذکور ہوئے قادیانی صاحب کے وہ سارے
افترا اور کل حیلے بہانے تار عنکبوت کی طرح نیست و نابود ہوجاتے ہین جو اونہون نے
مکتوب عربی اور ازالۃ الاوہام کی جلد ثانی مین متعدد صفحات کے اندر امام بخاری اور دیگر
صحابہ و ائمہ کے اقوال کے متعلق کیئن اور نادانون کو فریب مین لانے کے لئے کہا کہ امام بخاری نے
قطعی طور پر اس بات کا فیصلہ دیدیا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا اور فوت شدہ بندون مین جا ملا - معراج
کے متعلق احادیث جو پانچ دفعہ امام بخاری نے مختلف اغراض کے لحاظ سے اپنی عادت کے مطابق بخاری
کے صفحہ ۵ اور صفحہ ۴۵۵ و صفحہ [illegible] و صفحہ ۵۴۸ و صفحہ ۱۱۲۰ مین لکھی ہین اون سے استدلال کیا کہ امام بخاری نے
متفرق طور پر مختلف دلیلون کے ذریعہ سے یہ ثابت کردیا ہے کہ مسیح ابن مریم اپنی موت کی وجہ سے اموات
مین جا ملا اور خدا تعالیٰ کے بزرگ نبی جو اس دنیا سے گذر چکے ہین اون مین داخل ہوگیا - حالانکہ امام
بخاری نے اسی ایک غرض کے اثبات کے لئے متعدد مقامات مین ان احادیث کا ذکر نہین کیا
بلکہ ہر غرض کے لئے اوسنے جدا جدا عنوان لکھدیا - چنانچہ اونہون نے بخاری کے صفحہ ۵ مین باب
کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء کا عنوان مرتب کرکے اس کی تحت مین حدیث کو اس غرض سے لکھا
کہ صلوٰۃ کی فرضیت کی کیفیت بیان کرین - اور صفحہ ۴۵۵ باب ذکر الملائکۃ مرتب کرکے اس حدیث کو
اوس کے تحت اس غرض کے لئے لکھا تاکہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملائکہ کرام کا وجود
اور اون کا آسمانون سے زمین پر بنفس نفیس اشخاص خود اوترنا ثابت کرین جس کا قادیانی صاحب توضیح مرام

کے متعدد صفحات مین انکار کرکے لکہتے ہین کہ محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قایل نہین کہ ملایک اپنے شخصی وجود کے ساتہہ انسانون کی طرح پیرون سے چلکر زمین پر اوترتے ہین اور یہہ خیال بہ بداہت باطل بہی ہے اور ملک الموت جو ایک سکنڈ مین ہزاروان لوگون کی جانین نکالتا ہے جو مختلف بلاد و امصار مین رہتے ہین اوس کے لئے اس طریق سے یہہ مہلت اتنی مشقت کے بعد کافی نہین ہوسکتی اور جبریل کے نزول کی اصل کیفیت صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکہنی چاہئے اور وہ بذات خود زمین پر نہین اوترتا اور اپنے ہیڈکوارٹر نہایت روشن نیر سے جدا نہین ہوتا ہے بلکہ صرف اوس کی تاثیر نازل ہوتی ہے اور اوس کی عکسی تصویر انبیاء کے دل مین منقوش ہوجاتی ہے اور ادنی سے ادنی مرتبہ کے ولی پر بہی جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے دل پر وہی ڈالتا رہا لیکن ان دونون وحیون مین فقط آرسی کے شیشہ اور بڑے آئینہ کا فرق ہے" دیکہو توضیح مرام ص۶۸ و ص۷ و ص۸۵ و ص۷ و ص۲۱ وغیرہ وغیرہ۔ اور امام بخاری نے ص۴۷ مین باب ذکر ادریس؛ قول اللہ عز و جل و رفعناہ مکانا علیا مرتب کرکے اس کے تحت مین اس حدیث کو اس غرض سے لکہا ہی تا کہ ظاہر کرین کہ الیاس اور ادریس دو جدا جدا نبی ہین اور وہ جو قادیانی صاحب نے شاید ابن عباس کی ضعیف حدیث کے لحاظ سے توضیح مرام کے ص۳۲ مین حضرت ادریس کی نسبت بائیبل کے حوالہ سے زعم کیا ہے کہ یوحنا یا ایلیا

ویذکر عن ابن مسعود و ابن عباس ان
الیاس ھو ادریس بخاری و اسنادہ
ضعیف و لعنہ المجزم بہ البخاری فتح

تینون اسماء کا درحقیقت ایک ہی مسمّی ہے وہ بالکل باطل اور دور از تحقیق ہے۔ کیونکہ ادریس مکان علیا مین اوٹہایا گیا اور آسمانون مین بحدیث رسول شب معراج مین آنحضرت صلعم سے ملا۔

اور ص۵۴۸ مین باب المعراج مرتب کرکے اوس کے تحت مین اس حدیث کو اس غرض سے لکہا تا کہ قادیانی اور اسکے امثال کے اس خیال باطل کو رد کرین جو معراج نبوی کو ایک خواب یا کشف خیال کرتے ہین اور جو ترتیب کہ اس حدیث مالک بن صعصعہ مین ذکر کی گئی ہے وہی اون کا مذہب ہے۔

اور ص۱۱۲۳ مین باب قول اللہ و کلم اللہ موسی تکلیما مرتب کرکے اوس کے تحت اس حدیث کو اس غرض سے لکہا تا کہ حضرت موسی صلوات اللہ علیہ کے اوس شرف مکالمت کو ظاہر کرین جس کے باعث

حالتِ نزولِ نبوی کے وقت چھٹے آسمان سے عروج کرکے ساتوین آسمان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور فرضیت صلوٰۃ کے متعلق تخفیف کے لئے آنحضرت صلعم کو روک لیا -

اور اسی طرح قادیانی صاحب کا بالکل افترا ہے جو اونہون نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر باندھا کہ اونہون نے آیۂ فلما توفیتنی کو کتاب التفسیر مین اس لئے لکھا تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول سے ثابت کرین کہ آپ نے توفی کے معنی مار دیا اور وفات دیدی افادہ فرمایا اور اسی غرض سے یہہ حدیث بُخاری کے متعدد صفحات یعنی ص ۶۶۵ و ص ۶۹۳ و ص ۴۷۳ و ص ۴۸۹ مین ذکر کی گئی - حالانکہ امام بخاری نے برخلاف زعم قادیانی صاحب ہر ہر مقام مین عنوان مرتب کرکے اوس کی ذکر کرنے کے منشاء اور اپنے مذہب سے آگاہ کردیا - پس بخاری کے ص ۴۷۳ مین اس حدیث کو اونہون نے بعنوان باب قول اللہ عز وجل و اتخذ اللہ ابراھیم خلیلا اس افادہ کیلئے لکہا تاکہ خلّتِ ابراہیم کی عظمت کا اظہار ہو اور ص ۴۸۹ مین باب قول اللہ عز وجل واذکر فی الکتاب مریم مرتب کرکے اس غرض سے لکہا تاکہ اس باب مین حضرت عیسیٰ کے متعلق اخبارات مستفیضہ کا افادہ کرین چنانچہ اونہون نے اسی باب کے ضمن مین عبداللہ ابن عمر کی حدیث ذکر کرکے افادہ فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

دجال اور عیسیٰ کے حلیہ مین فرق

صحابہ کے سامنے مسیح الدجال کا ذکر فرماکر کہا کہ اوس کی سیدھی آنکھہ کانی ہے گویا کہ اوس کی آنکھہ ایک انگور کا دانہ ہے جو باہر نکلا ہو ہے اور آج کی رات مین نے اپنے کو کعبہ کے پاس نیند مین دیکھا اور ناگہان دیکھتا ہون کہ ایک آدمی گندم گون ہے جیسے کہ ایک خوبصورت آدمی گندمی رنگ کا تو دیکھتا ہے کا ندہون کے اوپر کانون کے نیچے اوسکے سیدھے بال سے پانی ٹپکاتے ہوئے دو آدمیون کے کاندہون پر ہاتہہ رکھے ہوئے بیت اللہ

عن نافع قال قال عبد اللہ ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما بین ظہرانی الناس المسیح الدجال فقال ان اللہ لیس باعور الا ان المسیح الدجال اعور العین الیمنی کان عینہ عنبۃ طافئۃ واراني اللیل عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما تری من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر یقطر رأسہ ماءً واضعاً یدیہ علی منکبی رجلین وھو یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا ھذا المسیح ابن مریم ثم رایت رجلا وراءہ جعدا قططا اعور عین الیمنی

کے گرد طواف کر رہا ہے پس میں نے پوچھا یہ کون ہے
کہا یہ مسیح ابن مریم ہے - پھر اسکے پیچھے ایک مرد دیکھا
سخت مرغول (اور حبشیوں کی طرح مجعد) اور گھونگریالے

حاشیہ - من رأیت بابن قطن و اضعا یدیہ علی منکبی
رجل یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا ھذا
المسیح الدجال -

بالوں والا سیدھی آنکھ کا کانا دیکھا جو ایک آدمی کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ابن قطن سے
بہت مشابہ بیت اللہ کے گرد گھوم رہا ہے - میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے - کہا مسیح الدجال ہے اور
اس کے ماقبل مجاہد از ابن عمر کی حدیث میں جو درحقیقت مجاہد عن ابن عباس سے مروی ہے لکھا
فاما عیسی احمر جعد عریض الصدر کہ عیسی احمر اور جعد اور فراخ سینہ والا ہے - اور اس کے بعد

حدیث زہری میں لکھا کہ سالم نے حلف کیساتھ کہا
کہ عیسی کی صفت احمر نبی صلعم نے بیان نہیں فرمائی بلکہ
صرف اتنا کہا ہے کہ میں نے سوئے ہوئے دیکھا
کہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں کہ ناگہاں ایک گندمی
رنگ کا آدمی سبط یعنی لٹکے ہوئے بالوں کا دو
آدمیوں کے درمیان جھکتا ہوا جا رہا ہے اور اوس
کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے - میں نے پوچھا یہ کون

حدثنا احمد بن محمد المکی قال سمعت ابراھیم بن
سعد ثنی الزھری عن سالم عن ابیہ قال لا واللہ
ما قال النبی صلعم لعیسی احمر ولکن قال بینما انا نائم
اطوف بالکعبۃ فاذا رجل آدم سبط الشعر یہادی
بین رجلین ینطف راسہ ماءً او یہراق راسہ ماءً
فقلت من ھذا قالوا ابن مریم فذھبت التفت
فاذا رجل احمر جسیم جعد الراس اعور عینہ الیمنی

لہ جعد - موئے کہ در موئے دو تا و پیچش باشد و نرم و رہا نہ باشد ضد سبط رجل موئے میانہ - نہ سبط و نہ قطط - قد
رجلہا ای سرحہا و مشطہا و ھو استعارۃ من النضارۃ و جمال - سبط موئے نرم فروہشتہ - قطط - موئے سخت دوتا
پیچیدہ مثل موئے سیاہان و حبشیان کہ آنرا چنگلہ گویند و سخت جعد و فی الصراح - جعد و قطط - جعد مغول زقطط سخت
مرغول و کیسکہ در موئے وے بسیار پیچ و خم باشد مانند حبشیان - جعد و رجل - گھونگریالے - میانہ بال - نہ دراز - جعد و سبط
گھونگریالے نرم - سیدھے لٹکے بال - رجل و سبط - کنگھی کئے ہوئے لٹکے ہوئے بال -
و آنحضرت صلی اللہ وعلیہ وسلم نہ سبط بود نہ قطط بلکہ بین بین بود کہ آنرا ہم رجل و ہم جعد گویند و عیسیٰ نہ جعد بود و نہ
قطط بود بلکہ ہم رجل بود و ہم سبط - جعد کہ در وصف عیسیٰ وارد شدہ - قال کرمانی والمراد بہ جعودۃ الجسم وھی اجتماعہ
واکتنازہ لا جعودۃ الشعر -

ہے۔ کہا ابن مریم۔ پھر مین نے ادہر اُدہر دیکہا تو نا گہان ایک سرخ رنگت جسیم گھونگریالے بالون والا سیدہی آنکہہ کا کانا ظاہر ہوا مین نے پوچہا یہ کون ہے ؟ کہا

کان عینہ عنبۃ طافیۃ نقلت من ہذن انا لوا
ہذہ الدجال واقرب الناس بہ شبہا ابن قطن
قال الزہری رجل من خزاعۃ ہلک فی الجاہلیۃ

یہی دجّال ہے۔ جو ابن قطن سے بہت ملتا جلتا ہے۔ پس اس باب کی احادیث مین علی رغم قادیانی صاحب جو اونہون نے ازالہ کی جلد اوّل مین اپنی ایک طویل نظم مین کہا کہ

این مقدمم نہ جای شکوک است والتباس	سید جدا کند ز مسیحای احمرم
رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است	زانسان کہ آمدست در اخبار سرورم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم	عیسی کجاست تا بنہد پا بمنبرم
موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم	حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم

امام بخاری نے اس بات کو بہی ثابت کر دیا کہ عیسے علیہ السلام برنگ احمر نہین اور نہ اون کے بال جعد قطط یعنی حبشیون کی طرح گھونگریالے ہین بلکہ رجل و سبط یعنی موے میانہ جیسے کنگہی کی ہوی چھوٹی ہوئے ہین۔ اور کرمانی نے ابن عباس کی حدیث کے متعلق تصریح کر دی ہے کہ اوس مین جعد سے مُراد جعودت جسم ہے نہ جعودت بال۔ اور امام بخاری نے یہہ بہی تصریح کر دی ہے کہ احمر کی صفت مسیح دجّال

فان قلت قد سبق آنفا ان عیسی کان جعدا
قلت المراد منہ جعودۃ الجسم وہی اجتماعہ
واکتنازہ لا جعودۃ الشعر وقولہ ینطف او یقطر
بالماء الذی رجلہا بہ لقرب ترجیلہ کرمانی

کی ہے اور سخت گہونگریالے بال بہی دجّال ہی کے ہون گے۔ پس قادیانی صاحب کا یہہ بہی ایک افترا ہے جو اونہون نے ازالہ کے صفحہ ۹ مین امام بخاری کی نسبت کیا کہ اونہون نے آنیوالے مسیح اور اصل مسیح ابن مریم کے حلیہ مین جابجا التزام کامل کے ساتھہ فرق ڈال دیا ہے کہ اصلی مسیح کو احمر بیان کیا ہے اور آنیوالے مسیح کو گندم گون بیان کیا ہے۔ حالانکہ امام بخاری نے اصل مسیح اور آنیوالے مسیح کے درمیان کوئی تفریق نہ کی اور اسی طرح امام مالک کی حدیث معراج نے جسکے الفاظ یہہ ہین :۔ اما عیسی فنفوق الربعۃ و دون الطویل عریض الصدر ظاہر الدم جعد الشعر تعلوہ صہبۃ کانہ عروۃ بن مسعود الثقفی

اور صہبہ سُرخی اور سپیدی کو بولتے ہین یعنی گندمی رنگ۔ جیسے کہ یہی معنی بخاری کی مذکورہ حدیث مین لفظ جعل الشعر سے نکلتے ہین۔ کیونکہ جعل اون بالون کو بولتے ہین جو سیانہ ہون یعنی نہ تو بالکل ہی سبط اور نہ بالکل ہی قطط اور یہہ بجز اس کے نہین کہ جعد کی صفت اون پر صادق آتی ہے۔ بلکہ مسیح جو آنیوالا ہے اونہون نے اس باب کے عنوان سے بیان کردیا کہ یہہ مسیح وہی مسیح ہے جسکو قرآن کریم نے ابن مریم کہا اور جو اس باب کے عنوان مین مذکور ہے اور اسی معنی کے افادہ کے لئے اونہون نے اس باب کے بعد باب نزول ابن مریم صلوٰۃ اللہ علیہ مرتب فرمایا اور اس کے ضمن مین اول وہ حدیث رسول اللہ بیان فرمائی جس کی شہادت مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ جنکا دامان آنحضرت نے علوم نبوت سے لبالب کردیا فرماتی ہین کہ اگر تمکو اصلی ابن مریم صلوٰۃ اللہ علیہ کے نزول مین شک ہو تو قرآن کریم کی اس آیت کو پڑہو جس مین بیان ہے کہ کوئی اہل کتاب نہین جو عیسے پر اوس کے مرنیکے قبل ایمان نہ لایگا اور ظاہر ہے کہ اس آیت مین عیسٰی سے مراد ابی ہریرہ رض نے اونہین حقیقی عیسے ابن مریم سے لی ہے نہ کوئی معنوی یا مجازی عیسٰی۔ پہر قادیانی صاحب کا یہہ ایک دوسرا افترا ہے جو امام بخاری کی نسبت لفظ امامکم منکم کے متعلق کیا کہ آنیوالا اسم ہی مین سے ایک امام ہے جو اصلی عیسٰی کا مغایر ہے اور اوس کا مثیل ہے حالانکہ ابن ماجہ اور مسلم اور ابو نعیم کی دوسری حدیثین اس امام کی تفسیر کررہی ہین کہ اس حدیث مین عیسٰی سے مراد اصلی عیسٰی ابن مریم ہے اور امام سے مراد ایک دوسرا شخص ہے جسکا اقتدا نزول کے وقت حضرت مسیح کرین گے تاکہ قادیانی جیسے مریض القلوب کو یہہ شائبہ وشبہہ نہو کہ آیا عیسے آنحضرت کا نائب ہوکر آیا ہے یا نبی ہوکر آنحضرت کی شریعت کے علاوہ اپنی قدیم شریعت لایا ہے۔ حالانکہ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہین جو جدید نبوت کے ساتھہ مبعوث ہو اور فرمایا کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو میری اتباع بغیر اوس کو چارہ نہتہا معہذا امام بخاری خود اپنی تاریخ مین تحریر فرماچکے ہین کہ عیسے ابن مریم صلوات اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین کے ساتھ دفن ہون گے اور اون کی قبر چوتہی ہوگی۔ چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ مین ہے کہ شیخ جزری اور دوسرے اشخاص سے جو حجرہ عائشہ مین گئے معلوم ہوا کہ اونہون نے اس طرح پر مقابر ثلاثہ دیکہین کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے اور آنحضرت

لا نبی بعدی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ مین چوتہی قبر کی جگہ جہان عیسیٰ دفن ہونگے

کی پشت مبارک کی مقابل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ہے اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر انور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پشت اور آنحضرت کے پاؤں کے مقابل ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور احادیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ زمین پر سکونت کے بعد حج کرکے جب واپس ہونگے تو مکہ اور مدینہ کے درمیان فوت ہونگے اور اون کی نعش مبارک مدینہ میں اوٹھا کر حجرہ شریفہ میں ایک جانب دفن کیا جاویگی اور یہہ ہر دو صحابی ہر دو اولوالعزم انبیاء علیہما السلام کے مابین قیامت تک رہینگے سبحان اللہ یہ کیا فضائل ہیں جو بہ برکت اتباع خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو حاصل ہونگے جو کسی دوسرے نبی کو حاصل نہ ہوسکے۔

قال ابو مودود قد بقی فی البیت موضع قبر رواہ الترمذی ای حجرۃ و یقال موضع قبر فقیل بینہ صلعم و بین الصدیقین وھو الاقرب الی الادب وقیل بعد عمر وھو الاظھر فقد قال الشیخ الجزری وکذا اخبرنا غیر واحد ممن دخل الحجرۃ ورأی القبور الثلثۃ علی ھذہ الصفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم وابو بکر متأخر عنہ رأسہ تجاہ ظھر النبی صلعم ورأس عمر کذلک من ابی بکر تجاہ رجلی النبی صلعم وبقی موضع قبر واحد الی جنب عمر وقد جاء ان عیسیٰ بعد لبثہ فی الارض یحج ویعود فیموت بین مکۃ والمدینۃ فیحمل الی المدینۃ فیدفن فی الحجرۃ الشریفۃ الی جانب فیبقی ھذان الصحابیان الکریمان مصحوبین بین النبیین العظیمین علیھما الصلوۃ والسلام رضی اللہ عنھما الی یوم القیام

(مرقاۃ حاشیہ مشکوۃ ص۵۱۵)

مگر کمبخت قادیانی صاحب کی شومئ بختی دیکھو کہ وہ کیونکر باوجود دعویٰ عیسویت اور دعویٰ مثیل مسیح ہونے کے اس سعادت سے محروم اور بے نصیب کئے گئے ہیں جو براہین کامی سفر کے مقدمہ میں ایک الہامی اشتہار کے ذریعہ جو اخبار چودہویں صدی مطبوعہ ۱۵ / جون ۱۸۹۷ء میں شایع ہوا اپنی خوفناک حالت بیان کرتے ہیں کہ کیا میں اسلامبول میں امن کیساتھہ اس دعوی کو پھیلا سکتا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوں اور یہہ کہ تلوار چلانیکی سب روایتیں جھوٹ ہیں؟۔ کیا یہہ سنکر اوس جگہ کے درندے مولوی اور قاضی حملہ نہیں کرینگے؟ اور کیا سلطانی انتظام بھی تقاضا نہیں کریگا کہ اون کی مرضی کو مقدم رکھا جاوے۔ پھر مجھے سلطان روم سے کیا فائدہ؟۔ سوہم گورنمنٹ برطانیہ کے دلی شکرگذار ہیں کیونکہ اوس کے زیر سایہ

قادیانی صاحب کا مکہ اور مدینہ میں جانے سے خایف ہونا جیسے کہ دجال خایف ہوگا۔

آرام جو ہمنے پایا ہے ہین وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ مین بہی نہین پاسکتے - ہرگز نہین پاسکتے - انتہی ازالہ اوہام صفحہ ۵۰۹ - و اشتہار مذکور)

پس اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت کے زیر سایہ رہنے اور اسلامی اصول اور عرب اور مکہ مدینہ کو بذات خود جانے سے کسقدر خائف ہین - اور ازالہ کے صفحہ ۵۰۹ مین صاف صاف لکھتے ہین کہ " جو کچہہ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت مین اشاعت حق کر سکتے ہین یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین بیٹھکر بہی ہرگز بجا نہین لا سکتے "

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بالکل سچ ہے جو فرمایا کہ دجال مکہ اور مدینہ مین داخل نہ ہوگا - اگر چہ ناصبیہ مدینہ مین کسی وقت اوس کا رعب اور اثر ہو جاویگا جیسے کہ قادیانی صاحب کے عربی اشتہارات اور تالیفات کی اشاعت سے ظاہر ہے کہ اونہوں نے دور دور تک اشاعت اسلام کی آڑ مین اون کو شایع کیا اور سچ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رؤیا مین دیکہا کہ دجال ایک شخص کے کاندھے پر ہاتھہ رکہے ہوئے کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آگاہ فرمایا کہ کوئی بہی اس جناب سے مستغنی نہین عیسے مسیح ہو یا دجال مسیح اور اون کی غرض اس باب کے سوا حاصل ہونی ممکن نہین - اگر عیسیٰ ہدایت کا راستہ دکہلاویگا تو بہی دین کے پیرایہ مین

> فیہ اشعار بان احد الا یستغنی من ہذا الجناب ولا ینفتح لہم غرض الا من ہذا الباب وقال التورپشتی ان الدجال فی صورۃ الکریہۃ التی سیظہر علیہا یدور حول الدین یبغی العوج و الفساد - (مرقات حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۶ باب العلامات)

اور اگر دجال ضلالت اور غوایت کی طرف بہکائیگا تو بہی دین کی آڑ مین - چنانچہ اسی معنی کی طرف صحیح ترمذی کی حدیث صحیح مین اشارہ ہے جو فرمایا کہ عنقریب میری اُمت مین تیس دجال کے قریب ہونگے جنکا یہی دعوی ہوگا کہ وہ نبی ہے - حالانکہ مین ہی خاتم النبیین

> سیکون فی اُمتی ثلاثون کذابون کلہم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی و فی روایۃ دجالون کلہم یزعم انہ رسول اللہ - ترمذی از ثوبان و ابوہریرۃ متفق علیہ

ہون جسکے بعد کوئی نبی نہین - مگر یہ ایک طرفہ بہید ہے جو قادیانی صاحب نے ازالہ کے صفحہ ۵۳۳ مین لکہا کہ " مین نبی بہی ہون اور اُمتی بہی " اور صفحہ ۶۷۳ وغیرہ مین لکہا کہ آیہ ہو الذی ارسل رسولہ درحقیقت اسی

مسیح قادیانی سے متعلق ہے اور پیشین گوئی بیت ... کی طرف

اشارہ ہے۔

طریق سوم

(محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آسکتا جس کے ثبوت میں حدیث و آیت قرآنی پیش کرتا)

خاتم النبیین کے معنی بقول قادیانی صاحب

آیہ خاتم النبیین صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول

(ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (سورۂ احزاب ۲۲ پارہ)

دنیا میں نہیں آئیگا۔ پس اس سے بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آسکتا کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے اس سے ضروری طور پر یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح ابن مریم ہرگز نہیں آئیگا۔ اور یہہ امر خود مستلزم اس بات کا ہی کہ وہ مرگیا اور یہہ خیال کہ پھر وہ موت کی بعد زندہ ہوگیا مخالف کو کچھہ فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔ کیونکہ اگر وہ زندہ بھی ہوگیا تا ہم اوس کی رسالت جو اوس کے لیے لازم غیر منفک ہے اوس کو دنیا میں آنے سے روکتی ہے۔ آہ۔ ازالۂ اوہام صفحہ ۵۷۶۔

عالم تکوین میں کوئی نبی جدید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا نہ ہوگا

قادیانی صاحب نے اول "خاتم النبیین" کے معنی سمجھنے میں ایسی سخت غلطی کی جو کوئی ادنی سمجھدار شخص بھی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس آیت مبارک سے صرف اسیقدر ظاہر ہے کہ سلسلۂ انبیا عالم تکوین میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا اور کوئی جدید نبی مخلوق ہونے والا نہیں جیسے کہ پہلے ہوتے رہے۔ پس اگر عیسی صلوات اللہ علیہ کا بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزول فرمانا معہود ہوا ہے تو اسلئے کہ وہ مختوم ہیں نہ خاتم اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابت سے مشرف ہوئے اسی واسطے بیضاوی وغیرہ میں ہے کہ آیت خاتم النبیین سے مراد یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخر من نبی ہیں یعنی آنحضرت صلعم کے بعد کسیکو نبوت نہ دی گئی۔ اور بعد حضرت کے کسیکو نبوت ملنا آنحضرت ہی سے ختم و منقطع ہوگیا۔ اور اسی معنی کی نسبت آنحضرت صلعم نے اشارہ فرمایا کہ

لو کان بعدی نبی لکان عمرؓ

اگر میرے بعد کوئی نبی سلسلۂ تکوین میں مقدر ہوتا تو بالضرور عمر ہوتا
لیکن جو نبی کہ آنحضرت صلعم سے پہلے نبوت پا چکے ہیں اگر آنحضرت کے بعد تک زندہ بوصف نبوت ہیں
تو اس میں کوئی محذور نہیں۔ ہاں محذور تو اس میں ہے جو قادیانی صاحب نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳۳
میں لکھا ہے کہ وہ نبی بھی ہے اور اُمتی بھی۔ اور توضیح مرام کے صفحہ ۱۹ میں لکھا

بقول قادیانی باب نبوت من کل الوجوہ مسدود نہوا اور وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی

کہ اگر یہہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے
اوس پر مُہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ مِن کُلّ الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور
سے وحی پر مُہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہیگا۔ اور یہہ جزوی
نبوت دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے اور کہا کہ النبی محدث و المحدث نبی آہ
حالانکہ شارع کی طرف سے اُمت محمدیہ میں کوئی فرد بجز عمر رضی اللہ عنہ کے محدث ہونا مقطوع نہیں
اور پھر اونہیں کی نسبت آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ پس اس سے ظاہر ہے
کہ قادیانی صاحب کے استدلال کا پہلا قضیہ تو صحیح ہے کہ ہر نبی محدث ہوتا ہے لیکن دوسرا قضیہ یعنی ہر محدث
نبی ہوتا ہے بالکل باطل ہے۔ کیونکہ خود قادیانی صاحب کے قول کے مطابق رسول کی حقیقت اور ماہیت
میں یہہ امر داخل ہے کہ دینی امور کو بذریعہ جبریل حاصل کرے۔ لیکن قادیانی صاحب کا یہہ زعم کہ اس سے
عیسیٰ علیہ السلام کی موت لازم آتی ہے۔ اور رسالت جو اوس کے لئے لازم غیر منفک ہے اوس کو دنیا
میں آنے سے روکتی ہے۔ اس سے ہمکو ہرگز اتفاق نہیں کیونکہ اس زعم کو شیخ سیوطی

عیسیٰ نبی اللہ پر جبریل کے اوترنے میں کوئی مانع نہیں

اور امام سبکی رضی اللہ عنہ کی تحقیق باطل کرتی ہے جسکو علامہ زرقانی نے مواہب اللدنیہ
کی شرح میں لکھا اور طحطاوی نے شرح درمختار کے اوائل میں کہ کسی سایل نے اون سے پوچھا کہ کیا یہہ
ثابت ہے کہ نزول کے بعد عیسیٰ پر وحی کا اوترنا ہوگا؟۔ اس کے جواب میں کہا کہ ہاں!۔ کیونکہ مسلم وغیرہ
نے نواس بن سمعان کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ نبی اللہ پر وحی اوتاریگا اور یہہ
امر قطعی ہے کہ وحی کا لانیوالا جبریل ہی ہے کیونکہ اللہ اور اللہ کے نبیوں کے درمیان وہی سفیر ہے
جیسے کہ آثار میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔ اور کہا کہ یہہ جو زعم ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ جب نزول

فرماویگا تو اوس پر حقیقی وحی کا نزول ہنوگا بلکہ وحی مجازی یعنی الہام ہوگا۔ اسکو مسلم کی حدیث رد کرتی ہے اور حدیث لا وحی بعدی بالکل باطل اور بے اصل ہے۔ اور نیز جس معنی سے کہ وحی حقیقی اوس کے نزدیک متعذر ہے وہ معنی در عیسیٰ خوب ثابت ہے اور نہ کہ نہیں کیونکہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ جب کہ نبی اللہ ہیں پس وحی حقیقی کے نزول میں کون مانع ہے۔ پس اگر اس خیال سے کہا جاوے کہ عیسیٰ سے نزول کے بعد وصف نبوت جاتا رہیگا تو یہ ایسا قول ہے جو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ کبھی کسی نبی کی نبوت نہیں جا سکتی نہ مرنیکے قبل اور نہ مرنیکے بعد نکیف کہ وہ تو ابھی زندہ ہیں اور اگر اس خیال سے کہا جاوے کہ وحی حقیقی نبی کے ایک خاص زمانہ کے ساتھ مختص ہوتی ہے تو یہہ ایسا قول ہے کہ جسپر کوئی دلیل نہیں اور اسکا اسکے برخلاف دین کا ثبوت باطل کرتا ہی اور یہہ جو مشہور ہے کہ جبرئیل بعد موت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمین پر نہ اونترینگے اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ وارد ہے کہ جو شخص طہارت سے مرتا ہے اُس کی موت کیوقت حاضر ہوتے ہیں اور شب قدر میں اُترتے ہیں اور دجال کو مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے سے مانع ہوں گے۔ ہاں حدیث لا نبی بعدی صحیح ہے لیکن اس کے معنی علماء کے نزدیک یہی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تشریع نہیں آئیگا جو تحریم اور تحلیل کے متعلق کوئی جدید شریعت بجز شریعت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے پس اسی معنی کے متعلق احادیث رسول اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے اور ہماری نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوکر رہیں گے۔ جیسے کہ اس معنی پر حکیم ترمذی نے کتاب ختم الاولیاء میں اور صاحب عنقاء مغرب اور علامہ تفتازانی نے تنبیہہ کردی۔ انتہی۔

> حدیث: وحی بعدی باطل ہے

> ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ۔ (فتوحات باب ۳)

> حدیث لا نبی بعدی کے معنی

> بقول قادیانی صاحب رسول کا مطاع ہونا منصوص ہے لہذا عیسیٰ کا مطیع شریعت محمدیہ ہونا درست نہیں۔

لیکن قادیانی صاحب کی کور فہمی ملاحظہ کرنی چاہئے کہ وہ بحوالہ ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۵۶۹ میں استدلال کررہے ہیں کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور وہ مطاع ہوتا ہے نہ مطیع۔ مگر اون کو معلوم نہیں کہ حضرت ہارون

اور یوشع بن نون وجود نبی اور رسول نہ تہے شریعت موسی کی شریعت کے پیرو اور تابع ہوئے تہے اور خود حضرت عیسی صلوات اللہ علیہ سے یہود نے کیونت تحریف کیا ہے اور یہہ بخبر اس کے نہین کہ اونہون نے انجیل عیسی کو احکام تحلیل اور تحریم سے معری اور عیسی علیہ السلام کو توریت کے احکام کا مطیع پایا اور یہہ ظاہر ہے کہ حضرت ہارون اور یوشع بن نون کو نبوت غیر تامہ ملی اور نہ عیسی صلوات اللہ علیہ کو- اور یہہ تینون نبی اگرچہ احکام تحلیل وتحریم مین شریعت موسی کے تابع اور مطیع ہوئے لیکن اپنی اپنی قوم کے حق مین وہ متبوع اور مطاع ہوئے- پس حق تعالی کا یہہ ارشاد بالکل سچ ہے کہ صاحب رسالت اللہ کے اذن سے مطاع ہوتا ہے اور یہہ معنی کہ حضرت عیسی صلوات اللہ علیہ نزول کے بعد اپنی شریعت قدیمہ پر عمل نکرینگے بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہونگے یہہ درحقیقت اوس عہد میثاق کا وفا ہے جو حق تعالی نے

> ہر نبی کو محمد رسول اللہ کی اطاعت کرنا عہد میثاق ہے

اپنے انبیاء سے لیا کہ جو کچہہ تمکو مین نے کتاب وحکمت دی اوس کی تصدیق کرنیوالا ایک رسول آئیگا اگر تم اوس کو پالو توضرور اوس پر ایمان لانا اور اوس کی نصرت کرنا-

> و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال أأقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین- (سورہ ال عمران پارہ (۳) رکوع (۴))

اور حق تعالی نے اون سے اس اقرار کا اعادہ کراکر فرمایا کہ تم بہہ لیوست اور مین بہی تمہارے اقرار کا شاہد ہون- حسن بصری اور علی ابن ابی طالب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ یہان رسول سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور یہی معنی سدی اور قتادہ سے آیہ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح مین مروی ہین- پس امام سبکی آیہ اول الذکر کے متعلق نتیجہ نکالتے ہین کہ اگر بالفرض

> امام سبکی علیہ رحمۃ کا قول عہد میثاق کی نسبت

آدم سے عیسی تک کل انبیاء علیہم السلام آنحضرت کے زمانہ بعثت مین موجود ہوتے تو وہ آنحضرت کی رسالت کے ہی تابع اور مطیع ہوتے پس آنحضرت کی نبوت اور رسالت زمانہ آدم سے قیامت تک تمام مخلوقات پر عام ہے اور انبیاء اور

> قال السبکی فی الآیۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام علی تقدیر مجیئہم فی زمانہ یکون مرسلا الیہم فتکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ ویکون قولہ علیہ السلام بعثت الی الناس کافۃ لا یختص بہ الناس من زمانہ

ون کی [illegible] سب کے سب آنحضرت کی [illegible]
اور یہہ ارشاد کہ [illegible] سب لوگون کی طرف مبعوث ہو
ہون بعد کے لوگون کے ساتھ مختص نہین بلکہ قبل کے
لوگون کو بھی شامل ہے - اور انبیا علیہم السلام سے عہد
کا لیا جانا اسلئے ہوا تا کہ اون کو معلوم ہو کہ آنحضرت ہی
اون پر مقدم اور اون کے نبی اور رسول ہین - اور عہد
لینے مین جو دراصل معنی استخلاف ہے اور اسی واسطے
دونون فعلون پر لام قسم داخل ہوا ایک لطیف نکتہ ہے
گویا یہہ عہد اوس بیعت کا عہد ہے جو خلفا سے لیجاتی ہے
(شاید کہ خلفاء کا عہد یہین سے اخذ کیا گیا ہے)

کل انبیا دراصل ہمارے رسول اللہ کے خلفاء ہین

پس کل انبیاء درحقیقت آنحضرت صلعم کے
خلفاء ہین اور آنحضرت نبی الانبیا ہین
اور اسی وجہ سے قیامت کے دن کل انبیاء آنحضرت کے
لوا کے تحت مین رہینگے اور دنیا مین بھی اسرا کی شب
ایسا ہی ہوا کہ سب انبیا کی امامت فرمائی - اور اگر آنحضرت
کو آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسی اور عیسی کے زمانون
مین آنیکا اتفاق ہوتا تو اون پر اور اون کی امتون پر
واجب ہوتا کہ آنحضرت کے ساتھ ایمان لاتے اور آنحضرت
کی نصرت کرتے اور اسی کیساتھ اون سے عہد لیا گیا -
پس آنحضرت کی نبوت اور رسالت اون کی طرف
ایک معنی سے حاصل ہے - پس یہہ امر باہم اجتماع پر موقوف

[illegible] بینا و من قبلهم ایضا و انما اخذ
[illegible] و بیجلو [illegible] المقدم علیهم و انه
نبیهم و رسولهم - و فی اخذ المواثیق وهی فی معنی الاستخلاف
و لذلک دخلت لام القسم فی لتؤمنن به و لتنصرنه
لطیفة وهی کانها ایمان البیعة التی تؤخذ للخلفاء
و لعل ایمان الخلفاء اخذت من هنا فانظر هذا
التعظیم العظیم للنبی صلعم من ربه تعالی فاذا عرفت هذا فالنبی
محمد نبی الانبیاء و لهذا ظهر ذلک فی الاخرة جمیع
الانبیاء تحت لوائه و فی الدنیا کذلک لیلة الاسراء
صلی بهم و لو اتفق مجیئه فی زمن ادم و نوح و ابراهیم
و موسی و عیسی وجب علیهم و علی اممهم الایمان به
و نصرته و بذلک اخذ الله المیثاق علیهم فنبوته
علیهم و رسالته الیهم معنی حاصل و انما امره یتوقف
علی اجتماعهم معه فتاخر ذلک الامر راجع الی وجودهم
لا الی عدم اتصافهم بما یقتضیه و فرق بین توقف
الفعل قبول المحل و توقفه علی اهلیة الفاعل
فههنا لا توقف من جهة الفاعل و لا من جهة
ذات النبی الشریفة و انما هو من جهة وجود العصر
المشتمل علیه فلو وجد فی عصرهم لزمهم اتباعه بلا شک
و لهذا یاتی عیسی فی اخر الزمان علی شریعته و هو
نبی کریم علی حاله لا کما یظن بعض الناس انه یاتی

ہوا اور اس کا تاخر اونہین کے وجود کی طرف راجع ہے
نہ یہہ کہ وہ اس وصف کے ساتہہ متصف نہین اور ایک
فعل کا قابلیت محل تک موقوف ہونا اور ایک کا اہلیت
فاعل پر موقوف ہونا دونون مین بہت بڑا فرق ہے
لیکن یہان نہ تو فاعل کی جانب سے توقف ہے اور
نہ آنحضرت کی ذات شریفہ کیطرف سے بلکہ وجود عصر کی
طرف سے ہی جو اس امر پر مشتمل ہے پس اگر آنحضرت اون کے
عصر مین پائے جاتے تو سب کو آنحضرت کی اتباع بلاشک
لازم ہوتی اور اسی وجہ سے عیسی علیہ السلام اخیر زمانہ مین
آنحضرتؐ کی شریعت پر آئینگے باوجودیکہ وہ حسب حال
نبی کریم ہونگے نہ جیسے کہ بعض آدمیون کا گمان ہے کہ
وہ ایک امتی ہوکر آئینگے یعنی یہہ کہ وہ صفت نبوت
کے ساتہہ متصف نہونگے اور یہہ صفت اون سے از روی
تادب حذف کیجاویگی۔ نہین بلکہ وہ اس اعتبار سے
امتی ہونگے کہ دوسری امت کی طرح نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا اتباع اور قرآن و سنت کیساتہہ حکم کرینگے
اور قرآن و سنت اونہون نے آنحضرت سے بالا واسطہ تعلیم
پایا کیونکہ کئی دفعہ آنحضرتؐ کے ساتہہ جمع ہوئے۔ پس
کوئی مانع نہین کہ آنحضرت سے اون احکام کی تعلیم پائی ہو
جو شریعت انجیل کے مخالف ہین کیونکہ آنحضرت کی امت
مین نازل ہونا اون کو معلوم تہا کہ بعد نزول آنحضرتؐ

واحد من هذه الامة (اى ليس متصفا بنبوته
وحذف هذه الصفة تادبا) نعم هو واحد من هذه
الامة لما قلنا من اتباعه للنبی صلعم و انما يحكم لشريعة
نبينا محمد بالقران والسنة (و اخذه لها من النبی
بلا واسطة لانه اجتمع به غير مرة فلا مانع ان تلقی
منه احكام الشريعة المخالفة لشرع الانجيل لعلمه
بانه ينزل فی امته ويحكم فيهم لشرعه و كل ما فيها
من امر و نهی فهو متعلق به كما يتعلق بسائر الامة
وهو نبی كريم علی حاله لم ينقص منه شیء و كذلك
لو بعث النبی فی زمانه او فی زمان موسی و
ابراهيم و نوح و ادم كانوا مستمرين علی نبوتهم و
رسالتهم الی امهم والنبی صلی الله عليه وسلم نبی
عليهم و رسول الی جميعهم فنبوته و رسالته اعم و
اشمل و اعظم و متفق مع شرائعهم فی الاصول لانها
لا تختلف كما قال الله تعالی شرع لكم من الدين ما
وصی به نوحا والذی اوحينا اليك و ما وصينا به
ابراهيم و موسی و عيسی ان اقيموا الدين و لا تتفرقوا
فيه و قال و الانبياء اولاد علات امهاتهم شتی و
دينهم واحد و تقدم شريعته فيما عساه يقع الاختلاف
فيه من الفروع اما علی سبيل التخصيص واما علی
سبيل النسخ او لا نسخ ولا تخصيص بل تكون شريعة النبی

کی شریعت کے مطابق حکم کرین گے اور افراد امت کی
طرح امر و نہی کا تعلق اون سے بہی ہوگا - درحالیکہ وہ
نبی کریم ہین اور اس سے اون کی نبوت مین کوئی نقص عاید
نہین ہوتا اور اسی طرح اگر آنحضرتؐ دوسرے انبیا کے
زمانہ مین مبعوث ہوتے تو وہ باوجود اسکے کہ اپنی نبوت
اور رسالت پر مستمر رہتے لیکن آنحضرتؐ کی نبوت کے
تحت حاکم ہوتے - پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیا
ہین اور اون کی رسالت اعم اور اشمل اور اعظم اور اصول
مین اون کی شرایع کے ساتھ متفق ہے کیونکہ اس مین
اختلاف ممکن نہین جیسے کہ خود خدا فرماتا ہے کہ تجکو وہ
شریعت دی گئی جو نوحؑ کو وصیت کی گئی اور تجہکو وحی
کی گئی اور جو ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو وصیت کی گئی
کہ تم دین کو قایم رکہو اور اس مین اختلاف مت ہوئیو
اور آنحضرتؐ نے فرمایا کہ انبیا ایک باپ کی طرف سے ایک ہین
لیکن اون کی مائین جدا جدا اور دین اون کا ایک

فی تلک الاوقات بالنسبة الی اولئک الامم ما جاءت
به انبیاءهم و فی هذا الوقت بالنسبة الی هذه الامة
هذه الشریعة و الاحکام تختلف باختلاف الاشخاص
و الاوقات و انما یفترق الحال بین ما بعد وجود جسده
الشریف و بلوغه الاربعین و ما قبل ذلک بالنسبة الی
المبعوث الیهم و تاهلهم سماع کلامه لا بالنسبة الیه
و لا الیهم لو تاهلوا قبل ذلک و تعلیق الاحکام علی الشروط
قد یکون بحسب المحل القابل و هو المبعوث الیهم و قبولهم
سماع الخطاب و الجسد الشریف الذی یخاطبهم بلسانه
و هذا کما یوکل الاب رجلا فی تزویج ابنته اذا وجدت
کفوا فالتوکیل صحیح و ذلک الرجل اهل للوکالة و وکالته
ثابتة و قد یحصل التوقف ای توقف التصرف علی
وجود الکفو و لا یوجد الا بعد مدة و ذلک لا یقدح
فی صحة الوکالة و اهلیة التوکیل انتهی کلام السبکی

(زرقانی - مقصد سادس)

ہی ہے - اور بیان ہوچکا ہے کہ فروعات مین اختلاف یا بطریق تخصیص ہے یا بطریق نسخ لیکن درحقیقت
نہ تو نسخ ہے نہ تخصیص بلکہ احکام شرعی کا اختلاف اشخاص اور اوقات کے اختلاف سے ہے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے جسد شریف کے وجود اور بلوغ اربعین کے بعد اور قبل حالت مین افتراق مبعوث
الیہم کی اپنی طرف سے ہے کہ اون مین آنحضرتؐ کے کلام مبارک کے سماع کی اہلیت نہ تہی نہ آنحضرت کی طرف
سے اور نہ اون کی طرف سے اگر قبل اس کے اون مین اہلیت ہوتی اور احکام کا شروط پر معلق ہونا کبہی
باعتبار محل قابل کے ہوتا ہے جو مبعوث الیہم ہین اور نیز سماع خطاب کی اہلیت پر اور نیز اوس جسد شریف

پر جو اون کو اپنی زبان کے ساتھ خطاب کرتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی لڑکی کے نکاح کر دینے کے لئے کسی شخص کو بشرط وجود کفو توکیل کرے - پس یہہ توکیل اگرچہ صحیح ہے اور وہ شخص بھی وکالت کی اہلیت رکھتا ہی اور وکالت بھی ثابت ہی - لیکن کبھی اوس کے تصرف اور اجرا مین توقف وجود کفو تک ہوتا ہے اور وہ ایک مدت کے بعد دستیاب ہوتی ہے - مگر اس توقف سے وکالت کی صحت اور توکیل کی اہلیت مین کوئی مانع نہین - انتہیٰ -

محی الدین ابن العربی کا قول کہ کل انبیا ہمارے رسول اللہ کے حاجب اور نواب ہین -

اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کا خلاصہ حضرت محی الدین ابن العربی فتوحات مکیہ جلد اول باب (۴۲) صفحہ ۱۳۴ مین آیہ اذ قال موسیٰ لفتاہ کے تحت مین لکھتے ہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے وقت مین حاجب باب نبوت و رسالت تھے کیونکہ وہی اپنی امت کے شارع اور رسول تھے اور ہر امت کے لئے ایک خاص باب الٰہی ہے جس سے اللہ کے حضور مین داخل ہوتی ہین اور اوس کا باب کا حاجب وہی ہوتا ہے جو اون کا شارع ہوتا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام حاجبون کے حاجب اور سردار ہین - کیونکہ اونہین کی رسالت عام ہے نہ دوسرے کسی نبی کی - پس دوسرے نبی آدم سے عیسیٰ تک سب کے سب آنحضرت صلعم کے حجاب ہین اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدم اور اون کے ماسوا سارے انبیاء آنحضرت کی تحت لواء ہین - پس کل انبیاء عالم خلق مین آنحضرت کے نواب ہین اور نشاء جسم شریف کے قبل بحالت روح مجرد آنحضرت نے اس معنی کو معلوم کر لیا چنانچہ کسی نے پوچھا کہ تجکو کب نبوت ملی ؟ - ارشاد فرمایا

وکان موسیٰ علیہ السلام فی ذلک الوقت حاجب الباب فانہ الشارع فی تلک الامۃ و رسولھا ولکل امۃ باب خاص الٰہی شارعھم ھو حاجب ذلک الباب الذی یدخلون منہ علی اللہ عز وجل و محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھو حاجب الحجاب لعموم رسالتہ دون سایر الانبیاء فہم حجبتہ علیہ الصلوۃ والسلام من آدم الی آخر نبی و رسول و انما قلنا انہم حجبتہ لقولہ علیہ السلام آدم فمن دونہ تحت لوائی فہم نوابہ فی عالم الخلق و ھو روح مجرد عارف بذلک قبل نشاۃ جسمہ قیل متی کنت نبیا فقال کنت نبیا و آدم بین الماء والطین ای لم یوجد آدم بعد فلہذا کانوا نوابہ الی ان وصل زمان ظہور جسدہ المطہر صلے اللہ علیہ وسلم فلم یبق حکم لنائب من نوابہ ولم یبق احد من سائر الحجاب الا تعینین وہم الرسل والانبیاء علیہم السلام

کہ مین اوس وقت نبی تھا جبکہ آدم ابھی پانی اور کیچڑ کے
درمیان تھے - یعنی ابھی آدم کے جسم کے ساتھ روح نے
تعلق نہ پکڑا تھا - پس اسی وجہ سے کل انبیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے جسد مطہر کے ظہور تک آنحضرت
کے نواب رہے اور ظہور کے بعد کسی نواب کا حکم باقی نہ رہا
اور کوئی حجاب الٰہی مین سے باقی نہ رہا - مگر یہہ کہ اون کے
منھ آنحضرت کی قیومیت مقام کے سامنے جھک گئے

الا عنت وجوههم لقيومية مقامه فكان حاجب
الحجاب فقرر من شرعهم ما شاء باذن سيده كان
ورفع من شرعهم ما امر برفعه ونسخه وربما كان
من لا علم له ببعض الامور يرى موسى عليه السلام كان
مستقلا مثل محمد بشرعه فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لو كان موسى حيا ما وسعه الا اتباعي وق
عليه السلام - فتوحات جلد ... صفحہ ... باب ...

اور آنحضرتؐ نے اپنے سردار اور بھیجنے والے کے اذن سے جو چاہا اون کے شرایع مین سے قایم رکھا اور جسکے
نسخ کا امر ہوا اوسکو اوٹھادیا اور بسا اوقات جسکو کہ اس معرفت سے حصہ نہ ملا وہ یہ کہدیا کہ موسیٰ علیہ السلام
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنی شریعت مین مستقل تھے - لیکن آنحضرتؐ نے تشفی فرمادی کہ اگر موسیٰ زندہ
رہتا تو اوس کو میری اتباع بغیر چارہ نہتا - اور یہہ بالکل سچ ہے - انتہیٰ - اور اسی کی شرح ہے وہ جو شیخ
شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدۂ بردہ مین کہا - ع

شیخ شرف الدین بوصیری کا قصیدۂ بردہ کا قول

فاق النبيين في خلق وفي خلق — ولم يدانوه في علم ولا كرم
وكلهم من رسول الله ملتمس — غرفا من البحر او رشفا من الديم
وواقفون لديه عند حدهم — من نقطة العلم او من شكلة الحكم
منزه عن شريك في محاسنه — فجوهر الحسن فيه غير منقسم
اعيى الورى فهم معناه فليس يرى — للقرب والبعد فيه غير منفحم
كالشمس تظهر للعينين من بعد — صغيرة وتكل الطرف من امم
وكيف يدرك في الدنيا حقيقته — قوم نيام تسلوا عنه بالحلم
فمبلغ العلم فيه انه بشر — وانه خير خلق الله كلهم
وكل آي اتى الرسل الكرام بها — فانما اتصلت من نوره بهم

فانه شمس فضل هم کواکبها	یظهرن انوارها للناس فی الظلم
حتی اذا طلعت فی الکون عم هدا	ها العالمین و احیت سائر الامم
بہتر پیغمبران در خلق و در خلق آمده	کس چو او نامد نه در علم و نه در وصف کرم
جملگی را از رسول الله بودے التماس	یک کف از دریا علم و شربتے زآب کرم
نزد او استاده جمله هر یکے بر حد خود	نقطهٔ از علم دارند یا نصیبے از حکم
او منزه از شریک اندر محاسن آمده	جوهر حسن محمد پاره نامد در رقم
عاقلان از فهم معنی محمد عاجزاند	اهل عالم جمله در وصفش کشیده ستند دم
مثل خورشید است لیکن بود کو چک از دور	در برابر چشمهاے مردمان را از اُمم
چون بدانندش حقیقت اهل دنیا چون بوند	مست خواب و دیدنش در خواب دیدند بهتنم
نهایت معلوم مردم آنکه سید آدمی است	بهترین خلق باشد آن رسول محترم
هر چه آوردند مجموع رسل از معجزات	آن ز نور مصطفے آمد بایشان لاجرم
او بود خورشید فضل و دیگران استارگان	روشنی سیارگان پیدا شود اندر ظلم
چونکه ظاهر گشت خورشیدش هدایت گشت عام	جمله عالم را ز نده ساخت مجموع امم

پس اس سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب ایسی حقیقت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور معنی خاتم النبیین کی معرفت سے کسقدر جاہل اور ذاہل ہیں جو اونہوں نے عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول کو اون کی رسالت کا منافی سمجھا - حالانکہ اون کا نزول اون کی اپنی رسالت کے لئے مکمل ہے اور اسی جاے سے ہے جو امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوب ۲۰۹ جلد اول میں تحریر فرمایا کہ "چون حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نزول خواہد فرمود و متابعت شریعت خاتم الرسل علیہا الصلوۃ والسلام خواہد نمود از مقام خود عروج فرمودہ بہ تبعیت بمقام حقیقت محمدی خواہد رسید و تقویت دین او علیہا الصلوۃ والسلام خواہد نمود - آہ" چنانچہ یہی معنی محمد بن نصیر الدین جعفر مکی نے بحر المعانی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کئے کہ فرمایا

عیسیٰ نبی اللہ کو ہمارے رسول اللہ کی اطاعت سے ترقی درجہ حاصل ہوگی

ابوبکر صدیق کا قول کہ عیسیٰ چوتھے آسمان سے اوتریں گے

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان سے زمین کی طرف اسی ولایت

قال ابی بکرؓ الصدیق رضؓ ینزل عیسیٰ من السماء الرابع الی الارض لاجل تلک الولایۃ (بحر المعانی)

کے حاصل کرنے کے لئے اوتریں گے - مگر زیادہ تر حیرت قادیانی صاحب کے اس افترا اور دہوکہ بازی پر ہے

قادیانی صاحب کا امام ربانی پر افترا

جو اونہوں نے ازالہ کے صفحہ ۲۴۵ و صفحہ ۵۸۱ وغیرہ مین حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت زعم کیا کہ مسیح موعود درحقیقت مسیح ابن مریم نہین اون کا بہی یہی مذہب ہے جیسے کہ مکتوب پنجاہ و پنجم مین لکہا - حالانکہ اسی مکتوب مین وہ بوجہ اتم عیسے نبی اللہ کے آسمانون سے نزول کا اثبات اور مخالفین کی تردید فرمارہے ہین - چنانچہ اس مکتوب کی عبارت ہمنے قبل اس کے نقل کردی ہے جس مین لکہا ہے کہ "حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہد نمود نسخ این شریعت مجوز نیست - نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات اورا از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند - مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی ست کہ بہ برکت ورع و تقوے و بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران درفہم آن عاجز اند" مگر قادیانی صاحب کی اسقدر بیباکی قابل غور ہے جو مکتوب کا حوالہ اور صفحہ کا نشان دیکر یہ دھوکہ دی رہے ہین - سچ ہے - (ع) چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد -

طریق چہارم

قادیانی صاحب نے ازالہ کے متعدد صفحات مین اون عمومات الفاظ سے استدلال کیا جو کئی ایک آیات و احادیث مین مذکور ہین - لیکن اونہوں نے اون الفاظ کو حضرت مسیح بن مریمؑ کے مارنیکے لئے منصوص بنائے -

قد خلت

اول - تلک امۃ قد خلت - یعنی اس وقت سے جتنے پیغمبر پہلے ہوئے ہین یہ ایک گروہ تہا جو فوت ہوگیا - حالانکہ قادیانی کا یہ استدلال دو طرح سے باطل ہے - اول تلک کا مشار الیہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰقؑ ہے جیسے کہ سیاق آیت سے ظاہر ہے - دوم خلت کے معنی

قالوا نعبد الٰہک و الٰہ اٰبائک ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق الٰہا واحدا و نحن لہ مسلمون - تلک امۃ قد خلت (پارہ اول)

لغت عرب مین ہرگز موت کے نہین۔ ز۔ چلا مین بین ہے قد خلت سنۃ یعنی گذر گئی۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔ پارہ (۴) (آل عمران)

دوم - وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل - یعنی محمدؐ سے پہلے سب نبی فوت ہوگئے ہین -

حالانکہ یہہ استدلال بہی دو طریق سے باطل ہے اوّل خلا کے معنی موت نہین - دوم الرسل سے وہ رسل مراد ہین جن پر قتل اور موت وارد ہوگئی - جیسے کہ بعد آیت اسپر دلالت کرتا ہے اور قرآن نے تخصیص فرمادی کہ عیسیٰ پر قتل و صلب وارد نہوئی اور سنت متواترہ نے ثابت کردیا کہ اون کی توفی رفع کے ساتھ بحالت حیات ہوئی اور وہ ابتک زندہ ہین ح بلکہ سورۂ مائدہ کی آیت نے جو عنقریب آئیگی اوس نے قطعاً افادہ دیا کہ ابہی عیسےٰ مرے نہین -

کسی بشر کیلئے خلد نہین

سوم - وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد - یعنی تجہہ سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ زندہ اور ایک حالت پر رہنے والا نہین بنایا - پس کیا اگر تو مر گیا تو یہ لوگ باقی رہ جائین گے -

حالانکہ یہہ آیت ہمیشہ زندہ رہنے کی نفی کرتی ہے - نہ کہ ایک مدت معینہ تک زندہ رہنے کی اور کوئی قایل نہین کہ عیسےٰ علیہ السلام ہمیشہ زندہ رہین گے اور اون پر فنا نہ آئیگی -

عیسی کی نماز و زکوٰۃ

چہارم - واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا - اگر وہ زندہ ہین تو نماز عیسائیون کی طرح پڑہتے ہون گے اور زکوٰۃ بہی دیتے ہون گے اور یہی مُلّان مُلّا نے اون سے زکوٰۃ لیتے ہون گے -

مگر قادیانی صاحب نے یہہ نہ بتایا کہ حالت مہد مین جبکہ عیسےٰ نے لوگون کو یہہ کہا تہا تو کیا وہ اوس وقت بہی نمازین پڑہا کرتے تہے؟ اور زکوتین دیا کرتے تہے اور اوس کا مصرف کون تہا؟ آیا قادیانی صاحب کے اجداد - یا ان غریب مُلّاؤن کے افراد؟ - مگر اون کو معلوم نہین ہے کہ حضرت مسیح تو اس دنیا مین بہی ایسے مفلس بنے رہے کہ اون کو کبہی زکوٰۃ کی اداکرنیکی اہلیت حاصل نہ ہوئی

آنحضرت کا ارشاد کہ آج کا کوئی ایسا نہین جو سو برس تک اوس پر گذرین

پنجم - حدیث جابر جو مشکوٰۃ مین مسلم سے ہے کہ حضرت نے ایک ماہ قبل فوت

عن جابر قال سمعت النبی ﷺ قبل ان یموت بشہر تسئلونی عن الساعة وانما علمها عند الله واقسم

ہونیکے فرمایا کہ مین اللہ تعالی کی قسم کہاتا ہون کہ روی زمین پر کوئی ایسا نفس نہین جو پیدا ہوگیا ہو اور موجود ہو اور پہر آج سے سو برس اوس پر گذرین اور وہ زندہ رہے۔

باللہ ما علی الارض من نفس منفوسة یاتی علیہا مائة سنة وہی حیة یومئذ رواہ مسلم عن ابی سعید عن النبی صلعم قال لا یاتی مائة سنة وعلی الارض نفس منفوسة الیوم رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۲ - ازالہ صفحہ ۴۸۱ وصفحہ ۶۲۲

قادیانی صاحب کی تحریف

قادیانی صاحب نے اول تو ان احادیث کے نقل کرنے مین سخت تحریف بیہودانہ سے کام لیا۔ یعنی پہلی حدیث جو حاشیہ پر لکہی گئی ہے ازالہ کے صفحہ ۶۲۲ مین اوس کو نقل کیا اور لفظ وہی حیة کے بعد یومئذ کا لفظ ترک کر دیا۔ اور دوسری حدیث جو ازالہ کے صفحہ ۴۸۱ مین نقل کی گئی ہے اوس کے آخر لفظ منفوسة کے بعد لفظ الیوم کو حذف کر دیا جو صاف دلالت کر رہے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط اون نفوس کے سو برس کے بعد تک زندہ نہ رہنے کی اطلاع دی جو اوس دن متولد ہوئے۔ یعنی آنحضرت صلعم کے یہ قول ارشاد فرمانیکے دن جو آنحضرت کی وفات کے قبل بقدر ایک ماہ واقع ہوا تھا۔ کیونکہ دوسری حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ یومئذ اور الیوم کا تعلق دونون جگہ منفوسة کے ساتھ ہے جیسے کہ حواشی مشکوٰۃ مین اس کی تصریح کی گئی ہے اور نیز صاف لکہا گیا ہے کہ منفوسة کا اشتقاق نفاس سے ہے جو بمعنی ولادت ہے۔ یعنی مولودة الیوم۔ پس صحیح معنی اس حدیث مبارک کے یہہ ہین کہ مین اللہ کی قسم کہاتا ہون کہ کوئی نفس روے زمین پر نہین جو آج کے دن پیدا ہوا ہو اور وہ سو برس گذرنے تک زندہ رہے اور آنحضرت صلعم کا یہہ فرمانا بالکل سچ ہے کہ آنحضرت کے

منفوسة ای مولودة من النفاس بمعنی الولادة قال الاشرف معناہ ما بقی نفس مولودة الیوم مائة سنة اراد بہ موت الصحابة ھذا علی الغالب والا فقد عاش بعض الصحابة اکثر من مائة سنة۔ مرقات۔ وقیل نفست بمعنی حملت کما فی حدیث شیبہ فی ازالة الخفاء ۲۰۹ حین نفست بعیسی ای حملت

اس ارشاد کے وقت سے سو برس کے گذرنے کے قبل اوس وقت کے پیدا شدہ صحابہ سب کے سب فوت ہوگئے۔

عیسی اور دجال وغیرہ کا اس حدیث سے استثنا

پس اس حدیث نے کسی طریق سے حضرت عیسی کو مارنے سے انکار کر دیا ہے۔ اول اس لئے کہ وہ آسمانون پر ہین اور حدیث مبارک مین زمین پر ہونیکی قید ہے۔ دوم یہہ کہ اون کا تولد

آنحضرت صلعم کے اس ارشاد سے پہلے ہو چکا تھا۔ سوم اس لیئے کہ اس حدیث مبارک میں منفوسہ کا لفظ ہی جو نفاس سے مشتق ہے اور یہہ معلوم ہے کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ ماں کے رحم میں اوس قدر وقفہ نہ دیا گیا جو خونِ نفاس اون کا تغذیہ ہوتا۔ اور نیز منفوسۃ الیوم کی قید نے اون دوسرے اشخاص کی موت سے انکار کردیا جنکا قبل ازیں زندہ ہونا تواتر آثار سے ثابت ہے۔ جیسے زریب بن برثملا وصی عیسیٰ کا کوہ حلوان کے پاٹ کے اندر دنیا کے حوادث سے محفوظ تا نزول عیسےٰ زندہ رہنا اور اسی طرح دجال معہود کا جسکو تمیم الداری نے بچشم خود دیکھا اور آنحضرت صلعم نے اوس کی تصدیق فرمائی جیسے کہ اوائل کتاب میں اوس حدیث کے الفاظ نقل کردئے گئے۔ اور اسی طرح جن صحابہ نے کہ ابن صیاد ہی کو دجال معہود ہونا یقینیں کیا اور کہا کہ وہی وقت معہود پر خروج کرے گا۔ اس کی

ابن صیاد کا استثنا

نسبت حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۸ میں ہے کہ ابوداؤد نے اپنی سنن میں بسند صحیح جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد واقعہ حرہ کے دن اپنی آنکھوں سے گم کردیا۔ طیبی فرماتے ہیں کہ یہہ حدیث اوس شخص کی روایت کو باطل کرتی ہے جسنے کہا کہ ابن صیاد مدینہ میں مرگیا اور اوسپر نماز پڑہی گئی جیسے کہ قادیانی صاحب کا بہی یہی زعم ہے۔ امام نووی لکہتے ہیں کہ اگرچہ ابن صیاد کا امر مشکل ہے لیکن علماء نے تصریح کردی ہے کہ ان کل احادیث کا ظاہر یہی بتلا رہا ہے کہ آنحضرت صلعم کو یہہ وحی نہ ہوئی تہی کہ ابن صیاد ہی دجال ہے یا وہ دجال نہیں بلکہ دجال کی صفات کی نسبت وحی ہوئی۔ اور چونکہ ابن صیاد میں وہ قرائن موجود تھے اسی لئے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر یہہ وہی ہے تو تجہے قدرت نہیں کہ تو اوسپر

وروی ابوداؤد فی سننہ باسناد صحیح عن جابرؓ قال فقدنا ابن صیاد یوم الحرۃ وھذا یبطل روایۃ من روی انہ مات بالمدینۃ وصلی علیہ طیبی قال النووی وامرہ مشتبہ فی انہ ھل ھو المسیح الدجال او غیرہ ولا شک انہ دجال من الدجاجلۃ قالوا و ظاھر الاحادیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یوح الیہ بانہ المسیح الدجال ولا غیرہ وانما اوحی الیہ بصفات الدجال وکان لابن صیاد قرائن محتملۃ فلذلک کان صلی اللہ علیہ وسلم لا یقطع بانہ الدجال ولا غیرہ ولھذا قال لعمرؓ ان یکن ھو فلن تسلط علیہ۔ واما الاحتجاج بانہ مسلم وقد دخل مکۃ والمدینۃ فلا دلالۃ فیہ لان النبی انما اخبر عن صفاتہ وقت فتنتہ وخروجہ فی الارض۔ انتہیٰ طیبی حاشیہ مشکوٰۃ

غالب آوے اور اوس کو اقرار اسلام اور مکہ اور مدینہ مین داخل ہونہین کوئی دلالت نہین کیونکہ آنحضرت نے تو وقت خروج کی صفات سے اطلاع دی ہے - انتہیٰ کلام نووی - مگر یاد رہے کہ ف طمہ بنت قیس کی حدیث قطعی الافادہ ہے کہ ابن صیاد اور ہے اور دجال اکبر جسکی آنحضرت صلعم نے خود قطعی طور سے تصدیق فرمائی جیسے کہ اول کتاب مین ذکر کر دیا گیا ہے - اور اسی طرح سو برس کی حدیث نے اون نفوس کے مارنے سے قطعی انکار کر دیا ہے جو ہوا یا پانی مین ہین - اور اسی طرح اصحاب کہف کے مارنے سے جو کئی سو برس سے پہلے ہی زندہ کہف جبل مین بحکم قرآن سو رہے ہین -

ابن صیاد اور دجال مین فرق

جس طرح مریم علیہا السلام بوجہ موت کہانے سے روکی گئین اسی طرح عیسیٰ ابن مریم

ششم " ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقہ کانا یاکلان الطعام - جزو (۶) یعنی مسیح صرف رسول ہے اوس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہین اور مان اوس کی صدیقہ ہے جب وہ دونون زندہ تھے طعام کھایا کرتے تھے - یہ آیت بھی صریح نص حضرت مسیح کی موت پر ہے اور مریم کی طرح اون کی موت بھی ماننی پڑی - کیونکہ دونون کانا کے لفظ کے تحت مین ہین - اور جس طرح حضرت مریم بوجہ موت کھانے سے روکی گئین اوسی طرح عیسیٰ اور بمقتضاے ماجعلناہم جسدا لا یاکلون الطعام جب تک یہہ جسم خاکی زندہ رہتا ہے طعام کھانا اوس کے لئے ضروری ہے اور اس سے قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ اب وہ زندہ نہین ہین " (ازالہ صفحہ ۶۰۳)

مریم پر عیسیٰ کو قیاس کرنا غلط ہے

ہم قبل ازین ثابت کر چکے ہین کہ خلت کے معنی مصنف ہین موت نہین اور آیت کا سیاق اس معنی کا شاہد ہے کہ حق تعالیٰ کا منشا اس آیت کے ارشاد سے صرف یہی ہے کہ کہ عیسیٰ بہی دوسرے رسولون کی طرح ایک رسول ہے اور مان اون کی دوسری عورتون کی طرح رسول کی تصدیق کرنیوالی اور دونون کھانے پینے کی طرف اور انسانونکی طرح محتاج تھے پس ایسے اشخاص الوہیت کے کیونکر مستحق ہو سکتے ہین ؟ - ہان اون کی مان بیشک فوت ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے دنیا کے کھانے سے روکی گئی ہے - لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل غلط ہے کہ چونکہ مریم فوت ہو گئی ہے اس لئے عیسیٰ بہی فوت ہو گئے - کیونکہ دونون طعام کھایا کرتے تھے - اس کی مثال ایسی ہے جیسے مولوی نور الدین کہے کہ غلام مرتضیٰ اور غلام احمد طعام کھاتے تھے - تو اس سے یہ نتیجہ نہین نکالا جا سکتا کہ

غلام مرتضیٰ جو بوجہ فوت ہونیکے کھانے سے رُک گیا ہے اوس کا فرزند غلام احمد جواب زندہ ہی اوس کا
مرجانا یا طعام کھانے سے رُک جانا ثابت ہو۔ یا بوجہ طعام نہ کھانیکے اوس کا مرجانا بھی ثابت ہو کیونکہ
ہم ثابت کرچکے ہین کہ اکثر اشخاص بغیر طعام کھانے کے سینکڑون برس سی زندہ ہین اور زندہ رہے جیسے
اصحاب کہف اور زریت بن برثملا۔ اور جیسے کہ نثر الجواہر ترجمہ انہار المفاخر مصنفہ ۱۲۵۱ھ مطبوعہ
سنہ ۱۲۹۰ھ کے صفحہ ۲۷ مین حضرت صبغۃ اللہ بن محمد غوث بن ناصر الدین محمد شافعی حضرت شاہ ابو المعالی
لاہوری کے تحفۃ القادریہ سے نقل کرتے ہین کہ حافظ عبد الرزاق فرزند محبوب سبحانی
کے ایک فرزند جنکا نام شیخ جمال اللہ ہے وہ اس زمانہ مین موجود اور اپنے دادا ہی
صورت مین بہت مشابہہ اور بسطام کے جنگلون مین اکثر رہا کرتے ہین۔ ایکدفعہ ایک شخص نے اون سے
پوچھا کہ انسان کامل کو اوس کی وفات اور حیات مین اختیار ہے۔ آپکی عمر کتنی دراز ہوگی؟ فرمایا معلوم
نہین مگر مین لڑکا تھا جو میرے دادا حضرت شیخ عبد القادر نے مجھے گود مین لیکر کہا کہ "اے جمال اللہ میری
طرف سی میرے بھای مہتر عیسےٰ علیہ السلام کو میرا سلام پہونچانا"۔ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ مین عیسیٰ علیہ السلام
کو دیکھون گا۔ حضرت کا سلام مجھپر امانت ہے سو اون کو پہونچاؤن گا۔ چنانچہ حضرت شاہ عبد اللہ قادری
حیدر آبادی جو بہت بزرگ اور صاحب کرامات تہے وہ ایک سال تک بسطام کے جنگلون مین اون کی ملاقات
کے منتظر رہے اور آخر کار اون سے ملاقات کی۔ انتہیٰ۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے پوتے شیخ جمال اللہ کا بعد حضرت تا زمان عیسیٰ زندہ رہنا

اور ایسا ہی مائی صفوران رحمۃ اللہ علیہا کا قصہ مشہور ہے کہ انہون نے حضرت شاہ غلام محی الدین قصوری
کے عمر شریف سی بعد غدر تین بار ملاقات کی اور فرمایا کہ "شمارا دیگر خوشخبری میدہم کہ من خود بلا واسطہ سید جمال اللہ
صاحب را دیدہ ام پس درین صورت بشارت طوبیٰ لمن رآنی دو واسطہ ثابت شد" اور خود مشکوۃ مین اسماء
بنت یزید کی حدیث مین ہے کہ خروج دجال کے وقت تین سال تک جو بارش نہونے سے طعام کا
ملنا موقوف ہو جائیگا اوس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس وقت ایمان والونکو
ملائکہ آسمان کی طرح تسبیح و تقدیس بجاے طعام کفایت کریگی۔ اور اگر ایسا ہی ہے جیسے کہ قادیانی
صاحب کا زعم فاسد ہے کہ ایسے دو شخصون کے لئے ایک غالب وصف حیات کے ساتھ متصف کرنا جن مین سے

ایک کا مرجانا ثابت ہو دوسرے کی موت کو مستلزم ہے تو ہم معارضہ کے طور پر سورۂ مائدہ کی اس آیت

اس معنی کا قرآنی آیت سے ثبوت کہ ابھی تو اللہ تعالی نے عیسی کے مارنیکا ارادہ ہی نہیں کیا

کریمہ کو پیش کرینگے - جبکہ نصاریٰ نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے تو اس وقت ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ! اون سے کہدے کہ اگر خدا مسیح ابن مریم کو مارنے کا ارادہ کرے ساتھ اوس کی ماں اور کل زمین والوں کے تو کون روک سکتا ہے: پس ظاہر ہے کہ یہہ آیت کریمہ صاف بتلا رہی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کے مارنیکا ابھی خداوند مالک الملک نے ارادہ ہی نہیں کیا - اور اگر قادیانی صاحب کے مذکورہ اصول کو تسلیم کر لیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح کی ماں یعنی حضرت مریم بھی ابھی تک نہیں مری ہیں - حالانکہ مریم کا مرجانا قطعی ہے جس طرح کہ الفاظ ان اراد ان یھلک المسیح کا مفاد بھی قطعی ہے کہ مسیح ابن مریم پر ابھی موت وارد نہیں ہوئی - اسی وجہ سے بیضاوی وغیرہ نے اس آیت مبارک کے ساتھ ردّ نصاریٰ کے وقت یوں استدلال کیا ہے کہ مسیح کا سائر ممکنات کی طرح قابل فنا ہونا یہہ آیت بتلا رہی ہے اور جو قابل فنا ہو وہ قابل الوہیت نہیں - پس اگر یہہ شبہہ ہو کہ اُمّہ کا عطف بواو عاطفہ المسیح ابن مریم پر ہے اور معطوف علیہ اور معطوف دونوں برابر طور سے اپنے عامل یعنی ان اراد ان یھلک کے اثر سے متاثر ہونے چاہئیں اور چونکہ معطوف یقینا متاثر نہیں لہذا معطوف علیہ کا بھی اپنے عامل سے متاثر ہونا مفید قطع نہیں - کیونکہ قاعدہ مقررہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ دونوں ایک ہی حکم رکھتے ہیں لہذا ہم اس شبہہ کے جواب میں کہیں گے کہ یہہ واؤ حرف عاطف نہیں بلکہ یہہ واؤ درحقیقت وہ حرف رابطہ ہے جو مفعول معہ اور معمول فعل کے مابین فقط نسبت مصاحبت پر دلالت کرتا ہے نہ کہ حرف عاطف کی طرح مفعول معہ کیطرف وصول فعل کے لیے واسطہ ہے اور کتب نحو میں ثابت ہے کہ مفعول معہ کا شریک فعل ہونا

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا - سورہ مائدہ پارہ (۶)

احتج بذلک علی فساد قولہم وتقریرہ ان المسیح قابل للفناء کسائر الممکنات ومن کان کذلک فھو بمعزل عن الالوھیۃ - ملخصاً بیضاوی (مائدہ)

وتبیین ان کونہ الی المفعول معہ شریکا فی الفعل لیس منطوق الکلام لو بیدہ قولہم سر و الطریق و کنت و زیدا قائما و تجویز

منطوق کلام نہین جیسے سرق الطریق جو بلا نزاع مفعول معہ کی صورتون مین سے ہے اس مین طریق شارک ٹھیک نہین اور محققین نحات نے تصریح کردی ہے کہ منصوب لفظی جس کا عطف اپنے مصحوب منصوب پر باعتبار معنی کے صحیح نہ ہوسکے وہ بلاشبہہ مفعول معہ ہے۔ جیسے آیہ اجمعوا امرکم و شرکائکم*۔ پس چونکہ اجماع کا لفظ اعیان کی طرف متعدی نہین ہوتا لہذا متعین ہوا کہ شرکائکم کا عطف امرکم پر نہین۔ بلکہ وہ مفعول معہ ہے اور واؤ بمعنی مع ہے جیسے کہ یہی قول رضی کا ہے۔

پس آیت مذکورہ بالا مین چونکہ امہ کا عطف باعتبار معنی کے صحیح نہین ہوسکتا۔ اس لئے متعین ہوا کہ وہ ایسا مفعول معہ ہے جو اپنے مصحوب کے فعل مین شریک نہین۔ پس یہہ آیت مبارک نہایت وضاحت کیساتھ دلالت کررہی ہے کہ عیسی ابن مریم پر ابھی موت وارد

صدر الافاضل و توعہ جملۃ ثم الحق ان الواو بواسطۃ دالۃ علی نسبۃ المصاحبۃ لا بواسطۃ فی وصول الفعل الیہ۔ و الغرض من اتیانہ بعد الواو لیس الا التنصیص عند المخاطب ذالا یحصل الا بان یکون المفعول معہ مصاحبا لمعمول الفعل الذی بحیث لو ارید عطفہ لم یجز من حیث المعنی و من ثم جوزوا مفعولا معہ فیما اذا کان المعمول مفعولا بہ مع کونہ منصوبا لفظا ان لم یجز العطف من حیث المعنی کما فی قولہ تعالی اجمعوا امرکم و شرکائکم اذ الاجماع لا یتعدی الی الاعیان فلا یقال اجمعت زیدا کما صرح الرضی وغیرہ او جاز لکن لا یکون بعدہا منصوبا سواء کان ذلک المعمول فاعلا او مفعولا بہ ھذا و انتفیس فی شرحنا

(للمنن المبین)

نہین ہوئی۔ اور یقین ہے کہ یہہ آیت مبارک اس افادہ مین ایسی قطعی الدلالت ہے کہ اس مین بسر مو تاویل کی گنجایش قادیانی صاحب کے لئے نہین۔

عیسی پیر فرتوت ہوکے باعث آدینا مین کار آمد نہین

و من نعمرہ ننکسہ فی الخلق

ہفتم۔ حق تعالی کا ارشاد ہے جسکو ہم زیادہ عمر دیتے ہین تو اوس کی پیدایش کو اولٹا دیتے ہین یعنی انسانیت کی طاقتین اور قوتین اوس سے دور ہوجاتی ہین عقل زایل ہوجاتی ہے۔ اگر مسیح کا اس وقت تک زندہ رہنا فرض کرلیا جاوے تو کچھہ شک نہین کہ پیر فرتوت ہوگئے ہون گے اور اس کام کے ہرگز لایق نہین ہون گے کہ کوئی خدمت

* ای فاعزموا علیہ مع شرکائکم و یوئیدہ القراءۃ بالرفع عطفا علی الضمیر المتصل وجاز من غیر ان یوکد للفصل بیضاوی کذا یونس پارہ (۱۱)

دینی اداکر سکین اور ایسی حالت مین ! اون کا دُنیا مین تشریف لانا سراسر تکلیف ہی - ازالہ صفحہ ۴۸ -

اور یہہ حالت خود موت کو چاہتی ہے اور یقینی طور پر ماننا پڑتا ہے کہ مدت سے وہ مر گئے ہونگے - ازالہ ۶۱

قادیانی صاحب کے اس حقارت اور خفت آمیز استدلال کو حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کی ہزار ہزار برس کی عمر مین بلافتور عقل وطاقت باطل کرتی ہین - اور جمیع محدثین کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے کہ حضرت سلمان فارسی دو سو پچاس برس اور بقولے تین سو پچاس برس عقل وہوش کے ساتھہ زندہ رہے

خدا کی عبادت کرنیوالون اور حفاظ قرآن کی عمر زیادہ بہتر ہوتی ہے

اور سر اس مین یہہ ہے کہ نفوس قدسیہ جن کو تسبیح وتقدیس کا تغذیہ ہوتا ہے اون کی قوت قدسیہ ہماری عقل وفہم سے بالاتر ہوتی ہے - سچ ہے

کار پاکان را قیاس از خود مگیر		گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر	

فتح البیان مین اس آیت کے تحت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قرآن پڑہنے والے اپنی اخیر عمر مین حالت ارزل کیطرف نہین رد کئے جاتے بلکہ عمر کی درازی کے ساتہہ اون کی عقل بہی بڑہتی جاتی ہے -	قال عکرمۃ من قرء القران لم یصر بہذہ الحالۃ ای فہذا المرد والنکس خاص بغیر قاری القران والعلماء اما ہم فلا یردون فی اخر عمرہم الی الارذل بل یزداد عقلہم کما طال عمرہم (فتح البیان صفحہ ۱۶۳)

بلکہ مولف رسالہ ہذا کے جد امجد حضرت نواب مرزا خان درانی طاب ثراہ نے ایک سو نو برس کی عمر مین اخیر نکاح کیا جس سے تین[1] فرزند متولد ہوئے اور کوئی اثر ہرم کا نہتہا -

ہشتم - یہہ کہ مسیح ابن مریم اپنی موت کے بعد اموات مین جاملا اور خدا تعالی کے بزرگ نبی جو اس دنیا سے گذر چکے ہین اون مین داخل ہوگیا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مین فوت شدہ جماعت مین اوس کو پایا - دیکہو بخاری صفحہ ۔ وغیرہ جس مین مذکور ہے کہ وہ سب نبی دنیوی زندگی کی رو سے مر گئے اور اس جسم کثیف اور اس کی حیات کے لوازم کو چہوڑ گئے - جس سے قطعاً ثابت ہے کہ مسیح مرگیا اور مرنیکے بعد فوت شدہ روحون مین داخل ہے - اگر فرض محال اوس کا زندہ ہوکر دنیا مین آنا قبول کرلین تو ایک موت کے بعد پہر دوسری موت ایک عظیم الشان نبی کے لئے تجویز کرنا خدا تعالی کی تمام کتابون کے برخلاف ہے (ازالہ صفحہ ۵۹۸)

[1] (۱) عطاء اللہ خان مختار الدولہ (۲) صدیق اللہ خان (۳) سیف اللہ خان پس مولف رسالہ حضرت نواب مرزا خان طاب ثراہ کے تیسرے فرزند سیف اللہ خان

ت طاب ثراہ کا فرزند -

اس دنیا مین دو دفعہ موت وارد ہونا ممنوع ہین

اور امام بخاری نے اس جگہ فوت شدہ نبیون کے دوبارہ نہ آنے کے بارہ مین ابوبکر صدیقؓ کا قول پیش کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر بوسہ دیکر وفات کے وقت کہا کہ خدا تیرے پر دو موتین جمع نہین کریگا۔ ازالہ صفحہ ۵۹۶ - اور خود خدا فرماتا ہے فیمسک التی قضی علیہا الموت ولا یذوقون فیہ الموت الا الموتۃ الاولی۔ یعنی جسپر موت وارد ہوگئی وہ پھر کبھی دنیا مین نہین آسکتا اور بہشتیون پر دوسری موت نہین آئیگی۔ ازالہ صفحہ ۴۶۲

حضرت خضر کی حیات کا ثبوت

قادیانی صاحب کا اول حضرت مسیح کو فوت شدہ جماعت کیساتھ ہونے سے یہہ نتیجہ نکالنا کہ اس سے اون کا بھی فوت شدہ ہونا لازم ہوتا ہے بالکل بے دلیل ہے - کیونکہ یہہ امر متواتر ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وعظ فرما رہے تھے کہ وہان سے حضرت خضر علیہ السلام کی گذر ہوئی تو آپنے فرمایا قف یا اسرائیلی اسمع کلام المحمدی - یعنی اے اسرائیلی ٹھیر جا محمدی کا کلام سن ! پس یہہ اجتماع دو حال سے خالی نہین - اگر قادیانی یہہ کہین کہ حضرت خضرؑ حضرت عبدالقادر جیلانیؓ سے مرنے کے بعد بصورت روحانیان مجتمع ہوئے تھے تو دل ماشاد چشم ما روشن - حضرت خضرؑ بہشتون سے نکلکر ایک زندہ جماعت دنیا مین کیسے آگئے ؟ - اور اگر یہہ کہین کہ وہ مرا نہین تو اون کا سارا کارخانہ خراب ہوجاتا ہے - اور اگر اس وقت اس قصہ کی صحت کے منکر ہوجائین تو خود ہی جھوٹے بنتے ہین کیونکہ ازالہ کے اخیر مین اون کے نائی صاحب کی تصدیق کرچکے ہین - اور اپنے ساتھ حاملان شریعت جیسے شاہ عبدالحقؒ صاحب محدث دہلوی وغیرہ کی ایک جماعت عظیمہ کا اعتبار کھودینگے جنہون نے حضرت خضر کی حیات کا اثبات ایسی ہی چشمدید واقعات سے کیا - چنانچہ مشکوٰۃ کے صفحہ ۵۵۰ مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا - اور زرقانی کے مقصد رابع مین ابن الصلاح کا قول ہے کہ خضر جمہور علماء اور عامہ کے نزدیک ابھی زندہ موجود ہین - اگرچہ بعض محدثین جیسے نووی اور بخاری نے اس کا انکار کیا لیکن خضر کی حیات صوفیہ اور اہل صلاح کے نزدیک

(و انہ ای الخضر باق الی الیوم فانہ تابع لاحکام صفۃ ہذہ الملۃ) قال ابن الصلاح وھو حی عند جمہور العلماء والعامۃ معہم فی ذلک وانما شذ بانکارہ بعض المحدثین وتبعہ النووی وزادوی ذلک متفق علیہ

متفق علیہ ہے اور اون کی حکایات ملاقات اور سوال وجواب اور اکثر مواضع شریفہ مین حاضر ہونا مشہور ومعروف ہے - بلکہ فتح الباری مین ہے کہ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ مین اور ابو عروبہ نے ریاح بن عبیدہ سے روایت کی ہے کہ کہا اوس نے مین نے عمر بن عبد العزیز کو دیکہا کہ ایک شخص کے ہاتہہ پر تکیہ لگائے ہوئے مشی کر رہا ہے - جب پیچھے کی طرف لوٹ کر آیا تو مین نے اوس سے پوچھا کہ یہہ کون شخص تہا - عمر بن عبد العزیز نے اوس سے پوچھا کہ کیا تو نے دیکہہ لیا ہے ؟ - کہا ہان عمر بن عبد العزیز نے کہا مین تجہے نیک آدمی سمجہتا ہون وہ میرا بہائی خضر تہا اوس نے مجھے بشارت دی ہے کہ مین عنقریب حاکم ہونگا اور عدل کرونگا - اور یہہ ایسی روایت ہے کہ اوس کے رجال مین کوئی باس نہین اور اس کی مثل سند جید کی روایت مین نے نہین دیکہی اور یہہ سو برس والی حدیث کے معارض نہین کیونکہ یہہ واقعہ سو برس سے پہلے تہا - انتہی - زرقانی ص ۳۰۶

بین الصوفیة واهل الصلاح وحکایاتهم فی رؤیته والاجتماع به والاخذ عنه وسواله وجوابه ووجوده فی المواضع الشریفة اکثر من ان تحصی واشهر من ان تذکر ولم یأت ما یعارض ذلک فی فتح الباری ومن جید ما روی یعقوب بن سفیان فی تاریخه وابو عروبة عن رياح بن عبيدة قال رأيت رجلا يماشی عمر بن عبد العزیز معتمدا علی یدیه فلما انصرف قلت له من الرجل قال رأیته قلت نعم قال احسبک رجلا صالحا ذاک اخی الخضر بشرنی انی سألی واعدل لا باس برجاله ولم یقع لی الی الآن خبر ولا اثر بسند جید غیره وهذا لا یعارض الحدیث فی مائة سنة لانه کان قبل المائة انتهی - زرقانی مقصد رابع ص ۳۰۶

فلما توفی رسول الله سمعوا صوتا من ناحیة البیت فقال علی اتدرون من هذا هو الخضر رواه البیهقی فی دلائل النبوة مشکوة ص ۵۵۰

لیکن مولف کی نزدیک اس سے معارض نہین کہ حضرت خضر آنحضرت کے سو برس والی ارشاد سے پہلے ہی مر چکے تہے پس اس سارے بیان سے ظاہر ہے کہ کسی زندہ عنصری جسم کا روحانی جماعت کے ساتہہ مجتمع ہونا اوس کی موت کا مستلزم نہین خصوصاً جبکہ قبل اس کے ہم تحقیق کر چکے ہین کہ انبیاء علیہم السلام کی موت درحقیقت ایک قسم کی غیبت ہے جس سے اون کے اجساد کو کوئی ضرر نہین ہوتا اور وہ مرنے کے بعد اپنے اجساد کے ساتہہ ہر جگہ جا سکتے ہین - بلکہ اون کے لطائف روحانیہ اون کے اجساد کیساتہہ متجسد ہو کر ایک ہی

آن مین ہزار ہا امکنہ مین موجود ہوجاتے ہین جس سے اون کی حقیقی تشخص مین کوئی تغیر و تبدل نہین ہوتا
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہین "ہرگاہ جنیان را بتقدیر اللہ سبحانہ این قدرت
بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع مے آرند ارواح کمل را اگر این قدرت عطا فرماید چہ محل
تعجب است و چہ احتیاج بابدان دیگر ازین قبیلہ است انچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن
در امکنہ متعدد حاضر میگردند و افعال متباینہ بوقوع مے آرند اینجا نیز لطائف ایشان متجسد باجساد مختلفہ و
متشکل باشکال متباینہ باشند"۔ اور جبکہ یہہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے سارح اور سیر گاہون کی
کوئی حد نہین تو کوئی استبعاد نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ باجساد خود بیت المقدس
مین اول اون کا اجتماع ہوا جن مین حضرت عیسی بھی تھے جیسے کہ بروایت ابن عساکر امام ہانی کی حدیث
مین ہے اور پھر اوسی ساعت ہر ایک کے ساتھہ جدا جدا آسمان مین ملاقات فرمائی۔ اسی طرح قادیانی صاحب
کا یہہ بھی بالکل افترا ہے جو احادیث معراج کی طرف نسبت کرتے ہین کہ اون مین ہے کہ انبیاء علیہم السلام
اپنے اجسام مبارک کو دنیا مین چھوڑ کر آسمان پر گئے۔ اسی طرح قادیانی صاحب کا یہہ بھی کہنا افترا ہے
کہ ایک موت کے بعد دوسری موت تجویز کرنا خدائے تعالی کی تمام کتابون کے برخلاف ہے۔ کیونکہ ہم قبل اسکے
ثابت کر چکے ہین کہ کتاب اللہ نے الوف کو مار کر پھر زندہ کیا اور پھر دوبارہ اون کو موت دی اور عزیر

حدیث منع موتتین کے معنے

نبی اللہ کو سو برس تک مار کر پھر زندہ کر کے دوبارہ موت دی۔ اسی طرح قادیانی صاحب کا
یہہ بھی افترا ہے جو امام بخاری کی طرف کیا کہ اونہون نے اس کا ثبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کے قول سے دیا۔ حالانکہ حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ کا یہہ فرمانا کہ میری مان اور
باپ تیری پر فدا ہون خدا کی قسم اللہ تعالی
تجھپر دو موتین جمع نہ کریگا لیکن وہ موت
جو تجھپر لکھی گئی ہے وہ موت پوری ہو گئی
اس کی نسبت قسطلانی مین ہے کہ بعض کے

بابی انت و امی واللہ لا یجمع اللہ علیک موتتین اما الموتۃ التی
کتبت علیک فقد متہا۔ بخاری منکا - قیل ہو علی حقیقتہ و اشار
بذلک الی الرد علی من زعم انہ سیحیی فیقطع ایدی رجال لانہ
لو صح للزم ان یموت موتۃ اخری فاخبر انہ اکرم علی اللہ من ان یجمع
علیہ موتتین کما جمعہما علی عزیر کالذین خرجوا من دیارہم
وہم الوف وکالذی مر علی قریۃ و ہذا اوضح الاجوبۃ و اسلمہا

نزدیک اس قول سے حضرت صدیقؓ کی مُراد یہہ ہے کہ آنحضرت پر الوف کی طرح دوسری موت وارد نہین ہوگی جو کرب اور سکرات سے خالی نہین اور اس زعم کا رد فرمایا جو عمر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کو دبانے کے لیے کہا کہ آنحضرتؐ مرے نہین اور عنقریب دوبارہ آئینگے اور اہل ارتداد کے ہاتھ کاٹین گے جس کی نسبت حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ اس معارضہ مین حکمت یہہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے قول سے حق تعالیٰ نے منافقون اور مُرتدون کے دلون مین ہیبت اور رُعب ڈال دیا اور وہ چون وچرا نہ کر سکے اور ابوبکر کے قول سے امر حق کا اظہار فرمادیا کہ آنحضرتؐ پر دوسری موت نہین آئیگی - اور یہہ بالکل دور از قیاس ہے کہ ایسا اولوالعزم صحابی جو ہم آغوش نبی رہا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فوت ہو جانیکو نہ سمجھے اور آیۂ قد خلت سے غافل رہے - اور داؤدیؒ کا قول ہے کہ دوسری موت سے مُراد وہ موت ہے جو قبر مین ہوتی ہے جبکہ ملائکہ کے جواب سوال کے لئے میت کو زندہ کر کے دوبارہ وارد ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک دوسری موت سے مُراد کرب ہے - اور اگرچہ سب سے زیادہ اظہر قول اوّل ہے لیکن عجیب تر قول یہہ ہے کہ دوسری موت سے مُراد موت شریعت ہے اور اسکی موید خود ابی بکر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو ان لے کہا کہ جو محمدؐ کی عبادت کرتا رہا تو وہ تو فوت ہو گئے

قادیانی کا افترا کہ عیسیٰ بہشتیوں اور بہشت مین داخل ہو گیا

اور جو اللہ کی عبادت کرتا رہا تو وہ تو زندہ ہے مرا نہین - انتہیٰ - اور اسی طرح قادیانی صاحب کا یہہ زعم بھی باطل ہے کہ عیسیٰ بہشتیون مین داخل ہو گیا اور اللہ کا وعدہ ہے کہ بہشتی کبھی بہشت سے نہ نکلین گے - کیونکہ ہم تو یہہ کہہ رہے ہین کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی مرے نہین اور وہ جو سے تھے آسمان مین ہین جو آسمان ہفتم سے بہت پستی مین ہے اور یہہ وعدہ مرنیکے بعد اور قیامت کے حساب وکتاب ہونیکے بعد وفا ہوگا ورنہ حضرت آدم کیون جنت سے زمین پر اوتارے گئے

وقیل اراد لا یموت موتة اخرى فى القبر بغيره اذ يحيى ليسئل ثم يموت وهذا جواب الداؤدى وقيل كنى بالموت الثانى عن الكرب اذ لا يلقى بعد كرب هذا الموت كربا آخر واغرب من قال المراد بالموتة الاخرى موت الشريعة اى لا يجمع الله عليك موتك وموت شريعتك ويؤيد هذا القول قول ابى بكر بعد ذلك فى خطبته من كان يعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن كان يعبد الله فان الله حى لا يموت - قسطلانى -

الغرض عیسے علیہ السلام کے مارنیکے لیئے قادیانی صاحب نے ایسے ہی بہت سے لغو استدلالات سے کام لیا جس سے اون کی جہالت وغبایت اور ضلالت وغوایت کی غایت معلوم ہوتی ہے اور اسی وجہ سے ہمنے اون کو ترک کر دیا۔ چنانچہ اون مین سے ایک بطور نمونہ ہم اس مقام پر نقل کر دیتے ہین تاکہ اہل بصارت کیلئے موجب اعتبار ہو کہ قادیانی صاحب نے کس حد تک عیسے صلوات اللہ علیہ کے مارنے مین کوشش کی اور وہ بطریق ہشتم ذیل مین لکہا جاتا ہے :۔

عیسے صلیب کے زخمون سے الہامی مرہم عیسے سے اچھے ہوئے اور سری نگر کشمیر جا مرے

ہشتم ۔ حضرت عیسی جب مصلوب کیے گئے تو اتفاقا یوم السبت ہونیکی وجہ سے معمول سے پیشتر اوتار لئے گئے تھے ۔ لوگ سمجھے کہ آپ کی روح پرواز کر گئی ہے مگر حقیقت مین آپ بیہوش تھے اور سکتہ کی طرح آپ کے جسم مین روح چھپی ہوئی تہی ۔ حواریین نے خدا کی الہام کے مطابق مرہم عیسی جسکا نام مرہم رسول اور مرہم حواریین بہی ہے طیار کر کے آپ کے اون زخمون پر لگایا جو صلیب پر چڑھائے جانیکی وجہ سے پیدا ہوگئے تھے ۔ اور اوس مرہم کی برکت سے آپ اچھے ہوگئے اور ارض یہود کو چہوڑ کر اقطار عالم کی سیاحت کرنے لگے ۔ بہت سی ممالک مین پہرتے پہراتے ہوئے آپ کشمیر جنت نظیر مین وارد ہوئے جہان حکیم نور الدین بہت دنون رہ چکے ہین اور جہان ان دنون بعض عیسائی محققون کی شہادت کے مطابق قوم یہود کے بہت سی لوگ آکر آباد ہوگئے تھے ۔ حضرت عیسی آخر عمر تک اسی دلچسپ سرزمین مین رہے اور ایک سو بیس ۱۲۰ برس کے ہوکر یہین واصل بحق ہوئے ۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی اپنے انگریزی اشتہار مشتہرہ ۲۳ جولائی ۱۸۹۹ع مین لکہتے ہین کہ ”کشمیر کے دار السلطنت سری نگر مین محلہ خان یار مین اس پیغمبر معصوم کا مرقد اسوقت تک موجود ہے جو وہان کے لوگون مین مزار یوز آسف کے نام سے مشہور ہے اور وہان کے مجاورون مین یہہ روایت مشہور ہے کہ جن بزرگ کا یہہ مزار ہے وہ اٹھارہ انیس سو برس پیشتر تھے جسکو قادیانی صاحب نے اپنی وحی کی برکت سے دریافت کیا ہے کہ لفظ یوز آسف یسوع یا جیزس کا بگاڑ ہے جو یوروپ مین حضرت مسیح کے مشہور نام ہین ۔ جریدۂ روزگار (مدراس) مطبوعہ یکم اکتوبر ۱۸۹۹ع“

قادیانی صاحب کے عجیبے قول نادر

قادیانی صاحب کا یہہ طرفہ الہام ہے جسکو وحی ربانی یعنی نص قرآنی در اصل الہام شیطانی

ثابت کر رہی ہے جسکے صریح الفاظ ہین کہ "ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم" یعنی یہود نے مسیح کو نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ اون پر اشتباہ مسلط کیا گیا کہ بعد رفع برآسمان کو قتل اور صلب گمان کرنے لگے - پس یہہ یہودانہ اشتباہ سے بھی بدتر ہے جو قادیانی صاحب کو الہام ہوا کہ عیسےٰ صلیب پر چڑھائے گئے اور زخمی ہوگئے اور اون کے واسطے مرہم تجویز کیا گیا اور علاج کیا گیا اور اچھے ہوگئے اور اقطار عالم کی سیاحت کرنے لگے اور اسقدر روقفہ دراز کے باوجود یہود پر اتنا بڑا اشتباہ باقی رہا جسکی نسبت قرآن کریم شہادت دے رہا ہے اور اوس کا دفعیہ نہو سکا اور قادیانی صاحب کو الہام ربانی نے اوس وقت تائید بندی جبکہ وہ علی رؤس الاشہاد ایک عالم کے مقابل کھڑے ہوکر ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۰۴ مین اقرار کیا کہ یہہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل مین جاکر فوت ہوگیا اور حواریون کو کشفی طور پر چالیس دن برابر نظر آتا رہا اور بعض احادیث مین آیا ہے کہ بعد موت کے اکثر مدت مقدس لوگون کی زمین پر رہنے کی چالیس دن ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ کوئی نبی فوت

قادیانی کا دوسرا قول کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں فوت ہوا

ہونے کے بعد چالیس دن سے زیادہ زمین پر نہین ٹھیرتا بلکہ اس عرصہ کے اندر اندر آسمان کی طرف اوٹھایا جاتا ہے - چنانچہ خود اپنی نسبت آنجناب فرماتے ہین کہ مجھے ہرگز امید نہین کہ خدا تعالی چالیس دن سے زیادہ مجھکو قبر مین رکھے - انتہی - پس اس سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب آٹھ برس قبل اقرار کرچکے ہین کہ عیسی صلوات اللہ علیہ اپنے وطن گلیل مین فوت ہوگئے اور اب کیسے اوس کی برخلاف کہتے ہین کہ عیسی کشمیر کی دار السلطنت سرینگر کے محلہ خان یار مین گر فوت ہوئے اور اون کا مرقد اس وقت تک وہان موجود ہے - اور نیز بیس برس قبل اس کے براہین احمدیہ مین مسیح کے زندہ رہنے کا اقرار کرچکے ہین - پس بقول "دروغگو را حافظہ نباشد" اون پر افترا پردازی اسقدر غالب ہوگئی ہے کہ وہ الہامات ربانی مین تناقض اور علم الٰہی مین بدا کی تجویز سے نہین شرماتے - کیونکہ جیسے خدا ایک ہے اوس کا علم بھی ایک ہے اور اوس کا الہام و اعلام بھی ایک ہے جس مین کسی قسم کا اختلاف ممکن نہین قطع نظر اس کے کہ اون کا دعوی ہے کہ محدث کا الہام قطعی اور یقینی ثابت ہوتا ہے - معہذا قادیانی صاحب کا یہہ قول بھی محض افترا ہے کہ کوئی نبی چالیس دن سے زیادہ زمین پر نہین ٹھیرتا - کیونکہ شب معراج مین آنحضرت کا موسی علیہ السلام کی قبر پر سے گذر کرنا او

اون کو قبر مین نماز پڑہتے دیکہا اور آنحضرت کا یہ فرمانا کہ انبیا اپنی اپنی قبرون مین زندہ ہین جو نمازین
پڑہتے ہین - جیسے کہ زرقانی کے مقصد عاشر مین بروایت بیہقی انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اون کے اس
اثر اکو باطل کر رہا ہے -

دعوی دوم

عیسیٰ موعود جو آنیوالا ہے وہ اصلی عیسیٰ کا مثیل یعنی غلام احمد قادیانی ہے

آب ہم قادیانی صاحب کے دعوی دوم کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو اونہون نے خود کو مسیح موعود بالنزول
ہونا کہا اور اونہون نے اس الہامی دعوے کے ثبوت کیلئے دو قرآنی آیات سے یون استدلال کیا کہ

بقول قادیانی صاحب جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسی صلوات اللہ علیہ کے مثیل ہین

کہ خدا تعالے نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا جیسا کہ فرماتا ہے - انا
ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا - اس آیت مین خدا تعالی نے
ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ کی طرح اور کفار کو فرعون کی طرح ٹہیرایا اور پہر دوسری
جگہ فرمایا وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن
لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک
هم الفاسقون - یعنی خدا تعالے نے اس امت کے مومنون اور نیکوکارون کے لئے وعدہ فرمایا ہے کہ انہین

جیسے عیسی نبی اللہ موسی کا خلیفہ ہوا اسی طرح قادیانی مثیل عیسی مثیل موسی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بموجب آیۂ استخلاف ہے

زمین مین خلیفہ بنائیگا جیسا کہ اوسنے پہلون کو بنایا تھا یعنی اوسی طرز اور طریق کے
موافق اور نیز اوسی مدت اور زمانہ کے مشابہہ اور اوسی صورت جلالی اور جمالی کی
مانند جو بنی اسرائیل مین سنت اللہ گذر چکی ہے اس امت مین بہی خلیفے بنائے جائینگے
اور اون کا سلسلہ خلافت اوس سلسلہ سے کم نہین ہوگا جو بنی اسرائیل کے خلفاء کے لئے مقرر کیا گیا
تہا اور نہ اون کی طرز خلافت اس طرز سے مباین و مخالف ہوگی جو بنی اسرائیل کے خلیفون کے لئے مقرر
کی گئی تہی - پہر آگے فرمایا ہے کہ اون خلیفون کے ذریعہ سے زمین پر دین جمادیا جائیگا اور خدا خوف کے دنون
کے بعد امن کے دن لائیگا - خالصا اوسی کی بندگی کرین گے اور کوئی اوس کا شریک نہین ٹہیرائین گے
لیکن اس زمانہ کے بعد پہر کفر پہیل جائیگا - مماثلت تامہ کا اشارہ جو کما استخلف الذین من قبلهم سے سمجہا جاتا ہے

صاف دلالت کر رہا ہے کہ یہہ مماثلت مدت ایام خلافت اور خلیفون کی طرز اصلاح اور طرز ظہور سے متعلق ہے - سو چونکہ یہہ بات ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل مین خلیفۃ اللہ ہونے کا منصب حضرت موسیٰ سے شروع ہوا اور ایک مدت دراز تک نوبت بہ نوبت انبیاء بنی اسرائیل مین رہکر آخر چودہ سو برس کے پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ بن مریم پر یہہ سلسلہ ختم ہوا حضرت عیسیٰ بن مریم ایسے خلیفۃ اللہ تھے کہ ظاہری عنان حکومت اون کے ہاتھ مین نہین آئی تھی اور سیاست ملکی اور اس دنیوی بادشاہی سے اون کو کچھہ علاقہ نہین تھا اور دنیا کے ہتھیارون سے وہ کچھہ کام نہین لیتے تھے بلکہ اوس ہتھیار سے کام لیتے تھے جو اون کے انفاس طیبہ مین تھا اور جسکے ذریعہ سے وہ مرے ہوئے دلون کو زندہ کرتے تھے اور بہرے کانون کو کہولتے تھے اور مادرزاد اندہون کو سچائی کی روشنی دکھا دیتے تھے - اون کا وہ دم ازلی کافر کو مارتا تھا لیکن مومن کو زندگی بخشتا تھا - وہ بغیر باپ کے پیدا کئے گئے تھے - اور ظاہری اسباب اون کے پاس نہین تھے - اور ہر بات مین خدا تعالےٰ اون کا متولی تھا - وہ اوس وقت آئے تھے جبکہ یہودیون نے نہ صرف دین کو بلکہ انسانیت کی متعلقین بھی چہوڑ دی تھین اور بیرحمی و خود غرضی وغیرہ اون مین ترقی کر گئی تھی اور نہ صرف بنی نوع کے حقوق کو اونہون نے چہوڑ دیا تھا بلکہ غلبہ شقاوت کی وجہ سے حضرت محسن حقیقی سے عبودیت اور طاعت اور سچے اخلاص کا رشتہ توڑ بیٹھے تھے - صرف بے مغز استخوان کی طرح توریت کے چند الفاظ اون کے پاس تھے جو تہر آلہی کی وجہ سے اون کی حقیقت تک وہ نہ پہونچ سکتے تھے کیونکہ ایمانی فراست اور زیرکی بالکل اون مین سے اوٹھہ گئی تھی اور اون کے نفوس مظلمہ پر جہل غالب آگیا تھا اور جہوٹ اور ریاکاری اور غداری اون مین انتہا تک پہونچگئی تھی - ایسے وقت مین اون کی طرف مسیح ابن مریم بھیجا گیا تھا جو بنی اسرائیل کے مسیحون اور خلیفون مین سے آخری مسیح اور آخری خلیفۃ اللہ تھا جو برخلاف سنت اکثر نبیون کے بغیر تلوار اور نیزہ کے آیا تھا - یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت موسوی مین خلیفۃ اللہ کو مسیح کہتے تھے اور حضرت داؤد کے وقت اور یا اون سے کچھہ عرصہ پہلے یہہ لفظ بنی اسرائیل مین شایع ہو گیا تھا بہر حال اگرچہ بنی اسرائیل مین کئی مسیح آئے لیکن سب سے پیچھے آنیوالا مسیح وہی ہے جسکا نام قرآن کریم مین مسیح عیسیٰ ابن مریم بیان کیا گیا ہے - بنی اسرائیل مین مریمین بھی کئی تھین اور اون کے بیٹے بھی کئی تھے

لیکن مسیح عیسےٰ ابن مریم یعنی ان تینون نامون سے ایک مرکّب نام بنی اسرائیل مین اوس وقت اور کوئی نہین پایا گیا - سو مسیح ابن مریم یہودیون کی اوس خراب حالت مین آیا جسکا مین نے ابھی ذکر کیا ہے - آیات موصوفہ بالا مین ابھی ہم بیان کر چکے ہین کہ خداتعالی کا اس اُمّت کیلئے وعدہ تھا کہ بنی اسرائیل کی طرز پراون مین بھی خلیفے پیدا ہونگے - اب ہم جب اوس طرز کو نظر کے سامنے لاتے ہین تو ہمین ماننا پڑتا ہے کہ ضرور تھا کہ آخری خلیفہ اس اُمّت کا مسیح ابن مریم کی صورت مثالی پر آوے اور اوس زمانہ مین آوے کہ جو اوس وقت سے مشابہ ہو جس وقت مین بعد حضرت موسیٰ کے مسیح ابن مریم آئے تھے - چودہوین صدی مین یا اوس کے قریب اوسکا ظہور ہو اور ایسا ہی بغیر سیف و سنان اور بغیر آلات حرب کے آوے جیسا کہ حضرت مسیح ابن مریم آئے تھے اور نیز ایسے ہی لوگون کی اصلاح کے لئے آوے جیسا کہ حضرت مسیح اوس وقت کے یہودیون کی اصلاح کے لئے آئے تھے - ایسا ہی اوس نے اس اُمّت کے مُفسد طبع لوگون کو یہودی ٹھیرا کر اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکھدیا صفحہ ۵۶۲ - اور جب آیات ممدوحہ بالا کو غور سے دیکھتے ہین تو ہمین اون کے اندر سے یہہ آواز سنائی دیتی ہے کہ ضرور آخری خلیفہ اس اُمّت کا جو چودہوین صدی کے سر پر ظہور کریگا حضرت مسیح کی صورت مثالی پر آئیگا - دو سلسلون کی مماثلت مین یہی قاعدہ ہے کہ اوّل اور آخر مین اشد درجہ کی مشابہت اون مین ہوتی ہے تو اس ضمن مین قطعی اور یقینی طور پر بتلایا گیا کہ جیسے اسلام مین سر دفتر الہی خلیفون کا مثیل موسیٰ ہے جو اس سلسلہ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تخت عزّت کے اوّل درجہ پر بیٹھنے والا اور تمام برکات کا مصدر اور اپنی روحانی اولاد کا مورث اعلی ہے صلی اللہ علیہ وسلم - ایسا ہی اوس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح عیسی

دعوای قادیانی کہ وہی سلسلہ خلافت کا خاتم ہے

ابن مریم ہے جو اس اُمّت کے لوگون مین سے بحکم ربّی مسیحی صفات سے رنگین ہوگیا ہے اور فرمان جعلناك المسیح ابن مریم نے اوس کو درحقیقت وہی بنا دیا ہے وکان اللہ علی کل شئ قدیرا اور اس آنے والیکا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اسکے مثیل ہونیکی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی

آنے والا احمد غلام احمد قادیانی ہے

نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنون کی رو سے ایک ہی ہین اسی کی طرف اشارہ ہے و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد - مگر ہمارے نبی صلعم فقط احمد ہی نہین بلکہ محمد

بھی ہین یعنی جامع جلال وجمال ہین۔ لیکن آخری زمانہ مین برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت
عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔ وہ حی وقیوم خدا جو اس بات پر قادر ہے جو انسان کو حیوان بلکہ شرالحیوانات
بنادے ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہین بنا سکتا؟۔ اب اس تحقیق سے
ثابت ہی کہ مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ مین آنیکی قرآن شریف مین پیشگوئی موجود ہے۔ قرآن شریف
نے جو مسیح کے نکلنے کی چودہ سو برس تک مدت ٹھیرائی ہے بہت سے اولیا بھی اپنے مکاشفات کی رو
سے اس مدت کو مانتے ہین اور آیہ[ف] وانا علی ذھاب بہ لقادرون جسکے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہین
اسلامی چاند کی سلخ کی راتون کی طرف اشارت ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددون مین بحساب جمل پائی
جاتی ہے۔ اور یہ آیت کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق

آیہ ارسل رسولہ آیہ کا تعلق زمانہ قادیانی سے ہے

ہے۔ اور خلافت جو آدم سے شروع ہوئی تھی آخری آدم پر ہی ختم کردی یہی حکمت
اس الہام مین ہے کہ اردت ان استخلف فخلقت ادم اور آدم اور عیسی مین کسی وجہ سے
روحانی مبائنت نہین بلکہ مشابہت ہے ان مثل عیسی عند اللہ کمثل ادم۔ انتہی ازالۃ الاوہام از صفحہ ۶۶۵ تا ۶۸۱

قادیانی صاحب کے اس دوسرے دعوی کا جواب

پس قادیانی صاحب کا یہ دوسرا دعوی جو درحقیقت تار عنکبوت کی طرح مگس صفتون کو
دھوکا دے رہا ہے اور محض سراب کی طرح تشنگان بادیہ ضلالت کی آنکھون مین بصورت
آب لہلہا رہا ہے ہم ذیل مین اوس کو توڑتے ہین اور اس سراب کو خراب کرتے ہین تاکہ کسیکو دھوکا نہو
اول معلوم کرنا چاہیے کہ پہلی آیت کریمہ حسب تحریر قادیانی صاحب نے ہمارے نبی سید المرسلین وفخر الاولین والآخرین
صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسی صلوات اللہ علیہ کا مثیل قرار دیا ہے وہ اس افادہ سے جو قادیانی
صاحب نے اوس کی نسبت کہا بالکل تبری فرما رہی ہے۔ کیونکہ استعمالات اہل عرب مین حرف کاف جو

کاف تشبیہ کے معنی اور اوسکے استعمالات

تشبیہ کے لئے آتا ہے اوس کے فقط دو استعمال ہین۔ ایک جبکہ اسم مفرد پر آوے تو مشبہ
مشبہ کو اپنی مجرور مشبہ بہ کیساتھ کسی ایک صفت مین تشریک و تشبیہ کا افادہ دیتا ہے
نہ کہ کل صفات مشبہ مین جیسے زید کالاسد۔ پس اس مثال مین حرف کاف نے جو حرف تشبیہ ہے

[ف] اس آیت مین ۱۸۵۷ء زمانہ غدر کیطرف اشارہ ہے جو اوس وقت قرآن اوٹھایا گیا۔ ازالہ صفحہ ۷۲۲۔

زید کو اپنے مجرور یعنی مشبہ بہ کے ساتھ فقط شجاعت میں شرکت اور مشابہت کا افادہ دیا نہ کہ اسد کی
تمام صفات زید میں ثابت کر دیں۔ اور دوسرا استعمال جبکہ حرف کاف کے بعد ما رکافہ آوے جو
اوس کو اوس کے عمل جر سے روک دیتا ہے اوس وقت یہہ کاف یا تو ایک فعل کو دوسرے فعل کے ساتھ
وقوع میں مقارنت اور اتصال کا افادہ دیتا ہے جیسے کما قام زید قعد عمر یعنی زید کے قیام کے ساتھ
ہی عمر کا قعود ہوا اور جیسے ادخل کما یسلم الامام یعنی امام کے سلام کہنے کے ساتھ ہی دخول کا فعل ہوا
اور یا ایک جملہ کے مضمون کو دوسرے جملہ کے مضمون کے ساتھ تشبیہہ کا افادہ دیتا ہے جیسے آیہ مبحوث
فیہ یعنی ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ پس اس آیہ کریمہ میں دونوں
جملوں کا مضمون فقط ارسال رسول ہے۔ اور حرف کاف نے قواعد لسان عرب کے مطابق فقط ارسال
میں تشریک اور تشبیہہ کا افادہ دیا نہ کہ ہر دو رسولوں کو باہم تشبیہہ کا افادہ فرمایا جس سے بزعم قادیانی
صاحب یہہ نتیجہ نکالا جا سکے کہ دونوں رسول یعنی موسیٰ صلوات اللہ علیہ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آپس میں شبیہہ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوسی طرح حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ کے مثیل
ہوں جیسے کہ قادیانی صاحب اپنے کو حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کا مثیل قرار دے رہے ہیں حالانکہ
یہ آیت مبارک اس معنی کے افادہ سے بالکل تبری فرما رہی ہے۔ اسی وجہ سے قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ
نے اس نکتہ سے آگاہ فرمانیکی غرض سے اس آیہ کریمہ کے تحت میں لکھا کہ لم یعینہ لان المقصود لم یتعلق بہ

یعنی حق تعالے نے دوسری جگہ رسول کو اسلئے معین نہ فرمایا یعنی کما ارسلنا
الی فرعون موسیٰ کر کے نہ کہا کہ موسیٰ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
تشبیہہ دینا اور آنحضرت کو موسیٰ کا مثیل قرار دینا حق تعالی کا مقصود نہتھا

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ سے فقط رسالت میں تشبیہہ ہے نہ کہ دوسری تمام صفات میں بھی

اور یہہ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اصل اصیل کو ظل ظلیل کا مثیل کہا جائے یا دوسرے لفظوں میں نبی الانبیا
کو اپنے نائب نبی کا یا شہنشاہ کو اپنے ایک خلیفہ نواب کا مثیل قرار دیا جائے اور یہہ کسقدر خلاف
اصل اور سوء ادب ہے اوس شہنشاہ کی شان میں جو سرتاج انبیاء اور تخت نبوت کے اعلے درجہ پر بیٹھنے
والا اور اوس کا اصلی مالک ہے تمام برکات کا مصدر ہے اور کل انبیاء جسکے نایب ہیں چنانچہ فرمایا

جیسے خدا وحدہ لاشریک ہے اوسی طرح محمد صلے اللہ علیہ وسلم باعتبار نبوت کے اپنی ذات و صفات مین وحدہ لاشریک ہین

کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو میری اتباع بغیر اوس کو چارہ نہ تہا - پس ہمارا ایمان ہے کہ جیسے خدا وحدہ لاشریک ہے اور وہ اپنی صفات کاملہ مین یگانہ اور کوئی اوسکا سہیم و شریک اور شبیہ و مثیل نہین اسی طرح ہمارے نبی الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات و صفات مین وحدہ لاشریک ہین کہ جن مین کوئی نبی بہی سہیم و شریک نہین - اور اسی جگہ سے ہے جو کہا گیا ہے مثل النبی محمد قد امتنع * من قال بالامکان صار مکفرا یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل محال ہے اور جو ممکن کہے وہ کافر ہے - مگر قادیانی صاحب کی

قادیانی کا دعوی کہ وہ تمام انبیا اولوا العزم کا مثیل ہے

خیرہ سری قابل مُلاحظہ ہے جو اپنے کو ایک نبی کا مثیل نہین بلکہ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۵۳ مین لکہتے ہین کہ براہین احمدیہ مین خداتعالیٰ نے اس عاجز کو آدمؑ صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور پہر مثیل نوحؑ قرار دیا اور پہر مثیل یوسفؑ قرار دیا اور پہر مثیل حضرت داؤدؑ بیان فرمایا اور پہر مثیل موسیٰ کرکے بہی اس عاجز کو پکارا یہان تک کہ پہر مثیل ابراہیم بہی کہا اور پہر آخر مثیل ٹہیرانے کی یہان تک نوبت پہونچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کرکے ظلی طور پر مثیل سید الانبیا و امام الاصفیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم قرار دیا - انتہیٰ - پس قادیانی صاحب کے یہ سارے الہامات موجب استخفاف ان انبیا علیہم السلام ہین جن کا مثیل ایک ایسا فاسق شخص کہا جاتا ہے جو ایک طرف تو انگریزی قوم کے پادریون کو ازالہ کے صفحہ ۷۹ وغیرہ مین دجال کہتا ہے - اور پہر اسی ازالہ کے صفحہ ۵۰۸ مین قوم یاجوج ماجوج سے مراد انگریز و روس کہکر دوسری طرف اونہین کے زیر سایہ اور ظل حمایت مین رہنے کی دعائین مانگتا ہے -- اور باوجود اُن کی قوم کا دشمن اور اون کے خدا کا شریک اپنے کو بتانے کے منافقانہ طور سے خوشامدین کرتا ہے - اور غریب مُلّاؤن کو جن کو اپنے خدائے یگانہ کے سوا کسی غدر و مکر سے سروکار نہین اور وہ فتنہ مٹانیکے لیے خاص طور سے مامور ہین اون پر ازالہ کے صفحہ ۷۴۳ مین اتہام لگاتا ہے کہ ۱۸۵۷ع مین وہی باعث غدر ہوئے - اور اونہین کے فتوون[1] سے اوس وقت کے مسلمانون نے

[1] براہین احمدیہ جلد ثالث کے ابتدا مین ایک تحریر فی التماس کے ضمن مین قادیانی صاحب لکہہ چکے ہین کہ کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو با علم اور باہنر تہا ہرگز مفسدہ مین شامل نہین ہوا بلکہ غریب ملانون نے پنجاب مین سرکار انگریزی کی دلی خاطر سے زیادہ ہمدردی کی کیونکہ شریعت اسلام کا واضح مسئلہ ہے

چورون اور قزاقون اور حرامیون کی طرح اپنے محسن گورنمنٹ پر حملہ کیا اور اوس کا نام جہاد رکہا۔
حالانکہ یہہ سارے فتنے اوسی نجدی گروہ کے ہین جو ہمیشہ دولت اور سلطنت کی لالچ مین اپنے
غیر کو مشرک بناکر اور خود توحید کی حامی بنکر ایک جماعت عظیمہ کے ساتہہ قوت وطاقت پیدا کرنیکے
خواہشمند رہے۔ عرب مین محمد بن عبدالوہاب نجدی نے فتنہ برپا کیا اور ہندوستان مین انہین
وہابیون نے جو عبدالوہاب کے قدم بر قدم ہین اور اونہین مین سے قادیانی صاحب ہین جو اپنے کو
ازالہ کے صفحہ ۹۵ مین وہی حارث بتلاتا ہے جو حدیث
علی رض مین مذکور ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ ایک
شخص ماوراء النہر سے خروج کریگا جسکو حراث کہا
جاویگا کیونکہ وہ کہیتی کرنے والا ہوگا اوس کا سپہ سالار
ایک شخص ہوگا جسکو منصور کہا جاویگا وہ آل نبی کو

عن علی قال قال رسول اللہ صلعم یخرج رجل من وراء النہر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلعم وجب علی کل مومن نصرہ - ابو داؤد - مشکوٰۃ

جگہ دیگا جیسے قریش نے رسول اللہ کو جگہ دی اوس کی نصرت ہر مومن پر واجب ہے۔ پس اپنے لئے
قادیانی صاحب نے اس حدیث کا مصداق بنانیکے لئے بہت کوشش کی۔ یہان تک کہ غدر کے
وقت اپنے پردادا گل محمد کو بحوالہ غیاث الدولہ وزیر سلطنت مغلیہ دہلی کی تخت نشینی کا مستحق سمجہا
دیکہو ازالہ از صفحہ ۹۵ تا صفحہ ۱۲۶ وغیرہ۔ لیکن سہ ہر گدای مرد میدان کے شود * پشہ آخر سلیمان کے شود۔
پس جائے انصاف ہے کہ ایسا شخص جو بقول خود (ع) ہمینواند شد مسیحا میتواند شد یہود۔
کا مصداق ہے وہ کسی نبی کریم کا مثیل کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور قطع نظر اسکے حدیث علماء امتی

حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل موضوع ہے

کانبیاء بنی اسرائیل۔ جس سے قادیانی صاحب اپنے دعوائے مثیل انبیاء ہونے پر
استدلال کرتے ہین وہ خود بقول
دمیری اور عسقلانی اور زرکشی اپنا کوئی اصل نہین رکہتی

قال الدمیری والعسقلانی والزرکشی لا اصل لہ - رسالہ موضوعات کبیر ملا علی قاری تشبیہ الغبی

اور ملا علی قاری اور دیگر ائمہ نے اسکے موضوع ہونے پر تصریح فرمادی۔ بتقدیر ثبوت حرف کاف

مثیل کے لئے مماثلت تمام صفتون مین ہونا چاہئے

فقط کسی ایک صفت مین تشریک اور تشبیہہ کا افادہ دیتا ہے نہ کہ جملہ اوصاف

مین مثیل ہونیکی کیونکہ حضرت خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب مین فرماتے ہین المماثلة عندنا تثبت
بالاشتراک فی جمیع الاوصاف حتی لو اختلفا فی وصف لا تثبت المماثلة لان المثلین ما یسد احدہما
مسد الآخر - اور یہی معنی ہین اوس آیت قرآنی کے جس مین کفار کو
دعوت دی گئی ہے کہ وہ قرآن کی ایک سورة کی مثل کوئی سورة پیش

فأتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين

کرین اور وہ عاجز ہوگئے - ورنہ قادیانی صاحب کے الہامی فقرات کی طرح مسیلمہ کذاب نے بھی تو
بہت سے بے ڈھنگے فقرات بنا لئے تھے -

آیہ استخلاف کے معنی بقول قادیانی

پس جس طرح کہ پہلی آیت مبارکہ سے قادیانی صاحب کا یہ استدلال باطل ہے کہ ہمارے
نبی الانبیا خاتم الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسی صلوات اللہ علیہ کے مثیل ہین اسی
طرح قادیانی صاحب کا دوسری آیہ استخلاف سے یہہ استدلال باطل ہے کہ کما استخلف مین مماثلت
تامہ اور مماثلت مدت ایام خلافت اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ان خلفا کا سلسلہ خلافت
اوس سلسلہ سے کم نہین ہوگا جو بنی اسرائیل کے خلفا کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور یہہ منصب حضرت
موسی سے شروع ہوا اور آخر چودہ سو برس کے پورے ہونے تک حضرت عیسی ابن مریم پر ختم ہوا اور وہ ایسے
خلیفۂ موسوی تھے کہ ظاہری حکومت اونکے ہاتھ مین نہین آئی تھی اور دنیا کے ہتھیارون سے وہ کچھ کام
نہ لیتے تھے اور بغیر سیف وسنان اور بغیر آلات حرب کے آئے - اور وہ اوس وقت مبعوث ہوئے تھے
جبکہ یہودیون نے نہ صرف دین کو بلکہ انسانیت کی خصلتین بھی چھوڑ دی تھین اور چونکہ ہمارے
محمد صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسی ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالی کا وعدہ تھا کہ
اس امت مین بھی بنی اسرائیل کی طرز پر خلیفے پیدا ہون - لہذا ضرور ہوا کہ آخری خلیفہ اس امت مین آنحضرت کا
مسیح ابن مریم کی صورت مثالی پر آوے اور اوس زمانہ مین آوے جو اوس وقت سے مشابہ ہو جس
وقت مین موسی کے مسیح ابن مریم آئے تھے یعنی چودہوین صدی مین اور جبکہ تحریف توریت مین ہوگئی
پس حق تعالی نے اس امت کے مفسد طبع لوگون کو یہودی ٹہیرا کر اس عاجز کا نام بفرمان جعلناک
المسیح ابن مریم درحقیقت وہی ابن مریم بنا دیا اور قرآن مین آنیوالے رسول کا نام جو احمد رکھا گیا ہے

وہ بھی اوس کے شیں کی طرف اشارہ ہے - اور ظاہر ہے کہ اس وقت قرآن مین تحریف ہو گئی اور ۱۸۵۷ء زمانۂ غدر مین قرآن بمقتضائے انا علی ذھاب بہ لقادرون اوٹھایا گیا جسکے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہین جو عیسوی تاریخ مین دیکھنا چاہین تو ۱۸۵۷ء ہوتے ہین - چونکہ حدیثون مین لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانیوالا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا تو اس زمانہ مین بلاشبہہ ضرور ہے کہ کتاب الٰہی کے لئے ایک نئی اور صحیح تفسیر کیجائے - کیونکہ موجودہ تفسیرین فطرتی سعادت اور نیک روشنی کی مزاحم ہورہی ہین قرآن پڑھتے ہین لیکن قرآن اون کے حلق کے نیچے نہین اوترتا - اور انہین معنون سی کہا گیا ہے کہ قرآن آسمان پر اوٹھایا جائیگا جو آیۂ انا علی ذھاب بہ لقادرون مین اشارۃً بیان کیا گیا ہے اور جس مین ایک نئے چاند کے نکلنے کی اشارت ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددون مین بحساب جمل پائی جاتی ہے یعنی پورے تیرہ سو - اور اس عاجز کے ساتھ اکثر یہہ عادۃ اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہ بعض اسرار اعداد حروف تہجی مین میرے پر ظاہر کردیتا ہے - ازالہ صفحہ ۱۸۶ مکتوب عربی[1] صفحہ ۱۷۲ -

اور چونکہ اول و آخر مین نہایت مناسبت ہوتی ہے سو خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم بھی رکھا اور آدم اور عیسیٰ مین کسی وجہ سے روحانی مباینت نہین بلکہ مشابہت ہے" انتہی ملخصاً - ازالۃ الاوہام از صفحہ ۶۶۲ تا صفحہ ۶۸۱ و صفحہ ۷۲۶ و صفحہ ۷۳۵ و صفحہ ۱۸۶ -

انبیا کا مختلف صورتون مین آنا

پس قبل اس کے کہ ہم قادیانی صاحب کے ان لغویات اور ہذیانات کا جواب دین اور ان کے ہفوات پر حجت قایم کرین ضرور ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نبوت کی تشریح کرین جسکی خلافت مطلوب ہے - پس سنت اللہ سے معلوم ہے کہ آنحضرت کی قبل انبیاء نے کبھی تو بصورت بادشاہان بروز کیا جیسے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور کبھی بصورت احبار جیسے حضرت ذکریا علیہ السلام اور کبھی بصورت زہاد جیسے حضرت یونس علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام اور ہر صورت مین حق تعالیٰ نے اون کو مرتبہ اور غلبہ اور عزت اور عظمت کرامت فرمائی اور امت کو اون کی اطاعت کی توفیق عطا کی لیکن نبی الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو جامع جمیع کمالات انبیاء تھے حکمت الٰہی مین

[1] وجبت بعدہ علی قدر حیاۃ من بعد ذکرہ انہ خفی فی علو ذاتہ ستلد زمانی ففکر فی غلام احمد قادیانی - (مؤلف)

ضرور ہوا کہ اون کی نبوت جمیع انبیاء کی صورکی جامع ہو- پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ان تینوں صورتوں کی جامع ہوئی- یہانتک کہ یمن وتہامہ اور نجد اور بعض نواح شام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت تصرف ہوئے اور صورت سلطنت ظاہر ہوئی اور ہر لحہ اور ہر لحظہ جمیع اقطار مین یہہ صورت ترقی پذیر ہوئی- اور عرب کے وفود فوجا فوج ہرطرف آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے- اور سلطانِ عالم کی طرح آنحضرت صلعم کے ظل نفس ناطقہ نے اپنے بخت اور حکمت اور عدالت اور شجاعت اور کفایت اور سخاوت سے افرادِ بشر مین ایک قسم کا انتظام اور التیام پیدا فرمادیا اور علم اخلاق اور تدبیر منازل اور سیاست مدن کی صفات تحققاً وتخلقاً آنحضرت صلعم مین نمایان ہوئے اور صوفی مرشد کی طرح مصدر کراماتِ عجیبہ اور خوارق غریبہ ہوئے- اور اپنی قوتِ ارشاد اور تاثیر صحبت کے ساتھہ ہزارہا سال سے بادیۂ ضلالت کے بھٹکے ہوؤن کو راہِ نجات دکھلائی اور ایک ہی آن مین تزکیہ اور طہارت کا افادہ فرمایا اور جبرئیل کی طرح جارحۂ تدابیر الٰہی اور واسطۂ اخذ علوم ہوکر عالم ملک وملکوت کی اسرار اون پر منکشف ہوئے- لیکن صورتِ اوّل کے مقام اعلیٰ سے ابہی ایک پایہ ترقی کا باقی تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرماگئے- اور ذوالقرنین کی طرح موعود خدا کہ اوسنے تمام بادشاہان روے زمین کو اپنا مطیع بنایا بمضمون اما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک وہ غلبہ روی زمین اور فتح فارس وروم اور منصب شاہنشاہی کہ جس کی سطوت سے دین خدا ہر مدر اور وبر مین گہر کرنا تہا اوسکا القا آنحضرت کے خلفاء کے ہاتہون منجز فرمایا اور اسی کے ضمن مین ترقیات یعنی نبوت روز افزون ہوئین اور مضمون ھُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ ظہور پذیر ہوا اور اسی وعد کی طرف اشارہ ہے جو حق تعالی نے سورۂ نور مین حاضرین وقت نزول سورۂ مذکور کو خطاب کرکے فرمایا کہ تم مین سے ایک جماعت کو حق تعالی بالضرور زمین پر خلیفہ بنائیگا جیسے کہ اون سے پہلون کو خلیفہ بنایا اور اون کے لئے پسندیدہ دین کو بالضرور زمین مین تمکنت دیگا اور اون کے خوف کو امن کے ساتہہ بدل دیگا تاکہ انجام کار میری ہی عبادت کرینگے اور میرے ساتھ کسیکو شریک نہ بنائینگے-

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت

پس حق تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استخلاف مین اپنی ایک قدیم سُنت کا اظہار فرمایا کہ جیسے کہ بنی اسرائیل مین حضرت موسیٰ کے بعد کوئی نبی بخلافت موسیٰ بجز اسکے مبعوث ہنوا کہ وہ اون کے جدِ اعلیٰ بن شریک اور اونہین کی قوم مین سے ہوا اسی طرح ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خُلفاء کے استخلاف مین نفظ منکم اور کما استخلف الذین من قبلکم نے تعیین فرمادی کہ خلیفہ نبی جو خُلفاء بنی اسرائیل کی طرح ہوگا ضرور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی قوم مین سے ہو اور اونہین کے سلسلہ جدِ اعلیٰ مین شریک اور منسلک ہو اور اسیطرح جس طرح کہ توراۃ کا ایک سفر بلادِ شام کے فتوح کے وعدون اور بلادِ مفتوحہ کے احکام مین حضرت موسیٰ پر اوترا۔ لیکن حضرت موسیٰ کے زمانہ مین وہ وعدے پورے نہوئے۔ اور حضرت موسیٰ نے ان وعدونکے پورا کرنے کے لیے حضرت یوشع بن نون کو اپنا خلیفہ بنایا اور حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد اُنتیس شہر حضرت یوشع نے فتح کیے۔ اور بنی اسرائیل کو مطمئن کردیا۔ اور اُن شہرون کو وصیت موسیٰ کے موافق بنی اسرائیل پر تقسیم کردیا۔ اوسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلادِ شام اور بلادِ عجم کی فتح کا وعدہ ہُوا۔ لیکن حکمت الٰہی نے آنحضرت کی زمانہ مین اس وعدہ کو پورا ہونے نددیا اور آخرکار وعدہ الٰہی نے آنحضرت کے خلفاء کے استخلاف سے اس وعدہ کو منجز فرمایا۔ پس سُنت اللہ نے ثابت کردیا کہ خلیفہ درحقیقت اپنے ہی نبی کا ظل اور اوسی کے مواعید کا متمم ہونا چاہئیے اگرچہ عرف قدیم اور جدید مین حقیقت استخلاف بجز اسکے نہین کہ بمعنی خلیفہ ساختن اور بادشاہ گردانیدن ہے جیسے

معنی استخلاف بادشاہ گردانیدن

کہ آیہ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض سے ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے اون کو حضرت یوشع نبی کے ایک زمانہ بعد سیف وسنان کے ساتھ عمالقہ پر کسقدر غلبہ دیا اور جالوت کو اون کے ہاتھ سے قتل کرایا۔ اور بنی اسرائیل کو بعد از تفرقہ و تشویش اون کی خلافت اور حکومت مین کسقدر امن دیا۔ اسی وجہ سے حضرت ولی اللہ ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ ”اگر کسے پادشاہ نباشد و حکم او نافذ نبود خلیفہ نسبت ہرچند فرض کنیم کہ افضل اُمت باشد“۔ اور آنحضرت صلی اللہ

نبی کی خلافت خاصہ کا مستقر

علیہ وسلم نے مزید برآن اپنی خلافت خاصہ کی مستقر بھی متعین فرمادیا کہ خلافت کا

مُستقر مدینہ ہے اور سلطنت اور بادشاہت مستقر شام گویا آنحضرتؐ نے اپنی ریاست کے دو حصے فرما دیئے ایک حصہ کا نام نبوت اور خلافت خاصہ رکھا جسکا مُستقر ابتدا سے انتہا تک بجز مدینہ کے اور کوئی نہیں اور دوسرے حصہ کا مُستقر جو فقط

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام - رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ
مشکوٰۃ - برق اخر صفحہ ۵۸۳

مُلک اور سلطنت سے معبر ہے لیکن نور اور برکت سے خالی نہیں مُلک شام فرمایا - اور یہہ خُدا کی قُدرت ہے کہ قادیانی صاحب کو اپنے قادیان کی نسبت پیشتر الہام نے مدد دی کہ وہ اوسکو مدینہ مُقرر کرین اور اون کے فرقہ وہابیہ کو آنحضرت کے مدینہ منورہ سے اسقدر نفرت ہے کہ حج کعبۃ اللّٰہ کے بعد مدینہ منوّرہ مین جانا شرک سمجھتے ہین اور وہ خود بھی کیونکر جا سکتے ہین جبکہ اون کو گورنمنٹ عثمانیہ مین جانے سے اپنی جان کا خوف لگا ہوا ہے -

پس جبکہ یہہ ثابت ہوچکا کہ ہمارے نبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی خلافت کا ابتدا سے انتہا تک بجز ظاہری ریاست و حکومت و سلطنت اور سیف و سنان کے متحقق ہونا ممکن نہین جس سے قادیانی صاحب بالکل معرّا ہین اور جسکے لیئے اول کراصیل یعنی حضرت مسیح صلوات اللّٰہ علیہ بھی ترستے گئے - چنانچہ انجیل متی باب (۱۰) درس (۳۴) مین ہے کہ فرمایا حضرت مسیح نے یہہ مت سمجھو کہ مین زمین پر صُلح کروانے آیا صُلح کروانے نہین بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہون - انتہیٰ - توہم اس وقت اوس کاف تشبیہہ کیطرف متوجہ ہوتے ہین جس سے قادیانی صاحب مماثلت تامہ اور مماثلت مدت ایام خلافت وغیرہ کا اشارہ نکالتے ہین جو بالکل باطل ہے کیونکہ جیسے کہ ہم قبل ازین ثابت کرچکے ہین - اوّل تو حرف کاف مماثلت تامہ کا افادہ نہین دیتا اور دوم جملہ پر آنے سے فقط مضمون جملہ کو ایک جملہ کے مضمون کیساتھ تشریک اور تشبیہہ کا افادہ دیتا ہے پس آیت کریمہ مین فقط ایک استخلاف کو دوسرے استخلاف سے تشبیہہ دی گئی ہے جس سے اون کی ایام خلافت کی مدت ہرگز مفہوم نہین - کتاب الملل والنحل مین ہے کہ یہہ یہودیون کا ادعا تھا جو اونہون نے حضرت عیسیٰ صلوات اللّٰہ علیہ پر کیا کہ وہ موسیٰ صلوات اللّٰہ علیہ کیطرح اولوالعزم اور

عیسیٰ نبی اللّٰہ کو مستقبل نبی جاننا دراصل یہودیون کا دعوے تھا

صاحب کتاب مستقل نبی نہین بلکہ وہ موسی کا متبع اور اوسی کی متابعت کے لئے مامور تہا۔ پس قادیانی صاحب کا یہہ بیہودہ قول ہے کہ حضرت عیسٰی حضرت موسیٰ کے خلیفہ تھے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ نے بجز حضرت یوشع بن نون کے کسیکو اپنا خلیفہ نہ بنایا۔ پس اگر حضرت داؤد علیہ السلام موسیٰ کے بعد خلیفہ ہوئے تو یہہ خطاب اون کو خود بارگاہ رب العزت سے عطا ہوا نہ کہ حضرت موسی نے اون کو دیا پس حضرت یوشع کے بعد جسقدر انبیا گذرے۔ اگرچہ اون کا دستور العمل شریعت موسیٰ ہی تہی لیکن وہ حضرت موسیٰ کے خلیفہ نہ کہلائے کیونکہ خلیفہ کے مفہوم مین باعتبار عرف قدیم وجدید معنی سلطنت اور حکومت نہایت ہی ضروری اور لازمی سمجھے گئے ہین جیسے کہ قبل ازین بیان ہوا۔

عیسیٰ اور موسیٰ علیہما السلام کا درمیان کا زمانہ چودہ سو برس کا ہونا غلط ہے

اور قطع نظر ان سب باتون کے قادیانی صاحب کا یہہ بہی افترا ہے کہ حضرت موسیٰ اور عیسے کے مابین چودہ سو برس کا زمانہ ہوا کیونکہ بیضاوی مین ہے کہ یہہ زمانہ ایک ہزار سات سو برس کا تہا۔ اور دُر منثور مین شیخ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہہ زمانہ سترہ سو کا موسیٰ ابن عمران اور مریم بنت عمران والدہ حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے درمیان کا ہے اور توریت کتاب پنجم۔ استثنا مطبوعہ مرزاپور ۱۸۶۷ء کے باب ۳۴ آیت پنجم مین ہے کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ ایک سو بیس برس کی عمر مین حضرت مسیح صلوات اللہ علیہ کے تولد سے ایک ہزار چار سو اکاون ۱۴۵۱ برس قبل وفات پای جنکو اگر ہلالی برسون مین دیکہا جائے تو ایک ہزار چار سو اکانوین ۱۴۹۱ یعنی نو برس کم پندرہ سو برس ہوتے ہین جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اوس قول کے بالکل مطابق ہین جس کو شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ نے تفسیر دُر منثور مین بتخریج حاکم روایت کیا ہے کہ فرمایا ابن عباس نے موسیٰ اور عیسیٰ کا مابین

> کما فصل بین موسی و عیسی علیہما الصلوٰۃ والسلام اذ کان بینہما الف و سبع مائۃ سنۃ و الف نبی
> بیضاوی۔ سورہ مائدۃ

> و بین موسی بن عمران و بین مریم بنت عمران ام عیسی الف سنۃ و سبع مائۃ سنۃ ولیسا من سبط ثم محمل وکل نبی ذکر فی القران من ولد ابراہیم غیر ادریس ونوح ولوط وہود وصالح
> دُر منثور۔ مائدۃ

> قال ابن عباس بین موسی و عیسی الف و خمس مائۃ سنۃ۔ دُر منثور سورہ نساء

زمانہ پندرہ سو برس کا ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ حضرت ... پینتیس برس اور حضرت عیسی کی عمر بتیس برس بھی ضم کر دی جائے تو تقریباً سترہ سو کا زمانہ ہو جاتا ہے جو قول سیوطی رح کے بالکل قریب قریب ہے۔

پس ان تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب کا یہ قول کہ سلسلۂ خلافت حضرت موسی کے بعد چودہ سو برس پورے ہونے تک حضرت عیسی پر ختم ہوا اور اوسی مناسبت سے غلام احمد قادیانی باعداد حروف جمل تیرہ سو برس کے خاتمہ اور چودہویں صدی کے آغاز میں مبعوث ہوا کسقدر کھلم کھلا جھوٹ ہے۔ اور اگر ہم اس سلسلۂ خلافت کو تسلیم بھی کر لیں تو بھی ہنوز کئی سو برس اس مثیل مسیح کے پیدا ہونے کے لئے باقی ہیں اور اس دعوی کا قبل از وقت ہونا اس کو باطل کر رہا ہے اور حالات امت کی ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی صاحب کے قبل بھی کئی ایک اشخاص نے اس منصب رفیع کا دعوی کیا اور اسی طرح اونہوں نے بھی اپنے حساب جمل سے اپنے اسماء کی مناسبات اور آیات کے اعداد سے استدلال کیا۔ چنانچہ سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے مہدی ہونے کا دعوی سنہ ۹۰۱ھ میں کیا تو اسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ اون کی عادت یہ تھی کہ جب دعوی کرتے تھے اوس لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ مگر خدا کی قدرت ہی کہ اوس دعوی کے الفاظ کے اعداد کبھی سنہ دعوی سے مطابق نہوئے جیسے کہ سنہ ۹۰۱ھ میں کہا تھا قال بامر اللہ انا المہدی الموعود لیکن اس کے اعداد ۹۵۶ھ ہوتے ہیں۔ اسی طرح قادیانی صاحب کے جعلی اسم غلام احمد قادیانی کے اعداد اگرچہ ۱۳۰۰ھ ہیں لیکن اونہوں نے یہہ دعوی بیس برس قبل کیا اور مناسبت جو اونہوں نے سلسلۂ خلافت کی بیان کی یعنی پورے چودہ سو برس اوس میں ابھی ایک سو برس باقی ہیں اور زمانہ غدر جس میں قرآن کا اوٹھایا جانا بتاتے ہیں وہ بھی ان کے دعوے کے منافی ہے۔ کیونکہ قرآن کا اوٹھایا جانا عیسے کے نزول کے بعد سو دو سو برس ... معہود ہے مگر اوس عیسی جو حامی شریعت موسویہ معہود تھے اون کے وقت میں اول انتشار ہوا اور قرآن ہی اوٹھایا گیا۔ اور بجائے اس کے کہ سارے جہان پر اون کا غلبۂ اسلامی ہوتا وہ خود مغلوب کفر ہو گئے اور بجائے

قادیانی صاحب کے اسم کے اعداد بحساب جمل زمانہ فترت کے مساوی نہیں

اس کے کہ اون کیونت ایک ہی دین اسلام غالب رہتا اون کے وقت مین چارون طرف سے مذاہب کفر کا غلبہ ہوگیا اور مسیح قادیانی سے انگریزی گورنمنٹ کی مجسٹریٹ نے بجرم دفعہ (۱۰۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری بتاریخ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء بمقام گورداسپور مچلکہ لے لیا کہ آیندہ اپنے ہذیانات (الہامات) کی اشاعت مین قانونِ انگریزی کے تابع رہین اور اسی پر اون کی رہائی ہوئی - معہذا غلام احمد قادیانی کے اعداد سے استدلال کرنا بھی ایک عجیب امر ہے - اگر اس قسم کا استدلال معتبر ہو تو ہم

غلام احمد قادیانی اور مسخر کے اعداد برابر ہین

کہین گے کہ غلام احمد قادیانی اور مسخر کے اعداد بحساب جمل برابر ہین اور اسی طرح بدخو ستیزہ رو کے - اور اسی طرح مسیح قادیانی اور کرگدن کے - پس کیا کوئی اہل دل ایسی لغو مناسبات سے استدلال کرسکتا ہے - حاشا وکلا اللہ کے بندے ایسا افترا اللہ پر کبھی نہین باندہتے - جیسے کہ قادیانی صاحب نے مکتوب عربی کے صفحہ ۱۲۷ مین کہا کہ یہ اللہ کی نشانی ہے کہ اوس نے میرے زمانہ کے اعداد میرے نام مین مخفی کئے -

ومن ایات اللہ انہ اخفی فی عدد اسمی عدد زمانی ففکر فی غلام احمد قادیانی صفحہ ۱۲۷

حالانکہ قادیان کا لفظ دراصل حرف دال کے ساتھ نہین بلکہ ضاد عربی کے ساتھ ہے - کیونکہ قادیانی صاحب کا گانون دراصل اسلام پور قاضیان کے نام سے موسوم تھا جہان اوس تمام علاقہ کی قضا ہوا کرتی تھی - دیکھو ازالہ صفحہ ۱۲۲ اور چونکہ ضاد اور دال کی آواز ایک ہے اسلئے رفتہ رفتہ ضاد کا دال بن گیا اور جزو اول محذوف ہوگیا اور صرف قادیان رہگیا - پس ظاہر ہے کہ بصورت ضاد آٹھ سو عدد بڑھ جائین گے اور تیرہ سو کے اکیس سو ہوجائین گے اور قطع نظر اسکے ترکیب غلام احمد قادیانی قواعد عربیت کے لحاظ سے بالکل غلط اور الہامی زبان کے مناقض ہے اسلئے اسماء اعلام یا نسبت کے لاحق ہونے سے بمنزلہ اسماء صفات ہوجاتے ہین - پس قادیانی کا لفظ گویا غلام احمد کی صفت ہے جسکا اس ترکیب مین بدون لام تعریف مستعمل ہونا غلط ہے - پس صحیح ترکیب اس طرح ہونی چاہئے یعنی غلام احمد القادیانی نہ فقط قادیانی اور لام تعریف کے داخل ہونے سے تیس اکتیس عدد اور بڑھ جائین گے اور تیرہ سو کے تیرہ سو اکتیس ہوجاوین گے جسکے واسطے ابھی کئی سال باقی ہین - اور اگر قادیانی کے قاف کو قاف قرشت نہ

سمجہا جاوے جیسے کہ اون کے دوست مولوی محمد حسین بٹالوی کی بات کہمن سے کادیانی کرکے لکہتے ہین تو ان تیرہ سو برس مین سے اسّی عدد راز کم ہو جاتے ہین ہوگے۔ مگر جائے غور قادیانی صاحب کا یہ قول ہے جو اونہون نے بجز چند لوگون کے جو اون کے ماننے والے ہین اس وقت کی کل امت مرحومہ کو جو غالباً اون کی مخالف ہے یہود کے ساتھ تشبیہہ دی بلکہ اون کو یہودی ٹھیرا کر آپ حقیقی عیسیٰ بن مریم کی صورت مین اون کی طرف آنیکے مدعی ہوئے اور علماء امت نے جو ان تیرہ سو برس ۱۳۰۰ مین کلام اللہ کی تفاسیر لکہین اون کی نسبت اتہام لگاتا ہے کہ وہ فطرتی سعادت اور نیک روشی کی مزاحم ہورہی ہین۔ لہذا ضرور ہے کہ قادیانی صاحب کی طرف سے کتاب الٰہی کے لئے ایک نئی اور صحیح تفسیر کیجائے۔ پس قادیانی صاحب کے زعم فاسد مین کل امت مرحومہ کے علماء ضال اور مضل ہوئے جنہون نے ایسی تفسیرین لکہین۔ پس معلوم نہین کہ قادیانی صاحب کی تفسیر کیا رنگ لائے لیکن اتنا تو ہے۔ ~~ گر ہمین مکتب است واین ملّا ❊ کار امّت تمام خواہد بود۔

پس قادیانی صاحب کا یہہ اصلی دعواے مثیل مسیح ہے جو اوپر باطل ہو چکا۔ اور اس دعوے کی تائید مین کئی طریق سے اونہون نے استدلال کیا۔

طریق اوّل

(قادیانی کے سوا کسی نے تیرہ سو برس مین مسیح ہونیکا دعویٰ کیا)

یہ عاجز ایسے وقت مین آیا ہے جس وقت کہ مسیح موعود آنا چاہئے تھا یعنی تیرہوین صدی کا اخیر اور اس مدت تیرہ سو برس مین بجز میری کبہی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہین ہوا کہ مین مسیح موعود ہون کہ اس وقت بجز اس عاجز کے اور کوئی شخص دعویدار اس منصب کا نہین ہوا۔ ازالہ صفحہ ۶۸۳ و صفحہ ۶۸۴۔

حمدان بن قرمط نے ۲۷۸ھ مین مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا

یہ قادیانی صاحب کی تاریخ دانی کا حال ہے اور اپنے دعوے کے نشہ مین ایسے سرمست ہین کہ خود بینی کے سوا اون کی نظرون مین کچہہ نہین آتا۔ دیکہو زرقانی جلد خامس صفحہ ۲۰۹ مین ہے کہ ایک شخص قرمط یا حمدان بن قرمط | و القرامطة اصلہم رجل من سواد الکوفة

نے کوفہ کے اطراف سے ۲۷۸ھ میں خروج کیا جو سرخ رنگ
اور سرخ چشم تھا۔ اوس نے ابتدا میں زہد و صلاح
کا اظہار اسقدر کیا کہ ایک خلق کثیر اوس کے گرد جمع
ہوگئی اور اوسنے زعم کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
اوسی کی نسبت بشارت دی ہے اور وہی امام منتظر
ہے اور اوسنے اپنی کتاب مین کئی ایک باتین ایجاد
کین اور کہا کہ وہی کلمۃ اللہ اور مہدی ہے اور اوسی
کی طرف کلمۂ مسیح انتقال کر آیا ہے اور اون کے بہت
سے وقایع اور حروب اور دعاوی اور خلفا ہوئے
جو کتب تواریخ مین بالاستیعاب مذکور ہین یہانتک
کہ اونہین مین سے سلیمان بن حسن جبائی ظاہر ہوا۔
اور اوسنے بلاد و امصار مین فساد پھیلا دیا اور ترویہ
کے روز ۳۱۷ھ مین المقتدر کے ایام خلافت مین
مکہ مین جو گھسا اور حاجیون کو قتل کیا اور چاہ زمزم مین
اوسنے اون کو پھینکا اور کعبہ کا دروازہ اوکھیڑ دیا
اور کعبہ کا غلاف اوتار لیا اور حجر اسود پر قبضہ کر لیا
یہانتک کہ بائیس برس تک اونہین کے قبضہ مین
رہا اور المقتدر اون کو پچاس ہزار دینار ہی اسکے عوض دیرہا
لیکن اول انکار کرکے آخر ٹکڑے کرکے واپس دیا
اور حجر اسود اپنی جگہ پر رکھا گیا اور مصر اور شام پر قابض
ہوگئے۔ یہانتک کہ جوہر القاید نے اون کو قتل کیا

یقال له قرمط وقیل حمدان بن قرمط کان احمر
البشر والعینین وکان ظهوره سنة ثمان و
سبعین ومائتین فاظهر الزهد والصلاح
حتی اجتمع علیه خلق کثیر وزعم ان النبی صلعم
بشر به وانه الامام المنتظر وابتدع مقالات
فی کتاب فقال انه الکلمة والمهدی وزعم
انه انتقل الیه کلمة المسیح فکانت لهم وقائع
وحروب ودعاة وخلفاء مذکورة فی التواریخ
حتی ظهر منهم سلیمان بن الحسن الجبائی فعاث
فی البلاد وافسد وقصد مکة فدخلها یوم
الترویة سنة سبع عشرة وثلث مائة فی خلافة
المقتدر فقتل الحجاج ورماهم بزمزم وقلع
باب الکعبة واخذ کسوتها واخذ الحجر الاسود
فبقی عندهم اثنتین وعشرین سنة فبذل لهم
خمسون الف دینارا لیردوه فابی ثم ردوه
مکسورا فوضع فی مکانه وتغلبوا علی مصر والشام
حتی قاتلهم جوهر القائد فهزمهم وقتل منهم
خلقا کثیرا وکانت مدة خروجهم ستا وثمانین
سنة حتی اهلکهم الله واباد هم وکانوا یحرفون
القران ویتاولونه بتاویلات فاسدة لا
تقبلها العقول فما قدروا علی اطفاء شیء

اور بہگایا اور اون کی بہت سی خلقت مقتول ہوئی
اور چھیاسی برس تک اون کا یہ فتنہ رہا یہانتک
کہ اون کو خدا نے تباہ کیا اور وہ قرآن کی تحریف کرکے

من نوره و لا تغير كلمة من كلمة و لا تشكيك
المسابعين في حرف من حروف ... لتخيصا -
زرقانی - مقصد خامس صفحہ

ایسی تاویلات بعیدہ کے مرتکب ہوتے تھے کہ جن کو کوئی شخص سلیم قبول نہین کر سکتی تہی لیکن وہ اللہ کے نور کو بجہا نہ سکے - انتہیٰ

دسوین صدی مین شیخ محمد خراسانی نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا

اور دسوین صدی مین ایک شخص شیخ محمد خراسانی نے عیسیٰ ہونے کا دعوی کیا اور حاکم سندہ نے اوس کا سر کاٹ ڈالا - ہدیہ صفحہ ۱۶ اور کتاب الملل والنحل مین ہے کہ المنصور کے زمانہ مین ایک شخص ابی عیسی اسحاق بن

المنصور کے زمانہ خلافت مین ابی عیسی اصفہانی نے مسیح موعود ہونیکا دعوی کیا

یعقوب الاصفہانی نے دعویٰ کیا
کہ وہ نبی ہے اور مسیح موعود کا رسول
ہے اور یہہ بہی زعم کیا کہ مسیح موعود کے پانچ رسول ہونگے
جو اوس سے پہلے یکے بعد دیگرے آئینگے - اور
اوس نے زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اوس سے بالمشافہ
کلام کیا اور اس امر کی تکلیف دی ہے کہ وہ بنی اسرائیل
کو نافرمان بادشاہون اور ظالمون کے ہاتہون سے
چہڑائے اور زعم کیا کہ وہ ہی درحقیقت مسیح ہی ہے
اوس کے اس دعوی کی ابتدا ملوک بنی امیہ کے آخر

و زعم عيسى انه نبي و انه رسول المسيح المنتظر
و زعم ان للمسيح خمسة من الرسل يأتون قبله واحد
بعد واحد و زعم ان الله تعالى كلمه و كلفه ان يخلص
بني اسرائيل من ايدي الامم العاصين و الملوك
الظالمين و زعم ان الذي ايضاً هو المسيح
و حرم في كتابه الذبائح كلها ابتداء دعوته
في زمن اخر ملوك بني امية مروان بن محمد الحمار
فاتبعه بشر كثير من اليهود و قيل انه لما حارب
اصحاب المنصور بالري قتل و قتل اصحابه
(انتہی ملخصاً - کتاب الملل صفحہ ۱۶۸)

بادشاہ مروان بن محمد الحمار کے وقت مین ہوئی اور آخر شہر رے مین المنصور کے ساتھ محاربہ کرنے سے وہ اور اوس کی اصحاب قتل کئے گئے - اور یہود کے بہت لوگ اوس کے تابع ہوگئے تھے -

قادیانی کے دعاوی اور حمدان بن قرمط کے دعاوی بلکہ شاہہت مین ملکہ ایکی ہی ہین

پس اگر ان اشخاص کے دعاوی اور قادیانی صاحب کے دعاوی کا موازنہ اور مقابلہ کیا جائے جو اونہون نے مکتوب عربی کے صفحہ ۱۴ مین کیا کہ خدا نے مجھے بشارت

بروز روحانی عیسی ابن مریم بنادیا۔ یعنی عیسیٰ کی صفات مجھہ مین بروز کر آئین اور جیسے کہ ایلیا نبی کا نزول آسمانون	وجعلنی ربی عیسی ابن مریم علی طریق البروز الروحانیۃ ص۱۴۲ کما ذکر نزول ایلیا بالتصریح ص۱۵۹

سے یحیی بن ذکریا کے پیدا ہونے سے ہوگیا اوسی طرح میرے پیدا ہونے سے مسیح کا آسمانون سے اوترنا ہوگیا۔ توضیح ص۲ مکتوب ص۱۵۹ - ازالہ ص۵۴۶

اور جیسے کہ قادیانی صاحب نے تحریفات معانی آیات قرآنی مین کین اور انکی تفسیرین غلط بنائین اور نئی آیات کا نزول اون پر ہوا اور آیۂ انا انزلناہ قریبا من القادیانی فی الحقیقت اونھون نے قرآن شریف کے دائین صفحہ قریب نصف کی موقع پر کشفی طور سے دیکھی جیسے کہ وہ ازالۃ الاوہام کے ص۳ مین تصریح کرتے ہین۔ اور ایسا ہی بہت سی آیات محرفہ کا اون پر نزول ہوا جو اپنے موقع پر بیان کی جائینگی تو حق تعالی کا یہہ قول بالکل مطابق واقع ہوتا ہے جو متقدمین اور متاخرین کفار کے حق مین فرمایا کہ کذلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم یعنی ایسا ہی پہلون نے بہی کہا اور وجہ اس کی یہہ ہے کہ ان کے دل آپس مین بہت متشابہہ ہین۔ پس قادیانی صاحب سے بہی وہی دعاوی سرزد ہوئے جیسے کہ ابو عیسیٰ یہودی سے سرزد ہوئے اور جیسے کہ حمدان بن قرمط نے دعوی کیا کہ وہی مہدی موعود اور عیسیٰ معہود ہے اور وہی حسب بشارات نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد المائتین آیا ہے اور کلمہ مسیح اوس کی طرف انتقال کر آیا ہے۔ اسی طرح قادیانی صاحب کے دعاوی ہین اور ازالہ کے ص۱۹ مین بحدیث ابن ماجہ اور حاکم استدلال کرتے ہین کہ لا مھدی الا عیسیٰ

یعنی بجز عیسےٰ کے اوس وقت کوئی مہدی نہوگا۔ حالانکہ اول تو یہ حدیث علامہ زرقانی	حدیث لا مہدی الا عیسیٰ مردود ہے

نے مردود ٹھیرائی ہے جیسے کہ قبل ازین بیان ہوا۔ دویم خود ابن ماجہ حدیث ابی امامہ مین تصریح فرمارہے ہین کہ عیسیٰ کے نزول کے وقت بیت المقدس مین ایک رجل صالح نماز کی جماعت کرا رہا ہوگا کہ اتنے مین عیسیٰ کا نزول ہوگا اور وہ امام پیچھلے پاؤن ہٹنا چاہیگا تاکہ عیسیٰ آگے بڑہے۔ اور یہی خود امام بخاری سے ابی ہریرہ کی حدیث مین مذکور ہے جیسے کہ بیان ہوا۔

طریقِ دوم

(مکاشفاتِ اکابر اولیاء)

مکاشفاتِ اکابر اولیاء بالاتفاق اسپر شاہد ہین کہ مسیح موعود کا ظہور چودہوین صدی سے پہلے یا چودہوین صدی کے سر پر ہوگا اور اس سے تجاوز نہین کریگا۔ ازالہ صفحہ ۶۸۴۔

> مسیح یا مہدی کے زمانے متعلق کسی کا مکاشفہ صحیح نہ نکلا

یہ قادیانی صاحب کا ایک جدید افترا ہے جو اکابر اولیاء اللہ پر باندھا جاتا ہے کسی ولی نے ایسا مکاشفہ اپنا بیان نہین کیا کہ عیسٰے علیہ السلام چودہوین صدی کے سر پر یا بیتر پر ہونگے اولیاء اللہ کبھی ایسی جرأت اوس علم کے کشف مین نہین کر سکتے جسکو خود خدا نے اور کل انبیاء نے مبہم بیان فرمایا اور جس کسی ولی نے کہ اپنے ظن و تخمین یا آثار و اطوار سے کوئی نتیجہ نکالا وہ کبھی راست نہ آیا۔ چنانچہ حضرت جعفر رضی نے فرمایا کہ مہدی موعود سنہ ۲۰۰ھ مین قایم ہون گے۔ اور ابو قبیل نے فرمایا

> حضرت علی کا مکاشفہ

کہ آدمیون کا اجتماع مہدی موعود پر سنہ ۱۲۰۴ھ مین ہوگا۔ اور تفسیر کواشی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حروف کے اعداد گذر جائین گے تو وہ وقت مہدی موعود کے تولد کا ہے جسکو شیخ اکبر قدس سرہ نے دو بیتون مین نظم کر کے کہا ہے

بسم اللہ فالمھدی قاما	اذا فقد الزمان علی حروف
الا بلغہ من عندی سلاما	و دورات الخروج عقیب صوم

پس اگر حرف را کو مکرر نہ شمار کیا جاوے تو سات سو چھیاسی عدد ہوتے ہین اور اگر مکرر شمار کرین تو ۱۱۸۶ ہوتے ہین۔ مگر کوئی بھی ان مین سے ظہور نہ ہوا۔ دیکھو تفسیر روح البیان جلد ثانی صفحہ ۷۶۶ سورہ نور

> امام ربانی کا مکاشفہ بغیر تعین زمان

مگر یہہ سارے کشف و مکاشفات جو اون بزرگون کی طرف منسوب کیے جاتی ہین بالکل غلط نکلے۔ ہان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی اگرچہ بمناسبات چند بیان فرمادیا کہ عیسٰی کا نزول سنہ ۱۰۰۰ھ کے بعد ہوگا لیکن اونہون نے بھی یہ تعین نکیا کہ ہزار کے بعد کون سی صدی مین ہوگا۔ فسبحان من لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

پس جس کسی نے اس مقدمہ مین اپنی اٹکل دوڑائی اور تخمینات و تعیین سنین کی اس کی تاریخ ٹھیرائی نہایت خطا پائی

شیخ جلال الدین سیوطی کا ایک معصر کے رد پر غلط رد قایم کرنا

اور سب سے زیادہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے غلطی کی جو اپنے ایک معصر عالم کے اس فتوی سے کہ دسوین صدی مین خروج مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسے علیہ السلام کا ہوکر اور علامات قیامت برپا ہوکر نفخ صور ہوگا اپنے رسالہ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین بہت کچھہ تخمینات کرکے بعد اس امت محمدیہ کی عمر کے متعلق لکہا کہ یہہ اصلا ممکن نہین ہے کہ پندرہ سو تک کھینچے - اور ان سارے خیالات کی تصویر اوس ضعیف البنیان حدیث پر کھینچی -

الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ کے امت ... [illegible]

جو خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر مین نقل کی کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ و انا فی آخرها الفا لیکن سراج منیر شرح جامع صغیر مین اس کے واہی ہونے پر تصریح کردی گئی اور سخاوی نے کہا کہ اس حدیث مین کچھہ مسکہ نہین اور الفاظ اس کے مصنوعہ اور تلفیق کئے ہوئے ہین اور ابن اثیر نے تصریح کردی کہ اس کے اور اس کے امثال سب موضوع اور ملفق ہین اور خود شیخ سیوطی نے اپنے رسالہ برزخیہ مین کل ایسی احادیث کے ضعیف ہونے کا اقرار کیا مگر قادیانی صاحب نے بہی اسی واہی حدیث سے اپنے حق مین ازالہ کے صفحہ ۶۹۳ مین استدلال کیا جو بالکل بے سود ہے - پس سراسر موت کے اثبات مین امت کی لئے نص درکار ہے نہ ایسا وہم و ہوس - ؎ چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم ٭ نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم -

طریق سوم

(قادیانی دجال معہود کے بعد آیا ہے)

قادیانی دجال کے بعد آیا ہے

اس عاجز کے مسیح موعود ہونے پر یہہ نشان ہے کہ وہ دجال معہود کے خروج کے بعد نازل ہوگا - سو یہہ عاجز دجال معہود کے خروج کے بعد آیا ہے اور ہم پہلے ثابت کر آئے ہین کہ عیسائی واعظون کا گروہ بلاشبہہ دجال معہود ہے ازالہ ص۲۱۲ جو گرجا سے نکلکر ٹڈی کی طرح مشارق و مغارب مین پہیل گیا - ازالہ ص۴۸۵ اور ہم دجال کے لفظ سے صرف ایک شخص ہی مراد نہین

لے سکتے کیونکہ رویا اور مکاشفہ مین اسی طرح سنتہ اللہ واقع ہے کہ بعض اوقات ایک شخص نظر آتا ہے اور اوس سے مُراد ایک گروہ ہوتا ہے اور نیز لغت کی رو سے دجّال درحقیقت اسم جنس ہے جس سے ایسے لوگ مُراد ہین جو کذاب ہون چُنانچہ قاموس مین یہی معنی لکھے ہین۔ ازالہ صفحہ ۴۹۷۔

دجّال خراسان کی مُلک سے آئیگا جو قادیانی کا اصل لہم ہے

مگر قادیانی صاحب کو ابوبکر الصدیق اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث یاد نہ رہین جن مین صاف طور سے مذکور ہے کہ دجّال خُراسان کی مٹی سے نکلیگا۔ جس کو قادیانی صاحب نے اپنا اصل ولوم بنایا ہے اور انسؓ کی حدیث مین ہے کہ دجّال کیساتھ ستّر ہزار یہودی ہون گے جو گرجا کے سخت مخالف ہین اور نیز قادیانی صاحب کو یہہ معلوم نہین کہ

آنحضرتؐ کا دیکھنا کہ عیسٰی اور دجّال کعبہ کا طواف کررہے ہین

یہ گروہ پادریان لندن سے آئے ہین نہ خُراسان سے۔ اور عجب تریہہ ہے کہ بخاری کی وہ حدیث جس مین آنحضرتؐ نے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے عیسٰی ابن مریم کو حالت رویا مین دیکھا اور دجّال کو بھی اوسی رویا مین دیکھا اور اوس کو ابن قطن کے ساتھ مشابہ ہونا فرمایا اس مین قادیانی صاحب ازالہ کے صفحہ ۵۰۹ مین حضرت عیسٰی ابن مریم سے تو آنیوالا ایک فرد واحد اور شخص معہود مُراد رکھین اور بیان پر اوسی دجّال سے جو عیسٰی ابن مریم کے مقابل آنحضرتؐ نے دیکھا ایک

الدجال اسم علم ہے نہ اسم جنس

گروہ پادریان تعبیر کرین جو بالکل خود غرضی اور ناانصافی پر مبنی ہے۔ اور قطع نظر اس کے صُراح مین ہے کہ دجّال نام مسیح کذاب ہے۔ پس جیسے کہ احادیث نبویہ مین دجّال ایک شخص معہود کا نام معلوم ہے اوسی طرح لُغت کی رو سے۔ اور اگر ہم تسلیم بھی کرلین کہ دجّال درحقیقت اسم جنس ہے لیکن ہم قادیانی صاحب کے اس قول کو ہرگز تسلیم نہین کرسکتے کہ اس سے ایسے لوگ مُراد ہین جو کذاب ہون اسلئے کہ اسم جنس اگرچہ اسم نکرہ سے اعم مُطلق ہوتا ہے لیکن اسم معرفہ سے اعم من وجہ ہوتا ہے۔ مثلاً زید معرفہ ہے لیکن اسم جنس نہین اور رجل جو نکرہ ہے اسم جنس ہے لیکن معرفہ نہین اور الرجل معرّف باللام اسم جنس ہونے کے باوجود معرفہ بھی ہے۔ پس دجّال اور الدجّال مین ایسا ہی فرق ہے جیسے کہ رجل اور الرجل مین یا کہ اسد اور الاسد مین ہے۔ لیکن جبکہ الرجل اور الدجّال اور الاسد کسی کا علم معین کیا جاوے تو اون کی حالت ویسی ہی ہے جیسی کہ الزید معرّف باللام کی۔

اور کتب نحو مین ثابت ہے کہ اگرچہ اسمار اعلام مین اصل یہی ہے کہ وہ بلا لام تعریف ہون لیکن اون اعلام کا سماعاً معرف باللام ہونا جائز ہے جو منقول عن الصفت ہون جیسے الحسن اور الحسین اور اسی طرح الدجال جیسے کہ بخاری وغیرہ مین ہر اوس جگہ احادیث رسول اللہ مین الدجال معرف باللام مذکور ہوا ہے کہ جہان کہین وہ عیسیٰ ابن مریم کے مقابلہ مین واقع ہوا ہے۔

> دجال معہود سے مراد گروہ پادریان ہونا بالکل غلط ہے

مگر قادیانی صاحب نے ایک اور کمال کیا کہ انہین گروہ پادریون کو دجال معہود ثابت کرنے اور شخص واحد کے باطل کرنے کے لیے دجال کی اون صفات خاصہ اور لوازم ذاتیہ کی تاویل کر دی جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مذکور ہین اور اون صفات کا تحقق انہین پادریون کے وجود مین ہونا زعم کیا۔ چنانچہ دجال کے گدھے کی تعبیر ریل گاڑی سے کی جو انہین گروہ پادریون کی بنائی ہوئی ہے۔ حالانکہ وہ اس گدھے پر خود بہی کئی دفعہ سوار ہو چکے ہین۔ اور اس کے بعد قادیانی صاحب نے ایک کہلم کہلا جہوٹ کہا کہ دجال خدا نہین کہلائیگا بلکہ خداتعالے کا قایل ہوگا بلکہ بعض انبیاء کا بہی۔ اور یہہ صفت بہی انہین پادریون مین ہے۔ ازالہ ص ۴۳ – حالانکہ صحیح بخاری کے ص ۱۰۵۵ مین ابن عمر وغیرہ کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمکو دجال کی ایک خاص علامت بتاتا ہون جو کسی نبی نے نہین بتائی کہ وہ کانا ہے۔ اور خدا کانا نہین۔ یعنی وہ خدا کہلائیگا لیکن خدا کانا نہین ہوسکتا۔

> ولکن ساقول لکم فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ انہ اعور وان اللہ لیس باعور (بخاری از ابن عمر) ص ۱۰۵۵

اور خود قادیانی صاحب قبل اس کے ازالہ کے ص ۲۰۰ مین بایں الفاظ تحریر کر چکے ہین کہ "دوسری حدیثون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دجال خدائی کا دعوی کریگا جیسے کہ ابن ماجہ مین ابی امامہ باہلی کی حدیث سے ثابت ہے۔" اور یہان پر قادیانی صاحب کا اوس کے برخلاف لکہنا اوسی مثال کا مصداق ہے کہ "دروغگورا حافظہ نباشد۔"

طریق چہارم

(استناد بقول حضرت مجدد کہ علماء وقت اوسکے مخالف ہونگے)

قادیانی صاحب نے بحوالہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ازالہ کے صفحہ ۱۵۴ مین لکھا کہ مجدد الف ثانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مکتوب پنجاہ و پنجم مین لکھتے ہین کہ مسیح موعود جب دُنیا مین آئیگا تو علماء وقت اوس کے مقابل مادہ مخالفت ہو جائینگے - کیونکہ جو باتین بذریعہ اپنے استنباط اور اجتہاد کے وہ بیان کریگا وہ اکثر دقیق اور غامض ہونگی اور بوجہ دقت اور غموض ماخذ کے اون سب مولویون کی نگاہ مین کتاب اور سنت کے برخلاف نظر آئینگی حالانکہ درحقیقت برخلاف نہین ہونگی - سو مین اس سنت کی اصلاح کے لئے ابن مریم ہو کر آیا ہون اور ایسا ہی آیا ہون جیسے حضرت مسیح ابن مریم یہودیون کی اصلاح کے لئے آئے تھے سو جیسے عیسیٰ ابن مریم یہودیون کی زبانی اپنے تئین محمد احمد کہتا ہون سے پھر اسوا کہلایا یہی حال اوس کے مثیل کا بھی ہوا اور اوس کو محمد کا خطاب دیا گیا - کیا یہ اعلیٰ درجہ کی مماثلت نہین ؟ - انتہیٰ - ملخصاً -

جیسے عیسیٰ کو یہودیونکی زبانی محمد کا خطاب ملا ایسے ہی قادیانی کو

امام ربانی کے قول مین قادیانی کا تحریف کرنا

قادیانی صاحب کے اس قول امام ربانی رض کی نقل مین اول تو تحریف اور زیادتی ہی کیونکہ امام ربانی نے صرف اسیقدر فرمایا ہے کہ "حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہند نمود و اتباع سنت آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام خواہند کرد و نسخ این شریعت مجوز نیست نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات اورا از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند - مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ به برکت ورع و تقویٰ و بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آن عاجز اند و مجتہدات اورا بواسطہ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند و اورا و اصحاب اورا اصحاب رائے پندارند و بواسطہ ہمین مناسبت کہ بحضرت روح اللہ دارد تواند بود - آنچہ خواجہ محمد پارسا در فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابی حنیفہ عمل خواہد کرد یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید این مذہب خواہد کرد کہ شان او ازان بلند تر است کہ تقلید علماء امت فرماید - انتہیٰ -

پس انصاف پسند دوستون پر ظاہر ہوگا کہ حضرت امام ربانی کا منشا اس قول مین کوئی دوسرا عیسیٰ نہین جو عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ علیہ کا مثیل کہلائیگا جیسے کہ قادیانی صاحب کا مزعوم ہے بلکہ اون کا منشا اور مراد وہی عیسیٰ بن مریم نبی اللہ بعینہ ہے جو لسان شرع مین منصوص اور مخصوص ہے۔ ہان بروقت نزول عیسیٰ نبی اللہ کے متعلق یہہ اون کی اپنی رائے ہے جیسی اون کے ساتھہ بعض متقدمین بھی شریک ہین کہ عیسیٰ نبی اللہ بعد از نزول فروعات احکام مین مجتہدین امت کی طرح اجتہاد سے استنباط کرین گے اور اون کا اجتہاد ایسا ہی ہوگا جیسے کہ حضرت ابو حنیفہ کا دقیق اور غامض المآخذ ہے اور بعلم اوس کو مخالف کتاب و سنت جانتے ہین معہذا

مہدی موعود بقول ابن العربی شریعت سقولہ پر عمل کرے گا اور اجتہاد کا محتاج نہ ہوگا

جیسے کہ ابن العربی رض سے مہدی موعود کے حق مین طحطاوی مین منقول ہے کہ وہ شریعت حنیفی محمدی کا ایسا تابع ہوگا کہ رسول اللہ کے قدم بر قدم چلیگا اور ہرگز خطا نہ کریگا اور اگر بالفرض محمد صلے اللہ علیہ وسلم اون کے وقت مین زندہ ہوتے اور کوئی مسئلہ آنحضرت کے روبرو پیش ہوتو مہدی موعود کے حکم کے مطابق ہی حکم فرماوین اور نیز جس طرح کہ صاحب فتوحات نے تصریح کردی ہے کہ مہدی موعود اجتہاد سے احکام شریعت استنباط نہ کریگا اوسی طرح طحطاوی نے بتصریح امام سبکی رض ثابت کردکھایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے

عیسیٰ نبی اللہ سنتہ محمدیہ کا عالم ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم قرآن و سنت کے ساتھہ جو کرین گے تو وہ اس معنی سے ہوگا کہ اونہون نے کل سنت

ان المہدی لا یعلم القیاس بحکم بہ وانما یعلمہ بتجنبہ فما یحکم المہدی الا بما یلقی الیہ الملک من عند اللہ الذی بعثہ لیسددہ و ذلک ہو الشرع الحنیفی المحمدی لو کان محمد حیا و رفعت الیہ تلک النازلۃ لم یحکم فیہا الا بحکم المہدی فیعلم ان ذلک ہو الشرع المحمدی فیحرم علیہ القیاس مع وجود النصوص التی منحہ اللہ تعالی ایاہا ولذا قال صلے اللہ علیہ وسلم فی صفتہ یقفو اثری ولا یخطی فعرفنا انہ متبع لا مشرع۔ انتہی طحطاوی

وقد صرح الامام السبکی فی تصنیف لہ ان عیسیٰ علیہ السلام یحکم بشریعۃ نبینا بالقران والسنۃ وقد روی عن ابی ہریرۃ رض انہ لما اکثر الحدیث انکر علیہ الناس قال لئن نزل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قبل ان اموت لاحدثنہ عن رسول اللہ فیصدقنی

نبی ؐ کا علم آنحضرت صلعم سے بالمشافہ حاصل کیا ہے - یعنی اس کے کہ وہ علماء اُمت میں سے کسیکے پاس سے اخذ علم کے محتاج ہوں - چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی	فقوله يبقى حتى ينزل على ان عيسى عليه السلام ياخذ سنة النبي من غير احتياج الى ان ياخذ بها من احد من امته تحتاوی

ہے کہ جب اونہوں نے آنحضرت ؐ کی احادیث کثرت سے روایت کیں اور لوگوں نے اس سے اون پر انکار کیا تو ابوہریرہ رضؓ نے جواب میں کہا کہ اگر میرے مرنیکے قبل عیسیٰ نبی اللہ کا نزول ہوا تو میں رسول اللہؐ کی احادیث اون کو پہونچاؤں گا اور وہ میری تصدیق کریں گے - پس معلوم ہوا کہ عیسیٰ نبی اللہ سنت نبی ؐ کے اوّل ہی سے عالم ہوں گے جیسے کہ قبل ازیں مذکور ہوا - پس ظاہر ہے کہ امام ربانی رضی اللہ عنہ کا وہ عقیدہ نہیں جیسے کہ قادیانی صاحب نے اونکا قول تحریف کے ساتھ نقل کر کے اون کے حق میں اظہار کیا ہے اور فحوے عبارت سے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امام ربانی بھی اوس عیسیٰ نبی اللہ کے نزول کے قایل نہیں جو بظاہر نصوص عقیدہ اُمت ہے - اور اگر قادیانی صاحب کو ملحد کا خطاب دیا گیا ہے تو کیا اس سے اون کو مماثلت تامہ عیسیٰ ابن مریم سے ہوئی کوئی عقلمند قیاس کر سکتا ہے؟ کیونکہ ایسے بہت سے ملحد گذر گئے ہیں جنہوں نے عیسیٰ موعود اور مہدی معہود ہونیکا دعویٰ کیا اور وہ بھی قادیانی صاحب کی طرح ملحد کے خطاب سے مشرف ہوئے -

> ابوہریرہ کا قول کہ عیسیٰ نبی اللہ اونکی مرویات کی تصدیق کرے گا

طریق پنجم

(عیسیٰ کے نزول سے مراد نزول بروزی ہے)

> عیسیٰ کے نزول سے مراد نزول بروزی ہے جو سنت اللہ ہے

عیسیٰ ابن مریم کا نزول تو بہ آثار اور لکاثر اخبار کے نظر کرتے ہوئے حق تو ہے لیکن اس نزول سے مُراد نزول بروزی ہے جیسے کہ حضرت یحییٰ کے تولد سے انجیل میں یہہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ ادریس جو بائبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں اون کا نزول ہو گیا اور یہی بروز سنت اللہ کے مطابق ہے اور اسی میں خیر ہے - پس سُنت اللہ کے مطابق عیسیٰ ابن مریم کا نزول بروزی قادیانی صاحب کے تولد سے ہو گیا - توضیح مرام صفحہ ۳ مکتوب عربی صفحہ ۱۵۸

> نزول بروزی کو سنۃ اللہ قرار دینا اللہ پر افترا ہے

قادیانی صاحب کا انجیل کے قصہ سے اس طرح استدلال کرنا اور پھر اوس کو سنۃ اللہ قرار دینا کسقدر ابلہ فریبی ہے - حالانکہ قرآن نے باواز بلند شہادت دیدی کہ توریت وانجیل میں تحریف ہوچکی اور سورۂ مریم کی آیت یا ذکریا صریح پکار رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کے قبل اوس کا کوئی شبیہہ و مثیل نہ بنایا جیسا کہ سمیا کے یہی معنی عبارت بیضاوی سے معلوم ہین - اور خود قادیانی صاحب نے بہی ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۵۳۹ مین یہی معنی بیان فرمائے یعنی

> یحییٰ کا کوئی مثیل نہوا

> یا ذکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیا وقیل سمیا شبیہا کقولہ تعالیٰ ھل تعلم لہ سمیا لان المماثلین یتشارکان فی الاسم
>
> مریم - بیضاوی

یحییٰ سے پہلے ہمنے کوئی مثیل اوس کا دنیا مین نہین بھیجا جسکو باعتبار ان صفات کے یحییٰ کہا جائے - آہ اور قطع نظر اس کے قادیانی صاحب کا اقرار[۱] خود یوحنا باب (۱) آیت (۲۱ لغایت (۲۵) سے پایا جاتا ہے کہ یحییٰ نے اپنے کو ایلیا ہونے سے انکار کیا - اور وہ عبارت بعینہ نقل کی جاتی ہے یعنی جبکہ حضرت یحییٰ پیغمبر ہوئے تو یروشلیم سے یہودیون نے کاہنون اور لیویون کو اون کے پاس بھیجا تاکہ اون سے پوچھین کہ وہ کون ہین ؟ - چنانچہ وہ لوگ گئے اور اون سے یہہ گفتگو ہوئی کہ اوسنے یعنی حضرت یحییٰ نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا اور اقرار کیا کہ مین کرستاس یعنی عیسیٰ مسیح نہین ہون اور اونہون نے پوچھا اوس سے پھر کون - کیا تو الیاس ہے ؟ اور اوسنے کہا مین نہین ہون - تو وہ نبی ہے ؟ اور اوس نے جواب دیا نہین ! - اور اونہونے اوس سے پوچھا اور اوس سے کہا کہ تو کیون اصطباغ کرتا ہے جبکہ تو نہ کرستاس یعنی عیسیٰ مسیح ہے اور نہ الیاس اور نہ وہ نبی (یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم[۲]) انتہیٰ

علاوہ اس کے اصطلاح اہل کمون و بروز مین بروز اس کو کہتے ہین کہ ایک شخص کامل کی روح دوسرے شخص مبروز فیہ مین بصفات خود ظہور کرے جیسے کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رض مکتوب ۵۸ جلد دوم مین فرماتے ہین کہ در بروز تعلق نفس بہ بدن دیگر از برائے حصول حیات نسبت کہ ابن ستلزم تناسخ

---

[۱] چونکہ قادیانی صاحب کتب محرفہ سے اپنے دعاوی کے اثبات مین اکثر سند پیش کرتے ہین اسی لئے ہمنے اونہین کی سند اونکے لئے پیش کردی ہے

[۲] قادیانی صاحب کے نزدیک ایلیا اور الیاس اور یوحنا اور ادریس چارون کے اسماء کا مسمی ایک ہی ہے - مکتوب عربی صفحہ ۱۲۶ مین ہے واقد سمعتم کیف اول

حقیقۃ نزول الیاس بالاولی الابصار - الیاس ورأیتم فما طلوافقۃ نزول المسیح فاعلموا کذلک والمسیح السفر - دیا مرہمات صفحہ ۱۲۹ منہ

کمون و بروز کی تحقیقات اور اوس کی شناعت

است - بلکہ مقصود ازین تعلق حصول کمالات است مر آن بدن را چنانکہ جنّے بفرد از ان ای تعلّق پیدا کردہ در شخص او بروز نماید و مشائخ مستقیم الاحوال لعبارت کمون و بروز ہم لب کشایند و نزد فقیر کمون و بروز ہیچ درکار نیست - کاملے اگر نزد نبت ناقصے خواہد آنکہ در وے بروز نماید باید کہ بافت دار خداوندی جل سلطانہ صفات کاملہ خود را در مُرید ناقص منعکس سازد نزد فقیر قول بنقل روح از قول بتناسخ ہم ساقط تر ست - زیرا کہ بعد از حصول کمال نقل ببدن ثانی برائے چہ بود - اہل کمال تماشائی نیستند ہمت ایشان بعد از حصول کمال تجرّد از ابدان ست نہ تعلّق بابدان وایضاً در نقل روح اماتت بدن اول است و احیاء بدن ثانی - پس بدن اوّل را از حصول احکام برزخ چارہ نبود و از عذاب و صواب قبر گزیرنہ و بدن ثانی را چون از حیات ثانی اثبات می نمایند حشر نزد حق او در دُنیا ثابت گشت - الکارم کہ معتقدان نقل روح معلوم نیست کہ بعذاب و صواب قبر قایل باشند و بحشر ونشر معتقد بوند - افسوس ہزار افسوس این قسم بطالان خود را بمسند شیخی گرفتہ اند و مقتداے اہل اسلام گشتہ ضلّوا فاضلّوا - انتہیٰ ملخصاً -

پس امام ربّانی کے قول سے ظاہر ہے کہ بعد از موت کسی کامل کی روح کسی ناقص کے بدن مین بروز کرنی کے معنی قول تناسخ سے بھی بدتر ہین - اور معنی بروز بجز اس کے اور کوئی نہین کہ ایک کامل کی روح دوسرے ناقص کی بدن مین بروز اور ظہور کرے - خواہ مرنیکے قبل یا مرنے کے بعد اور ظاہر ہے کہ بحوث فیہ بھی صورت ہی کہ حضرت ادریس یا ایلیا مرنے کے بعد بصورت یحییٰ متولّد ہوئے یا یحییٰ مین ظاہر ہوئے صورت اوّل مین یحییٰ اور ادریس کا ایک ہونا لازم آتا ہے - حالانکہ قرآن کریم نے اون کو جدا جدا نام لیکر فہرست انبیا مین شمار کیا اور صورت ثانی مین ایک بدن مین دو روح کا ہونا لازم آتا ہے جو بالکل باطل ہے اور مناقض قواعد حشر و نشر ہے - پس معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن مریم کا نزول بصورت بروز بہت سی مفاسد کا باعث ہے اور در صورت فرض اوس سے کوئی نفع نہ دیا اور قادیانی صاحب مین اپنا کوئی کمال بخشا بجز اس کے کہ اون کو امت محمدیہ کی زبانی ملحد کا خطاب دلایا اور اس ملحد نے امت محمدیہ کو یہودی ہونے کا خطاب دیا اور انجام آتھم کے صد۲۱ مین امت کے مولویون کو ان جلی قلم کے الفاظ ذیل سے خطاب کیا

جو کسی مہذب کافر کے مُنہہ سے بھی نہ نکلین یعنی :- "اے بدذات فرقۂ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دوگے؟۔ اے ظالم مولویو! تُم پر افسوس! کہ تُم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا" انتہیٰ۔

حالانکہ قادیانی صاحب اور اون کے حواری اور اون کے اوستاذ و شاگرد بھی مولویت سے خالی نہین اور اسی بدذات فرقہ مین داخل۔

طریق ششم

(رمضان مین خسوف کسوف ہونا)

"خسوف اور کسوف رمضان مبارک مین جمع ہونا احادیث رسول اللہ مین نزول مسیح کی علامت بیان فرمائی گئی ہے اور میرے دعوے کے وقت یہ دونون باتین جمع ہوگئین" مکتوب عربی ص۱۷۷

حالانکہ قادیانی صاحب کا یہ قول بھی سراسر کذب و زور ہے کیونکہ ہم قبل اس کے ثابت کرچکے ہین کہ احادیث رسول اللہ صلعم مین یہہ نزول مسیح کی علامت نہین بلکہ یہہ ظہور مہدی کی علامت لکھی گئی ہے کہ برخلاف عادت زمان اور برخلاف حساب منجمان رمضان کی پہلی تاریخ خسوف ہوگا اور اوسی کی پندرہوین کو کسوف ہوگا۔ لیکن کبھی آج تک ایسا نہوا۔

طریق ہفتم

(قرآنی نکات و معارف مین یکتا ہونا اور دعوائی ہمہ دانی)

انشاء عربیت مین تمثیل اور اوسکا مکتوب عربی مین تبیین نمونہ

قادیانی صاحب نے مکتوب عربی کے ص۱۸۳ مین اپنے دعوی کے اثبات مین کہا، کہ تم میرے ساتھ قرآن کے معارف اور نکات کے بیان کرنے مین معارضہ نہین کرسکتے کیونکہ یہہ علم بجز پاک لوگون کے

فلکم ان تعارضونی فی معارف القران والنکات ولن تقدروا علیہا ولو متم حاسرین فانہ علم لا یمسہ الا المطہرون فان لم تفعلوا فعارضونی فی انشاء لسان العرب فان العربیۃ

کسیکو نہین ملتا اور اگر تم یہہ نہین کر سکتے تو تم زبان
عرب کی انشا پردازی مین میرے ساتہہ معارضہ کرو
کیونکہ عربی زبان درحقیقت الہامی زبان ہے جسمین
نبی یا کامل ولی کے سوا کوئی کامل نہین ہو سکتا اور
اگر تم یہہ بھی نہ کر سکو تو تم بھی ایک کتاب لکہو اور مین
بھی ایک کتاب لکھتا ہون جو اس زمانہ کے مفاسد
کی اصلاح کے لیے کافی ہو لیکن تم ایسا کبھی کر سکوگے
اور اس مقام کی عزت تمکو کبھی نہ ملیگی - کیونکہ یہہ کام
اور یہہ منصب امام الوقت کا ہے جو خدا دینی ہے - اور
پہر ص۲۳۰ مین کہا کہ جو کوئی میرے ساتہہ مباحثہ کے
لیے کہڑا ہو اوس پر واجب ہے کہ میری اس کتاب کی نثل
نظم کے مقابل نظم اور نثر کے مقابل نثر اسی طرح رنگین
عبارت مین لاوے اور اگر تم قدرت نہین رکہتے تو تم پر
اقرار لازم ہے کہ یہہ خدا کی ایک نشانی ہے اور انسان
کا فعل نہین - پہر ص۲۳۳ مین کہا کہ باوجود قلت جہد
کے میرا زبان عربی مین کمال ہونا یہ اللہ کی نشانی
ہے - اور باوجود اسکے مجھے چالیس ہزار لغت عرب
کی تعلیم دی گئی ہے اور مین نظم اور نثر مین سب سے
فایق ہون - اور یہہ بھی بندہ کا فعل نہین بلکہ خدا کی نشانی ہے اور ص۱۷۱ مین کہا تم عربی دانی
مین میری طرح نہین لکہہ سکوگے" - انتہی۔

لسان [illegible] فيها الا نبي او ولي من
[illegible] فانتم [illegible] اكتبوا
كتابا [illegible] هذه
الا [illegible] تفعلوا
عزة [illegible] من
[illegible] ص۲۳۰
[illegible]
[illegible] كتاب نظم
بعد الا النظم و النثر بعد النثر مع تسوية
التي شية و الاختضاب وان لم تقدروا
فعليكم ان تقروا بأنه من ايات الرحمن لا من
فعل الانسان ص۲۳۵ وان كمالي في اللسان
العربي مع قلة جهدي وقصور طلبي اية
واضحة من ربي [illegible] علمت اربعين
الفا من اللغات العربية وقد فقت في
النظم و النثر وما هذا فعل عبد ان
هذا الا اية رب العالمين ص۲۳۳ - وما
استطعتم ان تكتبوا شيئا في العربية كاملا مثلى ص۱۷۱

اقول - قادیانی صاحب کا یہہ دعوی کوئی جدید نہین بلکہ سب سے پہلے امام الوقت کی تعریف

اور علامت مین یہہ طریق محمد بن علی الترمذی صاحب کتاب نوادر الاصول نے ایجاد کیا - جبکہ علماء اور

محمد بن علی ترمذی نے بہی امام الوقت و مہدی کی علامات میں ایک مستقل کتاب لکہی

مشائخ وقت نے اون کی کتابون مین خاتم اولیا امام الوقت کا ذکر دیکہا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعوی شروع کر دیا - پس حکیم ترمذی نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس مین نہایت دقیق سوالات جمع کئے اور کہا کہ اس کی شرح جیسی کہ چاہیئے خاتم اولیا کے سوا کوئی نہ کریگا اور اوس خاتم کا نام اور اوس کے باپ کا نام اونہین کے نام کے مطابق ہوگا - جب اون مشائخین نے یہہ معاملہ دیکہا تو سب کے سب اس مقام کے دعوے سے تائب ہو گئے - شیخ مؤید بن محمود شرح فصوص میز لکہتے ہین کہ جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب مین پیدا ہوئے تو اونہون نے حکیم ترمذی کے سوالات کا جواب جیسا کہ چاہئے لکہا اور مطابقت نامون کی بہی ظاہر ہوئی اور خود شیخ نے بہی اس مقام کا دعوی کیا اور کہا - ۵

ابن العربی کا دعوی کہ وہی امام الوقت اور خاتم ولایت ہے

	لورث الهاشمی مع المسیح	انا ختم الولایۃ دون شک

یعنی مین ہی بلاشک وہ خاتم الولایت ہون جو پیغمبر ہاشمی کا وارث ہے اور جو مسیح موعود کے ساتھ ہوگا - چنانچہ ان سوالات کے جوابات فتوحات مکیہ باب (۷۳) مین بالتفصیل مذکور ہین - لیکن قادیانی صاحب کے اس الہامی رسالہ کی عبارت جسکے معارضہ کے لئے دعوت دی ہی ہین

قادیانی کے عربی مکتوب کی غلطیان اور معارضہ

قطع نظر اس کے کہ یہہ بجاے الہامی ہونے کے اصلاحی ہے قوانین عربیت اور قواعد نحویت کی اعتبار سے اور ضوابط بنا ء صرف کی لحاظ سے جو کہ کلام عرب کا اصول ہے ایسی سر سر غلط اور بے ربط ہے کہ الہام رب ہونا تو کیا بلکہ ایک عرب اور مستعرب بہی ایسی کریہہ الفاظ زبان سے نہین نکال سکتا - مثلاً قادیانی صاحب کا الہام انا انزلناہ قریبا من القادیان جسکو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ مین لکہتے ہین اس مین لفظ قادیان جو اون کے گانون کا علم ہے اور جس مین کوئی معنی وصفی باقی نہین ہین وہ خلاف قواعد لغات قرآنی معرف باللام ان کو الہام ہوا اور مکتوب عربی کے صفحہ ۲۳ مین اپنی الہامی عبارت یعنی و لنلطم علی وجوہ المجترئین مین لطم کا فعل حرف علی کے ساتہہ استعمال کیا گیا - حالانکہ زبان عرب مین یہ فعل کبہی صلہ حرف علی کے ساتہہ مستعمل

نہوا بلکہ اس صلہ کے بغیر احادیث نبویہ مین متعدد جگہ مذکور ہوا - مثلاً وہ حدیث متفق علیہ بخاری و مسلم
جس مین ہے فلطم موسی عین ملک الموت ففقأها اور اسکے ماقبل حدیث متفق علیہ مین یہہ
الفاظ ہین فلطم وجہ الیہودی دیکھو مشکوۃ باب بدء الخلق صفحہ ۵۰۰ - اور اسی طرح قادیانی صاحب
نے مکتوب عربی کے صفحہ ۲۳ مین اپنے الہامی اشعار یعنی ؎ خفت تہر ربی قادر مولائی مین لفظ
مولی یائے متکلم کی طرف مضاف کرنے مین ایک ہمزہ اضافہ کردیا - حالانکہ زبان عرب مین ہمیشہ اسماء
مقصورہ جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہوئے کبھی اون کے آخر ہمزہ کا اضافہ نہوا اور یائے متکلم
ہمیشہ مفتوح مستعمل ہوئی نہ مجزوم جیسے عَصَايَ ومولايَ - اور اسی طرح اس مکتوب کے صفحہ ۲۶۹ مین الہامی
مصرع یعنی ؎ وعلیک یسقط حجر کل بلاء مین حجر کی جیم مفتوحہ کو ساکن کردیا - اور اسی طرح اون کا
الہامی نام یعنی غلام احمد قادیانی قواعد عربیت کے بالکل مخالف ہے کیونکہ اسم منسوب جب کسی
اسم علم کے بعد واقع ہوتا ہے تو اوس کا معرف باللام ہونا لازمی ہے جیسے کہ ہم قبل ازین بیان کرچکے ہین
اور اسی طرح قادیانی صاحب کا مکتوب عربی کے صفحہ ۲۶۵ مین الہامی مصرع یعنی ؎ لکن نزی جہل علی
العلماء کلام عرب کے استعمالات عرب کے مخالف اور مناقض ہے - کیونکہ نزاء کے معنی لغت مین
برجستن نر بر مادہ ہین اور صراح مین ہے "وذلک فی الحافر والظلف والسباع" یعنی اسکا استعمال
اون حیوانات کے ساتھہ مخصوص ہے جو سُم دار اور سینگون والے یا درندہ ہین - اور اسی طرح لفظ بطالہ
(معرب بٹالہ) جو مکتوب کے صفحہ ۲۶۹ مین ہار مختفی کے ساتھہ استعمال کرکے لکھا یعنی ؎ یا شیخ
ارض الخبث ارض بطالۃ کہا لیکن مکتوب کے صفحہ ۲۱۲ مین جبکہ اسی لفظ بطالہ کے آخر یار نسبت
لاحق کی تو ہار مختفی حذف کرکے اوس کی عوض حرف واؤ کا اضافہ کیا اور "شیخ ضال بطالوی" کہا
جو الہامی زبان کے بالکل مناقض ہے - کیونکہ کلام عرب مین وہ کلمہ جسکے آخر ہار مختفی ہو یائے نسبت
کے لاحق ہونے سے فقط اوس کی وہی ہار بلا کسی بدل کے حذف ہوجاتی ہے جیسے مکہ سے
مکّی اور بصرہ سے بصریّ اور مدینہ سے مدنیّ ہے - پس اسی طرح بطالہ سے بطالیّ ہونا چاہیئے تہا نہ بطالوی*

* اور خود گورنمنٹ انگریزی نے علاوہ دیگر الزامون کے قادیانی صاحب پر یہ الزام فوجداری قائم کیا کہ اونہون نے لفظ بٹالہ جو (ٹاء) کے ساتھہ ہے اوسکو (طاء) بطالہ کیساتھہ کیون تحریف کیا؟ - دیکھو فیصلہ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء محکمہ مجسٹریٹ گورداسپور -

آلغرض ایات کے الہامی منسوب ہین ہم سب زیادہ تر انحشش نماٹیان بشرفنقط قواعد زبان الہامی کے انحفور
سے موجود ہین بلکہ باعتبار ادب و تہذیب و صناعت بلاغت و فصاحت اور بلحاظ استعمالات حروف
صلات موجود ہین جنکو بسبب عوام کے افہام سے بعید الفہم ہونے سبب سے ترک کردیا اور ان
سریع الفہم الفاظ کے بیان پر کفایت سمجھی جنکو معمولی طالب علم بہی سمجھہ سکتا ہے - اور ہم قبل اسکے
اون کے دعواے ہمہ دانی اور چالیس ہزار لغات کی جاننے کی تکذیب کرچکے ہین کہ اونکا یہہ دعویٰ
کسقدر دروغ بے فروغ ہے - مگر پر حیرت اونکا یہہ دعویٰ ہے جو شعر گوئی کا کرتے ہین - حالانکہ
شعر کا کہنا انبیاء کی شان نہین - اور خود خدا نے قرآن کریم مین اپنے نبی کریم کے حق مین فرمایا
وما علمناه الشعر وما ینبغی له - علاوہ عرب کے اشعار کا فصاحت و بلاغت مین یکتا ہونا ایسا مسلمات
سے ہے کہ کوئی مستعرب یا عجمی اون کا مقابلہ نہین کرسکتا - لہذا ہمکو ضرورت نہین کہ شعر گوئی مین اپنا
وقت گرانمایہ ضایع کرین اور اگر ہمارا معارضہ ہے تو اسیقدر ہے کہ شیعہ نے نہج البلاغت کو بے نظیر کہا
اور فیضی نے تفسیر قرآن بے نقط لکہی - پس اگر قادیانی صاحب کو الہامی کمال ہے تو وہ سورہ الحمد
یا کسی دوسری سورہ کی ہی کل حروف منقوطہ مین تفسیر لکہین اور اپنے الہام سے مدد چاہین لیکن
ہمکو قوی اُمید ہے کہ الہام ربانی اون کے اس امر سے ناقص فطرت پر افاضہ کرنے سے باز رہیگا اور
اون کی فاسد استعداد اوس کے نور کے قبول کرنیکی متحمّل نہو سکیگی سچ ہے لا تحمل عطایا الملک الا مطایاہ
والحمد للہ رب العالمین

پس سیہ قادیانی صاحب کے دعاوی اور اون کے جواب ہین جو اوپر مذکور ہوئے
اب ہم ذیل مین اون کے مجموعی عقاید پر ایک نظر کرتے ہین جو اونہون نے اپنے مختلف
رسائل مین خدا تعالیٰ کی صفات قدیمہ اور اوس کے فرشتون اور انبیاؤن اور رسولون اور
وحی اور امت محمدیہ کے متعلق لکہہ تا امت مرحومہ پر قادیانی صاحب کا سارا مکر و مغز ظاہر ہو جاوے اور حجت الٰہی تمام ہو

خلاصہ عقیدہ قادیانی

۱ - ذات و صفات باری تعالی

> قادیانی بجائے ابن اللہ کے اور خدا کی توحید اور تفرید کا مرتبہ رکھتا ہے

(۱) مسیح اور اس کے ہمراہ [illegible] ابنیت کو لفظ سے تعبیر [illegible] شیخ [illegible] خطاب الٰہی ہوا کہ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی [illegible] تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید ہے کے مرتبہ پر ہے براہین صفحہ ۴۸۹ - یعنی ان کا مرتبہ خدا کی توحید [illegible] کے برابر ہے -

> خدا عذاب کے وعدوں میں جہوٹ بولتا ہے

(۲) وعید یعنی وعدہ عذاب [illegible] اللہ تعالی کا تخلف کرنا سنت اللہ ہے - انجام آتہم صفحہ ۲۶

(۳) خدا تعالی دوزخیوں کو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھیگا بلکہ چند حقبوں تک رکھیگا اور یہہ ہرگز درست نہیں کہ خلود عذاب کی صفت حق تعالی کی طرف منسوب کی جاوے کیونکہ انسان ہر طرح مختار نہیں تاکہ اوس کے افعال ہر چند قضاے الٰہی کے تحت تصرف ہیں اور اوسکے ارادہ اور دست قدرت [illegible] ہیں [illegible] قوت پیدا کی گئی ہے خلود عذاب کا مواخذہ کرے بلکہ ایک زمانہ کے عذاب کے بعد اون کو معرفت حضرت احدیت حاصل ہو جاویگی جس سے اون پر ال کا رحمت اور رشد ہوگی - مکتوب مرلی صفحہ ۱۹ سنہ ۱۳۰۰

> خدا قانون قدرت کے باہر کوئی کام نہیں کرتا

(۴) خدا تعالی اپنے قانون قدرت کے باہر کوئی کام نہیں کرتا - پس اس دنیا میں مردوں کو زندہ کرنا یا ایک انسان کا آسمان پر مع جسم اوٹھایا جانا یا ایک زمانہ دراز تک بلا حاجت اکل و شرب زندہ رکھنا اور پہر اوس کو حوادث زمانہ سے محفوظ رکھنا یہ سب خدا کے قانون قدرت سے باہر ہیں اور عادۃ اللہ کے برخلاف - لیکن وہ قادیانی صاحب کو مسیح کی صورت مثالی پر بنانے پر قادر ہے اور یہہ اوس کے قانون قدرت سے باہر نہیں جیسے کہ انسان کو بندر یا سور بنانا اوس کے قانون قدرت سے باہر نہیں - ازالۃ الاوہام متعدد مقامات و صفحے -

۲- ملائکہ کرام حقیقت جبریل وحی روح القدس

جبریل ایک قسم کی محبت کا نام ہے

اگر یہہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوتِ روحانی مین یہہ عاجز اور مسیح ابن مریم مشابہت رکھتے ہین وہ کیا شے ہے تو اس کا جواب یہہ ہے کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونون کے روحانی قوا مین ایک خاص طور سے رکھی گئی ہے جسکے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے نیچے کی طرف سے مراد خلق اللہ کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی دلسوزی اور اوپر کی طرف سے اعلیٰ درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے جو بمنزلہ نر و مادہ ہین اور ان سے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جسکا نام روح القدس ہے اور اس روح کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہین اور یہی پاک تثلیث ہے جسکو ناپاک طبیعتون نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے۔ توضیح المرام صہ ۲۱

پاک تثلیث قادیانی

اور یہہ محبت تین قسم کی ہے پہلی قسم کی محبت جو آتش محبت الٰہی ہے اوس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہین اور دوسری محبت وہ جو اوپر بیان ہو چکی جس مین دونون محبتون کے ملنے سے ایک تیسری چمک پیدا ہو جاتی ہے جسکو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس مین ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اوس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اوس کو اپنے وجود کا مظہر اتم بنا دیتا ہے اور اوس کے کئی مراتب اور اونہین کے لحاظ سے مختلف نام ہین۔ پس یہہ کیفیت یہ ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونون محبتون کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اسکو روح امین کے نام سے بولتے ہین اور اسی کا نام شدید القوی بھی ہے اور اسی کا نام ذو الافق الاعلےٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ وحی الٰہی کی انتہا درجہ کی تجلی ہے اور اسکو رأی ما رأی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس و وہم سے باہر ہے اور یہہ کیفیت دنیا مین صرف ایک ہی انسان کو ملی ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور وہ ہی درحقیقت پیدائش الٰہی کے خطِ ممتد کے اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جسکا نام دوسرے

لفظون مین محمار ہے اور یہہ وہ مقام ہے کہ یتن اور مسیح دونون اس مقام تک نہین پہونچ سکتے
اور جیساکہ مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اسکو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے
ہین ایسا ہی یہہ وہ مقام عالیشان ہے کہ گذشتہ نبیون نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ہذا کے
ظہور کو خدا تعالی کا ظہور قرار دیدیا ہے اور اوس کا آنا خدا تعالی کا آنا ٹھیرایا ہے۔ ۵

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم	آنچنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم
زان نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد	پیکر او شد سراسر صورت ربّ رحیم

اور یہہ سب روحانی مراتب ہین جو استعارہ کے طور پر مناسب حال الفاظ مین بیان کئے گئے ہین
یہ نہین کہ حقیقی ابنیت یہان مراد ہے یا حقیقی الوہیت مراد لی گئی ہے۔ اور اس جگہ اس بات کا
بیان کرنا بھی بے موقع نہوگا کہ جو کچھہ ہمنے روح القدس اور روح الامین وغیرہ کی تعبیر کی ہے
یہہ در حقیقت اون عقاید اسلام سے جو اہل اسلام ملایک کی نسبت رکھتے ہین منافی نہین ہے کیونکہ

بقول قادیانی محققین اسلام ملائکہ کو انسانون کی طرح شخصی وجود سے منکر ہین

محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قایل نہین کہ ملایک اپنے شخصی وجود کے ساتھ
انسانون کی طرح پیرون سے چلکر زمین پر اوترتے ہین۔ اور یہہ خیال بداہت
باطل بھی ہے کیونکہ اگر یہی ضرور ہوتا کہ فرشتہ باین ہیئت جو ایک سیکنڈ مین ہزار ہا ایسے لوگون کی جانین

شخصی وجود سے ملایکہ کا زمین پر آنا باطل ہے

نکالتا ہے جو مختلف بلاد و امصار مین ہزارون کوس کے فاصلہ پر رہتے ہین اگر
ہر ایک کے لئے اس بات کا محتاج ہو اور پیرون ہی سے چلکر اوس کے ملک و شہر و گھر مین
آجاوے اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اوس کو موقع ملے تو ایک سیکنڈ کیا اتنی
بڑی کارگذاری کے لئے تو کئی مہینہ کی مہلت بھی کافی نہین ہو سکتی۔ کیا یہہ ممکن ہے کہ انسانون کی
طرح حرکت کرکے ایک طرفۃ العین کے یا اوس کے کم عرصہ مین تمام جہان گھومکر چلا آوے؟ ہرگز نہین!۔

توضیح مرام صہ ۲۴ وغیرہ۔

جبریل کے نزول کی کیفیت اور ہر بشر پر اوس کا اوترنا

جبریل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیر سے
تعلق رکھتا ہے اگرچہ ہر ایک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الہی سے مشرف

کیا گیا ہے (نزول کی اصل کیفیت جو صرف استعارہ کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہیئے) لیکن
ہر ایک انسان پر اس کی حسب استعداد کے اپنا اثر ڈالتا ہے۔ توضیح المرام ص[illegible]۔

جبریل اپنے ہیڈ کوارٹر سے جدا نہیں ہوتا

(اور جبریل اپنے ہیڈ کوارٹر سے جدا نہیں ہوتا بلکہ) جبریلی نور آفتاب کی طرح جو اس کا ہیڈ کوارٹر ہے تمام معمورۂ عالم پر حسب استعدادوں کے اثر ڈال رہا ہے۔ اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو یعنی کہ مجانین پر بھی جبریل کا اثر فی الواقعہ ہے۔ اور جبریلی نور کا چھیالیسواں حصہ تمام جہان میں اس طرح پھیلا ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور پرلے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں۔ یہاں تک کہ کنجریاں بھی جو اسی وجہ سے بعض اوقات سچی خوابیں دیکھ لیتی ہیں پس یہی مثال جبریل کی تاثیرات کی ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مرتبہ کے ولی پر بھی جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء صلعم کے دل پر بھی وہی ڈالتا رہا۔ لیکن ان دونوں وحیوں میں فرق فقط آرسی کے شیشہ اور بڑے آئینہ کا ہے۔ توضیح مرام ص۷۱ و ص۷۶ و ص۸۴ و ص۸۵ وغیرہ بتغیر۔

کنچنیوں پر جبریل کا اترنا

روح انسان ایک کیڑا ہے جو رحم میں نطفے کے اندر سے پیدا ہو جاتا ہے

روح انسانی ایک لطیف نور ہے جو اس جسم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے جو رحم میں پرورش پاتا ہے۔ یہ بتلانا خدا کا منشاء نہیں کہ روح الگ طور پر آسمان سے نازل ہوتی ہے یا فضا سے زمین پر آتی ہے۔ بلکہ یہ خیال کسی طرح صحیح نہیں۔ اگر ایسا خیال کریں تو قانون قدرت ہمیں باطل ٹھہراتا ہے۔ ہم روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ گندے زخموں میں ہزارہا کیڑے پڑ جاتے ہیں [illegible] یہی صحیح بات ہے کہ روح جسم سے ہی نکلتی ہے اور اس دلیل سے اس کا حادث ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔
فتح اسلام۔ جلسہ مذاہب لاہور ۲۷-۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء۔

قادیانی ایک کیڑا تھا جو مختلف ادوار کے بعد مسیح بے پدر سے عجیب تر بن گیا

اور ازالہ ص۳۷۷ میں اپنی اصلیت ایک کرم بتلائی جو مختلف اطوار اور ادوار کے بعد قادیانی بن گیا۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ؎

کرمکے بودم مرا کردی بشر	من عجب تر از مسیح بے پدر

اور اس شعر میں اپنی خلقت اصلی حضرت مسیح بے پدر سے عجیب تر ہونی بتلائی۔

۳- انبیاء اور رسل اور اون کے معجزات اور اونکی پیشینگوئیاں اور الہامات قادیانی

قادیانی النبیؐ کا مثیل ہے

(۱) خدا تعالےٰ نے ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے - ازالہ صـ۶۷۳

(۲) اور اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور پھر مثیل نوح قرار دیا اور پھر مثیل یوسف علیہ السلام قرار دیا اور پھر مثیل حضرت داؤد بیان فرمایا اور پھر مثیل موسیٰ کر کے بھی اس عاجز کو پکارا پھر اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو مثیل ابراہیم بھی کہا اور پھر آخر مثیل ٹھیرانے کی یہان تک نوبت پہونچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء امام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفے صلعم قرار دیا اور پھر خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو عیسیٰ یا مثیل عیسیٰ کر کے پکارا - ازالہ صـ۵۰۲ -

قادیانی نبی بھی ہے اور امتی بھی

(۳) مین نبی بھی ہون اور امتی بھی - ازالہ صـ۵۳۳ - اور میری نبوت ایک جزوی نبوت ہے جو دوسرے لفظون مین محدثیت کے اسم سے موسوم ہے وان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوات یعنی ہر نبی محدث ہے اور ہر محدث باعتبار حصول نوع نبوت نبی ہوتا ہے مطلق نبوت ختم نہین ہوئی نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لیئے ہمیشہ دروازہ کہلا ہے - توضیح مرام صـ۱۸-۱۹

قادیانی محدث ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہے

(۴) یہ عاجز اس امت کیلئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے - گو اوس کے لئے نبوت تامہ نہین مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اوس پر امور غیبیہ ظاہر کئے جاتے ہین اور رسولون اور نبیون کی وحی کی طرح اوس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اوس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئین باواز بلند ظاہر کرے اور اوس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھیرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اسکے اور کوئی نہین - توضیح صـ۱۸

قادیانی اور مسیح کی فطرت ایسی ہے جیسے ایک جوہر کے دو ٹکڑے

(۵) اور میری اور مسیح کی فطرت ایسی ہے جیسے ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی مادہ کے دو جوہر۔ ازالہ ص۔ مکتوب عربی ص

(۶) نصاریٰ نے جو عیسیٰ کو ابن اللہ کہا تو اوس پر غیرت الٰہی کے نازل ہونے سے خدا نے مجھے

خدا نے قادیانی کو عیسیٰ کا ہمسر بنایا

اوس کا ہمسر بنا کر بھیجا۔ اور اپنے ایک قصیدہ میں اس معنی کو یون ادا کیا۔

چون کافران ستم پرستند مسیح را	غیوری خدا بسرش کرد ہمسرم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم	عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم
واللہ کہ ہمچو کشتی نوحم ز کردگار	بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

جو قادیانی کے لنگر سے الگ رہا وہ بے دولت ہے

پس جنہون نے اس عاجز کو مسیح موعود ہونا مان لیا ہے وہ لوگ ہر ایک خطرہ کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہین اور کئی طرح کے ثواب اور اجر اور قوت ایمانی کے وہ مستحق ٹھیر گئے ہین۔ ازالہ ص۱۵۸ و ۱۷۹

انبیاء اور محدث کی وحی شیطانی دخل سے منزہ ہے

(۷) قانون قدرت خداتعالی کا یہی ہے کہ فقط انبیا اور محدثین کی وحی شیطان کے دخل سے منزہ کی جاتی ہے۔ ازالہ ص۲۵۵

کبھی شیطانی دخل انبیاء کی وحی میں ہو جاتا ہے

(۸) شیطانی دخل کبھی انبیاء اور رسولون کی وحی مین بھی ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی انجیل مین بھی لکھا ہوا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتون کے ساتھ بدلکر بعض لوگون کے پاس آ جاتا ہے چنانچہ مجموعہ توریت مین ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اوس کی فتح کے بارہ مین پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ

چار سو نبی کو شیطانی وحی ہوئی اور وہ جھوٹے نکلے

وہ اوسی میدان مین مر گیا۔ اس کا سبب یہہ تہا کہ در اصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہین تہا اور ان نبیون نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تہا۔ اب خیال کرنا چاہئے کہ قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی مین دخل شیطان ممکن ہے۔ اور اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عامہ مومنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہین۔ ازالہ ص۶۲۹

انبیاء کی اجتہاد میں سہو و خطا ممکن ہے

(۹) انبیاء سے بہی اجتہاد کے وقت امکان سہو و خطا ہے۔ مثلاً وہ خواب جس کا ذکر

قرآن مین ہے اور جس کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو کتنے دن تکلیف اوٹھاکر گئے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا - حالانکہ بلاشبہہ رسول اللہ کی خواب وحی مین داخل ہے لیکن اس وحی کے اصل معنی سمجھنے مین غلطی ہوئی - ایسا ہی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد مین غلطی

کی بیویوں نے آپ کے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کئے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہین کیا گیا یہان تک کہ آپ فوت ہوگئے - اسی طرح ابن صیاد کی نسبت صاف طور پر وحی نہ کہلی ازالہ صفحہ ۶۹۱

مسیح کی پیشین گوئیان غلط ظہور مین آئین

(۱۰) مگر حضرت مسیح کی پیشین گوئیون کا سب سے عجیب تر حال ہے - بارہا اونہون نے کسی پیشگوئی کے کچھہ معنی سمجھے اور آخر کچھہ اور ہی ظہور مین آیا - ازالہ صفحہ ۶۸۸ وغیرہ -

(۱۱) مسیح کی پیشین گوئیان اس لئے محجوب الحقیقت ہین کہ وہ بظاہر صورت نجمیون اور رمالون اور کاہنون اور مورخون کے طریقہ بیان سے مشابہ ہین - براہین احمدیہ تمہید (۶)

۴ - معجزات انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم

انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہین :-

معجزہ شق القمر کا اقرار

ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہین جن مین انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھہ دخل نہین ہوتا - جیسے شق القمر جو ہمارے نبی کا معجزہ تہا اور خدا تعالی کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے دکہایا تھا -

دوسرے عقلی معجزات ہین جو اوس خارق عادت عقل کی ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہین جو الہام الہی سے ملتی ہے -

مسیح کا احیاء اموات وغیرہ کا انکار

(۱) پس کچھہ تعجب کی جگہ نہین کہ حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی گئی ہو جو ایک مٹی کا کہلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پہونک کے مارنے سے پرندون کی طرح پرواز کرتا ہو یا پیرون سے چلتا ہو - کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھہ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے - ازالہ صفحہ ۳۰۳ و صفحہ ۳۰۳

مسیح کو مسمریزم آتی تھی

(۲) ماسوائے اس کے یہہ بھی قرین قیاس ہے کہ مسیح کے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ ازالہ صہ ۳۰۵

(۳) حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مُردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہو جاتے تھے وہ بلا توقف چند منٹ میں مرجاتے تھے اور حضرت مسیح اس عمل میں کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ اور یہہ جو مین نے مسمریزمی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہی یہ الہامی نام ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھپر ظاہر کیا۔ ازالہ صہ ۳۱۱ و صہ ۳۱۲

مسیح کا لنگڑوں اندہوں کو اچھا کرنا ایک نسخہ سے تہا

(۴) یہہ بات نہایت صحیح اور قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کے ہاتہہ سے اندہوں لنگڑوں کو شفا حاصل ہوئی ہے تو بالیقین یہہ نسخہ حضرت مسیح نے اوسی حوض سے اوڑایا ہوگا جو عبرانی میں بیت صدا کہلاتا تھا اور جسکا پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اوس میں اُترتا کیسی ہی بیماری کیوں نہو اوس سے چنگا ہو جاتا تہا اور جسپر کہ حضرت مسیح اکثر جایا بھی کرتے تھے۔ براہین احمدیہ تمہید پنجم۔

اور جس کی مٹی میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہہ ایک کھیل تھی اور مٹی مٹی ہی رہتی تھی جیسا سامری کا گوسالہ۔ ازالہ صہ ۳۲۲۔

قادیانی ابن مریم سے کم نہیں ہے

(۵) اگر یہہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اُمید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے یہہ عاجز کم نہتا۔ ازالہ صہ ۳۰۹

مسیح کا پرند کے پتلے میں جان ڈالنے کا اعتقاد کفر ہے

(۶) یہہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اور اون میں پہونک مارکر اونہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تہا۔ ازالہ صہ ۳۲۳

مسیح کے معجزات مکر وہ سے مشابہ ہیں

(۷) پس مسیح کے معجزات سب کے سب محجوب الحقیقت ہیں کیونکہ وہ بظاہر صورت مکر ہیں سے متشابہ ہیں۔ تمہید پنجم براہین احمدیہ۔

محمدؐ کا معراج اس جسم کثیف کیساتہہ نہتا بلکہ ایک کشف تہا

(۸) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر معراج آسمانوں پر اس جسم کثیف کے ساتہہ نہتا (کیونکہ کسی بشر کا آسمانوں پر جانا خلاف عادۃ اللہ یعنی خلاف قانون قدرت ہے) ازالہ صہ ۱۲۵

اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کیساتھہ کرۂ زمہریر تک بھی پہونچ سکے - بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتین اس بات کو ثابت کرچکی ہین - پس کس جسم کا کرۂ ماہتاب یا کرۂ آفتاب تک پہونچنا کسقدر لغو خیال ہے - بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا - اور اس قسم کے کشفون مین مؤلف خود صاحب تجربہ ہے - ازالہ صفحہ ۴۷ و صفحہ ۴۸

قادیانی بھی ایسے کشف رکھتا ہے

مگر قادیانی صاحب نے معجزۂ شق القمر کے اقرار کے وقت پرانی اور جدید فلسفہ کے مسئلہ کو ملحوظ نہ کیا کہ یہہ شق القمر خلافِ قانون کیسے ہوگیا ؟ -

۵ - قرآن قادیانی صاحب

(یعنی وہ مخاطبات و مکالمات ربانی جن سے قادیانی صاحب بطور وحی مشرف ہوئے)

قرآن قادیانی یعنی قادیانی کے الہامات کی ست عبارات

(۱) یا عیسی الذی لا یضاع وقته - یعنی اے عیسیٰ (جس کا وقت ضایع نہ ہوگا)

(۲) انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق - تو مجھہ سے ایسے مرتبہ مین ہے کہ اوس کو مخلوق نہین جانتی

(۳) انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی فحان ان تعان و تعرف بین الناس - یعنی تو مجھہ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ مین ہے - اب وقت آگیا ہے کہ تو دیکھا جائے اور لوگون مین مشہور ہو جائے -

(۴) هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله - یعنی وہی خدا ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھہ بھیجا تاکہ اوس کو سب دینون پر غلبہ دے -

(۵) قل انی امرت و انا اول المؤمنین - کہدے مین مامور ہون اور سب سے پہلا مومن ہون -

(۶) انت معی و انا معک خلقت لک لیلاً و نهاراً - یعنی تو میرے ساتھہ ہے اور مین تیرے ساتھہ ہون اور تیرے ہی لیے رات اور دن مینے پیدا کیا -

(۷) اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک - یعنی جو چاہے سو کر مینے تجھے بخشدیا - براہین صفحہ ۵۶۰

(۸) انت بمنزلة لا یعلمها الخلق - تو ایسے مرتبہ مین ہے کہ لوگ اوس کو نہین جانتے - ایضاً

(۹) یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر- ان شانئک ھو الابتر- واقم الصلوٰۃ لذکری- ص۵۱۰ براھین - اے احمد تیرے لبون پر رحمت بہتی ہے اور تجھے ہمنے کوثر دیدیا ہے پس اللہ کی نماز پڑھ اور قربانی کر تیرا دشمن گہاٹے مین ہے - ایضاً

(۱۰) مبارک بیتری - تیرا بھید میرا بھید ہے - ایضاً۔

(۱۱) وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک- ایضاً- تیرا بوجھہ جو تیری پیٹہہ توڑ دیا تجہہ سے اوٹہا دیا اور تیرا ذکر اونچا کر دیا-

(۱۲) انک علی صراط مستقیم وجیھاً فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین- ص۵۱۱ تو سیدھی راہ پر ہے دُنیا اور آخرت مین تو وجاہت والا مقرب ہے-

(۱۳) یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاٰخرین- براھین احمدیہ ص۵۵۶ - اے عیسیٰ مین تجھے کامل اجر بخشون گا یا وفات دون گا اور اپنی طرف اوٹہاؤن گا اور تیرے تابعین کو منکرون پر قیامت تک غلبہ بخشونگا پہلون مین سے بہی ایک گروہ ہی اور پچہلون مین سے بہی ایک گروہ ہی- اس جگہ عیسی کی نام سے یہی عاجز (یعنی قادیانی) مراد ہے

(۱۴) انی متوفیک ورافعک الی- براھین ص۵۱۹ - انی رافعک الی- براھین ص۵۵۷

مین تجہکو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اوٹہاؤنگا- مین تجھے اپنی طرف اوٹہانیوالا ہون-

(۱۵) تموت وانا راض منک فادخلوا الجنۃ انشاء اللہ اٰمنین - تو مریگا اور مین خوشنود ہون گا پس اللہ کی بہشت مین داخل ہو جاؤ امن کے ساتہہ-

(۱۶) سلام علیکم طبتم فادخلوھا اٰمنین - تمپر اللہ کا سلام تم خوش ہوا اور امن کیساتہہ داخل ہو جاؤ-

(۱۷) سلام علیک جعلت مبارکا- انت مبارک فی الدنیا والاٰخرۃ - تیرے پر سلام تو مبارک بنایا گیا ہے اور دُنیا اور آخرت مین مُبارک ہے-

(۱۸) اذکر نعمتی التی انعمت علیک و انی فضلتک علی العالمین - جو نعمتین تجھے دی گئی ہین اون کو یاد کر اور تجہی مین نے تمام عالمین پر فضیلت دی ہے-

(۱۹) لا تخف انک انت الاعلی - براھین ص۵۵۵ - تو خوف مت کر تو ہی غالب ہے۔

(۲۰) یاداؤد عامل بالناس رفقا و احسانا - ص۵۵۵ - اے داؤد لوگوں کیساتھ رفق و احسان سے معاملہ کر۔

(۲۱) واما بنعمة ربک فحدث - تو اپنے رب کی نعمت بیان کر۔

(۲۲) انت محدث اللہ فیک مادة فاروقیة - تو ہی اللہ کا محدث ہے اور تجھ میں مادہ عمر فاروق کا ہے

(۲۳) سلام علیک یا ابراھیم انک الیوم لدینا مکین امین ذو عقل متین - حبیب اللہ خلیل اللہ اسد اللہ - وصل علی محمد - آج تجھ پر اے ابراہیم سلام کہ تو ہمارے پاس امین اور مکین ہے - ذو عقل ہے - اللہ کا حبیب ہے - اے اللہ کے خلیل اے اسد اللہ - اور محمد پر سلام کہہ

(۲۴) ما ودعك ربک وما قلی - تجھے اللہ نے نہیں چھوڑا اور نہ ننگا رکھا۔

(۲۵) الم نشرح لك صدرك - کیا تیرا سینہ ہمنے کھولا نہیں۔

(۲۶) الم نجعل لك سهولة فی كل امر - کیا تیرے لئے ہمنے ہر کام میں سہولت نہیں کی۔

(۲۷) بیت الفکر و بیت الذکر ومن دخله کان امنا - براھین ص۵۵۵ - بیت الفکر سے مراد وہ چوبارہ ہے جس میں یہہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اسکے پہلو میں ہے جو اس میں داخل ہوگا وہ سوء خاتمہ سے امن میں آجائیگا۔

(۲۸) ینصرك اللہ فی مواطن - کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی - ص۵۵ - کئی جگہ تجھے اللہ مدد دیگا اللہ نے لکھدیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔

(۲۹) یا احمد بارك اللہ فیك ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی - ص۲۳۵ - اے احمد تجھے خدا برکت دے اور جب تونے چلایا وہ اللہ کا چلانا تھا۔

(۳۰) الرحمن علم القرآن - لتنذر قوما ما انذر اباؤھم ولتستبین سبیل المجرمین - رحمن نے قرآن سکھلایا تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے جنکے باپ ڈرائے گئے اور تاکہ بدکاروں کا طریق ظاہر ہو جاوے

(۳۱) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ انا کفینا ک المستھزئین - براھین ص۲۳۵ - کہدے اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو مجھے چاہو - تجھے ہمنے مسخروں کے لئے کافی بنادیا ہے -

(۳۲) ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم - مین تمہین خبر دیتا ہون کہ شیطان اوسی پر اوترتے ہین جو گنہگار اور جھوٹ بولتا ہے -

(۳۳) قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون مسلمون - ص‌۲۱۲ - کہدے میرے پاس اللہ کی گواہی ہے - کیا تم یقین کروگے اسلام لاوگے -

(۳۴) ولا تقولن لشئی انی فاعل ذلک غدا او یخوفونک من دونہ - توکسی کام کی نسبت مت کہو کہ مین کل کرون گا - اور تجھے اس کے سوا خوف دلائین گے -

(۳۵) انک باعیننا سمیتک المتوکل - تو ہماری آنکھون کے سامنے ہے اور تیرا نام ہمنے متوکل رکھدیا ہے -

(۳۶) یحمدک اللہ من عرشہ یحمدک نصلی - تجکو خدا اپنے عرش سے صفت کرتا ہے تیری صفت اور نماز ہم کرتے ہین

(۳۷) یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون سنلقی فی قلوبھم الرعب وہ خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہین اپنی زبان سے اور اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافرون کو نہ بہاوے - ہم عنقریب اون مین رعب ڈالین گے -

(۳۸) اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتہی امر الزمان الینا - جب اللہ کی مدد اور فتح آجائیگی اور زمانہ کی حکومت ہمارے پر ختم ہوگی -

(۳۹) ھذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلھا ربی حقا - یہہ اون خوابون کی تاویل ہے جو اللہ نے دی تمہین اور خدا نے اون کو سچا کیا -

(۴۰) وقل رب ادخلنی مدخل صدق واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم - ص‌۲۴۲ - کہدے اے رب سچائی کی جگہ لیجا - یا تو بعض وعدے پورے کرینگے یا تجھے پورا کرین گے جس قوم مین تو ہے خدا اوسکو عذاب نہ دیگا -

(۴۱) یاتون من کل فج عمیق - ص‌۲۴۱ - ہر طرف سے لوگ تیرے پاس آئین گے -

(۴۲) ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء - وہ لوگ تیری مدد کرین گے جن کو ہم آسمان سے وحی کرینگے

(۴۳) انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر - تجھے ہمنے ظاہری فتح دی

تاکہ تیرے اگلے پچھلے گناہ خدا بخشے۔

(۴۴) ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ۔ اگر ایمان ثریا پر معلق ہوتا تو بھی اوس کو پا لیگا۔

(۴۵) یا ایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر ص۲۲۲۔ ای مدثر کھڑا ہو اور لوگوں کو ڈرا اور خدا کی بڑائی بیان کر۔

(۴۶) یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی۔ اے احمد تیرا نام پورا ہوگا اور میرا نام پورا نہ ہوگا۔

(۴۷) واتل علیھم ما اوحی الیک من ربک ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ جو تیرے پر وحی کیا گیا ہے لوگوں پر پڑھ اور مخلوقات کے لیے رخ مت بدل اور لوگوں سے نہ ڈر۔

(۴۸) اصحاب الصفۃ وما ادراک ما اصحاب الصفۃ تری اعینھم تفیض من الدمع۔ تیرے اصحاب صفہ اور کیسے اصحاب صفہ تو اون کی آنکھیں آنسو بہتی دیکھتا ہے۔

(۴۹) یاتی زمان مختلف بازواج مختلفۃ و تری نسلا بعیدا و نحییک حیوۃ طیبۃ ثمانین حولا او قریبا من ذلک۔ ازالہ ص۴۳۵ نئی نئی عورتیں تیرے پر مختلف زمانی لائیں گے اور تیری نسل کثیر ہوگی اور تجھے حیات طیبہ دیں گے اور تجھے اسی برس کی عمر یا اسکے قریب دینگے۔

(۵۰) انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی۔ ص۴۳ برا ہین۔ تو میری بارگاہ میں وجیہہ ہے اور تجھے اپنے لئے پسندیدہ کیا ہوں۔

(۵۱) نصرت بالرعب و اجیبت بالصدق ایھا الصدیق۔ تو رعب کے ساتھ فتح پایا ہے تو نے سچائی کے ساتھ جواب دیا ہے اے سچے۔

(۵۲) نصرت وقالوا لات حین مناص۔ تجھے نصرت دی گئی ہے اور کہیں گے وہ لات حین مناص چیک

(۵۳) اذا جاء نصر اللہ والفتح و تمت کلمۃ ربک ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون۔ جب کہ اللہ کی مدد آئیگی اور اللہ کے کلمات پورے ہوں گے یہہ وہی ہے جسکے لئے تم جلدی کرتے ہو۔

(۵۴) اردت ان استخلف فخلقت ادم انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ میں نے خلیفہ بنانا چاہا پس آدم کو خلیفہ بنایا اور میں زمین میں خلیفہ بنانیوالا ہوں۔

(۵۵) دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ص۴۹۳۔ وہ کمان یا اس سے بھی کم قرب حاصل کرلیا۔

(۵۶) یحیی الدین ویقیم الشریعۃ صفحہ ۹۶ - دین زندہ کریگا اور شریعت کو قایم کریگا۔

(۵۷) یاادم اسکن انت و زوجک الجنۃ - اے آدم تو اپنی عورت سمیت جنت مین جا۔

(۵۸) یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ - اے مریم تو اپنی عورت کے ساتھہ جنت مین جا۔

(۵۹) یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ - اے احمد تو اپنی عورت سمیت جنت مین جا۔

(۶۰) نفخت فیک من لدنی روح الصدق - اپنی پاس سے مین نے تجھہ مین سچائی کی روح پہونک دی

(۶۱) انا انزلناہ قریبا من القادیان - وبالحق انزلناہ و بالحق نزل - صدق اللہ و رسولہ وکان امر اللہ مفعولا - قادیان کے قریب ہمنے اوس کو اوتارا اور سچائی کے ساتھہ اوتارا اور اوترا اللہ اور اوس کا رسول سچا ہے - اور کام ہونے والا ہے۔

(۶۲) سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا - صفحہ ۵۰ - عجز سے پاک ہے وہ خدا جسنے اپنے بندہ کو رات مین سیر کرایا

(۶۳) جری اللہ فی حلل الانبیاء - اللہ تعالی انبیا کے حلّون مین داخل ہوگیا۔

(۶۴) بشری لک یا احمدی انت مرادی و معی غرست کرامتک بیدی - اے احمد تجھے بشارت ہو تو ہی میری مراد ہے اور تیری بزرگی مین نے اپنے ہاتھہ سے لگائی ہے۔

(۶۵) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - صفحہ ۵۰ - اور ہمنے تجھے رحمۃ للعالمین بناکر بھیجا ہے۔

(۶۶) انی ناصرک - انی حافظک - انی جاعلک للناس اماما - اکان للناس عجبا قل ہو اللہ عجیب یجتبی من یشاء من عبادہ لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون - وتلک الایام نداولہا بین الناس - وقالوا انی لک ہذا وقالوا ان ہذا الا اختلاق - مین ہی تیرا مددگار - محافظ - اور تجھے امام بنانے والا ہون - کیا لوگون کو تعجب ہے - کہدے اللہ عجیب ہے جسکو چاہے اپنے بندون مین سے پسند کرلیتا ہے - وہ اپنے کئے پر پوچھا نہین جاتا۔ اور لوگ پوچھے جاینگے - اور یہہ دن لوگون مین پہرتے رہتے ہین - اور کہین گے یہ دن تیرے لئے کہان؟ اور کہین گے یہہ بناوٹی بات ہے۔

(۶۷) اذا نصر اللہ المومن جعل لہ الحاسدین فی الارض فالنار موعدہم - قل اللہ ثم ذرہم فی

خوضہم یلعبون - جب اللہ مومن کو مدد دیتا ہے تو اوس کے لئے زمین جز حاسد بنا دیتا ہے جن کی جگہ دوزخ ہے - کہہ دے اللہ بس ہے پھر اونکو اپنے خیالات مین کھیلنے دے -

(۶۸) تلطف بالناس وترحم علیہم انت فیہم بمنزلۃ موسیٰ و اصبر علی ما یقولون - لوگون سے نرمی کر اور ان پر رحم کر تو اون مین موسیٰ کی جا بجا ہے اور اون کے کہے پر صبر کر -

(۶۹) قال اللہ فی حقی انت منی وانا منک - (ضمیمہ اخبار ریاض مطبوعہ ہوشیارپور مجریہ امرتسر ریکم مارچ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۴۸ سطر ۳ - کالم ثانی - "میرے حق مین خدا نے کہا ہے تو مجھسے ہے اور مین تجھسے ہون"

(۷۰) انا نبشرک بغلام علیم مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء اسمہ عمانوایل یولد لک الولد ویدنی منک الفضل ان نوری قریب فل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق - انجام آتھم صفحہ ۶۲ ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہین جو مظہر الحق ہوگا گویا خدا آسمان سے اوترا ہے اوس کا نام عمانوایل ہے - تیرا لڑکا ہوگا اور تیری بزرگی حاصل کریگا - میرا نور قریب ہے - کہہ اللہ کے ساتھہ پناہ چاہتا ہون ہر شے کے شر سے -

(۷۱) عجل جسد لہ خوار فلہ نصب وعذاب - ایک بچھڑے کا جسم ہے اور اوسکے لئے عذاب ہے

(۷۲) یاتی قمر الانبیاء وامرک یتاتی یوم یجیئ الحق ویکشف الصدق ویخسر الخاسرون - پیغمبرون کا چاند آئیگا اور تیرا حکم اوسدن آئیگا جبکہ حق آئیگا اور سچائی کہلیگی اور خسارہ والے خسارہ مین ہون گے

(۷۳) اللہ الذی جعلک المسیح ابن مریم - خدا وہ ہے جسنے مسیح ابن مریم بنا دیا -

(۷۴) قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الٰھکم الہ واحد والخیر کلہ فی القرآن - کہدے مین تمہاری مثل آدمی ہون - میری طرف وحی آتی ہے کہ خدا تمہارا ایک ہے اور تمامی خیر قرآن مین ہے -

(۷۵) ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون - وقالوا ان ھذا الا افتراء قل ان ھدی اللہ ھو الھدی الا ان حزب اللہ ھم الغالبون - الیس اللہ بکاف عبدہ فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا واللہ موھن کید الکافرین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا - قول الحق الذی فیہ تمترون - مین کتنے دن اس سے پہلے تم مین رہا

ہمارے سامنے کشتی بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ غالب ہے۔

(۸۴) نادانی وکلمنی انی مرسلک الی قوم مفسدین وانی جاعلک للناس اماما وانی مستخلفک اکراما کما جرت سنتی فی الاولین۔ مجھے خدا نے پکارا اور کلام کی کہ میں تجھے مفسدوں کی طرف بھیجوں گا اور تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور تجھے خلیفہ بناؤں گا جیسے کہ میری عادت پہلوں میں رہی۔

(۸۵) انک انت منی المسیح ابن مریم وارسلت لیتم ما وعد من قبل ربک الاکرام۔ تو مجھ سے مسیح ابن مریم ہی ہے اور تجھے اتمام وعدہ کے لئے بھیجا ہوں۔

(۸۶) واخبرنی ان عیسی نبی اللہ قد مات ورفع من ہذہ الدنیا فما کان لہ ان ینزل الا بروزا کالسابقین وقال سبحانہ انک انت ھو فی حلل البروز وھذا ھو الوعد الحق الذی کالسر المرموز فاصدع بما تومر ولا تخف السنۃ الجاھلین۔ (مکتوب عربی)۔ اور مجھے اس نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ مر گیا ہے اور اس دنیا سے اوٹھایا گیا ہے۔ پس اس کا اوترنا بجز بروز کے نہیں جیسے پہلے بروز کئے اور خدا نے کہا تو وہی ہے جو بروز کے حلّہ میں ہے اور یہی خدا کا سچا وعدہ ہے جو بجائے سر مرموز ہے، پس امر کو بجالا اور جاہلوں کی زبان سے نہ ڈر۔

(۸۷) انت اشد مناسبۃ بعیسی بن مریم واشبہ الناس بہ خُلقا وخَلقا وزمانا۔ (ازالہ صفحہ ۱۲۳) تجھے عیسیٰ سے شدید مناسبت ہے اور باعتبار فطرت اور عادت اور زمانہ کے سب سے زیادہ تر عیسیٰ سے مشابہ ہے۔

۶۔ عُلماءِ اُمتِ محمدیہ

جو عُلماء کہ عیسیٰ کی موت کے قائل نہیں بلکہ اون کی حیات اور رفع مع الجسم کے قائل ہیں وہ سب کے سب ضلالت پر متفق ہیں۔ اون کے قول بالکل خرافات ہیں اور جو قادیانی کے منکر ہیں وہ طرح طرح کے

عذاب کے مستحق اور ختم اللہ علی قلوبہم مین داخل۔

اور اکثر اُمت محمدیہ یہودی ہوجانے کے سبب سے جس طرح کہ موسیٰ کے بعد چودہ ۱۴۰۰ سو برس گذرنیکے عیسیٰ ابن مریم یہودیون کی اصلاح کیلئے آئے اوسی طرح حق تعالیٰ نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عیسیٰ ابن مریم ٹہیراکر اور اُمت محمدیہ کو یہودی ٹہیراکر اون کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔

قادیانی صاحب کا علماء کو یہودی اور بدذات اور ملعون العرب ظالم وغیرہ کہنا

اور اُمت کے علماء کو ان الفاظ کے ساتھہ خطاب کیا ہے کہ :—

"اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ - کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے- اے ظالم مولویو! تمپر افسوس! کہ تمنے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا" انجام آتہم صلا

اور اپنے وقت کے نو علماء کو جن مین اکثر تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی برکت سے مدارج فنا فی اللہ اور بقاء باللہ تک پہونچے ہوئے ہین جیسے حضرت شیخ الہ بخش سجادہ نشین حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ غلام نظام الدین بریلوی اور حضرت مولوی محمد احسن امروہی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ہین جن کو باین الفاظ جو تہذیب اور انسانیت کے درجہ سے بہت پست ہین تفوہ کرتا ہے کہ "ان نو علماء کا پچھلا جو اندھا شیطان اور غول گمراہ ہے جسکو رشید گنگوہی کہتے ہین جو امروہی کی طرح بدبخت اور ملعونون مین سے ہے اور ان کے ساتھہ ہم دو مشہور مشائخ کا ذکر کرتے ہین یعنی شیخ الہ بخش تونسوی اور شیخ غلام نظام الدین بریلوی- پس اے شیخ تونسوی مین تجھے جانتا ہون کہ تو ان آٹھون کا سردار ہے اور ان باغیون کا گویا تو امام ہے اور غوائیت اور ضلالت مین گویا تیرے شاگرد ہین یا تیرے جادو کئے ہوئے ہین پس تو

و اخرہم الشیطان الاعمی والغول الاغوی یقال لہ رشید الجنجوہی وھو شقی کالامروھی ومن الملعونین وتذکر معہم الشیخین المشہورین یعنی الشیخ الہ بخش التونسوی والشیخ غلام نظام الدین البریلوی فایہا الشیخ انی اعلم انک رئیس ھذہ الثمانیۃ وکمثل امام لتلک الفئۃ الباغیۃ وہم لکالتلامیذ فی الغوایۃ او کالمسحورین فاتنی بخیلک ورجلک واجمع کل دجالک وانحت انواع الافتیان وائتنی مع جموعک من اہل العدوان وصل علی کحبشی

اپنے پیادون اور سوارون کے ساتھ آ- اور اپنے کل مکرون کو جمع کر اور اقسام کے فتنے تراش کر اور اپنے اہل عدوان جماعتون کو لا اور تکبیر اوس حبشی کی طرح حملہ کر جسنے کعبۃ اللہ پر حملہ کیا - اور دوسرے عُلماء جو اوز کو مولوی کہتے ہین باوجودیکہ وہ گمراہ اور جاہل ہین

صال علی کعبۃ الرحمان - و اما الاٰخرون الذین سمو انفسہم مولویین، مع کونہم من الغاوین الجاہلین فنزہ الکتاب عن ذکرہم و لا نجس الصحیفۃ من کثرۃ ذکر الخبیثین الذین یقلدون اکابرہم و لیسوا من المتدبرین - مکتوب عربی ۲۵۳ و ۲۵۵

ہم اون کے ذکر سے اپنی کتاب کو پاک کرتے ہین- اور زیادہ خبیثون کے ذکر سے اپنی کتاب کو پلید نہین کرتے جو کہ اپنے اکابر کی تقلید کرتے ہین اور عقل وفکر نہین رکہتے - مکتوب عربی ۲۵۵

۷ تفسیر قادیانی جو اون کو الہام ہوئی

قادیانی کی تفسیر قرآن

ازالہ کے صفحہ ۷۲۶ مین قادیانی صاحب لکہتے ہین کہ مولوی لوگ اس بات کی شیخی مارتے ہین کہ ہم بڑے متقی ہین- مین نہین جانتا کہ نفاق سے زندگی بسر کرنا اونہون نے کہان سے سیکہہ لیا ہے- کتاب الٰہی کی غلط تفسیرون نے اونہین بہت خراب کیا ہے اور اون کے دلی اور دماغی قویٰ پر بہت بُرا اثر اس سے پڑا ہے- اس زمانہ مین بلاشبہہ کتاب الٰہی کے لئے ضروری ہے کہ اسکی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے- کیونکہ حال مین جن تفسیرون کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کرسکتی ہین اور نہ ایمانی حالت پر نیک اثر ڈالتی ہین بلکہ فطرتی سعادت اور نیک

موجودہ تفسیرین قرآن کی فطرتی سعادت کے مخالف ہیں اور غلط ہین

روشنی کی مزاحم ہو رہی ہین- اس کی وجہ یہہ ہے کہ وہ دراصل اپنے اکثر زوایا کی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم نہین ہے- قرآنی تعلیم ایسے لوگون کے دلون سے مٹ گئی ہے کہ گویا قرآن آسمان پر اوٹہایا گیا ہے- وہ ایمان جو قرآن نے سکہلایا تہا اوس سے لوگ بے خبر ہین- وہ عرفان جو قرآن نے بخشا تہا اوس سے لوگ غافل ہوگئے ہین- ہان سچ ہے کہ قرآن پڑہتے ہین مگر قرآن اون کے حلق سے نیچے نہین اوترتا- انہین معنون سے کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ مین قرآن آسمان پر اوٹہایا جائیگا- پہر انہین حدیثون مین لکہا ہے کہ پہر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانیوالا ایک

فارسی الاصل ہوگا - جیسا کہ فرمایا ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس - یہ حدیث
درحقیقت اُسی زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آیت انا علیٰ ذھاب بہ لقادرون مین اشارۃً
بیان کیا گیا ہے (یعنی ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ع زمانہ غدر) انتہیٰ -

پہر صفحہ ۳۱۱ مین لکہا کہ عادت اللہ ہر ایک کامل ملہم کے ساتہہ یہی رہی ہے کہ عجائبات مخفیۂ فرقان
اوسپر ظاہر ہوتے رہے ہین بلکہ بسا اوقات ایک ملہم کے دل پر قرآن شریف کی آیت الہام کے طور پر
القا ہوتی ہے اور اصل معنی سے پہیر کر کوئی اور مقصود اوس سے ہوتا ہے جیسا کہ مولوی عبداللہ صاحب
مرحوم غزنوی (جو غزنی سے اپنی لامذہبی اور وہابیت کی پاداش مین نکالے گئے اور جن کی بدولت پنجاب
مین وہابیت کا بیج بویا گیا) اپنے ایک مکتوب مین لکہتے ہین کہ مجہے ایک مرتبہ
الہام ہوا قلنا یا نار کونی بردا و سلاما - مگر مین اس کے معنی نہ سمجہا - پہر الہام ہوا قلنا یا صبر کونی بردا و
سلاما - تب مین سمجہہ گیا کہ نار سے مراد اس جگہ صبر ہے - اور پہر فرماتے ہین کہ ایکدفعہ مجہے الہام ہوا
رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق - اور اس سے مراد اصلی معنی نہین تہے بلکہ یہہ
مراد تہی کہ مولوی صاحب کوہستانی ریاست کابل سے پنجاب کے ملک مین زیر سلطنت برطانیہ آجائینگے
اور اسی طرح انہون نے اپنے الہامات مین کئی آیات فرقانی لکہی ہین اور اون کے اصلی معنی چہوڑ کر
کوئی اور معنی مراد لئے ہین - انتہیٰ -

عبداللہ غزنوی کے الہامات

پس قادیانی صاحب اسی مولوی عبداللہ غزنوی کی اقتدا کر کے جو فرقہ وہابیہ کے مقتدا
مین ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۱۳۱ مین لکہتے ہین کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ
الہام میرے پر کہلتے رہتے ہین اور اکثر ایسے ہوتے ہین کہ تفسیرون مین اون کا نام و نشان نہین پایا جاتا
مثلاً یہہ جو اس عاجز پر کہلا ہے کہ ابتدائے خلقت آدم سے جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
بعثت تک مدت گذری تہی وہ تمام مدت سورۂ والعصر کے اعداد حروف مین بحساب قمری مندرج ہے
یعنی چار ہزار سات سو چالیس - اب بتلاؤ کہ یہہ دقایق قرآنیہ جس مین قرآن کریم کا اعجاز نمایان ہے
کس تفسیر مین لکہا ہے ؟ -

سورۂ والعصر کی تفسیر قادیانی

سورہ لیلۃ القدر کے اسرار

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے میرے پر یہ نکتہ معارف قرآنیہ کا ظاہر کیا کہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر
کے صرف یہی معنی نہیں کہ ایک بابرکت رات ہے جس میں قرآن شریف اترا۔ بلکہ باوجود ان معنوں کے
جو بجائے خود صحیح ہیں اس آیت کے بطن میں دوسرے معنی بھی ہیں جو رسالہ فتح الاسلام میں درج کئے گئے
ہیں (یعنی لیلۃ القدر سے رات مراد نہیں بلکہ وہ زمانہ مراد ہے جو بوجہ ظلمت رات کے ہمرنگ ہے
اور وہ نبی یا اوس کے قائم مقام مجدد کے گذر جانے سے ایک ہزار مہینے کے بعد آتا ہے۔ فتح الاسلام صفحہ ۵
آپ فرمائیے کہ یہ تمام معارف حقہ کس تفسیر میں موجود ہیں؟۔ انتہی۔ ازالہ صفحہ ۱۳۱۔

قادیانی اور غزنوی کی تفسیر غلط اور محض تحریف اور تلبیس ابلیس ہے

ہم اسی کتاب کے مقدمۂ دوم میں ثابت کر چکے ہیں کہ جو الہام کہ اوس ظاہری شریعت
کے مخالف ہو جو نقلاً بعد نقل مدون ہے وہ تلبیس ابلیس سے ہرگز محفوظ نہیں
ہو سکتا اور نہ وہ کسی طرح اپنی صحت پر فتویٰ حاصل کرتا ہے۔ پس ہم بالتفصیل بتاتے ہیں کہ قادیانی
صاحب اور اون کے مقتدا عبداللہ غزنوی کی یہ چاروں الہامی تفسیریں شریعت منقولہ کی کسقدر مخالف
ہیں۔ کیونکہ آیہ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما میں نار سے مراد نار نمرودی ہے جو ابراہیم صلوات اللہ علیہ
پر برد اور سلام ہو گئی اور آیہ رب ادخلنی مدخل صدق میں دخل سے خود ذات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم منصوص ہے اور مدخل صدق اور مخرج صدق
سے مدینہ اور مکہ مقصود ہے جیسے کہ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے مروی ہے۔ دیکھو ازالۃ الخفا صفحہ ۲۰۶۔ مگر جائے

عن قتادۃ فی قولہ رب ادخلنی مدخل صدق
الآیۃ اخرجہ اللہ من مکۃ مخرج صدق
و ادخلہ المدینۃ مدخل صدق ازالۃ الخفا صفحہ ۲۰۶

افسوس ہے کہ اس مولوی نے حکومت کفر کو مدخل صدق کیونکر سمجھ لیا۔ اور چار ہزار سات سو چالیس
برس کی مدت حضرت آدم اور حضرت محمد مصطفےٰ صلوات اللہ علیہما کے درمیان ہوئی قادیانی صاحب
نے کہاں سے ادراک کی؟۔ حالانکہ شیخ سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رسالہ برزخیہ میں بعد تحقیق
تمام بقول وہب فیصلہ کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت حضرت آدم کے بعد چھ ہزار چھ سو
برس پر ہوئی۔ اور خود قادیانی صاحب ازالہ الاوہام کی جلد دوم میں اس حدیث سے استدلال فرما چکے
ہیں جو ابن عباس پر موقوف ہے کہ الدنیا سبعۃ ایام کل یوم الف سنۃ و بعث رسول اللہ فی آخرھا

یعنی دُنیا کا برزخ سات ہزار برس ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آخری ہزار میں مبعوث ہوئے

ہین۔ اور سورۂ لیلۃ القدر کے نزول کے متعلق ترمذی اور حاکم و بیہقی بروایت حسن بن علی تصریح فرما چکے ہین کہ فرمایا اونہون نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ بنی اُمیہ آپ کے منبر پر باری باری سے چڑھکر خطبہ پڑھ رہے ہین اور آنحضرت کو یہ امر بہایا کہ تنے مین سورۂ کوثر اور سورۂ لیلۃ القدر نازل ہوگئی یعنی اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ رات جس مین قرآن کا

واخرج الترمذی والحاکم والبیہقی عن الحسن بن علی قال ان رسول اللہ ص قد رأی بنی امیۃ یخطبون علی منبرہ رجلا رجلا فساءہ ذلک فنزلت انا اعطیناک الکوثر ونزلت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادرٰک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر یملکہا بنو امیۃ قال القاسم بن الفضل فحسبنا ملک بنی امیۃ فاذا ھی الف شہر لا تزید ولا تنقص ازالۃ الخفاء

نزول ہوا وہ اون ہزار مہینون سے بہتر ہے جن کے گذرنے تک بنی اُمیہ مالک مُلک رہین گے۔ قاسم بن الفضل فرماتے ہین کہ ہمنے اس روایت کے سُننے پر بنی اُمیہ کی سلطنت کی مدت حساب کی تو وہ پورے ہزار مہینہ ہی نکلے۔

مگر ہمارے اس بیان کے دیکھنے سے قادیانی صاحب گوش آغوش ہون گے کہ اون کی الہامی تفسیر کسقدر شریعتِ منقولہ سے باہر ہے اور اون کے الہامی معارف غیر مطابق شریعت ہونے کے علاوہ حقانیت سے کسقدر دور ہین۔

پس بطور مشتے نمونہ خروارے ہم چند آیات قرآنی کی تفسیر الہامی جو قادیانی صاحب نے لکھی ہے حسب ذیل اپنے جوابات کیساتھ لکھتے ہین جس سے انصاف پسند دوستون پر ظاہر ہوگا کہ اون کے الہامات کو شریعتِ منقولہ کسقدر اور کس درجہ تک رد کرتی ہے:۔

۱۔ سورۂ الحمد

سورۂ الحمد کی تفسیر قادیانی صاحب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۵۵ مین آیۂ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی تفسیر الہامی طور سے اس طرح لکھتے ہین:۔ یعنی اے میرے خداوند رحمٰن و رحیم ہمین ایسی ہدایت بخش کہ ہم آدم صفی اللہ کے مثیل ہوجائین۔ شیث نبی اللہ کے مثیل بن جائین۔ حضرت نوح

آدم ثانی کے مثیل ہوجائیں - ابراہیم خلیل اللہ کے مثیل ہوجائیں - موسی کلیم اللہ کے مثیل ہوجائیں
عیسیٰ روح اللہ کے مثیل ہوجائیں اور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ حبیب اللہ کے مثیل ہوجائیں اور
دنیا کے ہر ایک صدیق و شہید کے مثیل ہوجائیں - اب ہمارے علماء جو مثیل ہونیکے دعوے کو کفر
والحاد خیال کرتے ہیں اور جس شخص کو الہام الٰہی کے ذریعہ سے اس ممکن الحصول مرتبہ کی بشارت دی جائے
اوس کو ملحد اور کافر اور جہنمی ٹہیراتے ہیں - ذرا سوچکر بتلادیں کہ اگر اس آیت کریمہ کے یہ معنی نہیں ہیں
جو ہم نے بیان کئے ہیں تو اور کیا معنی ہیں ؟ - اور اگر یہہ معنی صحیح نہیں ہیں تو پھر اللہ جلشانہ کیوں فرماتا
ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - اب سوچنا چاہئے کہ جس وقت انسان ایک
محبوب کی پیروی سے خود بھی محبوب بن گیا تو کیا اوس محبوب کا مثیل ہی ہوگیا یا ابھی غیر مثیل رہا ؟ -
افسوس ! آجتک جسقدر اکابر متصوفین گذرے ہیں اون میں سے ایک کو بھی اس میں اختلاف نہیں
ہے کہ اس دنیا میں مثیل الانبیاء بننے کی راہ کھلی ہوئی ہے جیسا کہ آنحضرت خوشخبری فرما گئے ہیں کہ علماء
امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے کلمات طیبہ تذکرۃ الاولیاء میں حضرت
فرید الدین عطار نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں ہی آدم ہوں - میں ہی شیث ہوں میں ہی نوح ہوں
میں ہی ابراہیم ہوں میں ہی موسیٰ ہوں میں ہی عیسیٰ ہوں میں ہی محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم اور ستر
مرتبہ کافر اور ملحد ٹہیرا کر بسطام سے نکالے گئے ہیں - لیکن اوس زمانہ کے گذرنیکے بعد پھر علماء اون کے
ایسے معتقد ہوگئے کہ اون کے شطحیات کی بہی تاویلیں کرنے لگے - اور شالوی صاحب قادیانی صاحب کی
تائید میں فتوحات مکیہ باب ۲۲۳ کی عبارت نقل کردی کہ غایۃ الوصلۃ ان یکون الشئ عین ماظہر
ولا یعرف کما رأیت رسول اللہ وقد عانق ابن حزم المحدث فغاب احد ہما فی الآخر فلم نر الا احدا وھو
رسول اللہ فہذہ غایۃ الوصلۃ وھو المعبر عنہ بالاتحاد - ۵

جذبۂ شوق بحدیست میان من و تو	کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من و تو

الی آخرہ انتہی

صحیح تفسیر گمر ہدایت پسند دوستوں پر ظاہر ہوگا کہ خدا تعالیٰ اس آیہ کریمہ میں اپنے بندوں کو یہی تعلیم

فرمارہا ہے کہ وقت مناجات اونہین لوگون کا طریقہ اور اقتدار مجہہ سے طلب کرو جن کو نعماے الٰہی عطا ہوئے ہین یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور صالحین - جیسے کہ ایک دوسری آیت سے ظاہر ہے اور جیسے کہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم یعنی میرے اصحاب ستارون سے صفت ہدایت مین مشابہت رکہتے ہین پس ان مین سے جن کا اقتدا کروگے صراط مستقیم پر ہوگے اور نیز فرمایا - اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر - یعنی میرے بعد ابی بکر اور عمر کا اقتدا کرو - پس صراط مستقیم جو صراط انبیاء اور شہداء اور صالحین اور صدیقین ہے اسکی اہتدا اون کی اقتدار کے بغیر حاصل ہونی ممکن نہین - اور یہہ کسقدر سوء ادب ہے کہ جن کی اقتدار کرنے سے صراط مستقیم کی ہدایت ہوتی ہے اونہین کی مثل منتدا ہونیکی دعا مانگی جائے یا اونہین کا مثیل ہونے کا ادعا کیا جائے جیسے کہ قادیانی صاحب نے کیا - حالانکہ حرف کاف فقط کسی ایک صفت مین تشبیہہ کا افادہ دیتا ہے نہ کہ تمامی صفات مین - پس کوئی امتی کسی نبی کا ہمسر اور مثیل نہین ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ فقط صراط مستقیم پر چلنے سے نہ شہید ہو سکتا ہی جبتک کہ اسکو شہادت کا ذائقہ نہ چکہایا جائے اور نہ صدیق ہو سکتا ہی جبتک کہ حضرت صدیق کی طرح سارا اسلام آغوش نبی مین پرورش یافتہ ہو پہر کوئی صراط مستقیم سے بہٹکا ہوا اون کا ہمسر یا مثیل ہونیکا دعوی کس طرح کر سکتا ہے؟ علی الخصوص سید الانبیاء محمد مصطفے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل ہونا یعنی اون کا ہمسر ہونا - حالانکہ علماء نے تصریح کردی ہے کہ ؎ مثل النبی محمد فهو ممتنع ؎ ان قال لی او مکن ذلک ... یعنی محمد کا مثل یا مثیل ممتنع ہے اور جو ممکن کہے وہ کافر ہے - اور شیخ شرف الدین بوصیری قصیدہ بردہ مین لکہتے ہین

منزہ عن شریک فی محاسنه	فجوهر الحسن فیه غیر منقسم
او منزہ از شریک اندر محاسن آمدہ	جوہر حسن محمد پارہ نامد در رقم

بایزید کا قول کہ مین ہی شیث ہون آہ اسکا جواب

ہان یہہ صحیح ہے کہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ مین ہی آدم ہون مین ہی شیث ہون مین ہی نوح ہون اور مین ہی ابراہیم ہون اور مین ہی موسیٰ ہون اور مین ہی عیسیٰ ہون اور مین ہی محمد ہون - لیکن قادیانی صاحب بایزید کا یہ قول نقل کرنا بہول گئے جو کہا کہ مین ہی خدا ہون اور میرے جبہ مین اللہ کے سوا کچہہ نہین - جس کی نسبت حضرت روم لکہتے ہین - ؎

با مریدان آن فقیر محتشم　　بایزید آمد که یزدان نک منم
گفت مستانه عیان آن ذوفنون　　لا اله الا انا ها فاعبدون
چون گذشت آن حال گفتندش صباح　　تو چنین گفتی و نبود آن صلاح
گفت این بار ار کنم این مشغله　　تیغها بر من زنید آن دم هله
حق منزه از تن و من با تنم　　چون چنین گویم ببایدکشتنم
چون وصیت کرد آن آزاده مرد　　هر مریدی کاردی آماده کرد
مست گشت و باز استغراق رفت　　آن وصیت هاش از خاطر برفت
عشق آمد عقل او آواره شد　　صبح آمد شمع او بیچاره شد
عقل خود شحنه است چون سلطان رسید　　شحنهٔ بیچاره در کنجی خزید
عقل سایهٔ حق بود حق آفتاب　　سایه را با آفتاب او چه تاب
چون پری غالب بود بر آدمی　　گم شود از مرد وصف مردمی
هرچه گوید آن پری گفته بود　　زین سری نه زان سری گفته بود
چون پری را این دم و قانون بود　　کردگار آن پری خود چون بود
چون همای بیخودی پرواز کرد　　آن سخن را بایزید آغاز کرد
عقل او سیل تحیر در ربود　　زان قوی تر گفت کاول گفته بود
نیست اندر جبه ام الا خدا　　چند جویی در زمین و در سما
آن مریدان جمله در هم آمدند　　تیغها بر جسم پاکش می زدند
هر یکی چون ملحدان در گرد کوه　　کارد می زد پیر خود را بستوه
هر که اندر شیخ تیغی می خلید　　باژگونه او تن خود می درید
وانکه او را زخم اندر سینه زد　　سینه اش بشکافت شد مرده ابد
یک اثر نی بر تن آن ذوفنون　　وان مریدان خسته و غرقاب خون

روز گشت و آن مریدان کاسته — نوحه ها از جان شان برخاسته

پیش او آمد هزاران مرد زن — کای دو عالم درج در یک پیرهن

این تن تو گر تن مردم بُدے — چون تن مردم ز خنجر گم شُدے

با خودے با بیخودے دو چار زد — با خود اندر دیدهٔ خود خار زد

اے زده بر بیخودان تو ذوالفقار — بر تن خود میزنی آن هوشدار

زانکه بیخود فانی است و ایمن است — تا ابد در ایمنی او ساکن است

نقش او فانی و او شد آئینه — غیر نقش روے غیر آن جا نه

گر کُنی تف سوے روی خود کنی — ور زنی بر آئینه بر خود زنی

ور ببینی روے زشت آن هم توئی — ور ببینی عیسیٔ مریم توئی

او نه این است و نه آن او ساده است — نقش تو در پیش تو بنهاده است

مگر جاے غور ہے کہ قادیانی صاحب کی طرح بایزید کی مثل بزرگوارون نے کبھی مثیل ہونے کا دعویٰ نہ کیا اور سر اس مین یہہ ہے کہ اون کو ہر ایک مرتبہ کی فنا و بقا کے وقت اپنی ہستی نظر انداز ہوتی رہی اور بآواز بلند پکار اوٹھے کہ ؎

خواجہ مگو کہ من منم من نہ منم نہ من منم — جان من اوست تن منم من نہ منم نہ من منم

فاش و نہان او منم گنج روان او منم — گوہر کان او منم من نہ منم نہ من منم

حضرت جنید بایزید کی نسبت لکھتے ہین کہ جرت علیہ اوقات الغفلۃ ثم صحا - یعنی یہ کلمات اون سے حالت سکر اور غلبہ فنا و بقا مین نکل گئے اور اسکے بعد ہوشیار ہوتے ہی توبہ کرتے رہے - یہی بایزید ہین جنہون نے عیسوی المشرب ہونے سے ایک چیونٹی مار کر اوس مین جان ڈالدی اور دم عیسوی اون مین آگیا - مگر قادیانی صاحب نے تو اس دم عیسوی کا ہی انکار کر دیا - اور بہت بڑا فرق ہے غیریت کی اثبات اور غیریت کی نفی مین - اور محبوب کا محبوب اگرچہ محبوب ہی ہے لیکن دونون محبوب باہم مثیل نہین ہوسکتے

۴- سورۂ بقر

سورہ بقر

۱- فاخذتکم الصاعقۃ و انتم تنظرون ثم بعثنٰکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون-

۲- و اذ قتلتم نفسا فادٰرءتم فیہا و اللہ مخرج ما کنتم تکتمون- فقلنا اضربوہ ببعضہا کذلک یحیی اللہ الموتی و یریکم ایاتہ لعلکم تعقلون-

۳- الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وہم الوف حذر الموت فقال لہم اللہ موتوا ثم احیاہم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون-

۴- او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا قال انّٰی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ- ۱۱

قادیانی صاحب ان چارون آیتون کی تفسیر الہامی مین جو ازالۃ الاوہام کے متعدد صفحات مین مذکور ہے فرماتے ہین کہ یہان موت سے حقیقی موت مقصود نہین ہے بلکہ نیند مراد ہے جو موت کی بہن ہے اور اسی طرح حیات سے مراد حقیقی حیات نہین کیونکہ وعدہ خدا اسی طرح ہے کہ اس دنیا مین دو موتین ایک شخص پر وارد ہونا ممنوع ہین- حالانکہ قادیانی صاحب کا یہہ دعوی بالکل غلط ہے اس دنیا مین دو موتین ~~ہونا ممنوع ہین بھلا~~ خدا کی قدرت کاملہ کے لئے کون چیز مانع ہے جبکہ وہ اپنی عجائب قدرت کی ایک نشانی کا اظہار فرماوے جو بعث بعد الموت پر ایمان لانے کے لئے موجب اطمینان ہو- اسی واسطے اللہ تعالی پہلی آیہ مین ارشاد فرماتا ہے کہ تم کو تمہارے مرنے کے بعد اس لئے اوٹھایا تاکہ تم شکر گذاری کرو اور دوسری آیت مین وجہ احیا یہہ فرماتا ہے تاکہ تم اللہ کی نشانیون کو دیکھکر تم اوس کو جانلو- اور تیسری آیت مین اپنے ایک فضل کا اظہار فرمایا جو ہزارون کو بعد موت بدعاء خرقیل نبی زندہ فرمایا- تاکہ وہ شکر گذاری کرین- اور چوتھی آیت مین حضرت عزیر کے استعجاب اور بعید از عادت اللہ ہونیکا دفعیہ فرمایا کہ وہ خدا قادر ہے کہ مار کر جلاوے اور کوئی شے اوس کی اس عادت اور قدرت کے لئے مانع نہین- پس ان آیات مین بنظر سیاق و سباق کوئی قرینہ نہین ہے کہ جو موت اور حیات کے لفظ کو اپنے حقیقی معنی سے پہیرے بلکہ جملہ قرائن حقیقی معنی کیلئے موکد ہین-

۳۔ سورۂ آل عمران

سورۂ آل عمران

۱۔ یکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصالحین

یہاں قادیانی صاحب کی بحث لفظ کہل مین ہے۔ چنانچہ کہل کے معنی حلیم کر کے لکھتے ہین کہ اس آیت مبارک مین عیسیٰ صلوات اللہ علیہ زمانہ کہولت تک عمر پانے کے لئے مبشر نہین ہین بلکہ وہ زمانہ کہولت سے قبل مر گئے۔ اور ہم اس کی تردید قبل ازین دعوی اول کے طریق دوم مین لکھ چکے ہین۔

۲۔ قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر۔ قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون

اس مین کوئی دلیل نہین کہ عیسیٰ بن باپ پیدا ہوئے بلکہ وہ یوسف نجار کے فرزند ہین اور بغیر مس بشر کسی لڑکے کا پیدا ہونا قانون قدرت سے باہر ہے۔

۳۔ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابری الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ۔

یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اون مین پہونک مار کر سچ مچ کے جانور بنا دیتا تہا بلکہ یہہ ایک قسم کا عمل الترب تھا۔ اگر یہہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو امید قوی رکہتا تہا کہ ان اعجوبہ نمائیون مین ابن مریم سے کم نہ رہتا

۴۔ انی متوفیک ورافعک الی

یہان توفی کا معنی حقیقی موت ہے اور رفع سے مراد رفع روح بعد الموت ہے۔ جو کوئی کہ توفی کا معنی یہان خلاف موت کرتا ہے وہ کافرون مین سے اور منکرون مین سے ہے۔

۴۔ سورۂ نسا

سورۂ نساء

۱۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔ الخ

عیسیٰ اگرچہ صلیب پر چڑھائے گئے لیکن صلیبی موت اون پر وارد نہ ہوئی اور وہ زخم صلیب سے

کئی دن تک بیمار رہے لیکن مرہم عیسیٰ جو الہامی مرہم ہے لگانے سے اچھے ہو گئے اور سیاحت کرتے ہوئے سری نگر مین آکر فوت ہو گئے۔

۲ وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ

یعنی ہر اہل کتاب اپنے مرنیکے قبل مسیح علیہ السلام کی طبعی موت کیساتھہ مرنے پر ایمان لی آتا ہے اور اون کو یقینی طور پر اس بات کا علم نہین ہے کہ مسیح پھانسی دیا گیا بلکہ یقینی امر یہہ ہے کہ وہ فوت ہو گیا اور اپنی طبعی موت سے مرا اور خدا نے اوس کو اپنی طرف اوٹھا لیا۔

۵۔ سورۂ مائدہ

سورۂ مائدہ — و اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ......

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم

یہ عیسیٰ علیہ السلام کا اپنا اقرار ہے کہ اے خدا جب تو نے مجھے مار دیا تو توہی اون پر نگہبان تھا اور یہان صریحاً توفی کا معنی موت ہے۔ اور دلیل اس پر کلمۂ اذ ہے جو خاص زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور وہ کا ذہین مین سے ہے جو ماضی کو یہان بمعنی استقبال کہے اور یہہ صریح ظلم ہے۔ حالانکہ خود خدا اسکے بعد فرماتا ہے کہ یہہ واقعہ قیامت کے دن کا ہے اور امام بخاری اس کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ اذ حرف صلہ ہے اور قال بمعنی یقول ہے یعنی زمانہ گذشتہ کی گفتگو نہین۔ بلکہ آیندہ زمانہ استقبال مین اس کا وقوع ہوگا۔ پس بقول قادیانی صاحب امام بخاری بہی کاذب ٹہیرے۔ استغفر اللہ!

۶۔ سورۂ انعام

سورۂ انعام — یتوفیکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنھار باوجودیکہ یہہ آیت مبارک توفی کے معنی حقیقۃً نیند کے ہونا فرما رہی ہے۔ لیکن قادیانی صاحب نے یہان بہی توفی کے معنی موت ہی قرار دئے ہین۔

۷۔ سورۂ توبہ

سورۂ توبہ — ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

یہ آیت مبارک درحقیقت حضرت مسیح کے زمانہ سے متعلق ہے اور وہ غلبہ کاملہ جو موعود ہے وہ درحقیقت حضرت مسیح کے ہاتھوں سے ہونا ہی مقدر ہے لیکن اس تفسیر الہامی کے بعد کئی برس کے اب مجھپر منکشف ہوا ہے کہ حضرت مسیح تو مرچکے ہین سو آنیوالا مسیح جسکے ہاتھوں سے یہ غلبہ ہونیوالا ہے وہ خود قادیانی مسیح ہے جس مین حضرت مسیح بروز کر آئے ہین۔

۸۔ سورہ مریم

سورہ مریم | ۱۔ یا ذکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیا۔

یعنی یحییٰ سے پہلے ہمنے کوئی مثیل اوس کا دنیا مین نہین بھیجا جسکو باعتبار ان صفات کے یحییٰ کہا جائے اور یحییٰ کے تولد سے انجیل مین یہہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ ادریس جو بائیبل مین یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہین اون کا نزول ہوگیا۔

۲ واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقا نبیا و رفعناہ مکانا علیا۔

یہان رفعت درجہ مراد ہے نہ کہ حضرت ادریس آسمان پر اوٹھائے گئے۔ اور یہی یوحنا یا ایلیا ہے جسکا نزول یحییٰ نبی کے تولد سے ہوگیا اور یہی بروز سنت اللہ کے مطابق ہے اور اسی طرح عیسیٰ کا نزول قادیانی کے تولد سے ہوگیا۔

۹۔ سورہ طہٰ

سورہ طہٰ | منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخریٰ

پس اس سے ظاہر ہے کہ زمین زادہ زمین مین ہی دفن ہوتا ہے پس محال ہے کہ ادریس نبی آسمانو نمین مرے

۱۰۔ سورہ انبیا

سورہ انبیاء | ۱۔ وذاالنون اذ ذھب مغاضبا۔

یعنی خدا نے یونس نبی پر یہہ وحی نازل کی کہ فلان تاریخ مین عذاب نازل کرون گا۔ سو اون لوگون نے خدا کی طرف تضرع کی اور رجوع کیا سو خدا نے اون کو معاف کر دیا اور کسی دوسرے وقت عذاب ڈال دیا تب یونس کہنے لگا کہ اب مجھے کذاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہین جاؤنگا اور دوسری راہ لی

اور اسی سنّتہ اللہ کے موافق جو قوم یونس نبی کے لئے وعید کی بابت میں تخفیف ہوگیا تہو قادیانی حسب
کی پیشگوئی بہی داماد احمد بیگ کی نسبت خلاف ہوگئی اور اوس کی میعاد گذر چکی -

۲ - وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد

یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی آدمی ہمیشہ کیلئے زندہ نہیں رہا - گو یہ آیت حضرت
ادریس اور عیسیٰ اور خضر وغیرہ کی موت پر قطعی الدلالت ہے -

۳ - وحرام علی قریۃ اھلکنھا انھم لا یرجعون -

یعنی خدا قسم کر کے کہتا ہے کہ جو مر جاوے پہر وہ دوبارہ قبل از روز قیامت زندہ نہیں کیا جا سکتا -

۱۱ - سورہ حج

سورہ حج | ۱ - وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی
الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ -

یعنی شیطانی دخل کبہی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے - اور اس کی سند میں تورات کا
ایک قصہ لکہا کہ ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اوس کی فتح کی پیشگوئی کی اور وہ جہوٹے
نکلے بوجہ اسکے کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا - نوری فرشتہ کی طرف سے
نہیں تہا - اور ان نبیوں نے دھوکا کہا کر ربانی سمجھہ لیا تہا -

۱۲ - سورہ مومنون

سورہ مومنون | وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناہ فی الارض وانا علی ذھاب بہ لقادرون -

ماء سے مراد قرآن ہے جو زمانہ غدر میں آسمانوں پر اوٹھایا گیا اور جو بحساب جمل انا علی ذھاب بہ
لقادرون کے حروف سے (۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ء) مستنبط ہے - لیکن دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک
مرد فارسی الاصل ہوگا جو قادیانی ہے -

۱۳ - سورہ نور

سورہ نور | وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم -

وہ موعود جسکے زمانہ مین دین کی تمکنت ہوگی اور زمین مین خلیفۃ اللہ ہوگا وہ سُنۃ اللہ کے مُطابق قادیانی ہے جسکو خلیفۃ اللہ ہونیکا الہام بھی ہو چکا ہے۔

۱۴۔ سورۂ فُرقان

سورۂ فرقان | وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق

اگر عیسیٰ زندہ آسمانون پر ہے تو ضرور وہ طعام کہاتا پیتا ہوگا اور نیز اوس کے جمیع لوازمات اور ضروریات کا محتاج ہوگا۔

۱۵۔ سورۂ نمل

سورۂ نمل | ۱۔ اِنک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مُدبرین۔

نبی کریمؐ مُردون کو سُنا نہین سکتا اور پہر اون کی حیات تو کُجا۔ حالانکہ نبی کریم کا ارشاد ہے والذی نفسی بیدہٖ لاما انتم باسمع منھم ولکنھم لا یطیقون ان یجیبوا۔ یعنی خدا کی قسم وہ سب سے زیادہ سُنتے ہین لیکن جواب دینے کی اون مین طاقت نہین۔

۲۔ واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بایاتنا لا یوقنون

یہان دابۃ الارض سے مُراد ایک مرد کامل ہے۔ چُنانچہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مین ہی دابۃ الارض ہون

۱۶۔ سورۂ زُمر

سورۂ زُمر | اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا

یہان بہی توفّی کا حقیقی معنی موت ہی ہے۔

۱۷۔ سورۂ زُخرف

سورۂ زخرف | وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا

یہان عیسیٰ کا نزول علامت قیامت نہین بلکہ قُران کریم مُراد ہے۔

۱۸۔ سورۂ دُخان

سورۂ دُخان | ۱۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس۔

یہان دخان حقیقی مُراد نہین بلکہ دخان ظلمت وتاریکی بدعت وکفر ہے جو لوگون کے دلون کو چھپا لیا ہے اور قادیانی اوس کے منور کرنیکے لئے آیا ہے ۔

۲۔ لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولی

موت اولی کے سوائے کوئی دوسری موت نہین آسکتی ۔ لہذا کسی کی کرامت یا معجزہ سے کوئی مُردہ جو بعد موت جنت مین داخل ہوگیا ہے بھلا جنت کو چھوڑ کر یہہ قالب عنصری مین کیون آنے لگا ؟

۱۹۔ سورۂ حدید

سورۂ حدید | مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۔

آنیوالا احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے وہی قادیانی ہے ۔

۲۰۔ سورۂ مزمل

سورۂ مزمل | انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا ۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کے مثیل ہین لیکن قادیانی جو عیسیٰ کا بلکہ جمیع انبیا کا مثیل ہے وہ اتنے ہی فاصلہ سے حضرت محمد مصطفےٰ کے بعد آیا جتنے فاصلے سے موسیٰ کے بعد عیسیٰ نبی اللہ آیا ۔

۲۱۔ سورۂ زلزال

سورۂ زلزال | اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا وقال الانسان مالھا ۔ یومئذ تحدث اخبارھا ۔ بان ربک اوحی لھا ۔ یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ ۔

اس سورہ کی تفسیر قادیانی صاحب اس طرح لکھتے ہین کہ یہہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلتہ القدر ہوتی ہے جس مین وہ نبی اور وہ کتاب جو اوس کو دی گئی ہے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور فرشتے آسمان سے اوترتے ہین ۔ لیکن سب سی بڑی لیلتہ القدر وہ ہے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے درحقیقت اسی لیلتہ القدر کا دامن آنحضرتؐ

کے زمانہ سے قیامت تک چھپا ہوا ہے - اور کچھ انسانون مین دلی اور دماغی قویٰ کی جنبش
آنحضرت صلعم کے زمانہ سے آج تک ہو رہی ہے وہ لیلۃ القدر کی تاثیر ہے - اور جس زمانہ مین کہ آنحضرت
کا کوئی نائب دنیا مین پیدا ہوتا ہے تو یہہ تحریکین ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہین سو
درحقیقت اسی معنی کو سورہ زلزال مین مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے یعنی جب آخری زمانہ مین خدائے
تعالیٰ کی طرف سے کوئی عظیم الشان مصلح آئیگا اور فرشتے نازل ہون گے تو اوس کا یہہ نشان
ہے کہ زمین جہان تک اوس کا ہلانا ممکن ہے ہلائی جائیگی یعنی طبیعتون اور دلون اور دماغون
کی غایت درجہ پر جنبش دی جائیگی اور خیالات عقلی اور فکری اور سبعی اور بہیمی پورے پورے
جوش کے ساتھ حرکت مین آجائین گے اور زمین اپنے تمام بوجھون کو باہر نکال دیگی یعنی انسانون
کے دل اپنی تمام استعدادات مخفیہ کو منصہ ظہور مین لائینگی اور جو کچھ اون کے اندر علوم وفنون
کا ذخیرہ ہے یا جو کچھہ عمدہ عمدہ دلی و دماغی طاقتین ولیاقتین اون مین مخفی ہین سب
کی سب ظاہر ہو جائین گی اور انسانی قوتون کا آخری نچوڑ نکل آئیگا - اور جو جو ملکات انسان کے
اندر ہین یا جو جذبات اون کی فطرت مین مودع ہین وہ تمام ممکن قوت سے حیز فعل مین آجائینگے
اور تمام دفائن وخزائن علوم مخفیہ پر انسان فتحیاب ہو جائیگا اور فرشتے جو اوس لیلۃ القدر
مین مرد مصلح کیساتھہ آسمان سے اوترین گے ہر ایک شخص پر اوس کی استعداد کے موافق خارق
عادت اثر ڈالین گے یعنی نیک لوگ نیک خیال مین ترقی کرین گے اور جن کی نگاہین دنیا تک محدود
ہین وہ اون فرشتون کی تحریک سے دنیوی عقلون اور معاشرت کی تدبیرون مین وہ ید بیضا
دکھائین گے کہ ایک مرد عارف متحیر ہو کر اپنے دل مین کہیگا کہ یہہ عقلی اور فکری طاقتین اون لوگون
کو کہان سے ملین - تب اوس روز ہر ایک استعداد انسانی بزبان حال باتین کریگی کہ یہہ اعلےٰ
درجہ کی طاقتین میری طرف سے نہین بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہہ ایک وحی ہے جو ہر ایک
استعداد پر بحسب اوس کی حالت کے اوتر رہی ہے یعنی صاف نظر آئے گا کہ جو کچھہ انسانون کے دل
و دماغ کام کر رہے ہین - یہہ اون کی طرف سے نہین بلکہ ایک غیبی تحریک ہے کہ اون سے یہہ کام کرا رہی ہے

سو اوس دن ہر ایک قسم کی قوتین [illegible] جوش

مین آ کر اگرچہ باعث نقصان استعداد [illegible] تب کیسے

او بال اون [illegible] ہر ایک قسم کی تدبیرین اور صنعتین

اور کلین ایجاد کرینگے - اور [illegible] الہامات اور

مکاشفات کا چشمہ صاف صاف طور پر بہتا نظر آئیگا [illegible] ہوگی کہ مومن کی خواب

جہوٹی نکلے - تب انسانی قوٰی کے ظہور و بروز کا دائرہ پورا ہو جائیگا - تب خدا تعالے کے

فرشتے اون تمام راستبازون کو جو زمین کے چارون طرفون مین پوشیدہ طور پر زندگی بسر

کرتے تھے ایک گروہ کی طرح اکٹھا کردینگے اور دنیا پرستون کا بھی کہلا کہلا

ایک گروہ نظر آئیگا تا ہر ایک گروہ اپنی کوششون کے ثمرات دیکہہ لین تب آخر ہو جائیگی

یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جس کی بنا ابہی سے ڈالی گئی ہے جس کی تکمیل کے

لئے سب سے پہلے خدا تعالے نے اس عاجز کو بھیجا ہے اور مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ

انت اشد مناسبة بعیسی ابن مریم و اشبه الناس به خلقا و خلقا و زمانا -

اور حضرت عیسی نے اپنے اوترنے کے لئے جو زمانہ انجیل مین بیان فرمایا ہے یعنی یہہ کہ

وہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح امن اور آرام کا زمانہ ہوگا - درحقیقت وہی زمانہ ہے

جس مین علوم و فنون کی ترقیات ہو رہی ہین اور جس مین غایت درجہ کا امن ہے

کہ لڑائیان اور فساد اور خوف جان نہین - ہمارے علماء نے جو ظاہری طور پر اس

سورہ کی تفسیر کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنون مین سخت زلزلہ آئے گا اور جو

زمین کے اندر چیزین ہین وہ سب باہر آجائینگی اور کافر لوگ زمین کو پوچہین گے

کہ تجہے کیا ہوا اور زمین باتین کریگی اور اپنا حال بتائیگی - یہہ سراسر غلط تفسیر ہے -

ہر عقل سلیم سوچ سکتی ہے کہ ایسے بڑے زلزلہ کے وقت کافر لوگ کہان زندہ رہین گے -

جو زمین سے استفسار کرین گے - بلکہ اس جگہ زمین سے مراد زمین کے رہنے والے ہین انتہی - ازالۃ الاوہام صـ ۱۴۲

یہہ قادیانی صاحب کی الہامی تفسیر ہے جو ہمنے بطور نمونہ مختصر الفاظ مین بیان کی ہے اور معنی مین سر مو تفاوت نہین - اور چونکہ فی الجملہ اُن کے ہر ایک استدلال کی تردید ہمارے رسالہ مین ہو چکی ہے اسلئے ضرور نہین کہ یہان بہی ان کے جوابات لکہے جائین - اور جو جو تاویلات کہ اونہون نے اپنے الہام سے کی ہین اون کا جواب اون کے طور کی مطابق ہم انگریزی مقولہ سے دیتے ہین جو کہا گیا ہے کہ "شیطان بہی بائیبل ہی سے اپنے دعوی کا ثبوت پیش کیا کرتا ہے" - والسلام -

محمد حیدر اللہ خان دُرّانی نقشبندی مُجدّدی

مین نے متفرق مقامات اس کتاب لاجواب کے دیکہے جس سے یقین کرتا ہون کہ اہل انصاف جب اسکو دیکہینگے مذہب قادیانی اون کی نظرون مین بالکل بے وقعت ہو جائیگا - حق تعالی اس کے مُصنّف ادام اللہ فیوضہ کو جزاے خیر دارین مین عطا فرمائے - آمین -

حضور پرنور ہز ہائینس نظام الملک آصف جاہ بہادر والی ریاست حیدرآباد دکن

تمّت

کتبہ محمد محسن عفی عنہ مقیم بہیرہ

۱۷ - ۳ - ۱۹۰۱ء

صحت نامہ کتاب درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱	والسلام	وسلم
〃	۲	فترتی	فطرتی
〃	۱۰	تقابلہ	مقابلہ
۲	۱۰	بنسی	عنسی
۴	۴	فرشتوں	وشئون
۶	۲۱	وجود سے ان کے	وجود سے تنابا ان کے
۷	۱۴	میرے دوڑتے	میرے دوڑنے
۱۰	۱۳	محاء	ایحاء
۱۱	۱۵	فقیر	نقیر
〃	۱۹	یکدیگر	دیگر
۱۲	۱۰	لسان صلے اللہ	لسان نبی صلی اللہ
〃	۱۵	الدولۃ	الادلۃ
۱۳	۱۲	صحابہ ہے	صحابہ ہے۔
۱۴	۱	ان ائمہ عین الشریعت	ان ائمہ کراوسی عین الشریعت
〃	〃	ابوحنیفۃ	ابا حنیفۃ
〃	۹	لبی	لمبی
〃	۱۷	کہ آخر	کہ سب سے آخر
۱۶	۴	کشفیہ	قطعیہ
۱۷	۳	صنہ ۲۰	صنہ ۲۶
۱۹	۲	عنہ ۱۰۱	صنہ ۱۰
〃	۵-۶ ۱۰-۶	ایماء	ایحاء
〃	۱۶	جلالت	جلالیت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۲۰	لازم ہے	[illegible]
۲۰	۸	کیونکہ کریم	کیونکہ خود خداوند کریم
۲۱	۲۰	طرف بھی	طرف ہی
۲۲	۴	دعن	عن
〃	۸	سہیل	سہل
۲۳	۱۳	کان الامام	فلان الامام
۲۴	۱۰	ایما	ایحاء
۲۸	۱۸	بقول قادیانی	بقول بٹالوی
۲۹	۷	یہہ شعر ہے	یہہ شعر یعنی ہے
۳۱	۲۱	کونچہ خلق سے	کے پنجہ سے خلق اللہ کو
۳۲	۵	ہندو فرنگ ہین تو	ہندو فرنگ ہین [illegible]
۳۳	۱	الہاٹ	الہامات
۳۴	۲۱	پس پہر	پس
۳۸	۱۳	صفحات ایک	صفحات مین ایک
۴۶	۱۸	لکن الاخر	لکن آخر
۶۰	۸	ربطے دارو ربطے دارد	ربطے دارد
〃	۱۰	انداز	انذار
۶۱	۵	مراد عیسی	مراد موت عیسی
〃	۱۱	مصران	ممترآن
۶۳	۱۱	انی وعیسی	انا وعیسی
〃	۱۵	قبر الرابع	قبرہ الرابع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۳	۸	ذبیا تب	وبیا تب
۶۷	۳	صحابی	صحابیؓ
۶۳	۱	حسرحمت	[illegible]
۶۳	۵	[illegible]	[illegible]
۶۵	۸	[illegible]	[illegible]
۶۵	۴	حسرمیت	حدیث قوی
〃	۱۵	ثی	فی
۸۸	۱۹	بالعیم	بالعلم
۹۱	۹	تجسد	جبّار
۹۲	۳	تحمیلی	تحلّل
〃	۱۶	تسحیق	لسحق
۹۶	۹	صورت مرتبی	صورت ہبی
۱۰۰	۱۵	[illegible]	[illegible]
۱۰۱	۱۰	یقول	یقوّم
۱۱۳	۱۹	ثم یرید اللہ [illegible]	[illegible]
۱۲۳	۱۶	محکم	محکمہ
۱۲۴	۴	دس میں جو	اس میں ہے جو
۱۲۵	۱	اوراس	اوراسی
۱۲۶	۸	لعنۃ	لعنتہ
〃	۱۱	الاسرار	الاسراء
〃	۱۴	منہا	سنہا
۱۲۹	۱۱	کہ سواطن	کہ کہاں سوطن
۱۳۰	۹	کشتی	کشتی
۱۳۵	۱۷	قول اختبار ہیں	قول اتحاد ہیں
۱۴۷	۱۵	ابن فرم	ابن حزم
۱۴۸	۲۰	ہیں کہ	ہیں ہے کہ
۱۵۲	۶	اوراصل اس کے	اورقیل اسکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۲	۱۹	ولاسی حنیفۃ	ولا من بنی حنیفۃ
۱۵۵	۱۶	الی نبی الاورد	الی بنی الاورد
۱۵۰	۵	تبیل ملی نخۃ ہذا الناؤ بیں قولہ تعالیٰ وما یغنی [illegible]	〃
۱۶۴	۱۴	سوکدارث	[illegible]
۱۸۶	۲	مرویہ	مرویہ
〃	〃	شرح زالنۃ	شرح السنۃ
〃	۱۴	ولاجل	ولاجل ذلک
〃	〃	القیار	الانبیاء
۱۹۰	۸	تمرکے ساتھ	[illegible]
۱۹۱	۱۳	ایک سوبرس	ایک سوبیس برس
۱۹۳	۱۳	[illegible]	[illegible]
۱۹۹	۱۰	آمام بخاری	امام بخاری
۲۳۱	۲	ودحی وقبیم	کیا وہ حی وقبیم
〃	۱۹	کئی ایک	کسی ایک
۲۴۲	۱۷	[illegible]	[illegible]
۲۴۳	۱۸	کہ اسوقت	اور ظاہر ہے کہ اسوقت
۲۴۴	۹	دعاوی	داعی
〃	۱۴	جوگہسا	[illegible] گہسا
۲۴۷	۱۳	اذا فقد	اذا نفد
۲۵۲	۷	بعلم اوس کو	بعلم وبالی اوس کو
۲۵۴	۲۲	النفس	ہمت النفس [illegible]
۲۷۶	۱	ہدایت کی ہدایت	ہدایت ہی ہدایت
〃	۱۱	بروزکیا	ردکیا
۲۸۰	۱۶	متفقدا ہیں	مقتدا ہیں
۲۹۶	۱۱		